انسائیکلو پیڈیا تاریخِ عالم

جلد دوم

تاریخِ عمومی

[illegible]

[illegible]

کتب خانہ [illegible] اسلامیہ دہلی

تالیف
ولیم ایل لینگر

ترجمہ و تہذیب
غلام رسول مہر

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرنٹرز و پبلشرز لاہور

AN ENCYCLOPEDIA OF WORLD HISTORY

By William L. Langer

This is an authorized special edition of AN ENCYCLOPEDIA OF WORLD HISTORY, compiled and edited by William L. Langer, revised edition, copyright, 1940, 1948 and 1952, by Houghton Mifflin Company, published by Houghton Mifflin Company, Boston, U.S.A.

انسائیکلو پیڈیا تاریخِ عالم

جلدِ دوم [illegible]

(تاریخِ عمومی)

(ابتدا سے اٹھارھویں صدی عیسوی کے آخر تک
جس میں انقلابِ فرانس اور عہدِ نپولین بھی شامل ہے)

ناشران

شیخ غلام علی اینڈ سنز

پرنٹرز - پبلشرز - بُک سیلرز

کشمیری بازار لاہور — اُردو بازار لاہور — بندر روڈ کراچی

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۲۳۶

تالیف -------- ولیم ایل لینگر

ترجمہ و تہذیب --- غلام رسول مہر

طابع ---------- شیخ نیاز احمد

مطبع -------- علمی پرنٹنگ پریس ، لاہور

ناشر ---------- شیخ غلام علی اینڈ سنز
پرنٹرز ، پبلشرز ، بک سیلرز
لاہور

اشاعت اول ----- ۲۱۰۰ - ۱۹۵۹ء

به اشتراک
مکتبۂ فرینکلن ، لاہور - نیویارک

شجرہ ہائے نسب

فہرست نقشہ جات

فہرست مضامین

تمہید

عہدِ قدیم

قرونِ وسطیٰ

ابتدائی دور :

درمیانی دور :

آخری دور :

عہد جدید

ابتدائی دور :

درمیانی دور :

انقلاب فرانس اور عہد نپولین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

انسائیکلوپیڈیا آف ورلڈ ہسٹری کی یہ دوسری جلد ہے، جو خوانندگان کرام کے ملاحظے میں پیش ہو رہی ہے - یہ طویل تمہیدی گزارشات کی محتاج نہیں، اس لیے کہ جس گرانقدر کتاب کا یہ ایک حصہ ہے، اس کے متعلق تمام ضروری تفصیلات جلد اول کے مقدمے میں پیش کی جا چکی ہیں۔ جلد اول یعنی تاریخ اسلام کی ترتیب و تہذیب سے فارغ ہوتے ہی ضرورت محسوس ہوئی کہ تاریخ عمومی عالم کو بھی اسی حجم کی دو جلدوں میں مرتب کر دینا مناسب ہوگا۔ مقصود یہ تھا کہ پوری کتاب کا ترجمہ کرنے کے بجائے صرف وہ تاریخی وقائع احسن طریق پر ترتیب دے دیے جائیں، جو دنیا کی تاریخ میں کسی نہ کسی وجہ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں اور جن کا علم پڑھے لکھے آدمی کو ضرور ہونا چاہیے۔ چنانچہ اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر میں نے آغاز سے عہد نپولین کے اختتام تک یہ مرقع مرتب کر دیا ہے۔ اس کی تیسری اور آخری جلد بھی مکمل ہو چکی ہے، جو انیسویں صدی سے آخر تک کے وقائع پر مشتمل ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے - اسی کے فضل و رحمت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا -

میں نے اس جلد کی ترتیب میں تمام اہم واقعات لے لیے ہیں اور کسی بھی قابل ذکر ملک کا کوئی ضروری سانحہ حتی الامکان نظر انداز نہیں کیا - ظاہر ہے کہ تاریخ عالم میں ہر ملک کے تمام واقعات فراہم کر دینا ممکن نہیں - صرف بڑے بڑے اور اہم واقعات ہی لیے جائیں گے ، لیکن اختصار کے باوجود کہا جا سکتا ہے کہ یہ مرقع تاریخ عالم سے عمومی آگاہی کے لیے بالکل کفایت کرتا ہے ، البتہ مختلف ممالک کی سرگزشتوں کا تفصیلی مطالعہ ان ممالک کی تاریخوں سے رجوع کا متقاضی ہے -

پھر میں نے اس جلد کو محض وقائع کی کھتونی نہیں بنایا ، بلکہ یہ امر بطور خاص پیش نظر رکھا کہ عالم انسانیت کی اجتماعی ، تمدنی ، علمی ، فنّی اور سیاسی ترقیات کا زیادہ سے زیادہ جامع نقشہ خوانندگان کرام کے سامنے آجائے ، اس لیے کہ تاریخ عالم کے مطالعے سے اصل مقصود یہی ہے -

علاوہ بریں میں نے ضروری مطالب کے ساتھ ساتھ ان کی تشریح ایسے انداز میں کر دی ہے کہ اُردو خواں اصحاب کو انہیں ذہن نشین کر لینے میں کوئی دقت پیش نہ آئے - ہر ملک کے وقائع میں اہل ملک کی خاص اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں - اگر ان کے اُردو ترجمے پر قناعت کر لی جاتی ، تو اندیشہ تھا کہ ان اصطلاحات کا حقیقی مدعا بہ آسانی ہر شخص کی سمجھ میں نہ آئے گا ، لہٰذا میں نے یا تو متن میں ہر اصطلاح کی عام فہم توضیح کر دی ہے یا حاشیے میں اسے کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ کوئی پیچیدگی اور اُلجھن باقی نہ رہے -

یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کو اجنبی ناموں کی کثرت سے گراں بار بنانا میرے نزدیک مناسب نہ تھا ۔ میں نے اشخاص و مقامات کے صرف وہی نام درج کیے جن کا جاننا وقائع کی طرح ضروری تھا ۔ باقی نام حذف کر دیے اور تمام اجنبی ناموں کو حاشیے میں بہ حروف انگریزی بھی لکھ دیا ، تاکہ تلفظ میں غلطی یا شبہ کا کوئی امکان باقی نہ رہے ۔ بعض اشخاص و مقامات کے نام فارسی ، عربی یا اردو میں کچھ اور ہیں ۔ انگریزی نام ، جو یونانیوں کے اختیار کردہ ناموں پر مبنی ہیں ، کچھ اور ہیں ۔ میں نے انگریزی ، یونانی یا لاطینی ناموں کے علاوہ فارسی و عربی نام بھی درج کر دیے ہیں ۔ اس طرح اردو خواں اصحاب کو زیادہ متعارف ناموں سے بھی آگاہی ہوتی جائے گی ۔

مختلف حکمران خاندانوں کے سلسلے بہ سہولت ذہن نشین نہ ہوسکتے تھے ۔ میں نے ضروری خاندانوں کے سترہ شجرہ ہائے نسب مناسب مقامات پر دے دیے ہیں ۔ یورپ میں تاج و تخت کے لیے بعض جنگیں ہوئیں ، ان کے سلسلے میں مختلف دعوے داروں کے حقوق کا معاملہ خاصا پیچیدہ تھا ۔ میں نے شجرہ ہائے نسب کے ذریعے سے اس معاملے کو بھی بہ خوبی سلجھانے کی کوشش کی ہے ۔ کتاب متعدد نقشوں سے بھی مزین ہے ۔ یہ نقشے مطالعے کے دوران میں خاص سہولت کا باعث ہوں گے ۔

اس امر کا بھی پورا خیال رکھا ہے کہ مختلف انسانی گروہوں، جماعتوں اور قوموں نے بنیادی انسانی حقوق یا آزادی کے لیے جو جد و جہد کی ، اس کا ہر پہلو واضح ہوتا جائے ، اس لیے کہ تاریخ اس کے بغیر قوموں کے لیے بیداری اور سرگرمیِ عمل کا پیغام نہیں بن سکتی ۔ تاریخ کا مطالعہ اسی لیے ضروری ہے کہ بہ عوام

میں صحیح انسانی زندگی کا احساس اور شعور پیدا کرے۔ ان کے سینوں میں حرارت و حمیت کے چراغ روشن کر دے اور انھیں مفید تعمیری جد و جہد کی راہ پر لگائے۔

مسلم ٹاؤن۔ لاہور
۳ دسمبر ۱۹۵۸ء

مہر

تمہید

تاریخ اور اُس کے مبادی

تاریخ کیا ہے؟ تاریخ وسیع معنی میں انسان کی سرگزشت اور اس کے کارناموں کا مرقع ہے ۔ اس کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے ، جب انسان نے حیوانیت کی منزل ختم کر کے انسانیت کے دائرے میں قدم رکھا تھا ۔ اس مرقعے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

۱۔ تاریخ — جو تحریری دستاویزوں کی بنا پر تیار ہوئی اس میں انسان کی گزشتہ پانچ ہزار سال کی سرگرمیاں بیان ہوئی ہیں ۔

۲۔ تاریخ سے پیشتر کا دور — یہ عموماً آثار قدیمہ کی پیش کردہ شہادتوں پر مبنی ہے اور اس میں وہ پورا زمانہ آ جاتا ہے ، جو شاید دس لاکھ سال سے بھی زیادہ مدت پر حاوی ہے ۔

تاریخ سے پیشتر کے دور کی اہمیت محض اس کے لمبا ہونے ہی کی وجہ سے نہیں ، اس لیے بھی ہے کہ یہی زمانہ ہے جس میں انسان نے بڑے بڑے انکشافات کے لیے اپنے آپ کو ماحول کے مطابق بنایا اور اجتماعی زندگی شروع کی ۔ لہٰذا اس دور کی مختصر سی کیفیت پیش کر دینا حد درجہ ضروری ہے اور اسے تاریخ انسانیت کی تمہید سمجھنا چاہیے ۔

آثارِ قدیمہ کی کیفیت تاریخ سے پیشتر کے دور کے لیے آثار قدیمہ جو شہادتیں مہیا کرتے ھیں ان کی سرسری کیفیت یہ ھے -

۱- وہ باقیات جو پہلے لوگ چھوڑ گئے - مثلاً مختلف قسم کے اوزار یا استعمال کی چیزیں جو پرانے مقامات کی کھدائی سے یا مختلف مدفنوں سے ھمارے ھاتھ آئیں -

۲- ابتدائی دور کے انسانوں کی دوسری سرگرمیوں کے آثار جو باقی رہ گئے، مثلاً عمارتیں ، چٹانوں کے کتبات یا چٹانوں پر تصویر کشی -

۳- ان لوگوں کے جسموں کے ڈھانچے -

ان چیزوں سے ابتدائی دور کے لوگوں کے مادی اور معاشرتی حالات بخوبی معلوم ھو جاتے ھیں ، البتہ مجلسی ، ذھنی اور مذھبی زندگی کے متعلق بہت کم معلومات حاصل ھوتی ھیں - زبانوں کے متعلق کچھ بھی پتا نہیں چلتا ، البتہ اگر موجودہ زمانے کی اقوام کی مادی ثقافت ، زبان یا دوسرے مادی نمونوں کا تقابلی مطالعہ احتیاط سے کیا جائے تو ھم اپنی سابقہ معلومات میں ایک حد تک توسیع کا بندوبست کر سکتے ھیں -

اشتباہ یہ واضح ھو جانا چاھیے کہ ھر مقام پر تاریخ سے پیشتر کا دور ایک وقت میں ختم نہیں ھوا - بعض حصوں میں یہ بہت پہلے ختم ھو گیا ، بعض میں بہت دیر کے بعد اس کا اختتام ھوا - روائتی تاریخ عموماً مذکورہ بالا دونوں حصوں (تاریخ اور تاریخ سے پیشتر کا دور) کے درمیانی حالات پر مشتمل ھوتی ھے اور اس کا رشتہ بعض اوقات بہ آسانی آثار قدیمہ کی شہادتوں سے ملایا جا سکتا ھے -

تاریخ سے پیشتر کے دور میں سنین کا معاملہ سراسر تخمینے اور اندازے پر مبنی ھوتا ھے اور اس اندازے کو تاریخ کی طرح بنیادی

نشان کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔

انسانی ابتداء کا وقت اور مقام یہ امر ابھی تک طے نہیں ہوا کہ انسان کی ابتداء کب ہوئی ۔ ماہرین ارضیات نے زمین کی ساخت کے تین درجے قرار دیے ہیں : ابتدائی درجہ ، درمیانی درجہ اور آخری درجہ ۔ خیال یہ ہے کہ درمیانی درجے کی ترتیب تک انسانوں اور بندروں کے آبا و اجداد ایک دوسرے سے الگ الگ پھر رہے تھے ، پھر انسان نے آخری درجے کی ترتیب میں صحیح انسانی خصائص حاصل کر لیے ۔ جس پہلے ڈھانچے کو صحیح انسانی ڈھانچا مانا گیا ہے ، اس کا تعلق زمین کی ساخت کے آخری دور کے ابتدائی یا درمیانی حصے سے ہے ۔

جس طرح انسان کی ابتداء کا وقت اب تک طے نہیں ہو سکا ، اسی طرح یہ بھی طے نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے انسان کہاں وجود پذیر ہوا ۔ پرانا نظریہ یہ ہے کہ وسط ایشیا کو انسان کا گہوارہ ہونے کا شرف حاصل ہے ، لیکن یہ نظریہ غلط مقدمات پر مبنی تھا اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا ۔ اب یہ مانا جاتا ہے کہ دوسرے انسان نما گروہوں سے انسان کی علیحدگی پہلے پہل اس حصے میں ہوئی ، جسے آج کل مغربی یورپ ، افریقہ کا نصف شمالی حصہ اور جنوبی ایشیا کہا جاتا ہے ۔ ترجیح افریقہ اور ایشیا کو حاصل ہے ۔

ثقافتی دور انسانی ثقافت کا قدیم ترین نشان پتھر کے اوزار ہیں ، جو پتھروں کو رگڑ رگڑ کر بنائے گئے تھے ۔ بعد میں ان پر پالش ہوتا رہا ، پھر برنجی اور آہنی اوزار استعمال میں آ گئے ۔ ان حقیقتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخ سے پیشتر کے دور کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ، جن کی اجمالی کیفیت یہ ہے :

۱۔ قدیم سنگی دور [۱] — اس میں پتھر کے اوزار چھیل کر یا رگڑ

۱- Palaeolithic Age -

کر بنائے جاتے تھے -

۲- درمیانی سنگی دور ۱ — اسے عبوری دور قرار دینا چاھیے -

۳- نیا سنگی دور ۲ — اس میں پتھر کے اوزار پالش کیے جاتے تھے -

۴- سنگی و برنجی دور ۳ — اس دور میں برنجی اوزار کے استعمال کا آغاز ھوا -

۵- برنجی دور ۴ — اس میں تانبے اور پیتل کے اوزار عام طور پر استعمال ھونے لگے -

۶- آھنی دور ۵ — اس میں لوھے کے اوزار کا استعمال شروع ھوا -

واضح رھے کہ یہ نام ثقافت کے مختلف درجوں کی حد بندی کے لیے تو بڑے اچھے ھیں ، لیکن اگر ان کی بنا پر زمانوں کا فیصلہ کیا جائے گا تو یہ سخت غلطی ھوگی ، اس لیے کہ دنیا کے تمام حصوں میں دوروں کے زمانے باھم دیگر مختلف ھیں اور ھم تمام مقامات کے لیے ایک پیمانہ استعمال نہیں کر سکتے - مثلاً ھنگری میں یا کم از کم اس کے ایک حصے میں برنجی دور کے آغاز و انجام کا فیصلہ آسان ھے ، لیکن عراق میں یہ دور مغربی یورپ سے ایک ھزار یا پندرہ سو سال پہلے شروع ھوا - ایشائے کوچک میں آھنی دور سائبیریا سے ایک ھزار یا دو ھزار سال پہلے شروع ھو گیا تھا - جاپان میں حقیقی برنجی دور شروع ھی نہ ھوا اور آسٹریلیا میں اس کا کوئی بھی نشان نہیں پایا جاتا -

---

۱- Mesolithic -

۲- Neolithic -

۳- Chalcolithic -

۴- Bronze -

۵- Iron -

نے کا اندازہ

بعض حالتوں میں زمانے کے متعلق اندازے کے
کچھ طریقے اہل علم نے تجویز کیے ہیں ،
سے یہ تو پتا چل سکتا ہے کہ فلاں چیز کا تعلق کس دور
کس وقت سے ہو سکتا ہے ، لیکن صحیح اور قطعی تاریخ
مشکل ہے ۔ ان میں سے بعض طریقوں کی کیفیت یہاں بیان
ماتی ہے ۔

۱۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ علم طبقات۱ کا پیمانہ استعمال کیا جائے ، یعنی جب کسی مقام پر کھدائی ہو تو جو چیز زمین کے جس طبقے یا تہہ میں ملے اس کا زمانہ ان چیزوں سے پہلے یا پیچھے ہوگا ، جو اس سے اوپر یا نیچے ملیں گی ۔

۲۔ دوسرا پیمانہ وہ ہے جسے نمونوں کا پیمانہ کہنا چاہیے ۔ (علم الانموذج)۲ مثلاً کسی ایک جگہ کی کھدائی میں ایسی چیزیں دستیاب ہوئیں جن سے ملتی جلتی چیزیں کسی دوسری جگہ دستیاب ہو چکی تھیں ۔ پس اگر ان میں سے ایک کے زمانے کا اندازہ کیا جا چکا ہے تو دوسری کو بھی اس کے قریبی دور ہی کی چیز سمجھنا چاہیے ۔

۳۔ تیسرا پیمانہ علم الارض۳ کا ہے — یعنی جو چیز زمین کی جس سطح میں ملی ہے اس کے عہد کا اندازہ علم الارض کی بنا پر کر لیا جائے ۔ اس سے اصل چیز کے عہد کا بھی اندازہ ہو جائے گا ۔

۴۔ چوتھا پیمانہ ان جانورں کا ہے جو معدوم ہو چکے یا ابھی

۱- Stratigraphy - ۲- Typology - ۳- Geology -

تک باقی ھیں ۔ مثلاً جہاں کہیں انسانی ڈھانچے ملیں تو دیکھا جائے کہ ان کے ساتھ یا آس پاس جانوروں کے ڈھانچوں کے بھی کچھ نمونے ملتے ھیں ۔ ایک کے اندازے سے دوسرے کا اندازہ کر لینا مشکل نہیں[۱] ۔

۵۔ قدیم نباتات کا نمونہ—قدیم زمانے کے جانوروں کے ڈھانچے کی طرح ایک پیمانہ قدیم نباتات کا بھی ھے ، یعنی انسانی ڈھانچوں کے آس پاس قدیم نباتات کے نمونے تلاش کیے جائیں ۔ ان سے اندازہ ھو سکے گا کہ انسانی ڈھانچے کس زمانے کے ھیں[۲] ۔

۶۔ آب و ھوا کی شہادت[۳]—جب کسی خطے کے متعلق آب و ھوا کے بڑے بڑے تغیرات کا ریکارڈ تیار کر لیا جاتا ھے تو اسے سامنے رکھ کر انسانی ڈھانچوں کے عہد کے متعلق بھی بہ آسانی اندازہ ھو سکتا ھے، یعنی یہ کہ جس زمانے کے یہ ڈھانچے ھیں اس وقت موسم خشک تھا یا تر گرم تھا یا سرد ۔

تاھم جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ھے ، اس طرح صرف تخمینہ اور اندازہ کیا جا سکتا ھے، وقت کا یقینی فیصلہ ممکن نہیں ۔

۱- Palaeontology -
۲- Palaeobotany -
۳- Climatic Evidence -

قدیم سنگی دور

اس دور کی اہمیت

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان نے زمین کی پشت پر جو مدت بسر کی، اس کا ننانوے فی صدی حصہ قدیم سنگی دور سے تعلق رکھتا ھے۔ باقی تمام دور صرف ایک فی صد میں آ جاتے ھیں۔ ماھرین کا اندازہ یہ ھے کہ زمین پر انسان کا وجود کم و بیش دس لاکھ سال سے ھے اور قدیم سنگی دور ابتداء سے آٹھ ہزار سال قبل مسیح تک چھایا ہوا ھے۔ اس کے متعلق ہماری معلومات اوزاروں، جانوروں اور انسانوں کے ڈھانچوں یا غاروں وغیرہ سے حاصل کی گئیں یا ایسے مقامات سے جہاں انسانوں کے رہنے کے نشانات پائے گئے۔ بہ حیثیت عمومی ہم کہ سکتے ھیں کہ قدیم سنگی دور کا انسان آگ کے استعمال سے واقف تھا۔ شکار پر اس کا گزارا تھا یا وہ نباتی غذا ادھر ادھر سے اکٹھی کر کے رکھ لیتا تھا، جس طرح آسٹریلیا کے قدیم باشندے یا جنوبی افریقہ کے پرانے لوگ اب تک کرتے ھیں۔ کھیتی باڑی اسے نہ آتی تھی اور جانور پالنے کا بھی کوئی نشان نہیں ملتا۔ ممکن ھے مختلف لوگ کتے پالتے ھوں۔ دھوپ، ہوا، سردی اور بارش سے بچنے کے لیے یا تو درختوں کی شاخوں سے معمولی جھونپڑیاں بنا لی جاتی تھیں یا غاروں میں پناہ لے لی جاتی تھی۔

اس زمانے میں سوتی پارچوں کا کوئی نشان نہیں ملتا ۔ جانوروں کے چمڑے تن پوشی کے لیے استعمال کیے جاتے تھے ۔ ضرورت کے اوزار پتھر یا ھڈی یا لکڑی سے بنائے جاتے تھے ۔ نہ دھات استعمال کی جاتی تھی نہ مٹی ۔ ھمیں اس عہد کے انسان کی مجلسی زندگی یا جماعتی تنظیمات یا مذھب اور دماغی مشغولیت کے متعلق بھی کچھ معلوم نہیں ، البتہ کہیں کہیں غاروں میں تصویریں بنائی ہوئی ملتی ھیں، جن کا تعلق قدیم سنگی زمانے کے متاخر دوروں سے ھے ۔ ان سے پتا چلتا ھے کہ وہ لوگ جادو اور ٹونے ٹوٹکے پر اعتقاد رکھتے تھے اور موت کے بعد کسی نہ کسی قسم کی زندگی کا بھی ان میں عقیدہ موجود تھا ۔ ھم یہ بھی سمجھ سکتے ھیں کہ بعد کے انسانوں میں جو عقیدے پائے گئے، وہ کسی نہ کسی شکل میں پہلے بھی موجود تھے یا تاریخی دور میں ھمارے اسلاف کے عقیدوں کے متعلق جو کچھ ملتا ھے اس کی بنیادوں کی تلاش کی جائے گی تو ھم قدیم سنگی دور میں پہنچ جائیں گے ۔

ھم پہلے بھی بتا چکے ھیں ، پھر یاد دلاتے ھیں کہ مختلف براعظموں اور ملکوں میں ان ادوار کے اوقات یکساں نہیں رھے ۔ کہیں یہ پہلے شروع ھو گئے کہیں بہت دیر تک ان کا سراغ نہیں ملتا ۔

قدیم سنگی عہد کے دور

قدیم سنگی عہد میں انسان کے نشو و ارتقاء کی نسبت عام خیال یہ ھے کہ یہ اس وقت سے جاری ھے ۔ جب زمین کی سرگزشت میں جدید ترین سطح کی ساخت شروع ہوئی ، گویا اس بارے میں وقت کا فیصلہ علم الارض کی بنا پر ھو سکتا ھے ۔ زمین کی جدید ترین سطح کی ساخت کا زمانہ نباتات کی بنا پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ھے ۔ یعنی ابتدائی دور، درمیانی دور اور بالائی دور ۔

ایلپس کے علاقے میں برفستانوں سے جو چیزیں ملیں ، ان کی بنا پر اس دور کو چار حصوں میں بانٹا گیا ہے ۔

سمجھا جاتا ہے کہ انسان ابتدائی دور ہی میں اوزار بنانے لگا تھا ، لیکن بعض اہل علم کو اس سے اختلاف ہے ، البتہ درمیانی دور کے متعلق زیادہ تر اہل علم متفق ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی زمانے میں دستی کلہاڑی یا اس سے ملتی جلتی صنعتوں کا آغاز ہو گیا تھا ۔

ان دوروں کے بارے میں سنین کی بنا پر کچھ کہنا ممکن نہیں ، لیکن ہم جانتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پرانے جو اوزار ملے وہ یقینی طور پر دس لاکھ سال کے ہونگے اور کم از کم یورپ میں قدیم سنگی دور آٹھ ہزار سال قبل مسیح تک جاری رہا ۔

بعد کا دَور

ایشیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے قدیم سنگی دور تقریباً آٹھ ہزار سال ق م تک آتا ہے، لیکن ہمیں آٹھ ہزار سال کے پورے حالات کا تفصیلی علم نہیں، سرسری کیفیت ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱۔ عراق — عراق کے مختلف مقامات پر جو کھدائیاں ہوئیں ان سے واضح ہو گیا کہ سر زمین دجلہ و فرات میں نیا سنگی عہد اور سنگی و برنجی عہد حضرت مسیح علیہ السلام سے چار ہزار سال قبل شروع ہو چکا تھا۔ یہ چار ہزار سال کی مدت اہل علم نے چار دوروں میں تقسیم کی ہے۔ پہلا دور آٹھ سو سال کا، دوسرا دو سو سال کا، تیسرا اس سے چھوٹا ہے۔ چوتھے دور کا آغاز خاندانی حکومتوں سے ہوتا ہے اور اس کا تحریری ریکارڈ موجود ہے۔

۲۔ فلسطین و شام — یہاں قدیم سنگی دور کا آخری حصہ پانچ ہزار سال ق م تک جاری رہا، پھر نیا سنگی دور شروع ہوا اور تین ہزار سے دو ہزار سال تک برنجی دور رہا۔

۳۔ عرب — عرب کے سلسلے میں ایک ہزار سال ق م سے پیشتر کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

۴۔ ایشیائے کوچک — ایشیائے کوچک میں سنگی و برنجی دور

تین هزار سال ق م سے شروع ہو چکا تھا ۔ ابتدائی برنجی دور کا آغاز دو هزار تین سو سال ق م سے ہوا ۔ ۱۹۰۰ ق م میں ھٹی سلطنت کی بنیاد پڑی اور تاریخی ریکارڈ مہیا ہو گیا ۔

۵- ایران اور روسی ترکستان—اس حصے میں چار هزار سال ق م میں اعلیٰ درجے کی سنگی و برنجی ثقافت شروع ہو چکی تھی اور مٹی کے نہایت عمدہ منقش برتن بننے لگے تھے ۔ تین هزار سال ق م میں برنجی ثقافت کمال پر پہنچی ۔ دو هزار سال ق م میں یہ لوگ اپنے مُردوں کو پتھروں کی قبروں میں دفن کرنے لگے ۔

۶- پاک و ہند—پاک و ہند میں ایسے اوزار ملے ہیں جن سے درمیانی سنگی اور نئے سنگی دوروں کی ثقافت کے ثبوت ملتے ہیں ۔ حضرت مسیح سے تین هزار سال قبل دریائے سندھ کی ثقافت نمودار ہوئی ۔ موهن‌جودڑو اور هڑپا کی تہذیب عراق و مصر کی تہذیب سے پہلو مارتی تھی ۔ پاک و ہند میں تہذیب کا آغاز کوئی بارہ سو سال ق م میں ہوا ، لیکن پانچ سو سال ق م سے پیشتر کے کوئی آثار نہیں ملتے ۔

۷- سائبیریا اور منچوریا—یہ علاقے براعظم کے حاشیے پر واقع تھے ۔ یہاں درمیانی سنگی اور نیا سنگی دور دیر تک قائم رہا ۔ برنجی دور کے نشان صرف کہیں کہیں ملے ہیں ۔ سائبیریا کے بہت سے حصوں میں لوہا خاصی دیر بعد پہنچا ۔

۸- وسطی ایشیا اور چین—منگولیا میں درمیانی اور نئے سنگی دور کی ثقافت موجود تھی ، لیکن آثار قدیمہ سے ابھی

تک کچھ نہیں ملا - چین میں نئے سنگی دور کے اوزار ملتے ھیں ، مگر اُن کے زمانے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا - دو ھزار سال ق م تک ھونان اور چین کے دوسرے شمالی صوبوں میں مٹی کے منقش برتن بنتے تھے ، دھات کی کوئی چیز ابھی تک نہیں ملی - چودہ سو سال ق م میں برنجی ثقافت عروج پر تھی - جاپان میں دو سو سال ق م سے پیشتر نیا سنگی دور پایا جاتا ھے -

۹- جنوبی ایشیا—ھند چینی میں تاریخ سے پیشتر کی بعض ثقافتوں کے نمونے ملتے ھیں -

یورپ

یورپ میں قدیم سنگی دور کے خاتمے پر آب و ھوا بدلتی رھی ، جس نے ثقافت میں تبدیلیاں پیدا کیں اور نئے علاقے آباد ھوئے - ایشیا اور افریقہ سے بھی ثقافتی اثرات یورپ پہنچے - اس وجہ سے نئی قومیں اور نئی ثقافتیں وجود میں آئیں -

آب و ھوا اور موسموں کی تبدیلی کا ریکارڈ آٹھ ھزار تین سو سال ق م سے شروع ھوتا ھے - اس کے بعد پانچ مختلف دور آئے جن کا سلسلہ سات سو سال ق م تک جاری رھا -

بیرُونی اثرات

بیرونی اثرات پہنچنے کے کئی ذریعے تھے مثلاً -

۱- مغربی ایشیا سے براہ روس ، وسطی یورپ ، بعد ازاں مغربی یورپ -

۲- ایشیائے کوچک سے اول بحیرہ ایجہ کے راستے یونان ، دوم تھریس کے راستے وسطی یورپ -

۳- مشرق قریب سے بحیرہ ایجہ ھوتے ھوئے مغربی بحیرہ روم -

۴۔ شمالی افریقہ سے پہلے ہسپانیہ پھر مغربی یورپ۔
مختلف عہدوں کی کیفیت یہ ہے:
۱۔ درمیانی سنگی دور—آٹھ ہزار سال ق م میں شروع ہوا اور کم و بیش چار ہزار سال جاری رہا۔
۲۔ نیا سنگی دور—۴۰۰۰ ق م—۳۰۰۰ ق م۔
۳۔ برنجی دور—۳۰۰۰ ق م—۱۰۰۰ ق م۔
۴۔ آہنی دور—۱۰۰۰ ق م۔

انسانی گروہوں کی نقل و حرکت

یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ مختلف ثقافتیں کس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچیں۔ آیا ان کا ذریعہ تجارت تھا یا ایک ثقافت کے لوگ گروہ در گروہ دوسری جگہ پہنچ گئے؟

ہم اتنا جانتے ہیں کہ درمیانی سنگی دور میں یورپ کے اندر جو لوگ رہتے تھے وہ قدیم سنگی دور کے ان لوگوں سے بہت ملتے جلتے تھے جو اس دور کے آخری زمانے میں رہے۔ ان کے سر لمبوترے تھے اور رنگ سفید۔ گول سروں والے لوگ درمیانی سنگی دور اور نئے سنگی دور میں مشرق کی طرف سے آئے یا افریقہ سے پرتگال و ہسپانیہ پہنچے۔ بعد کے زمانے میں تین گروہ مختلف حصوں میں جم کر بیٹھ گئے: جنوبی یورپ میں بحیرۂ روم کے لوگ، وسطی اور مغربی یورپ میں ایلپس کے لوگ، شمالی یورپ میں شمالی سمت کے لوگ۔

برنجی اور نئے سنگی دور میں انسانی گروہوں کی نقل و حرکت کے متعلق مزید شہادتیں ملتی ہیں۔ جنہوں نے ہندی یورپی زبانوں کو یورپ کے بڑے حصوں میں پھیلایا مثلاً:

۱۔ یونانی اور الیری زبان بولنے والے لوگ بلقان سے ہوتے ہوئے یونان پہنچے اور اطالوی بولنے والے اٹلی میں مقیم ہوئے۔

۲۔ سیلٹ زبان بولنے والے لوگ وسطی اور شمالی یورپ سے مغرب کی جانب متحرک ہوئے اور وہ فرانس اور جزائر برطانیہ تک چلے گئے۔ ان کے بعد ٹیوٹانی زبان بولنے والے ان کے نقش قدم پر چلے، پھر اس راستے کا کچھ حصہ سلاف زبان بولنے والوں نے بھی طے کیا۔

ثقافتوں کی علاقائی تقسیم

ثقافتوں کی علاقائی تقسیم کی کیفیت اختصاراً ذیل میں درج ہے:

۱۔ یونان اور بحیرۂ ایجہ—کریٹ میں نئی سنگی ثقافت کا آغاز چار ہزار سال ق م میں ہو چکا تھا۔ یہ ثقافت ایشیائے کوچک کی ثقافت سے متعلق تھی۔ پھر اعلیٰ برنجی تہذیب کا دور شروع ہو گیا، جسے تین بڑے حصوں میں بانٹا گیا ہے: ابتدائی، درمیانی اور متاخر۔ یہ تہذیب آس پاس کے دوسرے حصوں میں بھی پہنچی۔ خود یونان میں نئی سنگی تہذیب دو ہزار آٹھ سو سال ق م سے ذرا پہلے جاری ہوئی، پھر آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی۔

۲۔ روس—درمیانی سنگی دور کی ثقافت جنوبی روس میں تین ہزار سال ق م سے پیشتر موجود تھی، پھر اس کے بعد نئی سنگی تہذیب سروع ہوئی۔ برنجی تہذیب ویسی ہی تھی جس کے آثار شمالی ایران میں ملتے ہیں۔ اڑھائی ہزار سال ق م سے ڈیڑھ ہزار سال ق م تک نئی سنگی اور برنجی تہذیب کے نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔

۳۔ درمیانی سنگی دور کی تہذیب کے بعد ڈینیوب کے علاقے

میں کوئی دو ہزار سات سو ق م میں نئی سنگی تہذیب پہنچی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشرق اور جنوب کی طرف سے آئی تھی ۔ دو ہزار چار سو سال ق م سے اس کا دوسرا دور شروع ہوا ، پھر یہ تہذیب ایلپس کے علاقے سے ہوتی ہوئی مشرق جرمنی اور وادی رھائن میں پہنچی ۔ ۲۰۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک برنجی تہذیب رہی ۔ ۱۰۰۰ ق م سے آہنی دور شروع ہو گیا ۔

۴۔ اٹلی—اٹلی تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے دو حصوں میں بٹا ہوا ہے ۔ جنوبی اٹلی اور سسلی میں نئی سنگی تہذیب تین ہزار سال ق م میں شروع ہو چکی تھی ۔ سسلی مں سنگی و برنجی دور ۲۰۰۰ ق م—۱۵۰۰ ق م جاری رہا ، اس کے بعد برنجی دور شروع ہو گیا ۔ آہنی دور ۱۰۰۰ ق م—۶۰۰ ق م میں شروع ہوا ۔

۵۔ مغربی بحیرۂ روم کے جزیرے—نئے سنگی دور کی علامتیں مالٹا میں پائی جاتی ہیں ، جہاں اعلیٰ درجے کے مندر اور زمیں دوز عمارتیں بنیں ۔ سارڈینیا میں سنگی و برنجی دور ۲۰۰۰ ق م میں شروع ہو چکا تھا ۔

۶۔ ھسپانیہ—ھسپانیہ میں کئی ثقافتوں کے آثار ملتے ہیں ۔ شمال میں الگ ، شمال مغرب میں الگ اور مغرب میں الگ ۔ ان میں سے بعض ۳۰۰۰ ق م تک جاری رہیں ، پھر نیا سنگی دور شروع ہوا ۔ ۲۰۰۰ ق م برنجی دور آ گیا ۔ ۱۰۰۰ ق م میں آہنی دور شروع ہو چکا تھا ۔

۷۔ مغربی یورپ اور برطانیہ—مغربی یورپ میں درمیانی سنگی

دور کے اندر دو ثقافتیں پھیلی ہوئی تھیں ۲۵۰۰ ق م
میں نئی سنگی ثقافت شروع ہو چکی تھی۔ وسطی یورپ
اور رھائن کی طرف سے فرانس میں برنجی ثقافت پہنچی۔
برطانیہ میں نئی سنگی ثقافت قریباً اڑھائی ہزار سال
ق م یا اس سے کچھ دیر بعد شروع ہوئی۔ دو ہزار
سال ق م میں برنجی دور آگیا۔ حقیقی آہنی دور کے آثار
۴۰۰ ق م سے ملتے ہیں۔

۸۔ علاقہ بالٹک — درمیانی سنگی دور ۸۳۰۰ ق م — ۶۸۰۰
ق م میں شروع ہوا اور ۵۶۰۰ ق م تک ترقی
کرتا رہا۔ نئے سنگی دور کا آغاز ۲۵۰۰ ق م کے
آس پاس ہوا۔ برنجی دور ۱۵۰۰ ق م کے آس پاس
پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد آہنی دور آگیا۔

افریقہ

افریقہ کی کیفیت یہ ہے:

۱۔ مصر — مصر میں نیا سنگی دور قریباً ۴۰۰۰ ق م میں
شروع ہو چکا تھا اور ۳۰۰۰ ق م میں ختم ہوا۔
اس وقت سے شاہی خاندانوں کی حکومت کا آغاز
ہو گیا اور اسے عام اصطلاح کے مطابق تاریخی دور
سمجھنا چاہیے۔

۲۔ شمالی و مغربی افریقہ — درمیانی سنگی ثقافت کے آغاز کی
صحیح تاریخیں معلوم نہیں ہو سکیں۔ نئی سنگی ثقافت
کے اثرات آہستہ آہستہ ٹیونس، الجزائر، مراکش
اور صحرائے اعظم کے جنوبی علاقے سے ہوتے ہو
جا بجا پھیلے۔ برنجی دور مختلف حصوں میں بہت ب
پہنچا اور سنگی دور اس وقت تک بالکل ختم نہ ہ

جب تک فونیقیوں نے حضرت مسیح سے سات آٹھ سو سال قبل لوہے کا استعمال عام نہ کر دیا ۔

۳۔ مشرقی افریقہ — مشرقی افریقہ میں ابتدائی سنگی دور کے اختتام پر دو ثقافتیں نمودار ہوئیں ، لیکن ان کی صحیح تاریخ بتانا مشکل ہے ۔ اس کے بعد نئے سنگی دور کا آغاز ہوا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ افریقہ کے اس حصے میں برنجی دور آیا ہی نہیں اور عیسوی سنین شروع ہونے پر یکایک پتھر کی جگہ لوہے کا استعمال شروع ہو گیا ۔

۴۔ جنوبی افریقہ — یہاں درمیانی سنگی دور میں دو ثقافتیں جا بجا پھیل گئیں اور یہ مدت تک جاری رہیں ۔ لوہے کا استعمال بہت بعد شروع ہوا ۔ جنوبی افریقہ میں نئے سنگی دور اور برنجی دور حقیقت میں آئے ہی نہیں ، اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی درجے میں زراعت شروع ہو چکی تھی اور پالش کیے ہوئے پتھر کے اوزار کہیں کہیں ملتے رہے ۔

۵۔ وسطی اور مغربی افریقہ — سوڈان میں وسطی سنگی دور کے کچھ اوزار ملتے ہیں اور دریائے کانگو کے طاس میں پالش کیے ہوئے سنگی اوزار بھی بننے لگے تھے ۔ نئے سنگی دور کی مختلف ثقافتیں بھی وجود میں آ گئی تھیں ، لیکن سوڈان اور نائجیریا میں ان کی تاریخوں کے متعلق کوئی یقینی اطلاع موجود نہیں ۔ حقیقی برنجی دور اس حصے میں آیا ہی نہیں ، البتہ مسیحی سنین شروع ہونے کے بعد لوہے کا استعمال ہونے لگا اور بعض مقامات پر اس نے بڑی ترقی کی ۔

اوشیانا تاریخی دور سے پیشتر کے متعلق اس علاقے کے حالات ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ، لیکن سمجھا جاتا ہے کہ جنوبی و مشرق ایشیا سے مختلف اوقات میں تارکین وطن کے قافلے نکلے اور ان جزیروں میں آباد ہو گئے - وہ پہلے پہل قریب کے جزیروں میں پہنچے ، مثلاً انڈونیشیا ، پھرنیوگنی ، آسٹریلیا ، ملا نیشیا۱ گئے آخرکار بحرالکاھل کے دور افتادہ جزیروں میں پہنچ گئے - مثلاً ملا نیشیا ، مائکرونیشیا۲ ، پالی نیشیا۳ - جن پست قد آدمیوں کے اخلاف اس وقت نیوگنی یا فلپینز میں ملتے ھیں ، وہ غالباً سب سے پہلے ان علاقوں میں پہنچے تھے ، پھر غالباً وہ لوگ آئے جن کی اولاد بعد ازاں آسٹریلیا اور تسمانیہ میں پائی گئی - اب وہ لوگ بھی ناپید ہو چکے ھیں - بہت دیر بعد کچھ اور لوگ آئے اور نیوگنی میں آباد ہوئے - پھر وہ گروہ پہنچے جو نیوگنی کے مشرق جزیروں میں آباد ہوئے - ملائی اور پالی نیشیائی سب سے آخر میں آئے -

جو لوگ اوشیانا کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئے ان کی اکثریت نئی سنگی ثقافت کے درجے پر پہنچ چکی تھی - اگرچہ آسٹریلیائی باشندے اور پست قامت لوگ اس وقت تک شکار پر گزارا کرتے تھے ، جب اھل یورپ کی آباد کاری شروع ہوئی - نیز وہ ابتدائی سنگی دور کی طرح کھانے پینے کی چیزیں پیدا نہیں کرتے تھے بلکہ ادھر ادھر سے جمع کر رکھتے تھے -

---

۱- Melanesia جنوبی بحرالکاھل کے جزیرے ، جن میں سے نیوبرٹن ، سالومن ، نیو ھی برائیڈیز ، کیلی ڈونیا ، قابل ذکر ھیں -

۲- Micronesia جنوبی بحرالکاھل کے جزیرے مثلاً کیرولینز ، مپر یا ناس ، مارشل وغیرہ -

۳- Polynesia بحرالکاھل کے جزیرے مثلاً فیجی ، ساموآ ، ھوائی وغیرہ -

امریکہ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں آبادکاری ایشیائیوں نے کی۔ خیال یہ ہے کہ یہ لوگ سائبیریا ہوتے ہوئے آبنائے بیرنگ کے راستے ایلاسکا۱ میں داخل ہوئے، پھر ایلاسکا کے مشہور دریا یوکان۲ کے ساتھ ساتھ اندرون ملک کی طرف بڑھتے گئے، یہاں تک کہ کینیڈا کے دریا میکنزی۳ پر پہنچ گئے۔ بعد ازاں اس کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف سفر شروع کیا، یہاں تک کہ وسطی اور جنوبی امریکہ میں توطن اختیار کر لیا۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کے بعض گروہ جنوبی ایشیا یا اوشیانا سے روانہ ہوئے اور آہستہ آہستہ امریکہ میں داخل ہو گئے، لیکن اس نظریے کے لیے اطمینان بخش شہادت نہیں ملتی اور اسے ناقابل قبول سمجھا جاتا ہے۔

آبادی کب ہوئی؟ امریکہ میں تارکین وطن کے پہلے پہل پہنچنے کی تاریخ کے متعلق اختلاف ہے۔ آثار قدیمہ کے اکثر امریکی ماہروں کا خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ آخری برفستانی دور کے ختم ہونے سے بعد کا ہے۔ مختلف حصوں میں ابتدائی سنگی دور کے کچھ اوزار بھی ملے ہیں، لیکن ایسی کوئی صنعت نہیں ملی، جس کا پرانی دنیا کی ابتدائی سنگی صنعت سے کوئی تعلق ہو اور ایسے انسانی ڈھانچے بھی نہیں ملے جو امریکہ کے

۱- Alaska شمالی امریکہ کا انتہائی مغربی علاقہ، جو حال میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی انچاسویں ریاست بن چکا ہے۔ اسے پانی کا ایک تنگ خطہ، جسے آبنائے بیرنگ کہتے ہیں سائبیریا سے جدا کرتا ہے۔

۲- Yukon ایلاسکا کا دریا جو اندرون ملک سے آتا ہے اور آبنائے بیرنگ سے ذرا نیچے بحرالکاہل میں گرتا ہے۔

۳- Mackenzie کینیڈا کا دریا، جو جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہوا بحر منجمد شمالی میں گرتا ہے۔

اصل باشندوں کے ان ڈھانچوں سے مختلف ہوں جن کا تعلق موجودہ زمانے سے ہے ، البتہ کیلی فورنیا سے ٹکساس تک جو کھدائی ہوئی اس میں بعض ایسے اوزار ملے ہیں ، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس زمانے کے وہ اوزار ہیں اس وقت یہ خطے بہت سرد تھے اور وہاں بارشیں بھی زیادہ ہوتی تھیں ۔ بعض حالتوں میں ان اوزاروں کے ساتھ قدیم زمانے کے میتھ ہاتھیوں ، اونٹوں اور دوسرے معدوم جانوروں کے ڈھانچے بھی ملے ہیں ۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ امریکہ میں آبادی اگر برفستانی دور میں نہیں تو اس کے فوراً بعد شروع ہو چکی تھی ۔

نسلی خصوصیات امریکہ میں جو انڈین آباد ہیں ان کی جسمانی خصوصیات میں منگولی نسل کی شہادتیں بالکل واضح ہیں ، لیکن ان میں دوسری نسلوں کی آمیزش بھی پائی جاتی ہے ۔ مثلاً اہل یورپ اور حبشیوں کی ۔ شمالی و جنوبی امریکہ ، دونوں ملکوں میں لمبوترے سر والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ابتدائی آبادکاروں کے اخلاف ہیں ۔ سولھویں اور سترھویں صدی میں اہل یورپ امریکہ پہنچے تو بعض مقامی باشندوں کا گزارا نباتاتی خوراک پر تھا اور وہ کھانے پینے کی چیزیں جمع کر لیتے تھے ، گویا وہ ابتدائی سنگی دور سے باہر نہ نکلے تھے ، لیکن اکثریت نئے سنگی دور میں داخل ہو چکی تھی ۔

تہذیب امریکہ میں خاصی ترقی یافتہ ثقافت دو ہزار سال پیشتر نمودار ہو گئی تھی ۔ اس کے خاص مقامات یہ تھے : جنوبی امریکہ میں کوہ انڈیز کا علاقہ ، وسطی امریکہ اور میکسیکو میں پہاڑی علاقے ۔ یہاں ایسی اونچی تہذیب نشوونما پا چکی تھی جو پرانی دنیا کی تہذیبوں سے پہلو مارتی تھی ۔ اگرچہ اس تہذیب سے بالکل الگ تھلگ ظہور پذیر ہوئی تھی ۔ اعلیٰ درجے کے کپڑے بنے جاتے تھے ۔ کھیتی باڑی ہوتی تھی ۔ مٹی کے نہایت عمدہ برتن

بنتے تھے ۔ سونے چاندی اور تانبے کے شاندار زیور بنائے جاتے تھے ۔ بڑے بڑے شہر آباد ہو گئے تھے ۔ ان میں نہریں تھیں، باغ تھے، عالی شان مندر تھے ، جو اونچے مقامات پر بنائے جاتے تھے ۔ اُن کے مذہبی پیشوا سیاسی اختیارات کے مالک ہوتے تھے ۔ اُن کے پاس باقاعدہ فوجیں تھیں ، درس گاہیں جاری تھیں ، عدالتیں قائم تھیں ۔ علم ہئیت میں وہ بڑی ترقی کر چکے تھے اور صحیح جنتریاں تیار کر لیتے تھے ۔ انکاؤں ، مایاؤں اور دوسری تہذیبوں کا ذکر آگے آئے گا ۔

عہدِ قدیم

مصر

جغرافیہ مصر وادیِ نیل کے اس حصے پر مشتمل ہے جو ڈیلٹا سے اسوان تک پھیلا ہوا ہے۔ قدیم مصری زبان میں اس علاقے کو کیمٹ۱ کہتے تھے، جس کے معنی ہیں "سیاهی مائل زمین"۔ وادی کی پوری لمبائی ساڑھے پانسو میل ہے۔ جنوب میں اس کی چوڑائی کا اوسط بارہ میل کے قریب سمجھنا چاہیے اور اس میں کل تیرہ هزار مربع میل رقبہ قابل کاشت ہے۔

ابتدا میں وادی کے دو حصے تھے: ایک ڈیلٹا یعنی مصر زیریں، دوسرا اصل وادی یعنی مصر بالا یا مصر صعید۔ منس۲ کے زمانے سے پہلے دونوں حصوں میں دو جداگانہ سلطنتیں قائم تھیں۔ پورا ملک بیالیس صوبوں میں بٹا ہوا تھا۔ بیس صوبے مصر زیریں کے تھے اور بائیس مصر بالا کے۔ هیروڈوٹس۳ نے اسے "عطیۂ نیل" قرار دیا ہے اور یہ بالکل درست ہے اس لیے کہ جون سے اکتوبر تک دریا میں طغیانی آتی تھی، جس کی وجہ سے آس پاس کی زمین پر مٹی کی ایک تہہ جم جاتی تھی۔ اسی مٹی اور سیرابی پر وادی کی زرخیزی موقوف تھی۔ ان گنت صدیوں میں سیاہ زرخیز مٹی کی تیس

۱- Kemet -

۲- Menes - معلوم تاریخ کی رو سے یہ پہلا بادشاہ ہے۔

۳- Herodotus - زمانۂ قدیم کا مشہور مورخ جو یونانی تھا۔

چالیس فٹ اونچی تہہ بچھ گئی، لیکن زمینوں کی مستقل آبیاری کے لیے جا بجا ایسے انتظامات کرنے پڑے جو بڑی محنت و مشقت کے طلب گار تھے ۔

آبادی

آبادی کے متعلق مختلف مورخوں کے اندازے مختلف ہیں ۔ ڈیوڈورس۱ کہتا ہے کہ کل آبادی ستر لاکھ تھی ۔ جوزیفس۲ کا بیان ہے کہ پچھتر لاکھ سے کم نہ تھی ۔ نسلی لحاظ سے اس آبادی میں مختلف گروہوں کا امتزاج ہوا ۔ اتنا زمانہ گزر جانے کے باوجود لوگوں کے چہرے مہرے اور خط و خال میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ قدیم مصری زبان ، سامی اور بربر زبانوں سے ملتی جلتی تھی ۔ اس میں ایک حد تک گلہ۳ اور صومالی بولیوں کا امتزاج بھی پایا جاتا ہے ۔

تہذیب

مصر قدیم کے اقتصادی مجلسی اور سیاسی ادارے بادشاہی خاندانوں کے ظہور سے پیشتر قائم ہو چکے تھے ۔ زراعت پوری اقتصادی زندگی کی بنیاد بنی رہی ۔ شمسی سال تین سو پینسٹھ دن کا مقرر کیا گیا تھا ۔ بعض مورخوں کا خیال ہے کہ یہ ۴۲۴۱ ق م میں جاری ہوا ، لیکن اس کے اجرا کی اغلب تاریخ ۲۷۸۱ ق م ہے ۔ تحریر کا کام تصویروں سے لیا جاتا تھا ، پھر کچھ نشانات مقرر ہو گئے ۔ ابجد کا سلسلہ چوتھے شاہی خاندان سے پیشتر جاری ہو چکا تھا ، لیکن یہ سب طریقے رومیوں کے زمانے

۱۔ Diodorus ایک مشہور یونانی مورخ ، جو سسلی کا باشندہ تھا ۔ اس نے چالیس کتابوں میں دنیا کی تاریخ لکھی تھی ، ان میں سے پندرہ ملتی ہیں ۔

۲۔ Josephus مشہور یہودی مورخ ۔ ۳۷ عیسوی میں بمقام یروشلم پیدا ہوا ، ۹۵ عیسوی میں وفات پائی ۔

۳۔ Galla ۔

تک قائم رہے ۔ ھیرو غلاق اور شکستہ خط کا دستور ابتدائی زمانے سے چلا آتا تھا ۔ بادشاھیِ قدیم کے دور میں فرعون کو خدا مانا جاتا تھا ، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ۔ فرعون پر او۱ (خانوادۂ اعظم) سے مرکب ہے ۔ اسے پورے اختیارات حاصل تھے اور وہ ایک منظم دفتری نظام کے ذریعے حکومت کا کاروبار چلاتا تھا ۔ معماروں نے بڑے بڑے اہرام ، شاندار ستونوں والے محل اور مندر تعمیر کیے ۔ سنگ تراشوں اور مصوروں نے دیوتاؤں ، انسانوں اور جانوروں کی ایسی شبیہیں تیار کیں ، جو حقیقت پر مبنی تھیں اور ان میں خاص دلکشی پائی جاتی تھی ۔ ادب کو فروغ حاصل ہوا ۔ عملی ضروریات کی غرض سے فنی طریقے بھی اختیار کر لیے گئے ۔ دستکاریاں درجۂ کمال پر پہنچ گئیں ۔ بادشاھیِ قدیم میں جس ثقافت کا ظہور ہوا تھا وہ بعد کے ہر دور کا نصب العین بنی رھی ۔

مذہب ابتدائی زمانے میں ہر شہر کا اپنا دیوتا تھا اور ان میں سے اکثر کی شکلیں مختلف جانوروں کی تھیں ۔ تاہ۲ کی پوجا ممفس میں ہوتی تھی ، اتوم۳ کی ھیلیو پولس میں ۔ ان دونوں کی شکلیں سانڈوں کی سی تھیں ۔ ہورس۴ کو ادفو میں پوجا جاتا تھا ۔ آمون۵ کو تھیبز میں اور اوسیرس۶ کو بوسیرس میں ۔ آمون کی شکل مینڈھے کی تھی اور بعض دیوتاؤں کی شکل بلی یا گیدڑ کی ۔ ایک دیوتا کے لیے لق لق جیسے پرندے کی شکل تجویز کی گئی تھی ۔ ہورس مصر زیریں کے بادشاہوں کا خاص دیوتا تھا اور ست۷ مصر بالا کے بادشاہوں کا ۔ بعد میں ہورس ہی دونوں

۱- Per-o -
۲- Ptah -
۳- Atum -
۴- Horus -
۵- Amon -
۶- Osiris -
۷- Set -

بادشاہیوں کا شاہی دیوتا بن گیا اور اس کی شکل عقاب کی تھی - پہلے اسے آسمان کا دیوتا مانا جاتا تھا ، پھر اسے سورج دیوتا کہنے لگے - مصر میں آفتاب پرستی کا آغاز ہیلیو پولس سے ہوا - ہیلیو پولس کے لفظی معنی بھی شہر شمس یا شہر آفتاب کے ہیں - اسی مقام کے مذہبی پیشواؤں نے مصر میں پہلا مذہبی نظام تیار کیا اور رع۱ کی پرستش کو سرکاری مذہب بنا دیا - پتھر کی مخروطی لاٹھ رع کا خاص نشان تھی - اہرام میں جو تحریریں ملی ہیں ، ان میں بتایا گیا ہے کہ متوفی بادشاہ رع کی کشتی میں بیٹھ کر آسمانوں پر سے گزر رہا ہے - ایک بیان مظہر ہے کہ اوسیرس اور ست بھائی بھائی تھے - ست نے اوسیرس کو مار دیا - اوسیرس کے بیٹے ہورس نے یا بعض روایتوں کے مطابق اس کی بیوی آئسس۲ نے اسے از سر نو زندہ کر دیا - چنانچہ وہ زمین کے نیچے کی دنیا کا بادشاہ بن گیا اور مرنے والوں کے اعمال اسی کے سامنے پیش ہوتے تھے -

مرنے والوں کی نعشوں کو خاص مسالے لگا کر اہرام میں دفن کیا جاتا تھا اور ان کے مقبروں میں کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ زندگی کے تمام ضروری سامان رکھ دیے جاتے تھے -

بادشاہیوں کی تفصیل

مصر کے ایک مذہبی پیشوا نے ۲۸۰ ق م میں اپنے ملک کی تاریخ یونانی زبان میں لکھی تھی - اس پیشوا کا نام مینتھوس۳ تھا - اس تاریخ کے مختلف اجزاء مورخوں نے محفوظ کر لیے ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منس کے وقت سے ، جو پہلا مصری بادشاہ تھا اردشیر۴ سوم تک تیس خاندان حکمران رہے - انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ، یعنی قدیم بادشاہی خاندان ، درمیانی بادشاہی خاندان اور

۱- Re - ۲- Isis -

۳- Manetho - ۴- Artaxerxes -

جدید بادشاہی خاندان ۔

قدیم بادشاہی خاندان

قدیم بادشاہی خاندان دس تھے جن کی حکومت کا آغاز ۲۹۰۰ ق م میں ہوا اور آخری خاندان ۲۰۰۰ ق م میں ختم ہوا ۔ اسی دور میں چیوپس اور چیفرن ہوئے ، جن کے بنائے ہوئے اہرام جیزہ میں اب تک موجود ہیں ۔ ان کا تعلق چوتھے شاہی خاندان سے تھا ، جو ۲۶۵۰ ق م سے ۲۵۰۰ ق م تک حکمران رہا ۔

درمیانی بادشاہی خاندان

درمیانی بادشاہی خاندانوں کا آغاز ۲۱۰۰ ق م میں ہوا ۔ اور یہ تعداد میں سات تھے ۔ ۱۵۸۰ ق م میں اس دور کا خاتمہ ہوا ۔ بارھویں خاندان کے بادشاھوں نے امراء کی طاقت گھٹا دی اور فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ چنانچہ انھوں نے نوبیا کو فتح کیا اور فلسطین پر بھی یورش کی ۔ اسی زمانے میں جزیرہ نمائے سینا کے اندر کان کنی کا سلسلہ جاری ھوا ۔ فیوم کی سیرابی کے لیے نہریں بنائی گئیں اور وھاں عالیشان محل تعمیر ھوئے ۔ اسی جگہ محلات کا وہ مجموعہ تھا جو آگے چل کر بھول بھلیاں کے نام سے مشہور ھوا ۔

چودھویں خاندان کے زمانے میں باھر سے حملے شروع ھو گئے اور بالائی مصر پر ان لوگوں نے قبضہ جما لیا جو تاریخ میں ھکسوس ۱ کے نام سے مشہور ھیں ۔ یہ سامی نسل سے تھے اور فلسطین و شام سے مصر پہنچے تھے ۔ یہی لوگ سب سے پہلے گھوڑے مصر لے گئے (یہاں یہ بتا دینا مناسب معلوم ھوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ھکسوس ھی کے زمانے میں مصر پہنچے تھے اور ان کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان وھاں آباد ھوا تھا)

---

۱ - Hyksos -

سترھویں شاھی خاندان کے زمانے میں ھکسوس کے خلاف رزم و پیکار کا سلسلہ شروع ھوا ، یہاں تک کہ ۱۵۸۰ ق م میں انہیں مصر سے بالکل نکال دیا گیا ۔ اس وقت سے نئے بادشاھی خاندان کی بنیاد پڑی ۔

جدید بادشاہی خاندان

یہ خاندان تعداد میں تیرہ ھیں ۔ ان کا سلسلہ ۱۵۸۰ ق م سے شروع ھو کر ۳۳۲ ق م میں ختم ھوا ، جب سکندر اعظم نے مصر پر قبضہ کیا ۔ (جدید بادشاھوں ھی کے ابتدائی دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ھوا ، جب ھکسوس یا سامی فرمانرواؤں کے خلاف انتہائی تعصب کا دور دورہ تھا اور اسی وجہ سے بنی اسرائیل کے ساتھ خوفناک بدسلوکیاں ھو رھی تھیں کہ وہ ھکسوس کے دور اقتدار میں مصر پہنچ کر آباد ھوئے تھے اور اُن کے ھم نسل اور ھم وطن تھے) ۔ اخناتون۱ (۱۳۷۵ ق م - ۱۳۵۸ ق م) اٹھارھویں شاھی خاندان ھی کا بادشاہ تھا ۔ اس زمانے میں فلسطین ، شام اور فونیقیہ کے شہر مصریوں کے قبضے سے نکلنے لگے ۔ اخناتون کے بعد اس کے دو داماد تخت نشین ھوئے ، جن میں سے توت عنخ عمین۲ خاص طور پر قابل ذکر ھے ۔ اس کے مقبرے کی ھر شے ۱۹۲۲ء میں محفوظ نکل آئی اور وہ تمام اشیاء قاھرہ کے مصری عجائب خانے میں موجود ھیں ۔

انیسویں خاندان میں رعمیسس ثانی۳ اور مرنفتاہ۴ ھوئے جن میں سے آخری بادشاہ کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

۱- *Ikhnaton* -

۲- Tutankhamen -

۳- Ramses -

۴- Merneptah - اسے عام طور پر منفتاہ بھی لکھا جاتا تھا ۔

بنی اسرائیل کو مصر سے باھر نکال کر لائے۔

بائیسویں خاندان کی بنیاد لیبیا کے ایک سردار نے رکھی تھی ، جو ملک پر قابض ہو گیا تھا۔ بیچ میں حبشہ کا ایک خاندان بھی کچھ دیر حکمران رہا۔ ۶۰۵ ق م میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے مصر پر حملہ کیا پھر ایرانی شہنشاہ کمبوچہ فتوحات کے جوش میں وھاں پہنچ گیا اور ۵۲۵ ق م سے ۴ ق م تک ایرانی مصر پر مسلط رہے۔ آخری تین شاھی خاندان مصر کے معمولی حاکموں پر مشتمل تھے جو ایرانیوں کے تابع سمجھے جاتے تھے۔

عراق

جغرافیہ عراق کا میدان آرمینا کی سطح مرتفع کے جنوبی ڈھلوانوں سے خلیج فارس تک کوئی چھ سو میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب "اور[1]" خلیج کے قریب واقع تھا اور آج کل وہ ساحل سے ساٹھ میل شمال میں ہے گویا جب عراق تاریخ سے روشناس ہوا تھا، اس وقت سے میدان کی لمبائی میں کم و بیش ساٹھ میل کا اضافہ ہو چکا ہے۔

زمانۂ قدیم میں اس میدان کے دو حصے تھے: شمالی سمت میں اشور[2] اور جنوبی سمت میں بابل۔ دونوں حصوں میں بڑے بڑے شہر آباد تھے۔ اشور کے شہروں میں سے نینوا، خورس آباد اور اربیلا بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ اربیلا وہی ہے جسے آج کل اربیل کہتے ہیں۔ یہ دنیا کے شہروں میں سب سے زیادہ پرانا مانا جاتا ہے۔ بابل کے شہروں میں سے خود بابل، کش، اکاد اور "اور" قابل ذکر ہیں۔ آخری شہر بابل کے جنوبی علاقے میں واقع تھا، جسے زمانۂ قدیم میں سمیر کہتے تھے اور عبرانی زبان میں اس کا نام شنعار تھا۔ اشور کے شہر دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھے اور

۱- Ur - عام روایت کے مطابق یہی شہر حضرت ابراهیم علیہ السلام کا وطن تھا۔

۲- Assyria -

بابل کے شہر دریائے فرات کے کنارے یا اس سے قریب ۔

باشندے بابل کے ابتدائی باشندوں کی نسل کے بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہیں ۔ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی چار ہزار سال قبل جنوبی حصے میں سمیری آباد تھے اور شمالی حصے میں اکادی ، جنہیں عام طور پر سامی سمجھا جاتا ہے ۔ تیسرے ہزار سال میں شمالی شام سے اموری بابل پہنچ گئے اور اس حکمران خاندان کی بنیاد پڑی ، جس کا مشہور ترین فرد حمورابی تھا ۔ ۲۲۷۰ ق م میں شمال مشرق کی طرف سے غیر مہذب پہاڑی باشندوں نے اس ملک پر حملہ کیا اور ۱۶۰۰ ق م میں کصّی وہاں آ گئے ۔ ۱۱۰۰ ق م کے قریب ارامیوں نے ملک کو پامال کر ڈالا اور دریائے فرات کے ساتھ ساتھ پورے علاقے پر قابض ہو گئے ۔ یہ بھی سامی تھے ۔ انہی میں سے ایک قبیلہ کلدانیوں[۱] کا بھی تھا ، جس نے بابل میں حکمرانی کی مسند آراستہ کر لی ۔ بخت نصر (نبوکد نزر[۲]) اسی خاندان کا مشہور بادشاہ تھا ۔ یہاں یہ حقیقت واضح کر دینی چاہیے کہ جن گروہوں کو سامی قرار دیا گیا ہے ، وہ ان کی نسل کی شہادت نہیں ۔ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ کوئی نہ کوئی سامی زبان بولتے تھے ، مثلاً اکادی یا عبرانی یا فونیقی یا آرامی یا عربی وغیرہ ۔

سمیری اور اکادی تہذیب سمیریوں کی حکومت شہری ریاستوں میں بٹی ہوئی تھی اور ان کے درمیان حدود یا آبیاری کے حقوق کے متعلق مسلسل کشمکشیں جاری رہتی تھیں ۔ بعض شہری ریاستیں پورے ملک کو زیر تسلط رکھنے کے لیے بھی لڑائیاں کرتی رہتی تھیں ۔ لڑائیوں نے انہیں فنون جنگ میں بالکل طاق بنا دیا تھا اور ساز و سامان جنگ کے

۱- Chaldeans -   ۲- Nebuchadnezzar -

لحاظ سے انھیں اپنے ہم عصر مصریوں پر فوقیت حاصل تھی ۔ چنانچہ وہ لوگ مصریوں سے ایک ہزار سال پیشتر جنگی رتھ استعمال کرنے لگے تھے ، ان میں گدھوں سے کام لیا جاتا تھا ۔ کھیتی باڑی اُن کا خاص پیشہ تھی ۔ دور افتادہ ملکوں کے ساتھ تجارت بھی خوب ترقی پر تھی ۔ اُنھوں نے جا بجا تجارتی مرکز قائم کر لیے تھے ۔ ان کے ذریعے سے روپے کا کاروبار بھی ہوتا تھا ۔ ناپ تول کے پیمانے مقرر تھے اور عہد نامے باقاعدہ لکھے جاتے تھے ۔ یہی لوگ تھے جنھوں نے سب سے پہلے شہری قوانین کا مجموعہ تیار کیا ۔ بعض اوقات اشیاء کی قیمتیں اور کارکنوں کی اجرتیں قانون کے ذریعے سے مقرر کر دی جاتی تھیں ۔ ان کا شش گانہ عددی نظام تھا ، جس کے ساتھ بہت جلد دہ گانہ نظام شامل کر دیا گیا تھا ، مثلاً دن کے چوبیس گھنٹے اور گھنٹے کے ساٹھ منٹ ، منٹ کے ساٹھ سیکنڈ ۔ ابتدا میں تصویری رسم الخط رواج پا گیا تھا ۔ اُنھوں نے پیکانی رسم الخط ایجاد کیا جو مٹی کی تختیوں پر کندہ کرنے کے لیے بہت موزوں تھا ۔

مذہب ابتدا میں ہر شہر کا معبود الگ تھا ، پھر تمام دیویوں اور دیوتاؤں کو جمع کر دیا گیا اور اُن میں سے تین کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی ۔ اول آسمان کا دیوتا ، دوم زمین اور فضا کا دیوتا ، سوم پانی کا دیوتا ۔ آسمان کا دیوتا جسے انلیل[۱] کہتے تھے ، سب سے بڑا مانا جاتا تھا ۔ عبادت کی غرض سے مندر تعمیر کر لیے تھے ۔ اُن کی وضع قطع ایک بے قاعدہ سہ پایہ ہرم کی سی ہوتی تھی اس پر چھوٹی سی عمارت تعمیر کر لی جاتی تھی۔ ان کے درمیان بعض عجیب و غریب افسانے مشہور تھے ، مثلاً دنیا کی تخلیق کیونکر ہوئی ، پھر طوفان کیسے آیا اور حیات ابدی کی تلاش کس

۱- Enlil -

جه سے بے نتیجہ رہی ۔

سلطنت پہلے پہل ''اور'' میں شاہی حکومت کا آغاز ہوا ۔
، خاندان ۲۸۵۰ ق م سے ۲۳۵۰ ق م تک حکمران رہا ، پھر اکادی
لطنت کا دور آگیا ، جس کے دو بادشاہ خاص طور پر مشہور ہیں ،
ک سرغون دوسرا اس کا بیٹا نرام سن[۱] ۔ یہ لوگ اکاد ، سمیر ،
یلام ، اشور اور شمالی شام پر حکومت کرتے رہے ۔ اکادیوں نے
میری تہذیب و ثقافت ہی اپنالی تھی ۔ سرغون نے کلدانیہ میں
ک نہایت عالیشان کتب خانہ بھی قائم کیا تھا جس کی کتابوں
ے لیے کاغذ کے بجائے اینٹیں استعمال کی گئی تھیں ۔

۲۲۷۰ ق م میں وحشی قبیلوں کے حملے شروع ہو گئے ۔
ہوں نے بابل کو مسخر کر لیا اور سوا سو سال اس پر حکمران
ہے ۔ ''اور'' میں شاہی خاندان کی حکومت ایک سے زیادہ مرتبہ قائم
وئی ۔ وہاں کا تیسرا شاہی خاندان ۲۱۳۰ ق م سے ۲۰۳۰ ق م تک
کمران رہا ، جس کی سلطنت اسور و اربیلا سے خلیج فارس تک اور
وس سے لبنان تک پھیلی ہوئی تھی ۔

بابل بابل کی تہذیب و ثقافت مختلف وجوہ سے شہرت پذیر
ہوئی ۔ اہل بابل نے سمیریوں کی تہذیب کو
رجۂ کمال تک پہنچا دیا تھا ۔ اُن کی تجارت کے سلسلے دور دور تک
ھیل گئے ۔ اُن کا نظام حکومت بڑا ہی اعلیٰ تھا ۔ پھر اُنہوں نے
الیشان عمارتیں بنائیں ، فنون لطیفہ میں اونچا درجہ حاصل کیا ۔
ب سے آخر میں یہ کہ حمورابی نے قوانین کا ایک ایسا مجموعہ
رتب کیا جو زمانۂ قدیم کا نہایت قیمتی سرمایہ سمجھا جاتا ہے ۔

جب بابل ایک سلطنت کا مرکز اور دنیا کا بہت بڑا شہر بن
یا تو اس کے دیوتا مردوخ نے خاص اہمیت حاصل کر لی ۔ اسے

۱- Naram-Sin -

وھی درجہ مل گیا جو سمیریوں نے آسمانی دیوتا کے لیے تجویز کیا تھا ۔ آگے چل کر اسے بعل کہنے لگے ۔ بابلیوں نے جادو ، ٹونے ٹوٹکے اور سحر کے فن کو بھی بہت ترقی دے دی تھی ۔ وہ اجرام سماوی کی نقل و حرکت سے خاص اثرات و نتائج اخذ کرتے تھے ۔ جانوروں کی مختلف سرگرمیوں سے بھی خاص نتیجے نکال لیتے تھے اور جن جانوروں کو قربان کرتے تھے ، اُن کے جگر دیکھ کر خاص احکام لگایا کرتے تھے ۔

پہلا حکمران خاندان

بابل میں پہلی عموری حکومت ۱۹۰۰ ق م کے آس پاس قائم ہوئی اور کم و بیش تین سو سال رھی ۔ اس حکمران خاندان کا چھٹا بادشاہ حمورابی تھا ۔ وہ عہد قدیم کے چند بڑے بادشاھوں میں شمار ھوتا ھے ۔ اس کا زمانہ ۱۸۰۰ ق م کے قریب تھا ، بعض محققین کا خیال ھے کہ وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ھم عصر تھا ۔ اُس نے پورے عراق کو مسخر کیا اور رفاہ عامہ کے لیے وسیع پیمانے پر تدابیر اختیار کیں ۔ اُس نے جو قوانین بنائے ، رومی سلطنت کے زمانے تک ان کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ اُس کی وفات کے بعد اس خاندان کی حکومت میں ضعف آ گیا ۔ پھر عراق کے ساحلی علاقے میں ایک نئی حکومت پیدا ھو گئی ۔

بعد کے حالات

۱۶۰۰ ق م کے آس پاس ھتّیوں نے بابل پر یورش کی ۔ پھر کسّیوں نے اُسے فتح کر لیا اور ساڑھے چار سو سال تک حکمران رھے ، ۱۱۳۶ ق م میں ایک نیا خاندان بر سر اقتدار آ گیا ۔ اس زمانے میں عیلامیوں اور آرامیوں کے حملے ھوئے ۔ ۹۰۰ ق م میں اشوریوں کے ساتھ تباھی خیز لڑائیاں شروع ھو گئیں ۔ ۷۲۹ ق م میں اشوریوں کے بادشاہ تغلت پلسر سوم نے بابل پر قبضہ جما لیا اور اُس وقت سے ۶۲۵ ق م

تک بابل اشوری سلطنت کا حصہ بنا رہا ۔

کلدانی ۔ ایرانی اور ساسانی

۶۲۵ ق م میں بابل نے از سر نو آزادی حاصل کی اور وہاں کلدانیوں کی سلطنت قائم ہوئی ، جس کا بانی بنوپلاسر تھا ۔ اس نے مادہ[1] کے بادشاہ سے مل کر ۶۱۲ ق م میں اشوری سلطنت کو تباہ کردیا اور اس کے علاقے دونوں حلیفوں میں تقسیم ہو گئے ۔

اسی بابلی خاندان کا مشہور بادشاہ بخت نصر (نبوکد نزر) ۔ تھا ، جو ۶۰۵ ق م میں تخت نشین ہوا اور ۵۶۱ ق م تک حکمران رہا ۔ بخت نصر نے مصریوں کو شکست دی ۔ یہودیہ کو بابلی سلطنت کا جزو بنایا ۔ وہ یہودیوں کو گرفتار کر کے بابل لے آیا ، اس لیے کہ وہ بار بار بغاوتیں کرتے تھے ۔ اس نے بابل کے ارد گرد وہ عالیشان فصیلیں بنائیں اور عمارتیں تعمیر کرائیں ، جن کی ستایش کرتے ہوئے یونانی مورخ نہیں تھکتے ۔

۵۳۸ ق م میں سائرس شہنشاہ ایران نے بابل کو فتح کیا اور ۳۳۲ تک یہ شہر ایرانیوں ہی کے قبضے میں رہا ، پھر سکندر نے اسے اپنی سلطنت کا مرکز بنا لیا ۔ سکندر کی ایشیائی میراث سلوکیوں کے قبضے میں آئی ۔ ۱۷۱ ق م سے ۲۲۶ء تک پارتھی وہاں حکمران رہے ۔ بعد ازاں ایران کے ساسانی بادشاہ اس پر قابض ہوگئے ۔ ۶۴۱ء میں عرب مسلمان بابل کے مالک و مختار بن گئے ۔

اشوری سلطنت

نینوا میں اشوری سلطنت قائم ہوئی جس کے بادشاہ اشور بنی پال نے اپنے کتب خانے میں عہد قدیم کی تمام تحریرات کو جمع کرنے کی انتہائی کوششیں کیں ۔ اشوریوں کی تہذیب میں بابلیوں کے اثرات بھی موجود تھے اور ہٹیوں کے اثرات بھی پائے جاتے تھے ۔ وہ اپنے

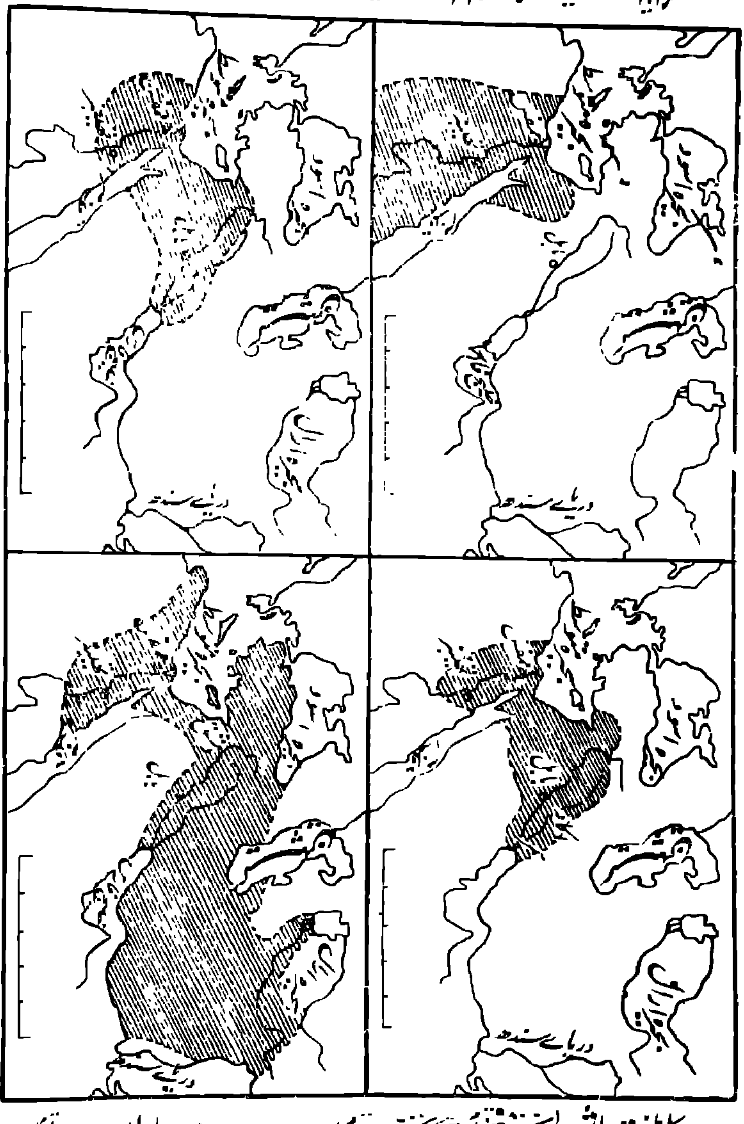
---

[1] - Media

قومی دیوتا کی پوجا کرتے تھے ، جس کا نام اشور تھا ، بعد میں اشتر کی پوجا بھی شروع کر دی ۔ انیسویں صدی قبل مسیح میں کچھ عرصے تک اشوریہ بابل کے ماتحت رہا ۔ اشوریہ کی عظمت کا پہلا دور ۹۳۳ ق م میں شروع ہوا ۔ اس دور کے دو بڑے بادشاہ ہیں ، ایک اشور نصر پال ثانی جس نے بحیرۂ روم تک کے علاقے فتح کر لیے اور ملکی انتظام بہت اعلیٰ پیمانے پر پہنچا دیا ۔ اسی کے عہد میں قلعے توڑنے والے آلے اور محاصروں میں کام دینے والی منجنیقیں استعمال ہونے لگیں ۔ دوسرا بادشاہ شلمنسر ہے ۔ اس نے صور ، صیدا اور اسرائیل سے خراج لیا ۔ قدیم زمانے کی مشہور ملکہ سیمی ریمس (۸۱۰ ق م ۸۰۶ ق م) کا تعلق بھی اسی دور سے ہے ۔ ۷۴۵ ق م میں اشوریوں کی عظمت کا نیا دور شروع ہوا ۔ اس زمانے کے متعدد بادشاہوں نے شہرت پائی مثلاً تغلت پلسر سوم ، سرغون دوم سنحیرب اور اشور بنی پال ۔ آخرالذکر بادشاہ نے عربوں ، عیلامیوں اور کلدانیوں کے خلاف کامیاب لڑائیاں جاری رکھیں ۔ ۶۲۵ ق م میں سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اور ۶۰۵ ق م میں یہ قوم صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئی ۔

شمالی عراق شمالی عراق میں سولھویں صدی قبل مسیح کے آس پاس ایک مستقل سلطنت قائم ہوئی ۔ پھر یہ خاصی ترقی کر گئی ، لیکن ۱۲۷۵ میں اشوریہ کے بادشاہ شلمنسر اول نے اسے ختم کر دیا ۔ اس سلطنت میں وہ علاقہ بھی شامل تھا جسے آج کل کرکوک کہتے ہیں اور جہاں عراق تیل کے چشمے ہیں ۔ نیز ایشیائے کوچک شام اور فلسطین میں بھی یہ لوگ جا پہنچے تھے ۔

دو پہیوں والا جنگی رتھ انھی لوگوں نے ایجاد کیا تھا جو بعد ازاں مصر اور مغربی ایشیا میں عام طور پر استعمال ہونے لگا ۔



سلطنت ایران

سلطنت اشور

فلسطین

موقع اور محل

فلسطین شام کا جنوبی حصہ ہے ، جو عرض میں بحیرۂ روم سے بادیۂ شام تک پھیلا ہوا ہے اور طول میں یہ کوہ حرمون[۱] سے بحیرۂ لوط[۲] کے جنوب تک آتا ہے ۔ پرانے جغرافیائی ناموں کی بنا پر اسے دان[۳] سے برشبع[۴] تک سمجھنا چاہیے ۔ دریائے اُردن کی مغربی سمت میں اس کی لمبائی ڈیڑھ سو میل ہے اور چوڑائی شمالی سمت میں صرف تیس میل ہے ۔ البتہ جنوبی سمت میں یہ قریباً اسی میل ہو جاتی ہے ۔ اس کا نام فلسطین اس لیے پڑا کہ یہاں وہ لوگ رہتے تھے ، جنھیں ھیروڈوٹس نے " فلستینی " قرار دیا ہے ۔ عبرانی زبان میں دریائے اُردن کی مغربی سر زمین کا نام کنعان ہے ۔

یہ ملک چار مختلف خطوں میں بٹا ہوا ہے : پہلا وہ میدانی علاقہ ہے ، جو ساحل بحر کے ساتھ ساتھ واقع ہے ۔ دوسرا حصہ اس مغربی سطح مرتفع پر مشتمل ہے ، جسے میدان یزرعیل[۵] نے دو

۱- Hermon - آج کل اس کا نام جبل الشیخ ہے ۔

۲- Dead Sea - جسے عام طور پر بحیرۂ مردار بھی کہتے ہیں -

۳- Dan - ۴- Beersheba -

۵- Jezreel -

حصوں میں تقسیم کر دیا ہے - شمال میں جلیل۱ یا طبریہ اور جنوب میں کوہستان افرائیم اور کوہستان یہودیہ - تیسرا حصہ وادی آردن والا ہے - یہ وادی سطح بحر سے بھی نیچے واقع ہے - (بحیرۂ طبریہ سطح بحر سے چھ سو فٹ اور بحیرۂ مردار تیرہ سو فٹ نیچے ہے - اس کی آب و ہوا گرم ہے) - چوتھا حصہ شرق آردن کی سطح مرتفع ہے ، جس میں کئی دریا واقع ہیں ، مثلاً یرموک ، یبوق۲ ، ارنون۳ - اس حصے میں شمال سے جنوب تک ارامی ، بنی عمون اور موآبی آباد تھے - اس کے بعض حصوں میں بنی اسرائیل کے کچھ قبیلے بھی بس گئے تھے ، مثلاً روبن ، جد اور قبیلۂ منسا کا ایک حصہ - ادوم کی بادشاھی بحیرۂ لوط کے جنوب سے خلیج ایلات۴ ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک ادوم میں آٹھ بادشاہ حکمران رہے - ان کے ناموں کی فہرست بائبل کی کتاب پیدائش کے چھتیسویں باب میں دیکھی جا سکتی ہے (آیات ۳۱ - ۳۹) -

آبادی

اس سر زمین میں سامی زبانیں بولنے والے قبیلوں کی آمد کا سلسلہ زمانۂ قدیم ھی سے شروع ھو چکا تھا - مثلاً برنجی دور کے آغاز (تین ہزار سال قبل مسیح) میں پہلا گروہ آیا - ۲۰۰۰ ق م میں عموری یہاں پہنچے - چودھویں صدی

۱- Galilee - اس نام کا ایک چھوٹا سا سمندر بھی ہے اور علاقہ بھی -

۲- Jabbok -

۳- Arnon - اس کے لفظی معنی ھیں تیز ، یعنی بہت تیز چلنے والا دریا -

۴- اسے ایلہ بھی کہتے تھے - یہ خلیج عقبہ کے آخری گوشے میں واقع ہے -

قبل مسیح میں عبری آئے ، ۱۲۰۰ ق م میں اسرائیلی ، اس کے بعد عرب ۔ عہد نامۂ قدیم کے مطابق عبریوں میں وہ تمام قومیں شریک ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے کی دعویدار ہیں ۔ (مثلاً حضرت اسماعیل نیز حضرت اسحاق کے دونوں بیٹوں اسرائیل اور ادوم یا عیسو کی اولاد) ۔ پھر حضرت ابراہیم کے بھائی حران (یعنی حضرت لوط کے بیٹے موآب اور عمون) کی اولاد ۔ آرامیوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے دوسرے بھائی ناحور کی اولاد ہیں ۔ جو غیر سامی گروہ فلسطین پر حملہ آور ہوئے وہ یا تو حوری ہیں جو ادومیوں سے پیشتر سر زمین ادوم پر قابض تھے یا حتی اور فلسطینی یا وہ لوگ جو بحیرۂ ایجہ سے نکل کر ۱۲۰۰ ق م میں یہاں پہنچے تھے ۔

تہذیب اور مذہب
۱۶۰۰ ق م سے ۱۲۰۰ ق م

کنعان کی اصل زبان عبرانی تھی ۔ یہ سامی بول چال کی شمالی و مغربی شکل تھی ، جو فونیقی ، موآبی اور عموری بول چال سے متشابہ تھی ۔ اس ملک کی تہذیب پر بابلی تہذیب کا اثر سب سے زیادہ پڑا ، خصوصاً تجارتی اصطلاحات اور معمولات بابل ہی سے لیے گئے ۔ مصر سے تعویذ ، منتر اور بعض مذہبی اعمال یہاں پہنچ گئے ۔ ہر علاقے کا ایک الگ بت تھا ، جسے بعل کہتے تھے ۔ اسے کسی پہاڑی پر اونچی جگہ رکھ لیا جاتا تھا ۔ عمارت کوئی نہ بنائی جاتی تھی ، البتہ آس پاس کے مقام کو بہت مقدس مانا جاتا تھا ۔ ایک دیوی کی پوجا بھی کی جاتی تھی جس کا نام اسٹارٹ[۱] تھا ۔

تاریخی دور

ابتدا سے ۹۰۰ ق م تک تاریخی دور کی کیفیت ذیل میں درج ہے :

۱۔ ۳۲۰۰ ق م — ۲۰۰۰ ق م ، ابتدائی برنجی دور جس کے چار

۱۔ Astarte -

حصے ھیں ، پہلے تین حصے تین تین سو سال کے اور
آخری دو سو سال کا ۔

۲- ۲۱۰۰ ق م—۱۵۰۰ ق م ، اس کے دو حصے ھیں ۔ دونوں
کی مدت تین تین سو سال ہے ۔ اس دور میں مصر کے
ساتھ تعلقات پیدا ہوے ۔ یہی ھکسوس کی حکومت کا
زمانہ ہے ۔ اسے درمیانی برنجی دور کہا جاتا ہے ۔

۳- ۱۵۰۰ ق م—۱۳۰۰ ق م ، یہ آخری برنجی دور کا حصہ
اول ہے ۔ اس میں مصر نے فلسطین کو مسخر کر لیا ۔

۴- ۱۳۰۰ ق م—۱۲۰۰ ق م ، یہ آخری برنجی دور کا دوسرا
حصہ ہے ۔ اس میں مصر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ۔
مشرق سمت سے عبری اور عموری ، شمالی سمت سے ھٹی ،
مقامی حکمرانوں کے ساتھ ساز باز کرتے رہے ۔ بعض
اوقات انھوں نے حملے بھی کیے ۔ انجام کار مصر نے
پھر اس ملک کو مسخر کر لیا ۔

۵- ۱۲۰۰ ق م—۹۰۰ ق م ، یہ ابتدائی آھنی دور ہے ۔ اس
میں اسرائیلیوں نے کوھستان افرائیم پر قبضہ کر لیا ۔
فلستی ساحلی علاقے پر قابض رہے ، جہاں انھوں نے پانچ
شہری سلطنتیں منظم کر لیں ، یعنی عسقلان ، اشدود ،
عقرون[۱] ، جات[۲] اور غزہ ۔

اسرائیل اور یہوویت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
اسرائیلیوں کو اھل مصر کی غلامی
سے نجات دلائی تو وہ یہواہ کی پرستش کرنے لگے ، یعنی توحید کے
قائل ہو گئے ۔ اسی عقیدے کے ساتھ اسرائیلی کنعان پہنچے اور
انھوں نے بعل نام بت کے تمام مقامات پر قابض ہو کر یہواہ کو

۱- Ekron - ۲- Gath -

کنعان اور اسرائیل کا خدا قرار دیا ۔ عاموس۱ نے یہواہ کو سب سے تسلیم کرایا جیسا کہ یسعیاہ۲ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے ۔ حزقیل۳ نبی نے انبیاء کی تعلیمات کو پیش نظر رکھ کر ایک کتاب تیار کی ، جس میں عقیدہ و عبادت کی تمام تفصیلات درج تھیں ۔ یہ یہودیت کا مستقل آغاز تھا اور اسی مذہب کو نجات کا ذریعہ قرار دیا ۔ یہ کتاب الہامی صحیفوں پر مبنی تھی ، نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُس قانون پر جو کتاب استثناء میں بیان ہوا ہے ۔

ادبیات

بائبل کی کتاب عہدنامۂ قدیم کی کتابت اور تہذیب و ترتیب ۱۱۵۰ ق م سے شروع ہوئی اور ۱۳۰ ق م تک تمام صحیفے اس میں شامل کر لیے گئے ۔ تورات کی پانچ کتابیں۴ پہلی مرتبہ ۴۰۰ ق م کے آس پاس مرتب ہوئیں ۔ اُس کے بعد تاریخی اسفار (کتاب یوشع ، کتاب قضاۃ ، کتاب سیموئیل نبی اور سلاطین) کو بھی مذہبی تالیفات قرار دیا گیا ۔ حضرت طالوت اور حضرت داؤد علیہ السلام کے سوانح حیات کے ابتدائی حصے حضرت سیموئیل کی کتابوں سے لیے گئے اور اُن کی تاریخ ۹۵۰ ق م ہے ۔ بنی اسرائیل کے بڑے بڑے انبیاء کا دور ۷۵۰ ق م سے ۵۵۰ ق م تک آتا ہے ، یعنی عاموس، نبی ہوسیع۵،

۱- Amos ۔ اس نام کا ایک صحیفہ عہد قدیم میں موجود ہے ۔

۲- Isaiah ۔ یہودیوں کے مشہور نبی ، ان کا بھی صحیفہ عہد نامۂ قدیم میں شامل ہے ۔

۳- Ezekiel ۔

۴- یعنی عہد نامۂ قدیم کی پانچ کتابیں جنھیں اصل تورات مانا جاتا ہے ۔ پیدائش ، خروج ، اخبار ، گنتی اور استثناء ۔

۵- Hosea ۔

یسعیاہ ، میکاہ۱ ، یرمیاہ۲ ، حزقییل - ان کے صحیفوں کو ، نیز بعض دوسرے صحیفوں کو کوئی دو سو سال ق م میں شامل تورات کیا گیا - حضرت دانییل نبی کی کتاب ۱۶۴ ق م میں شامل ہوئی - زبور ، کتاب امثال اور کتاب ایوب۳ ، ۵۸۶ ق م میں مرتب ہوئیں - عہد نامۂ قدیم کے باقی حصوں کا تعلق ایرانی اور یونانی اقتدار کے زمانے سے ہے - بعض کتابوں کو یہودی اسفار محرفہ۴ کہتے ہیں یعنی ان کے الہامی ہونے میں شبہ ظاہر کرتے ہیں - ان کتابوں کا تعلق ۱۸۰ ق م سے ہے - سب سے آخر میں مکاشفات۵ آتے ہیں - ان کی ابتدا مسیحیت کے وقت سے ہوتی ہے - یہودی انہیں نہیں مانتے ، لیکن مشرق مسیحیت پر ان کا خاص اثر پڑا - یہودیوں کی قانونی کتاب مشنا ہے ، جو ۲۰۰ عیسوی کے قریب جمع ہوئی اور عہد قدیم کی تفسیر تالمود کہلاتی ہے ، جس کی ترتیب ۵۰۰ عیسوی کے آس پاس عمل میں آئی -

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اپنے وطن سے نکل کر مصر پہنچے اور جشن۶ کے علاقے میں آباد ہو گئے - جب ھکسوس کا دور حکومت ختم ہو گیا تو اہل مصر بنی اسرائیل کو اجنبی سمجھتے ہوئے ان پر ظلم کرنے لگے اور عملاً انہیں غلام بنا لیا -

۱- Micah -

۲- Jermiah - ان انبیاء کے صحیفے عہد نامہ قدیم میں شامل ہیں -

۳- Job - ۴- Apocrypha -

۵- Apocalypses -

۶- Goshen - یہ دریائے نیل کے ڈیلٹا کے مشرق حصے میں واقع تھا اور مصر قدیم کا بڑا زرخیز علاقہ مانا جاتا تھا -

آنھیں غلامی سے نجات دلانے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا اور حضرت نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر سر زمین فلسطین کے دروازے پر پہنچایا ۔ یہ تیرھویں صدی قبل مسیح کا واقعہ ہے ۔

فلسطین میں آبادی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع بنی اسرائیل کے قائد و رھنما بنے ۔ آنھی کی ماتحتی میں فلسطین کی تسخیر شروع ہوئی اور مختلف حصوں میں اسرائیلی قبیلوں کو آباد کر دیا گیا ۔ اس زمانے میں ھر قبیلے نے اپنا ایک نظام بنا لیا اور اپنے سرداروں کے ماتحت زندگی بسر کرتے رہے ۔ یہی عہد ہے جسے عہد نامۂ قدیم میں قاضیوں کا عہد قرار دیا گیا ہے ، یعنی جن لوگوں کے ھاتھوں میں نظم و نسق اور حکومت کی باگ ڈور تھی ، وہ قاضی تھے ۔ فلستیوں سے لڑائیاں ہوئیں ۔ تقریباً پونے دو سو سال اسی طرح گزر گئے ۔ ظاہر ہے کہ کوئی مرکزی نظام نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں اتحاد و اجتماع پیدا نہ ہو سکتا تھا ، جو مخالفوں کے مقابلے میں ضروری تھا ، اس لیے کہ اس کے بغیر متحدہ جنگی قوت فراہم نہ ہو سکتی تھی ۔ فلستیوں سے لڑائیاں شروع ہو گئیں جن میں بنی اسرائیل کو سخت نقصان پہنچا ، یہاں تک کہ فلستی اُن سے تابوت سکینہ بھی چھین کر لے گئے ، جس میں کتاب مقدس کی تختیاں اور پیغمبروں کے تبرکات رکھے تھے ۔ اس زمانے میں حضرت سیموئیل نبی تھے ، اسرائیلیوں نے ان سے کہہ کر اپنے لیے بادشاہ کا انتظام کرایا تاکہ پوری قوت یکجا ہو جائے ۔ چنانچہ طالوت[۱] کو یہودیوں کا بادشاہ

۱- Saul -

بنایا گیا اور اس نے فلستیوں کو شکست دے کر تابوت سکینہ واپس لیا ۔ فلستیوں کا مشہور پہلوان جالوت۱ تھا ، جسے حضرت داؤد نے قتل کیا ۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ

۱۰۱۳ ق م میں طالوت کا انتقال ہوا تو اُس کے بعد سات سال تک اُس کا بیٹا دریائے اُردن کے مشرق علاقے میں حکمران رہا اور یہودیہ کی حکومت حضرت داؤد کے ہاتھ میں تھی ، مگر وہ فلستیوں کے زیر اثر تھے ، پھر انھوں نے یروشلم کو فتح کیا اور اسے اپنی سلطنت کا مرکز بنایا ۔ تھوڑی ھی دیر میں فلستیوں اور دوسرے سرکش رئیسوں کو مسخر کر لیا ۔ اس طرح ایک عالی شان اسرائیلی سلطنت کی بنیاد پڑی ۔ اس سلطنت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے (۹۷۳ ق م — ۹۳۳ ق م) ۔ حضرت نے یروشلم میں ھیکل تعمیر کرایا ، نیز دوسری بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں ۔ اس عہد میں فلسطین کی خوش حالی و فارغ البالی درجۂ کمال پر پہنچ گئی ۔

سلطنت میں تفرقہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد اُن کا فرزند رحبعام۲ مسند نشین ھوا ، لیکن شمالی سمت کے اسرائیلی قبیلوں نے مطالبہ پیش کر دیا کہ ٹیکسوں کا بوجھ ھلکا کیا جائے ۔ بادشاہ نے انکار کیا تو اُنھوں نے سلطنت سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے لیے جداگانہ بادشاھی کا انتظام کر لیا اور یربعام۳ کو اپنا بادشاہ بنا لیا ۔ یوں سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی ۔ تاریخ میں پہلی کو سلطنت یہودیہ کہتے

۱- Goliath -
۲- Rehoboam -
۳- Jeroboam -

ہیں اور دوسری کو سلطنت اسرائیل ۔

سلطنت یہودیہ سلطنت یہودیہ ۹۳۳ ق م سے ۵۸۶ ق م تک قائم رہی اس پر نشیب و فراز کے مختلف دور گزرے ۔ ۷۳۵ میں اشوریہ کے بادشاہ تغلت پلسر نے حملہ کیا ۔ یوسیع نے مذہبی احیاء کا کام انجام دیا (۶۳۸ ق م) اور ہیکل کو پوری سلطنت میں مرکزی حیثیت دے دی ۔ ۶۰۹ ق م میں وہ فرعون مصر کے خلاف جنگ کرتا ہوا شہید ہوا ۔ مصر کے بعد بابل کے حکمران فلسطین پر قابض ہو گئے ۔ ۵۹۷ ق م میں جن یہودی پیشواؤں کو شاہ بابل اپنے ساتھ لے گیا تھا ، ان میں حزقیل نبی بھی تھے ۔ صدقیہ سلطنت یہودیہ کا آخری بادشاہ تھا ۔ یرمیاہ نبی نے مشورہ دیا تھا کہ بخت نصر کی مخالفت نہ کی جائے ۔ صدقیہ نے اس مشورے پر عمل نہ کیا ، چنانچہ بخت نصر نے یروشلم کو ۵۸۶ ق م میں تباہ کر دیا اور سلطنت یہودیہ ختم ہو گئی ۔

سلطنت اسرائیل یربعام نے پہلے ششم کو اپنا دارالحکومت بنایا ، بعد ازاں سامریہ مرکز بن گیا ۔ اس سلطنت میں بھی متعدد بادشاہ ہوئے ۔ ایک زمانے میں سلطنت اسرائیل اشوریہ ، کے بادشاہ شلمنسر کی باجگزار بن گئی تھی ، پھر تغلت پلسر سوم نے اس سے بہ زور خراج وصول کیا ۔ ہوسیع نے ۷۳۲ ق م میں خراج ادا کرنے سے انکار کیا ، لہذا اسے تخت سے اتار دیا گیا ۔ ۷۲۵ ق م سے ۷۲۲ ق م تک سرغون نے سامریہ کا محاصرہ جاری رکھا اور اسے مسخر کر لیا ۔ اس نے سولہ سترہ سال میں ستائیس ہزار دو سو نوے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا اور اسرائیلی سلطنت ختم ہو گئی ۔

یہودیوں کی باقی سرگزشت یہودیوں کی باقی سرگزشت اختصاراً ذیل میں درج ہے:

۱- ۵۸۶ ق م—۵۳۸ ق م تک یہودی بابل کے ماتحت تھے۔ جو لوگ وطن میں رہ گئے تھے وہ خستہ حال تھے اور اپنے ہمسایوں یعنی ادویوں اور سامریوں کے مقابلے میں دبے ہوئے تھے۔ جو جلا وطن ہو کر بابل چلے گئے تھے اُن کی حالت اچھی تھی۔

۲- ۵۳۸ ق م—۳۳۲ ق م تک یہودی ایرانی حکومت کے ماتحت رہے۔ سائرس نے انھیں ہیکل از سر نو تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ نحمیاہ نبی نے یروشلم کی فصیلیں بنوائیں اور شرعی قانون نافذ کیے۔

۳- ۳۳۲ ق م—۱۹۸ ق م تک یہودی سکندر اور بطلیموسیوں کے ماتحت رہے۔

۴- ۱۹۸ ق م—۱۶۸ ق م تک ان پر سلوکی مسلط رہے۔

مکابیوں کا دَور ۱۶۸ ق م میں یہودا مکابی اور اس کے بھائیوں نے سلوکی بادشاہ کے خلاف بغاوت کی، جس نے یہودیت کو جبراً ختم کر دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہودیوں نے لڑ کر مذہبی آزادی حاصل کی اور اپنا ایک نظام قائم کر کے وہ مسلسل لڑائیاں کرتے رہے۔ ۶۳ ق م میں فلسطین رومیوں کے زیر اثر آ گیا اور ۹۵ء تک یہی کیفیت رہی۔

ہیرودیس کی بادشاہی ۳۷ ق م میں ہیرودیس نے رومیوں سے یہودیہ کی حکومت کا پروانہ حاصل کر لیا۔ اس نے ہیکل کو از سر نو تعمیر کرایا اور قیصر آگسٹس کے لیے سامریہ میں ایک ہیکل تعمیر کرایا۔ اسی کے عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (حضرت کی صحیح

تاریخ ولادت ۶ ق م اور ۴ ق م کے درمیان ہے) ۔

اگرچہ ہیرودیس نے اور بھی اچھے کام کیے مگر فریسی ، صدوق اور مذہبی جنونی اُسے برابر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے ۔ ہیرودیس کے بعد سلطنت اُس کے بیٹوں میں تقسیم ہو گئی ۔ ۶۶ء سے ۷۳ء تک یہودی رومیوں کے خلاف لڑتے رہے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۷۰ء میں یروشلم کو تباہ کر دیا گیا ۔ قیصر ٹراجن کے عہد میں ۱۱۵ء سے ۱۱۷ء تک پھر لڑائیاں ہوئیں ۔ پھر ہیڈرین کے زمانے میں یہودیوں نے بغاوت کی ۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ یہودیہ کا پورا علاقہ تباہ کر دیا گیا ۔ یروشلم کو رومیوں کی نو آبادی بنا لیا گیا ۔ یہودیوں کے لیے وہاں آنا اور بسنا ممنوع قرار پا گیا ۔ اس وقت سے طبریہ اور بابل یہودی تعلیمات کے مرکز رہ گئے ۔ انہی دو مرکزوں میں تالمود کے نسخے پانچویں صدی عیسوی میں مرتب ہوئے ۔

فونیقیہ اور شام

جائے وقوع اور تہذیب فونیقیہ لبنان کے مغربی حصے میں مختصر سے ساحلی علاقے کا نام تھا۔ چودھویں صدی قبل مسیح کی معلومات کے مطابق اس کے بڑے بڑے شہر یہ تھے: عکہ، صور، بیروت، ببلوس، جسے آج کل جبل کہتے ہیں۔

اگر اہل فونیقیہ کی زبان کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ لوگ کنعانیوں کی ایک شاخ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی بولی مغربی سامی بولی تھی جو کنعان کی عبرانی سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اس گروہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے چودھویں صدی قبل مسیح میں، بلکہ اس سے بھی پیشتر حروف ابجد ایجاد کیے، اسی سے موجودہ زمانے کی ابجد پیدا ہوئی۔ جب متویوں اور مائی سینیوں کی بحری قوت پر زوال آیا تو بارھویں صدی قبل مسیح میں اہل فونیقیہ نے بحری تجارت کا آغاز کیا اور جزیرۂ قبرص نیز شمالی افریقہ، جنوبی ہسپانیہ اور بعض دوسرے خطوں میں نو آبادیوں کے قیام کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت قرطاجنہ نے پائی، جس کی بنیاد ۸۱۴ ق م میں رکھی گئی۔ یہ لوگ زیادہ تر ارغوانی رنگ، بلوری ظروف اور پارچات فروخت کیا کرتے تھے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی

صنوعات میں جدت کا کوئی پہلو نہ تھا ، بلکہ جو چیزیں بناتے
ھے عام طور پر یہ مصریوں اور بابلیوں کے نمونے کی بناتے تھے ۔
یہ لوگ بھی بعل کی پوجا کرتے تھے اور مختلف شہروں
یں اس بت کے مختلف نام رکھ لیے گئے تھے ۔

ابتدائی سرگزشت ابتدائی سرگزشت کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :

۱۔ فونیقیہ میں جو چیز سب سے بڑھ کر جذب و کشش کا باعث تھی وہ اس کے عالی شان دیودار تھے ، جن کی ضرورت ہر قوم کو تھی ۔ چنانچہ مصریوں نے ابتداء میں انہی دیوداروں کے لیے فونیقیہ پر حملہ کیا اور وہ مختلف شہروں پر قابض ہو گئے ۔ یہ ۲۹۰۰ ق م سے ۲۰۰۰ ق م تک کے واقعات ہیں ۔ اسی دور میں سمیری اور اکادی حملے کرتے ہوئے بحیرۂ روم تک پہنچے ۔

۲۔ ۲۰۰۰ ق م سے ۱۵۰۰ ق م تک اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ بیلوس مصر کے ماتحت تھا ۔

۳۔ پندرھویں صدی قبل مسیح میں فرعون مصر نے فونیقیہ کا بڑا علاقہ فتح کر لیا ، لیکن چودھویں صدی کے نصف اول میں اھل فونیقیہ نے ھٹیوں کے ساتھ مل کر اُن تمام رئیسوں کو شکست دی جو مصر کے خراج گزار تھے ۔ بعد ازاں مصر نے فونیقیہ کو از سر نو مسخر کر لیا ۔

۴۔ بارھویں صدی قبل مسیح میں بحیرۂ ایجیا کی طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہوئی اور فونیقیہ کے بڑے بڑے شہر بہ استثناء بیروت ، خوشحال آزاد ریاستوں کی حیثیت

حاصل کر گئے ۔

۵- دسویں صدی قبل مسیح میں حیرام اول فونقیہ کا بادشاہ تھا جو ابی بعل کا فرزند تھا ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بحیرۂ روم کی تجارت کے لیے ایک بیڑا تیار کرانا چاہتے تھے تو حیرام نے اس غرض سے تعمیر کا سامان اور اچھے کاریگر مہیا کیے تھے ۔

بعد کا دور ۷۷۳ ق م سے ۶۲۵ ق م تک فونیقیہ اشوریوں کے قبضے میں رہا ۔ جب بابل کی سلطنت نے نبوکدنزر کے ماتحت عظمت کا خواب دیکھا تو فونیقیہ بابل کی ماتحتی میں آ گیا ۔ اس دور میں صور نے اپنی آزادی بحال رکھنے کے لیے جد و جہد جاری رکھی ۔ بابلیوں کے بعد ایرانیوں کو عروج حاصل ہوا تو فونیقیہ اُن کے قبضے میں آ گیا ۔ انہوں نے پورے علاقے کو چار ریاستوں میں تقسیم کر دیا ۔ چنانچہ یہ لوگ شہنشاھان ایران کے لیے ضرورت کے وقت بیڑے مہیا کرتے تھے ۔ سکندر ایشیا پہنچا تو فونیقیہ پر قابض ہو گیا ۔ صور کے محاصرے میں اسے بڑی مشکلات پیش آئی تھیں ۔ ۳۲۳ ق م سے ۲۸۶ ق م تک مصر کے بطلیموسی اور سلوکی یکے بعد دیگرے قابض ہوتے رہے ۔ آخری دور میں بھی مصریوں اور سلوکیوں کی حکومتوں کا تبادل جاری رہا ۔ ۶۳ ق م میں روسہ کے مشہور جرنیل پومپی نے شام کو رومی سلطنت کا صوبہ بنایا تو فونیقیہ کو بھی اس میں شامل کر لیا ۔

قرطاجنہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ فونیقیوں نے ۸۱۴ ق م میں قرطاجنہ (کارتھیج) کی بنیاد رکھی تھی ۔ قرطاجنہ کے لفظی معنی فونیقی زبان میں " شہر نو " (نیا شہر) کے ہیں ۔ یہ شہر اس مقام سے قریب تعمیر ہوا تھا جہاں بعد میں ٹیونس

کی بنیاد رکھی گئی ۔ اب تک صرف فونیقیہ کے حالات بیان ہوتے رہے ، لیکن فونیقیوں نے قرطاجنہ میں جو عظمت حاصل کی وہ تاریخی لحاظ سے اُن کے وطن کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ اہم ہے ۔ اب وہاں کے حالات بھی اختصاراً سن لیجیے ۔ قرطاجنہ کی زبان فونیقیوں ہی کی ایک بولی تھی جسے اہل رومہ " پیونک " کہتے تھے ۔ حکومت کا انتظام دو اعلیٰ ناظموں کے حوالے کر دیا جاتا تھا ۔ ایک مجلس بھی کاروبار حکومت میں شریک تھی ، جس کے ممبر ہر سال منتخب کیے جاتے تھے ۔

لڑائیاں

اہل قرطاجنہ نے اپنی تجارت پھیلانی شروع کی تو افریقہ ، سسلی اور سارڈینیا میں انھیں بارھا لڑائیاں پیش آئیں ، جن میں وہ کامیاب ہوتے رہے ۔ زیادہ کشمکش سسلی کے ساتھ جاری رہی ۔ آہستہ آہستہ انھوں نے اپنی بحری قوت کو بہت ترقی دے لی اور پورے مغربی بحیرۂ روم پر قابض ہو گئے ۔ یہاں تک کہ وہ آبنائے بھی انہی کے زیر اثر آ گئی جو بعد میں جبل طارق کے نام سے مشہور ہوئی ۔

رُومیوں سے مقابلہ

خاص طور پر قابل ذکر وہ لڑائیاں ہیں جو رومیوں کے ساتھ ٢٦٨ ق م سے ١٣٦ ق م تک جاری رہیں ۔ یہ تین لڑائیاں ہیں ، جنھیں پہلی دوسری اور تیسری پیونک جنگیں کہتے ہیں ۔ پہلی جنگ کے بعد ھمیلکار نے ھسپانیہ کو دریائے ابرہ تک فتح کر لیا ۔ دوسری جنگ میں قرطاجنہ کا سپہ سالار ھینی بال تھا، جو دنیا کے چند بڑے سپہ سالاروں میں گنا جاتا ہے ۔ یہ جنگ ٢١٩ ق م سے ٢٠٢ ق م تک جاری رہی ۔ ھینی بال ھسپانیہ سے فوج لے کر اٹلی پہنچا اور رومیوں کو ٢١٦ ق م میں شکست فاش دی ۔ پھر حالات بگڑ گئے ۔ جو کمک اس کے لیے بھیجی گئی تھی وہ نہ پہنچ سکی ، اسے واپس

ہونا پڑا اور افریقہ میں آخری لڑائی پیش آئی ، جس میں ھینی بال نے شکست کھائی ۔ تیسری جنگ میں رومیوں نے کارتھیج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ۔ بعد ازاں ۴۳۹ء تک قرطاجنہ رومیوں ھی کے ماتحت رہا ۔

شام شام وسیع معنی میں اس علاقے کو کہا جاتا تھا ، جو کوہ طارس کے جنوب میں مشرقی بحیرۂ روم اور دریائے فرات کے درمیان تھا ، لیکن بعد میں یہ نام مذکورہ بالا علاقے کے صرف شمالی و مشرقی حصے کے لیے استعمال ہونے لگا ۔ فونیقیہ اور فلسطین کو اس سے الگ کر دیا گیا ۔ شام کے مشہور شہر یہ تھے ! ارپد۱ ، حلب۲ ، انطاکیہ۳ ، قادس۴ ، حماۃ۵ ۔ تدمر۶ ، دمشق ۔

قدیم سرگزشت شام میں سب سے پہلے آرامیوں کی آبادی کا نشان ملتا ھے جو چودھویں صدی ق م میں بادیۂ شام سے نکل کر جا بجا بس گئے تھے ۔ تیرھویں صدی ق م میں انھوں نے وادیٔ دجلہ پر یورشیں شروع کر دیں ، لیکن ھتیوں اور اشوریوں کا دباؤ اتنا پڑا کہ وہ بادیۂ شام کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو گئے ۔ پھر سمندر پار کر کے لوگوں کی آمد شروع ہوئی ۔ جا بجا تجارتی مرکز قائم ہوئے ، جن میں سے تدمر بطور خاص قابل ذکر ھے ۔ دسویں صدی قبل مسیح میں ایک طاقتور آرامی سلطنت

۱۔ Arpad ۔ آج کل اسے تل ارنود کہتے ھیں ۔

۲۔ Aleppo ۔ ۳۔ Antioch ۔

۴۔ Kadesh ۔ ۵۔ Hamath ۔

۶۔ Palmyra ۔ (پامیرا) شام کے تقریباً وسط میں یا ایک مشہور نخلستان ھے جو مدتوں عراق ایران وغیرہ کی طرف تجارت کا بہت بڑا مرکز بنا رہا ۔

کا انتظام ہوا جس کا مرکز دمشق تھا ۔ اس وقت سے چوتھی صدی قبل مسیح تک بین الاقوامی بری تجارت ارامیوں ہی کے ہاتھ میں رہی ۔

یہاں وہ تفصیلات پیش نہیں کی گئیں جو فونیقیہ ، فلسطین یا دوسرے آس پاس کے علاقوں کی سرگزشتوں میں پیش کی جا چکی ہیں ، یعنی یہ کہ جس قوت کو فروغ حاصل ہوتا تھا وہ شام کے علاقے پر بھی قابض ہوتی رہی ، مثلاً اکادی ، اہل آر ، حمورابی ، ہٹی یا فراعنۂ مصر ۔ اشوریوں نے بھی اپنے زمانۂ اقتدار میں شام کو بری طرح پامال کیا ۔

دمشق

دمشق ۱۳۵۰ ق م سے ایک سو سال تک مصریوں کے ماتحت ، بعد ازاں ڈیڑھ سو سال تک ہٹیوں کے ماتحت رہا ، پھر مصریوں نے اسے فتح کر لیا ، لیکن ۱۰۰۰ ق م میں یہ ارامی سلطنت کا مرکز بن گیا جو ۷۳۲ ق م تک جاری رہی ۔ پھر اشوری اور بابلی یکے بعد دیگرے اس پر قابض رہے ۔ ایرانیوں کے زیر اثر دمشق نے پھر خاصی ترقی کر لی ۔ سکندر نے ایرانی سلطنت کا شیرازہ بکھیرا تو اس سلطنت کے دوسرے علاقوں کی طرح دمشق بھی یونانیوں کے قبضے میں چلا گیا ۔ سکندر کی وفات کے بعد پہلے مصر کا بادشاہ بطلیموس اول دمشق پر قابض ہو گیا ، پھر اینٹی گونس اس کا مالک بن گیا ۔ اینٹی گونس کی وفات پر سلوکیوں نے دمشق کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ۔

ایشیائے کوچک

موقع اور محل

ایشیائے کوچک یا اناطولیہ کو یورپ اور ایشیا کے درمیان ایک پل کی حیثیت حاصل ہے ۔ مغرب سے مشرق کی طرف آئیں تو سمندر کے راستے بہ آسانی یہاں پہنچ سکتے ہیں ۔ اگر مشرق سے مغرب کی طرف جائیں تو خشکی کا راستہ بہترین ہے ۔ اس کے جنوب میں طارس کا کوہستانی سلسلہ ہے ۔ شمالی سمت میں بھی پہاڑوں کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی ہیں ، جنھیں عبور کرنا آسان نہیں ، صرف دروں سے آ جا سکتے ہیں ، جنھیں عام زبان میں سلیشیا کے دروازے کہتے ہیں ۔ اس کے وسط میں بھی سطح مرتفع ہے جس میں کپا ڈوشیا۱ ، لائی کا اونیا۲ اور فرجیا۳ واقع ہے ۔

یہاں کے اصل باشندے مخلوط نسل کے تھے جن میں ارامیوں کے خصائص بھی موجود تھے اور ہٹیوں کے خصائص بھی ، پھر وہ لوگ بھی یہاں آباد ہو گئے تھے جو بحیرۂ روم کی طرف سے آئے تھے ۔

۱- Cappadocia - ۲- Lycaonia -

۳- Phrygia - یہ قدیم ایشائے کوچک کے چند صوبے تھے جنھوں نے مستقل ریاستوں کی حیثیت اختیار کر رکھی تھی ۔ ان کے علاوہ بھی بعض ریاستیں تھیں جن کا ذکر آگے آئے گا ۔

ہِتّی

ایشیائے کوچک میں سب سے پہلے ہٹیوں کی سلطنت کا سراغ ملتا ہے ۔ ان کا مرکز " ہتوشاش۱ " تھا ، جسے آج کل " بوغاز کوئی " کہتے ہیں ۔ اس سلطنت کے دو دور مانے جاتے ہیں ۔ ایک کو قدیم سلطنت کہتے ہیں اور دوسری کو جدید ۔ یہ اپنی وضع وہیئت کے اعتبار سے جاگیردار امرأ کی سلطنت تھی ۔ قدیم دور میں امرأ بادشاہ کا انتخاب کرتے اور اسے تاج پہناتے ، جدید سلطنت میں بادشاہوں نے خاصا اختیار حاصل کر لیا اور حکومت موروثی بن گئی ، تاہم جاگیرداریوں کا سلسلہ بدستور قائم رہا ۔ ایک ضابطۂ قانون بھی آخری دور میں مرتب کر لیا گیا تھا ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرموں کی سزائیں بہت ہلکی تھیں ۔ کھیتی باڑی کرنا اور ریوڑ پالنا لوگوں کے عام مشغلے تھے ۔ دوسری قوموں کی طرح یہ لوگ بھی دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے ۔ ان کی سب سے بڑی دیوی وہ تھی ، جو سورج سے منسوب تھی ۔

حکومت کی سرگزشت

قدیم سلطنت کا زمانہ ۱۷۵۰ ق م سے ۱۴۳۰ ق م تک رہا ، لیکن اس میں سے آخری ستر سال کے زمانے کے حالات ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ۔ ۱۶۰۰ ق م میں ایک ہٹی بادشاہ نے حلب پر قبضہ کر لیا تھا ، نیز وہ بابل پر بھی حملہ آور ہوا تھا ۔ اسی نے ہتوشاش کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا ۔

جدید سلطنت کا آغاز ۱۴۳۰ سے ہوا اور یہ ۱۲۰۰ ق م تک جاری رہی ۔ شُبّی لولیو۲ نہ محض اس عہد کا سب سے بڑا بادشاہ ہے ، بلکہ ہٹیوں میں کسی کو بھی اس کی سی عظمت حاصل نہ ہوئی ۔ اس نے پورے اناطولیہ کو از سر نو فتح کیا ، اس کے علاوہ شام

۱- Hattushash -

۲- Shubbiluliu -

کے شمالی علاقوں کو بھی مسخر کر لیا ۔ اس کا عہد حکومت ۱۳۹۰ ق م سے ۱۳۵۰ ق م تک جاری رہا ۔ بعد ازاں ہٹیوں کے ایک بادشاہ نے مصر کے جابر فرعون رعمسیس ثانی کو نہرالعاصی۱ کے کنارے شکست دی ۔ ۱۲۰۰ ق م میں بحیرۂ ایجہ سے مہاجروں کا سیل آ گیا اور ہٹیوں کی سلطنت ختم ہو گئی ۔ یہی مہاجر تھے جنھوں نے ٹرائے آباد کیا ۔ اس شہر کو ہومر کی رزمیہ نظم کے باعث عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ۔

فرجیا اہل فرجیا مہاجروں کے اس سیل کے ساتھ تھریس سے ایشیائے کوچک پہنچے تھے ، جو بارھویں صدی عیسوی میں آیا تھا ۔ انھوں نے وسطی اناطولیہ پر قبضہ کر لیا ۔ گورڈین۲ ان کا دارالحکومت تھا ۔ یہ سیبل کی پوجا کرتے تھے جو امومت کا نشان تھی ۔ ایک گاڑی میں مادر کبیر کا بت بنا کر رکھا ہوا تھا ۔ اس گاڑی کو گھوڑوں کی جگہ شیر لگائے گئے تھے ۔ ۱۰۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک فرجیا میں ایک مستقل سلطنت قائم رہی ، لیکن حالات معلوم نہیں ۔ ٦٩٦ ق م میں یہ سلطنت حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی ۔

۱- Orontes ۔ یہ شمالی شام کا ایک دریا ہے جو بحیرۂ روم میں گرتا ہے ۔ آج کل اس کا نام نہرالعاصی ہے ۔

۲- Gordion ۔ یہی وہ مقام ہے جس سے انگریزی زبان میں ایک محاورے کی بنیاد پڑی ۔ مشہور ہے کہ یہاں ایک گاڑی کو رسے کے ساتھ باندھ کر ایسی گانٹھ لگا دی گئی تھی ، جسے کوئی کھول نہ سکتا تھا ۔ کہا جاتا تھا کہ جو اس گانٹھ کو کھولے گا ، وہ ایشیا کا شہنشاہ بن جائے گا ۔ سکندر فرجیا پہنچا اور اسے یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے تلوار سے یہ گانٹھ کاٹ دی ۔ چنانچہ گورڈین کی گانٹھ کاٹنا مشکل حل کرنے کے مترادف بن گیا ۔ انگریزی محاورہ (To cut the Gordion knot)

لیڈیا لیڈیا۱ کا دارالحکومت سارڈس۲ تھا جو ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل پر واقع تھا ۔ یہ ریاست مشرق و مغرب کے درمیان ثقافت و تجارت کا ایک رابطہ بن گئی ۔ اہل لیڈیا کی وجہ سے قدیم اٹلی کی تہذیب کو بہت فائدہ پہنچا ۔ یہ لوگ بڑے تاجر اور اعلیٰ درجے کے دستکار تھے ۔ سمجھا جاتا ہے کہ سکے سب سے پہلے انھی نے بنائے ۔ ابتدائی زمانے میں انھیں اسپ سواری کا بہت شوق تھا ۔ یہاں سب سے پہلے ۶۷۰ ق م میں بادشاہی کی بنیاد پڑی ۔ پھر یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا ، جب سائرس نے ۵۴۷ ق م میں لیڈیا کو فتح کر لیا ۔ اس زمانے میں کروئی سس۳ لیڈیا کا بادشاہ تھا ۔ چنانچہ لیڈیا سکندر کی آمد تک ایرانیوں ہی کے قبضے میں تھا ۔

یونانی حکومتیں سکندر نے فرجیا کو فتح کرنے کے بعد اینٹی گونس کو وہاں کا گورنر بنا دیا تھا ۔ سکندر کی وفات کے بعد اینٹی گونس نے ایشیائے کوچک کا بڑا علاقہ فتح کر لیا اور ۳۰۶ ق م میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا ۔ ۳۰۱ ق م میں اس کے وفات پا جانے پر ایشیائے کوچک کے ساحلی علاقے ساوکیوں اور بطلیموسیوں کے درمیان تقسیم ہو گئے ۔ پھر مختلف حکومتیں وہاں پیدا ہوئیں ، جن کے حکمران یونانی تھے ، مثلاً پرگیمم۴ بتھینیا۵ ، کپا ڈوشیا ، پونٹس۶ اور گلاٹیا۷ ۔ آخر میں رومیوں نے ان سب کو مسخر کر لیا ۔

۱- Lydia -
۲- Sardis -
۳- Croesus -
۴- Pergamum -
۵- Bithynia -
۶- Pontus -
۷- Galatia -

ایران
(دارا سوم تک)

جغرافیائی کیفیت ایران ایک سطح مرتفع ہے ، جو دریائے دجلہ کے مشرق سے شروع ہو کر وادی سندھ تک چلی آتی ہے ۔ یہ ملک در اصل خلیج فارس اور بحر ھند سے بحیرۂ قزوین اور سیر دریا یا دریائے سیحوں تک پھیلا ہوا ہے ۔ اس سطح مرتفع میں سے مادہ (دارالحکومت اکبتانا۱ اور رغائی۲) ۔ عیلام (دارالحکومت سوس) ۔ ایران (دارالحکومت پرسی پولس۳) جو مغرب میں واقع ہیں ، تاریخ میں انتہائی اہمیت کے مالک سمجھے گئے ہیں ۔ ان کے برعکس مشرق علاقوں یعنی سغدیانا۴ ، باختر ،

۱۔ Ecbatana ۔ یہی شہر ہے جسے آج کل ھمدان کہتے ہیں ۔

۲۔ Rhagae ۔ اسی کو ہمارے زمانے میں رے کہا جاتا ہے ۔ یہ تہران کے قریب واقع تھا ۔

۳۔ Persepolis ۔ اس کے لفظی معنی ہیں شہر فارس ۔ اس کے کھنڈر آج بھی شیراز کے پاس موجود ہیں ۔ اس مقام کو تخت جمشید بھی کہتے ہیں ۔

۴۔ Sogdiana ۔ یہ اس علاقہ کا پرانا نام ہے ، جو دریائے جیحوں سے پار ہے ۔ اسی میں بخارا اور سمرقند واقع ہیں ۔ بعد ازاں اسے ماوراء النہر کہنے لگے ۔

آریا ۱ ، درنگیانا ۲ اور اراکوسیا ۳ کو وہ حیثیت حاصل نہیں ۔ اس سطح مرتفع کے شمالی و مغربی حصے میں پارتھیوں نے اتنا اقتدار حاصل کر لیا کہ مشرق قریب میں رومہ کے حریف بن گئے ۔

ایران کی آبادی قدیم زمانے سے شروع ہو گئی تھی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے چار یا پانچ ہزار سال قبل سوس میں ایسے لوگ آباد تھے جو تانبے کا استعمال جانتے تھے اور مٹی کے برتنوں پر جانوروں کی ایسی تصویریں بناتے تھے جو اصل سے بالکل مشابہ ہوتی تھیں ۔ حضرت مسیحؑ سے تین ہزار سال قبل عیلامیوں کو اقتدار حاصل ہوا ۔ سولھویں صدی قبل مسیح میں کصّی عروج پا گئے اور وہ قریباً چار سو سال تک بابل پر حکمران رہے ۔ پھر آریاؤں کا دور شروع ہوا ، جن کے اخلاف ایک طرف یورپ اور دوسری طرف ایران و ہندوستان پہنچے ۔

مذہب قدیم ایرانیوں کا مذہب ہندوستانیوں کے ویدک دھرم سے ملتا جلتا تھا ۔ وہ متھرا کی پوجا کرتے تھے ، جو سورج دیوی کا نام تھا ۔ ابتدائے آفرینش کے متعلق اُن میں عجیب و غریب کہانیاں مشہور تھیں ۔ زرتشت نے پرانے آریائی مذہب میں اصلاح کی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کا آغاز علاقۂ مادہ میں حضرت مسیحؑ سے ۶۶۰ سال قبل ظہور ہوا ، لیکن اسے

۱- Aria ۔ یہ موجودہ افغانستان کے شمالی و مغربی حصے کا پرانا نام تھا ، ھرات اس کا مرکز تھا ۔

۲- Drangiana ۔ یہ موجود افغانستان کے جنوبی و مغربی حصے کا پرانا نام تھا ۔ بعد میں اس کا نام سیستان مشہور ہوا جو رستم کا وطن تھا ۔

۳- Arachosia ۔ باختر ، یعنی شمالی افغانستان کے سوا افغانستان کا بڑا حصہ ، نیز شمالی بلوچستان اس میں شامل تھے ۔

خاص فروغ باختر کے علاقے میں ہوا جو افغانستان کے شمال میں کوہ ہندوکش اور دریاے جیحون کے درمیان واقع تھا ۔ ایران کے بادشاہ گشتاسپ نے پہلے پہل یہ مذہب قبول کیا اور اس کے پرانے بھجن آوستا کی شکل میں مرتب ہوے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے ۔ دنیا میں خیر و شر اور حق و باطل کی دو قوتیں ایک دوسرے کے مقابلے پر جمی ہوئی ہیں ۔ جو شخص خیر کے دیوتا کے احکام مانے گا ، وہ نجات پائے گا ۔ خیر کے دیوتا کو اھورمزدہ یا ھرمزد یعنی خداے عقل کہتے تھے ۔ باطل یا شر کی قوت کا نام اھرمن رکھا تھا ، یعنی شیطان ۔ موت کے بعد انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ لینے کے لیے ایک پل پر سے گذرنا پڑتا ہے ۔ نیک لوگ اس پر سے صحیح سالم گزر جاتے ہیں اور شریر لوگ گزرتے وقت نیچے گر جاتے ہیں ۔

ابتدائی سرگزشت پرانی سرگزشت کے متعلق یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے ۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ سمیریوں ، اکادیوں اور عیلامیوں کے درمیان مسلسل لڑائیاں جاری رہیں ۔ پہلے عیلامیوں پر دباؤ پڑا ، پھر انھوں نے اکادیوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کے مندر تباہ کر ڈالے ۔ حمورابی نے عیلامی بادشاہ کو معزول کر دیا ۔ ۱۱۳۰ ق م میں بابل کے بادشاہ بخت نصر اول نے عیلامیوں کو شکست دی ۔ پھر عیلام و بابل کے بادشاہوں نے مل کر ۷۲۱ ق م میں اشوری قوت کو کچل دیا ۔ آخری دور میں بابلیوں کو دوبارہ خاصا عروج حاصل ہو گیا ، یہاں تک کہ سائرس۱ کا ظہور ہوا اور اس نے ایرانی سلطنت کی بنیاد رکھی ، جس

۱۔ Cyrus ۔ اسی نام کو عربوں نے خسرو بنا لیا اور اسی کی ایک شکل کسریٰ ہے ۔ سائرس اس نام کی یونانی شکل ہے ۔ عبرانی میں اسے خورس کہتے ہیں ۔

کا ایک دارالحکومت سوس بھی تھا ، جو عیلامیوں کا مرکز چلا آتا تھا ۔

مادی سلطنت کا آغاز ۸۳۵ ق م میں ہوا اور یہ ۷۰۵ ق م تک جاری رہی ۔ پھر مادہ اشوریوں کے زیر اثر آ گیا ۔ ۶۲۵ ق م میں دوبارہ مادی سلطنت نے سنبھالا لیا اور بابلیوں کے ساتھ مل کر نینوی کو تباہ کیا ۔

ہخامنشی سلطنت

ہخا منشی سلطنت کا آغاز سائرس اعظم سے ہوا جس نے ۵۵۰ ق م میں مادی بادشاہ اسٹیاگس کو معزول کیا ۔ ۵۴۶ ق م میں لیڈیا کو فتح کیا ، ۵۳۸ ق م میں بابل کو ۔ اس کے بعد مشرق سمت میں اپنی سلطنت دریائے سندھ تک بڑھا لی ۔ ایشیا میں یہ پہلی بڑی شہنشاہی تھی ، بلکہ اس سے پیشتر دنیا کی تاریخ میں ایسی شہنشاہی کا سراغ نہیں ملتا ۔ ۵۳۰ ق م میں سائرس ترکستانی قبیلوں سے لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا ۔

ایرانی شہنشاہ

ہخا منشی سلطنت ۳۳۰ ق م تک قائم رہی ۔ اس دور میں متعدد شہنشاہ تخت نشین ہوئے، مثلاً سائرس کا بیٹا کمبوچہ[۱] جس نے مصر فتح کیا ۔ سائرس کے بعد سب سے بڑا بادشاہ دارا گشتاسپ تھا ، جو ۵۲۱ سے ۴۸۵ تک حکمران رہا ۔ اس نے پوری سلطنت کو بیس صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا اور حکومت کے چار مرکز بنائے تھے یعنی سوس ، پرسی پولس ، اکبتانا اور بابل ۔ اس نے پوری مملکت میں عمدہ سڑکیں بنوائیں ۔ شاہی قاصدوں کے لیے قیام گاہیں تعمیر کرائیں ۔ دریائے نیل سے بحیرۂ قلزم تک ایک نہر کھدوائی اور یونان کے خلاف جنگ کا آغاز اسی سے ہوا ۔ اس جنگ میں ایرانیوں نے شکست کھائی ۔

۱۔ Cambyses ۔ جسے فارسی میں کمبوچہ کہتے ہیں ۔

یونانیوں سے کشمکش یونانیوں سے کشمکش کا آغاز ہوا تو مختلف بادشاہ اپنے اپنے وقت میں حملے کرتے رہے - سب سے بڑا حملہ زرکسیس اول کا تھا لیکن اُس نے بھی خشکی اور تری دونوں مقامات پر شکست کھائی - ۴۵۶ ق م میں مصر نے بغاوت کی تو یونانیوں نے مصر کو امداد دی اور ۴۵۰ میں قبرص پر حملہ کر دیا - اس وقت سے ھخا منشی سلطنت پر زوال کا دور شروع ہو گیا - اس خاندان کا آخری بادشاہ دارا سوم تھا جس نے سکندر اعظم کے مقابلے میں شکست کھائی - ایران پر یونانی قابض ہو گئے اور دارا بھاگتا ہوا اپنے ھی درباریوں کے ھاتھ سے مارا گیا -

ہندوستان
(پہلی صدی ق م تک)

ابتدائی دَور

ہندوستان کے اندر سب سے پہلے جس شہری تہذیب کا ظہور ہوا وہ وادی سندھ کی تہذیب تھی، جس کے آثار ہڑپا اور موہن جودڑو میں ملتے ہیں۔ ان کی کھدائی ۱۹۲۰ء سے شروع ہوئی۔ ابھی تک یہ طے نہیں ہوسکا کہ اس تہذیب کو عراق کی تہذیب سے کیا تعلق تھا، جو حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار سال قبل پیدا ہو چکی تھی اور اس تہذیب سے کیا تعلق تھا جس نے بعد میں ہندوستان کے اندر فروغ پایا۔ ایرانی سطح مرتفع کے آریاؤں کی ابتدائی حالت کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں، لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ ہندوستان پر ان کے حملے شروع ہوئے۔ آہستہ آہستہ انھوں نے شمالی ہند کے زرخیز میدانوں پر قبضہ کر لیا اور سیاہ فام دراوڑیوں کو جنوب کی طرف دھکیل دیا۔ ان فتوحات کا سلسلہ دو ہزار سال (۲۰۰۰) قبل مسیح سے ۱۲۰۰ ق م تک جاری رہا۔

سنہ ۱۲۰۰ ق م - سنہ ۸۰۰ ق م

ہندوستانی آریہ بھی رومیوں اور یونانیوں کی طرح قدرتی مظاہر کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا دیوتا اندر تھا، جسے

ہوا اور طوفانوں کا دیوتا کہتے تھے ۔ اگنی دیوی کی بھی وہ پوجا کرتے تھے ، جو قربانیوں کے لیے استعمال ہوتی تھی ۔ جو منتر قربانیوں کے موقع پر پڑھے جاتے تھے ان کا پہلا مجموعہ دریائے گنگا کے مغربی حصے میں ۱۲۰۰ ق م ۔ ۱۰۰۰ ق م کے درمیان مرتب ہوا ۔ اس مجموعے کا نام رگ وید ہے ۔ بعد میں شام وید ، یجر وید اور اتھرو وید مرتب ہوئے ۔ رگ وید سے معلوم ہوتا ہے کہ آریاؤں کے معاشرے کا نظام قبیلوں پر مشتمل ہوتا تھا ۔ ہر قبیلے کے سردار کو مختار مانا جاتا تھا ۔ وہ لوگ مویشی پالتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے ۔ بالغوں کی شادیوں کا رواج تھا ۔ بیوہ عورتیں دوبارہ شادی کر لیتی تھیں ۔ قبیلے آپس میں بھی لڑتے رہتے تھے اور آس پاس کے مقامی قبیلوں سے بھی رزم و پیکار کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۔

سنہ ۸۰۰ ق م ۔ سنہ ۵۵۰ ق م

اس زمانے میں آریہ مشرق کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے مگدھ تک پہنچ گئے یعنی موجودہ زمانے کے صوبہ بہار تک ۔ اسی زمانے میں ویدوں کی شرحیں لکھی گئیں اور اپنشدوں کا آغاز ہوا ۔ ویدوں کے مطابق ذات پات کا نظام پیدا ہوا ۔ اول برہمن یعنی مذہبی پروہت یا مذہبی پیشوا ، دوم چھتری یعنی سپاہی اور سپہگر ، سوم ویش جن میں کسان اور دستکار سب شامل تھے ۔ چوتھا گروہ شودروں کا تھا ، جن بے چاروں سے غلاموں کا کام لیا جاتا تھا اور وہ مقامی باشندے تھے ۔ اُن کے رنگ کالے تھے اور اُنھیں عام آبادیوں سے الگ رکھا جاتا تھا ۔ ذات پات کے نظام پر زیادہ زور دئیے جانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی پیشوا اور سپہگر اپنا اقتدار ہمیشہ کے لیے بحال رکھنے کے خواہاں تھے اور جن لوگوں نے مختلف پیشوں میں خاص مہارت حاصل کر لی ،

وہ کسی کو ساجھی بنانے کے لیے تیار نہ تھے ۔ ذات کے اندر شادی کرنے کا رواج بھی اسی عہد میں عام ہوا ۔ برھمنوں یعنی مذہبی پیشواؤں نے آھستہ آھستہ مذھبی رسموں کو اتنا پھیلا لیا کہ عام آدمیوں کے لیے پیشواؤں کی مدد کے بغیر کوئی رسم ادا کرنا ممکن نہ رھا ۔ ان میں تناسخ کا عقیدہ عام ہو گیا ، یعنی انسان اپنے اعمال کی بنا پر نیا جنم لیتا ہے اور یہ سلسلہ لامتناھی مدت تک جاری رھتا ہے ۔ تناسخ کے چکر سے نجات حاصل کرنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ انفرادی روح ” روح کل “ میں جذب ہو جائے جو کائنات میں جاری و ساری ہے ۔

جین مت کا ظہور جس علاقے پر آریہ قابض ہوے تھے وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا تھا ۔ ابتدائی فہرست میں ایسی سولہ ریاستوں کی تفصیل بتائی گئی ہے ۔

آھستہ آھستہ برھمنوں کے خلاف تحریکیں جاری ہوئیں ، جن میں سے زیادہ بلند حیثیت جینی تحریک نے اختیار کی ۔ جین مت کا ظہور چھٹی صدی قبل مسیح میں مگدھ کے اندر ہوا ۔ اس کا بانی اپنے پیرووں سے چار حلف اٹھواتا تھا ۔ کسی جان کو نقصان نہ پہنچانا ، چوری نہ کرنا ، ھمیشہ سچ بولنا اور کسی شے کو اپنی ملک نہ بنانا ۔ جین مت نے زیادہ ترقی مہاویر کے زمانے میں کی ، جو اس مت کا سب سے مشہور پیشوا ہے ۔ اس نے مندرجہ بالا چار باتوں کے علاوہ شادی نہ کرنے اور سختی سے درویشی کی زندگی گزارنے پر بھی زور دیا ۔ وہ کہتا تھا کہ اسی طرح انسان کی روح مادی دنیا کے جکڑ بندوں سے نجات پا کر غیر فانی بن سکتی ہے ۔

مہاتما بدھ چھٹی صدی قبل مسیح ھی میں ساکیا قبیلے کے راجا کا بیٹا گوتم راج پاٹ چھوڑ کر درویش بنا اور نجات کی تلاش کرتے کرتے اسے ایک خاص روشنی ملی ۔ اس نے

مہاتما بدھ کا لقب پایا ۔ وہ کہتا تھا کہ برھمنوں کا نظام اور سنیاس یعنی درویشی دونوں بے اثر ھیں ۔ نجات ھر انسان کی انفرادی کوشش پر موقوف ھے ۔ ھر شخص کو چاھیے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ ھو کر غور و فکر میں لگ جائے اور مذھبی معرفت حاصل کر لے ۔ اسے اپنے اخلاق بہت بلند بنانے چاھئیں ۔ بدھ نے جس دھرم کی بنیاد رکھی اس کی اشاعت کے لیے وہ جگہ جگہ پھرتا رھا ۔ اس کی وفات پر پانچ سو چیلے جمع ھوے ، جنھوں نے پورا مذھبی نظام مرتب کر لیا ، پھر اس کی اشاعت شروع کی ۔

ایرانیوں کا اقتدار

چھٹی صدی قبل مسیح کے آخری حصے میں دارا گشتاسپ نے آریاؤں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر گندھارا پر قبضہ کر لیا اور اپنے امیرالبحر کو جو یونانی تھا ، حکم دیا کہ دریائے سندھ کے متعلق تمام حالات فراھم کرے ۔ ھندوستان سے ایرانیوں کے براہ راست تعلق کا یہ پہلا دور تھا ، لیکن یہ صرف دریائے سندھ اور اس کے آس پاس تک محدود رھا ۔

سکندر کا حملہ

۳۲۷ ق م میں سکندر پنجاب پہنچا ۔ فروری ۳۲۶ ق م میں وہ دریائے سندھ کو عبور کرکے ٹیکسلا آیا اور کچھ مدت بعد دریائے جہلم کے کنارے پورس سے جنگ کی ۔ پھر وہ آگے بڑھا اور چاھتا تھا کہ ھندوستان کے آخری مشرق گوشے تک جائے ، لیکن فوج نے انکار کر دیا ، لہٰذا اسے واپس ھونا پڑا ۔

موریہ سلطنت کی ابتدا

۳۲۱ ق م میں موریہ سلطنت کی ابتدا ھوئی جس کا دارالحکومت پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ) تھا ۔ اس سلطنت کے بانی چندر گپت موریہ نے پہلی مرتبہ شمالی ھندوستان کو متحد کیا ۔ یہ سلطنت مغرب میں ھرات تک پہنچی ھوئی تھی ۔ ۳۰۵ ق م میں

سلیوکس نے حملہ کیا - چندر گپت نے اسے شکست دی - پھر سلیوکس کا سفیر میگاستھنیز[۱] موریہ دربار میں آ گیا - اس نے ہندوستان کے حالات تفصیل سے لکھے ، لیکن اس کتاب کے وہی حصے باقی رہ گئے ہیں جو مختلف مورخوں نے اپنی کتابوں میں شامل کر لیے تھے -

مہاراجہ اشوک

موریہ خاندان کا سب سے بڑا فرمانروا مہاراجا اشوک تھا جو ۲۷۳ ق م میں مسند نشین ہوا اور ۲۳۶ ق م میں وفات پائی - اس نے سب سے پہلے کلنگا (موجودہ اڑیسہ) کو فتح کیا - اس لڑائی میں بے شمار آدمی مارے گئے - اسی واقعے سے متاثر ہو کر اشوک نے خونریزی ترک کر دی ، بدھ مت اختیار کر لیا اور اپنی باقی عمر رعایا کی خدمت اور بدھ دھرم کے پرچار میں گزار دی - اس نے بدھ مبلغوں کو شام ، مصر ، مقدونیہ ، برما اور سیلون میں بھیجا - اس کی بیٹی نے نیپال کے باشندوں کو بدھ دھرم کے حلقہ بگوش بنایا - اشوک قدیم ہندوستان کا نہایت مشہور فرمانروا ہے - اس نے جا بجا پتھر اور لوہے کی لاٹھیں نصب کیں ، جن پر اپنے دھرم کے اصول کندہ کرائے -

رامائن اور مہابھارت

یہاں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ آریاؤں کے زمانے میں دو کتابوں نے خاص مذہبی حیثیت حاصل کر لی تھی : ایک رامائن ، دوسری مہابھارت - رامائن میں رامچندر جی کی زندگی کے واقعات درج کیے گئے ہیں - اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بیٹے ، بھائی ، بیوی اور فرمانروا کے لیے مثالی زندگی کیا ہو سکتی ہے - مہابھارت کا سب سے اہم حصہ بھگوت گیتا ہے ، جو کرشن جی کا ایک اپدیش یا وعظ ہے - کورو اور پانڈو ایک ہی خاندان کے دو حصے تھے - ان کے درمیان

۱- Megasthenes -

تھانیسر کے مقام پر جنگ ہوئی تھی ۔ جنگ میں سری کرشن جی پانڈو کے حامی تھے ، لیکن پانڈو کے سب سے بڑے جنگجو ارجن نے میدان میں پہنچ کر لڑنے سے انکار کر دیا ، اس لیے کہ مقابلہ اپنوں ہی سے تھا ۔ سری کرشن جی نے اسے حق اور باطل کا فرق بتایا اور یہ تلقین کی کہ حق کے لیے لڑنا اور ہر قربانی کرنا حد درجہ ضروری ہے ۔ گویا انسان کی رشتہ داری خونی قرابت پر نہیں ، بلکہ سچائی پر مبنی ہے ۔ چنانچہ پانڈو نے سری کرشن جی کی مدد سے اس جنگ میں کامیابی حاصل کی ۔

بیرونی حملے اور اندرونی حالت ۱۸۴ ق م میں موریہ سلطنت ختم ہو گئی ۔ اس وقت باختر کے یونانی بادشاہ پنجاب پر قابض ہو چکے تھے ۔ وادی گنگا میں پشیامتر نے ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی ۔ وہ ۲۷ ق م میں ختم ہوگئی ۔ یہی زمانہ ہے جس میں یواہ چی قبیلے نے ستھیوں کو شکست دی ۔ یونانیوں سے باختر چھین لیا ، پھر وہ لوگ پنجاب بلوچستان اور سندھ پر قابض ہو گئے ۔

چین

(پہلی صدی ق م تک)

قوم اور زبان اب تک جو معلومات حاصل ہو سکی ہیں ، ان سے واضح ہوتا ہے کہ چین کے ابتدائی باشندے جو بھی تھے ، ان کی زبان اور تہذیب موجودہ چین کے شمالی باشندوں کی زبان اور تہذیب سے ملتی جلتی تھی ۔ وہاں مختلف حصوں سے لوگ پہنچتے رہے اور ان کی نسل مخلوط ہوتی گئی ۔ جدید حجری دور میں تین مختلف تہذیبوں کا سراغ ملتا ہے ۔ پہلی تہذیب جس میں مٹی کے معمولی برتن بنائے جاتے تھے ، دوسری تہذیب جس میں مٹی کے برتنوں پر سرخی اور سیاھی سے نقاشی کی جاتی تھی ، تیسری تہذیب جس میں نہایت خوبصورت ، نازک اور سبک برتن بنتے تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آخری تہذیب دراصل بحرالکاہل کی تہذیب تھی ۔

ابتدائی حکومتیں ہمیں دو ایسے علمی ذخیرے ملتے ہیں جن میں ۸۴۱ ق م سے پیشتر کی حکومتوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور مختلف شاھی خاندانوں کے شجرہ ھائے نسب بتائے گئے ہیں ، لیکن ان کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ پہلے ایک خاندان حکمران رہا ، پھر شنگ یاین

خاندان نے اس کی جگہ لے لی ، جس میں تیس بادشاہ گزرے ۔ یہ
لوگ دریائے زرد کے ارد گرد کے علاقے پر قابض تھے ۔

۱۰۰۰ ق م کے آس پاس چو خاندان کی حکومت شروع ہوئی
اس خاندان کے بادشاہ اپنے آبا و اجداد اور دیوتاؤں کے لیے قربانیاں
کرتے تھے اور نظم و نسق کا کار و بار چلاتے تھے ۔

۷۷۰ ق م کے قریب ایک اور خاندان کی حکومت شروع ہوئی
جسے مشرق چو خاندان کہتے ہیں ۔

بعد کی سرگزشت بعد کے حالات کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :

۱- ۳۵۸ ق م — ۳۲۳ ق م ، ملک تین مختلف حصوں میں بٹ گیا ۔

۲- ۳۰۳ ق م — ۲۲۱ ق م تک باہم رزم و پیکار کا سلسلہ جاری رہا ۔

۳- ۳۰۷ ق م میں دولنگ نے خاصا اقتدار حاصل کر لیا اور اس کے عہد سے ڈھیلے ڈھالے چینی لباس کے بجائے ایرانی شلوار اور کمر بند پہننے کا دستور جاری ہو گیا ۔

۴- چن[۱] نے اپنے تمام حریفوں پر فتح پائی اور اسی کو چینی فلسفے کا سنہری دور کہا جاتا ہے ۔

چار اخلاقی دبستان اس عہد میں چار اخلاق دبستان پیدا ہوئے ، جن کی مختصر کیفیت یہ ہے :

۱- لاؤزو[۲] ۔ اصل شخص کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ۔ اس کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کائنات کا ایک جزو ہے ۔ وہ آسمانی قانون کے تابع ہے اور اس کی اپنی فطرت اس

۱- Chin ۔ ۲- Lao-tzu ۔

کے لیے بہترین اخلاق رہنما ہے ۔

۲- موتی۱ ، یہ محبت امن اور کفایت شعاری کی تعلیم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ داناؤں کو عمل کے خاص معیار پیش کرنے چاہئیں ۔

۳- کوانگ چو یا کنفوشس۲ اس کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کو سوچ سمجھ اور ضبط نفس سے کام لینا چاہیے ۔ اسی طرح اس کے تمام اعمال درست ہوتے ہیں ۔ اسے چاہیے کہ علم حاصل کرے ، اپنے اخلاق بلند رکھے اور شفقت و انصاف کی بنا پر عام لوگوں کو راہ راست پر چلائے ۔ اس کے دانشمندانہ اقوال ایک صدی بعد مرتب ہوے ۔ چین کا یہ سب سے بڑا فلسفی اور معلم اخلاق مانا جاتا ہے ۔

۴- شن کوانگ۳ یا شنزو ، اس کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کو علم حاصل کرنا چاہیے اور اپنی عادتیں درست رکھنی چاہئیں ۔ یہ کہتا تھا کہ انسانوں کو جبر سے بھی قواعد و ضوابط کا پابند رکھنا جائز ہے ۔

نظم و نسق چئن کے وزیر شانگ ینگ نے مضبوط مرکزی نظام حکومت تیار کیا اور سرکاری کارکنوں کی ایک مستقل جماعت پیدا کر دی ۔ نیز اس نے زراعت کو بڑی ترقی دی ۔

چینی تہذیب میں یونانی اثرات بھی پائے جاتے ہیں ۔ یہ غالباً سغدیانہ پر سکندر کے حملے کا نتیجہ ہیں ۔

۱- Moti ۔ ۲- Confucius یعنی Kung Chiu ۔

۳- Shunkuang یا Shuntzo ۔

یونان
(جانشینانِ سکندر تک)

جغرافیائی حیثیت

یونان بلقان کے کوهستانی علاقے کا ایک حصہ ہے ، جو جنوب کی طرف آگے بڑھا ہوا ہے - اس کے مشرق ، مغرب اور جنوب میں سمندر واقع ہیں - مشرق میں بحیرۂ ایجہ جو اسے ایشیائے کوچک سے جدا کرتا ہے اور مغرب میں بحیرۂ ایڈریاٹک جو اس کے نیز اٹلی اور سسلی کے درمیان حائل ہے - یونان کی جنوبی سمت میں دو خلیجیں واقع ہیں جنھوں نے اسے قریباً دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے - بیچ میں صرف ایک تنگ خاکنائے رہ گئی ہے ، جو جنوبی حصے کو شمالی حصے سے ملاتی ہے - اس جنوبی حصے کا نام پلیپونیس[۱] ہے - ان خلیجوں میں سے مغربی کا نام کارنتھ ہے ، جو اس نام کی ایک بندرگاہ کے نام پر رکھا گیا - اس خلیج کی وجہ سے کارنتھ ابتدا ہی میں بحری تجارت کا خاص مرکز بن گیا اور جنوبی و شمالی یونان کے تعلقات میں کارنتھ کو ابتدا ہی سے خاص اہمیت حاصل رہی -

---

۱- Peloponnese -

آبادکاری کی توسیع

ملک زیادہ تر کوهستانی تھا اور اس میں کھیتی باڑی کے امکانات زیادہ نہ تھے۔ سمندر سے گھرے ہوئے ہونے کے باعث یونان کے لوگ ابتدا هی سے ملاحی اور بحر پیمائی کی طرف مائل ہو گئے اور ان کے ملک میں بہت سی خود مختار شہری ریاستیں بن گئیں ، جن میں سب سے بڑی ریاست سپارٹا کا رقبہ تین هزار مربع میل تھا ۔ دوسری بڑی ریاست ایتھنز کا رقبہ ایک هزار مربع میل تھا ۔ واضح رہے کہ ان ریاستوں کا رقبہ غیر معمولی طور پر زیادہ تھا ۔ باقی ریاستیں ان سے بہت چھوٹی تھیں ۔

زیادہ موزوں بندرگاهیں یونان کے مشرقی ساحل پر واقع تھیں ۔ ان کے سامنے بحیرۂ ایجہ میں جزیروں کا زنجیرہ پھیلا ہوا تھا ، لہٰذا یونانی ملاح ابتدا میں اسی جانب سر گرم عمل ہوئے اور وہ مختلف جزیروں میں سے ہوتے ہوئے ایشیائے کوچک کے ساحل پر پہنچ گئے ، جہاں انہوں نے نو آبادیاں قائم کر لیں ۔ ساتھ هی آبناؤں میں سے گزرتے ہوئے یوکسین۱ میں جا نکلے ، جہاں سے انہیں ضرورت کا خام مال مل سکتا تھا ۔ پھر مغربی جانب بھی توسیع کا سلسلہ جاری ہوا ۔ چنانچہ یونانی ملاح جزیرہ کارسیرا۲ ہوتے ہوئے خلیج ٹرنٹو ، اٹلی اور سسلی پہنچ گئے اور وهاں بھی نو آبادیاں قائم کر لیں ۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے یونان کے بعض حصوں کی زمین

۱- Euxine ۔ یہ بحیرۂ اسود کا پرانا نام ہے۔ اس کے لفظی معنی هیں ” مہماں نواز “۔ گویا اس کی آب و ہوا بہت خوشگوار تھی اور ضرورت کی چیزیں بہ افراط مل جاتی تھیں ۔ لہٰذا یہ نام رکھ دیا گیا ۔

۲- Corcyra ۔ یہ وهی جزیرہ ہے جسے آج کل کارفو کہتے هیں اور جو یونان کے شمال مغرب میں بحیرۂ ایڈریاٹک کے دهانے پر واقع ہے ۔

کوھستانی تھی اور ندی نالوں کی وجہ سے بہت کٹ بھٹ گئی تھی ، للهذا هر حصے میں ضرورت کے مطابق غله پیدا نه هو سکتا تھا ۔ نیز دریا اور ندی نالے بہت تیزی سے بہتے تھے اور ان سے زمین کی آبیاری کا کام لینے کی صورت نه تھی ، الهذا جن حصوں میں غله کم پیدا ہوتا تھا وہ اپنے ملک کے افراط والے علاقوں سے یا سسلی ، یو کسین وغیرہ سے غله در آمد کرتے تھے ۔ قلیل پیداوار کے حصوں میں زیادہ تر زیتون اور انگور کی کاشت ہوتی تھی ۔ شراب اور زیتون کا تیل یا بعض دوسری مقامی مصنوعات باهر بھیجی جاتی تھیں ۔

بحیرہ ایجہ کی تہذیب یونانیوں سے پیشتر جزیرہ کریٹ میں تہذیب کا آغاز ہوا ، جس کی اجمالی سرگزشت یه ہے :

۱- کریٹ میں برنجی دور کا آغاز (قریباً ۳۰۰۰ ق م) ۔ اس زمانے میں صنعت کو فروغ حاصل هوا ، خصوصاً مٹی کے برتن بنانے میں ۔

۲- هیرو غلافی تحریرات کا آغاز (تقریباً ۲۳۰۰ ق م) ۔

۳- جزیرے میں زیادہ سے زیادہ دو حکومتیں بنیں ۔ نوسوس۱ میں محلات تعمیر ہوئے ۔ چونکه ٹیکس جنس کی صورت میں وصول کیے جاتے تھے للهذا ان کے لیے بڑے بڑے گودام بنائے گئے ۔ باشندے عام طور پر شہروں میں رہتے تھے اور حکمران کے محل کے آس پاس مکان بناتے تھے ۔ کھیتی باڑی عام تھی ۔ صنعتیں بھی جاری تھیں اور تجارت بھی خوب ہوتی تھی ۔

۴- ۱۶۰۰ ق م کے قریب کریٹ میں کوئی انقلاب آیا اور

۱- Cnossus ۔

نئی تہذیب دور دور تک پھیلی اور اس کے اثرات یونان میں بھی پہنچے - یونانی قبیلوں کے سرداروں نے اپنے لیے مضبوط قلعے بنا لیے- یہ تہذیب کوئی ۱۱۰۰ ق م تک جاری رہی -

یونان پر حملے کوئی تین هزار ق م سے دو هزار ق م تک کوهستانی علاقوں سے مختلف قبیلے جنوبی سمت میں آتے رہے ، پھر دور دور سے قبیلوں کی آمد شروع هوئی- جو تازہ دم وحشی باهر سے آتے وہ پہلے سے آباد قبیلوں کو آگے دھکیل کر ان کی جگہ لے لیتے - اسی طرح مختلف طبقے تھریس اور ساحل ایڈر یاٹک کے ساتھ ساتھ آباد هوے - انھی میں سے کچھ لوگ ایشیاے کوچک پہنچے اور انھوں نے ٹرائے کو لوٹا جس کا پرانا نام ایلیم۱ تھا - یہی قبیلے کریٹ ، قبرص اور بحیرۂ ایجہ کے دوسرے جزیروں نیز سمرنا یا ایشیاے کوچک کے دوسرے مقامات پر آباد هوے -

ابتدائی کیفیت شروع میں کہیں کہیں بادشاهیاں قائم هو گئی تھیں ، جن کی جگہ امرأ نے لے لی اور وهی تمام اختیارات کے مالک بن گئے ، اس لیے کہ ان کے پاس اعلیٰ درجے کے فولادی هتھیار تھے ، نیز انھوں نے غریب دهقانوں سے بڑی بڑی جائدادیں حاصل کر لی تھیں - هومر کی نظمیں ایلیڈ۲ اور آڈیسے۳ ایسے هی امرأ کے لیے لکھی گئی تھیں - آهستہ آهستہ خوراک کی کمی محسوس هونے لگی اور لوگ باهر نکل نکل کر ایسی جگھوں میں آباد هونے لگے جہاں انھیں کھانے پینے کی کوئی دقت پیش نہ آ سکتی تھی اور کاروبار بھی بخوبی چلتا تھا - چنانچہ ۸۰۰ ق م اور

۱- Ilium -　　　۲- Iliad -

۳- Odyssey - یہ دونوں هومر کی مشہور نظمیں هیں -

۶۰۰ ق م کے درمیان مصر، ایشیائے کوچک، سسلی ، اٹلی و شمالی افریقہ وغیرہ میں بہت سی یونانی نو آبادیاں بن گئیں۔ یہ نو آبادیاں زیادہ تر انہی جگہوں میں قائم ہوئیں جہاں تجارتی روابط موجود تھے اور جہاں نو آبادیاں قائم ہوئیں وہاں تجارت کو مزید فروغ حاصل ہوا۔ اسی زمانے میں سکوں کا رواج جاری ہوا ۔ اس وجہ سے اقتصادی حالات زیادہ بگڑ گئے اور غلامی کا دائرہ وسیع ہو گیا ۔

استبداد کا آغاز

۶۵۰ ق م کے آس پاس مختلف اسباب کی بنا پر یونان میں استبداد کا آغاز ہوا ، جس کے مختلف اسباب تھے، مثلاً امرا نے بے زمین تاجروں اور صنعت کاروں کو برابر کا سیاسی درجہ دینے سے انکار کر دیا ۔ کسانوں پر دولت مندوں کی طرف سے سخت ظلم و ستم شروع ہو گیا ۔ قرضے بڑھ گئے اور مقروضوں کو مجبور ہو کر یا تو غلامی قبول کرنی پڑی یا وہ ملک چھوڑ کر باہر چلے گئے ۔ سرمایہ داروں نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور بے چینی کو بڑھا دیا تاکہ قائم شدہ حکومتیں ختم ہو جائیں اور ارباب استبداد برسر اقتدار آجائیں ۔ چنانچہ انھوں نے سب اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے اور عوام کو خوش رکھنے کی غرض سے میلوں کا انتظام کرتے رہتے تھے ۔

ایشیائے کوچک کی ریاستیں

یونان میں متعدد ریاستیں قائم ہو گئی تھیں ۔ اکثر اصل یونان میں تھیں اور بعض بیرونی آبادیوں میں ، مثلاً ایشیائے کوچک کی یونانی ریاستوں میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں :

۱۔ ریاست قرجیا ۔ یہ ریاست ۷۰۵ ق م میں قائم ہوئی تھی ۔ ایشیا میں بس جانے والے یونانیوں پر اس نے خاصا

گہرا اثر ڈالا ۔ آسے سمیریوں[۱] نے تباہ کیا جو جنوبی روس کی طرف سے آئے تھے ۔ (یہ غالباً تاتاری تھے)

۲۔ لیڈیا ۔ فرجیا کی جگہ لیڈیا کی سلطنت قائم ہوئی ۔ سمیریوں نے اس کے مختلف شہروں پر بھی حملہ کیا اور مادہ یا میڈیا کے بادشاہ سے بھی لیڈیا کی لڑائیاں رہیں ۔ بالآخر دونوں نے ۵۸۵ ق م میں باہم صلح کرکے دریائے ہلیس[۲] کو حد مقرر کر لیا ۔ اس کا آخری بادشاہ کروے سس تھا ، جسے ۵۴۶ ق م میں سائرس نے شکست دے کر لیڈیا کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ۔

یونان کی ریاستیں

یونانی ریاستوں کی تعداد بہت زیادہ تھی ۔ مثلاً پلیپونیس یعنی جنوبی حصے میں لیکونیا ، میسینیا ، آرکیڈیا ، آرکائیا ، آرگوس ، کارنتھ ، میگارس وغیرہ ۔ ان میں سے لیکونیا نے جو عام طور پر سپارٹا کے نام سے مشہور ہوئی ، بہت اقتدار حاصل کر لیا ۔ آس پاس کی ریاستوں کو جنگ کے ذریعے سے مسخر کیا ۔ سب سے زیادہ لڑائیاں میسینیا کے خلاف ہوئیں ۔ اسے قبضے میں لے لینے کے بعد سپارٹا والوں نے ایسا انتظام کیا کہ آئندہ بغاوت کا کوئی امکان باقی نہ رہے ۔ مثلاً سات سال کی عمر کے تمام آدمی فوج میں بھرتی کر لیے ۔ ان کے لیے ضروری قرار دیا کہ بارکوں میں رہیں اور فوجی طعام گاہوں سے کھانا کھائیں ۔

سپارٹا نے ۵۶۰ ق م میں پلیپونیس کی ایک لیگ بنائی ، جس

۱- Cimerians ۔

۲- Halys ۔ اسے آج کل قزل ارماق کہتے ہیں اور یہ ایشیائے کوچک کا مشہور دریا ہے ۔

سے آرگوس اور آرکاڈیا کی ریاستیں باہر تھیں ۔ اس لیگ میں طے ہو
کہ تمام ممبر ریاستیں خارجہ پالیسی کے متعلق رائے دینے
یکساں حقدار ہوں گی ۔ ہر ریاست جنگ کے موقعے پر دو :
فوج میدان میں بھیجے گی اور جنگی اخراجات کے سوا کسی
کوئی ٹیکس نہ لیا جائے گا ۔ خاص طور پر قابل ذکر امر یہ ہے
سپارٹا استبدادی حکومت کے خلاف رہا ۔

شمالی یونان شمالی یونان میں بھی متعدد ریاستیں تھیں ۔
سب کی تعداد بارہ تیرہ سے کم نہ ہوگی ۔
میں سے پہلا درجہ ایٹیکا کو حاصل ہے ، جس کا صدر مقام ایتھنز
اور یہ ایتھنز ہی کی ریاست کے نام سے مشہور ہوئی ۔ اس کے
دستور کے مطابق تمام باشندوں کو چار حصوں میں تقسیم کر
گیا تھا ۔ امرأ کے طبقے نے آہستہ آہستہ بادشاہ کے اختی
گھٹا دیے ۔ اس کے فوجی وظائف ایک شخص کے حوالے کر
اور انتظامی وظائف کے لیے ایک الگ شخص مقرر کر د
۶۸۳ ق م میں موروثی بادشاہی ختم کر دی گئی ۔ ہر سال ف
ناظم یا سپہ سالار کی طرح اس عہدے کے لیے بھی ایک آ
منتخب ہوتا ۔ اس وقت سے دستور ہو گیا کہ ہر سال ایک آ
منصب شاہی کے لیے منتخب ہوتا ، ایک سپہ سالاری کے
نو حاکم نظم و نسق کا کاروبار چلانے کے لیے چنے جاتے ۔

حکیم سولن جب سے تجارت اور کاروبار کے لیے مسکوک
جاری ہوا تھا اور ضرورت مندوں نے سودی قرض
شروع کیا تھا ، آہستہ آہستہ سود کی شرح بڑھتے بڑھتے ۱۸ ف
پر پہنچ گئی اور لوگوں کی مالی حالت سخت تشویش ناک ہو

للہذا ۵۹۳ میں ایتھنز نے زمانۂ قدیم کے مشہور حکیم سولن۱ کو نظم و نسق کا مختار بنا دیا اور اصلاحات کے پورے اختیارات دے دیے۔ سولن کا تعلق متوسط طبقے سے تھا للہذا سمجھا جا سکتا ھے کہ اسے حقیقی حالات سے پوری آگاھی تھی۔ اس نے اختیارات سنبھالتے ھی وہ تمام قرضے منسوخ کر دیے، جن میں زمینیں مکفول تھیں۔ جو لوگ قرضوں کے سلسلے میں غلام بنے تھے، اُن سب کو آزاد کر دیا۔ جو لوگ غلاموں کی حیثیت میں بیرونی ممالک کے باشندوں کے ھاتھ فروخت ھو چکے تھے، اُن کا روپیہ سرکاری خزانے سے ادا کرکے اُنھیں آزاد کرا دیا گیا۔ اسی طرح عدالتی قانون میں اصلاحات ھوئیں اور قتل کے سوا تمام جرموں کی سزاؤں میں نرمی کر دی۔ اس وجہ سے حکیم سولن کا نام بہت مشہور ھوا، لیکن اس کی اصلاحات کے بعض پہلو مزید توجہ کے محتاج تھے، مثلاً آزاد شدہ غلاموں کے لیے زمین یا کسی دوسرے وسیلۂ معاش کا انتظام نہ کیا گیا تھا، نیز صنعت کار و تاجر سیاسی حقوق سے محروم ھو گئے تھے اس لیے کہ سیاسی ووٹوں کا نظام کھیتی باڑی کی بنا پر تیار کیا گیا تھا۔

دَورِ استبداد

۵۶۱ ق م سے ۵۰۸ ق م تک ایتھنز میں استبدادی حکومت کا دور رھا۔ اس کا بانی پیسیس ٹریٹس۲ تھا، پھر اس کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے جانشین بنے۔ ۵۱۰ میں سپارٹا کی امداد سے استبداد کا خاتمہ ھوا اور جمھوری

۱- Solon ۔ ایتھنز کا مشہور مقنن ۶۳۹ ق م میں پیدا ھوا اور ۵۵۹ ق م میں وفات پائی۔ یہ دنیائے قدیم کے سات داناؤں اور حکیموں میں گنا جاتا ھے۔

۲- Peisistratus ۔

اصول کی بنا پر نیا دستور تیار ہوا ۔ اس وقت سے سپارٹا کا اثر و اقتدار بہت بڑھ گیا اور سپارٹا والے وقتاً فوقتاً یورشیں بھی کرتے رہتے تھے ۔ ۵۰۷ میں ایتھنز والوں نے سپارٹا کا اثر و اقتدار ختم کر دیا ۔ وسطی اور شمالی یونان کی ریاستوں کا تفصیلی ذکر ضروری نہیں ، اس لیے کہ ان میں قابل ذکر واقعہ ایک بھی نہیں ۔ وہ آپس میں لڑتی رہتی تھیں ۔ ایک مرتبہ ان کے درمیان مقدس جنگ بھی ہوئی ، جس کا تعلق ڈیلفی کے مندر سے تھا اور اس مندر کو اس زمانے کے یونانی بہت مقدس سمجھتے تھے ۔ سسلی اور دوسری یونانی نو آبادیوں کا ذکر آگے آئے گا ۔

ایران کے ساتھ لڑائیاں

یونانی تاریخ کا ایک نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ چھوٹے سے ملک کو جو مختلف ریاستوں میں بٹا ہوا تھا ، ایران جیسی عظیم الشان طاقت سے لڑائیاں پیش آ گئیں ۔ ان کی ابتدا یوں ہوئی کہ پیسس ٹریٹس کا بیٹا بھاگ کر شہنشاہ ایران کے پاس چلا گیا ۔ اس نے ایتھنز کو الٹی میٹم دے دیا کہ اس شخص کو پہلے کی طرح مطلق العنان حاکم بنا لیا جائے ۔ یہ ۵۰۶ ق م کا واقعہ ہے ۔ ایتھنز نے اس الٹی میٹم کو ٹھکرا دیا ۔ ۴۹۸ ق م میں ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل کی یونانی ریاستوں نے ایران کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنے اہل وطن سے امداد مانگی ۔ ایتھنز نے فوراً بیس جہاز بھیج دیے ۔ جب مہم کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو شہنشاہ ایران کو راضی کرنے کی کوشش کی گئی ۔ اسی زمانے میں تھیمس ٹاکلیز[۱] حاکم اعلیٰ منتخب ہوا ۔ اس نے ایرانیوں کی مخالف پارٹی کی امداد سے

---

۱ - Themistocles - یونان قدیم کا مشہور مدبر و سالار ۵۱۴ ق م میں پیدا ہوا ۔ آخری عمر میں اسے جلا وطن کر دیا گیا ، ۴۴۹ میں وفات ۔

ضروری مقامات میں قلعہ بندیاں شروع کر دیں ۔

دارا گشتاسپ نے یہ حالات دیکھے تو یونان کو مسخر کر لینے کا فیصلہ کیا اور ایک زبردست فوج حملے کے لیے بھیج دی ۔

میراتھان کی لڑائی

۴۹۰ ق م میں یونانیوں اور ایرانیوں کے درمیان بمقام میراتھان۱ لڑائی ہوئی ۔ اگرچہ یونانی فوج ایرانیوں سے بہت کم تھی لیکن ملٹیا ڈیز۲ نے جو ایتھنز کے دس جرنیلوں میں سے ایک تھا اپنی فوج کو حملے پر آمادہ کر لیا ۔ ایرانیوں نے شکست فاش کھائی اور یونانی بیڑا تیزی سے ایتھنز کی حفاظت کے لیے پہنچ گیا ۔ ایرانی ناکام واپس چلے گئے ۔

جلاوطنی کا قانون

میرا تھان کی کامیابی نے یونانیوں کے حوصلے بہت بڑھا دیے اور ایتھنز میں ایرانیوں کی مخالف پارٹیوں کو بہت تقویت پہنچی ۔ ان پارٹیوں میں سے امرأ کا سردار ایرس ٹائی ڈیز۳ تھا اور عوام کا تھیمس ٹاکلیز ۔ اسی زمانے میں چاندی کی ایک نئی کان دریافت ہوئی تھی ۔ تھیمس ٹاکلیز نے سب کو آمادہ کیا کہ اس کان سے جتنی چاندی ملے اسے نئی طرز کے دو سو جنگی جہاز بنانے میں صرف کیا جائے ۔ ایرس ٹائی ڈیز نے اس کی مخالفت کی چنانچہ اس کے لیے جلا وطنی کا حکم ہو گیا ۔ اس قانون کا اصل مقصد صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص ریاست کے لیے خطرے کا موجب بن جائے اور اس سے بچاؤ کی اور کوئی صورت نہ ہو تو باہر نکال دیا جائے ، لیکن اسے پارٹیوں کے لیڈر ایک دوسرے کے خلاف غیر مناسب طریقے پر استعمال کرنے لگے اور اس کے نتیجے نہایت خراب نکلے ۔

۱- Marathon - پہاڑیوں کے درمیان ایک میدان جو ایتھنز سے بائیس میل کے فاصلے پر ہے ۔

۲- Miltiades - ۳- Aristides -

تھرماپلی اور سلیمس کی لڑائیاں دارا گشتاسپ کی وفات کے بعد زرکسیز جانشین ہوا ۔ اس نے ۴۸۰ ق م میں فیصلہ کر لیا کہ یونان کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔ چنانچہ بھاری جنگی بیڑا تیار کیا اور بہت بڑی فوج فراہم کر لی، جس کی تعداد عام روایات کے مطابق نو لاکھ بتائی جاتی ہے ، لیکن بہر حال ایک لاکھ اسی ہزار کے لگ بھگ ضرور تھی ۔ اس سرو سامان کے ساتھ یونان پر حملہ آور ہوا ۔ بری فوج تھریس اور مقدونیہ میں سے ہوتی ہوئی ایتھنز پہنچنے والی تھی ۔ راستے میں ایک تنگ درے سے گزرنا لازم تھا جو تھرماپلی۱ کے نام سے مشہور ہے ۔ یہاں یونانیوں نے جو فوج دشمن کو روکنے کے لیے متعین کی تھی وہ ایرانی فوج کی کثرت سے گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی ، لیکن لیونی داس۲ سپارٹا کے تین سو بہادروں کے ساتھ اپنی جگہ جما رہا ۔ مزید سات سو آدمی اس کے حامی تھے ۔ ایک غدار نے ایرانیوں کو راستہ بتا دیا ۔ وہ درے کا چکر لگا کر لیونی داس کے عقب میں پہنچ گئے ۔ وہ اپنے تین سو جوانمرد ساتھیوں کے همراہ موت کے گھاٹ اتر گیا ، لیکن یونانیوں کو قومی فرض ادا کرنے کی موثر دعوت دے گیا ۔ اس اثنا میں تھیمس ٹاکلیز نے ایرانی بیڑے کو سلیمس کی جنگ میں شکست فاش دی اور زرکسیز صرف ایک تہائی فوج اور بیڑے کا تھوڑا حصہ بچا کر واپس پہنچا ۔ ۴۷۹ میں ایرانیوں کو پلا ٹائیا کے مقام پر شکست ہوئی ۔ لڑائیوں کا یہ سلسلہ جاری رہا ، یہاں تک کہ سکندر نے حملہ کر کے ایرانی سلطنت کو ختم کر دیا ۔

خانہ جنگی پانچویں صدی ق م میں یونانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ یہ ہے کہ وہاں خانہ جنگی شروع ہوئی جس میں ایک

۱- Thermopylae ۔ اس نام کے لفظی معنی ہیں گرم چشمے۔

۲- Leonidas ۔

طرف سالاری کا درجہ ایتھنز کو حاصل تھا اور دوسری طرف سپارٹا کو ۔ گویا یہ لڑائیاں سپارٹا اور ایتھنز کے درمیان اقتدار کی خاطر ہوئیں ۔ تاریخ میں یہ عام طور پر پلیپو نیسیائی جنگیں کہلاتی ھیں ۔ ایرانیوں کے خلاف جنگوں میں سپارٹا نے بڑی اھمیت حاصل کر لی تھی ۔ اب اس کے بیڑے نے قبرص اور بیز نطیم پر بھی قبضہ کر لیا ۔ ایشیاے کوچک کے یونانی ، سپارٹا کے مغرورانہ طرز عمل کو پسند نہ کرتے تھے اور انھوں نے ایتھنز کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا ، جس کا مدعا یہ تھا کہ ایرانیوں کو تمام یونانی علاقوں سے خارج کر دیا جائے ۔ اس غرض سے ایک لیگ (جمعیت اتحاد) بن گئی جو عام طور پر ڈیلیئن لیگ۱ کہلاتی ھے ، اس لیے کہ اس کا ابتدائی اجلاس ڈیلاس کے مقام پر ہوا تھا ۔ ۴۶۰ ق م میں ایتھنز اور پلیپونیسیا کے درمیان لڑائیاں شروع ہوئیں ، جن میں ایتھنز نے پے در پے بحری فتوحات حاصل کیں ۔ پھر سپارٹا ایتھنز کے خلاف جنگ میں شامل ہوا اور اسے شکست دی ۔ اس اثنا میں ایک ایرانی فوج نے بھی ایتھنز پر ضرب لگائی، لیکن ایتھنز کا بیڑا کامیابی سے ساحل کا چکر لگاتا رہا۔ بڑی کشمکشوں کے بعد ۴۴۶ ق م میں تیس سال کے لیے صلح ہو گئی ۔

دوسری جنگ

۴۳۱ ق م میں دوسری مرتبہ پلیپونیسیا کی جنگ شروع ہوئی ۔ یہ پلیپونیسیا کی سب سے بڑی جنگ ھے اور دس سال جاری رھی ۔ آخر ۴۲۱ میں صلح ہوگئی، جس میں تمام فریقوں نے اپنے جھگڑے ختم کر دیے ۔ ۴۲۰ ق م میں سپارٹا نے اس صلح کی شرطوں کو توڑا اور لڑائی تیسری مرتبہ جاری ہو گئی ۔ یہی زمانہ ھے ، جس میں سپارٹا نے یونانیوں کی مخالفت میں ایران کے ساتھ معاھدہ کر لیا تھا ۔ ۴۰۵ میں سپارٹا

- Delian League -۱

کے جرنیل نے ایتھنز پر قبضہ کر لیا اس کی فصیلیں منہدم کرا دیں ۔ اس طرح عارضی طور پر سپارٹا کو ہمہ گیر اقتدار حاصل ہو گیا اور ایتھنز کی قوت ٹوٹ گئی ۔ چنانچہ ۴۰۴ میں یہ جنگ ختم ہوئی ۔

اقتصادی اور معاشی حالات

ایران کے ساتھ لڑائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ تجارت اور صنعت و حرفت میں یونانی نو آبادیوں کے بجائے خود یونان نے زیادہ اہمیت حاصل کر لی ۔ مشرق و مغرب سے خام جنسیں وہاں پہنچتی تھیں اور عمدہ دستکاریاں باہر بھیجی جاتی تھیں ۔ ابتدا میں کارنتھ۱ اور آئی جینا۲ نے بحری تجارت میں بہت ترقی کر لی تھی ، لیکن پانچویں صدی قبل مسیح میں ایتھنز سب کو منزلوں پیچھے چھوڑ گیا ۔ صنعت و حرفت کے فروغ نے غلاموں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ۔ سولن کے زمانے سے ایتھنز نے شہریت کے حقوق دینے میں بڑی کشادہ دلی سے کام لیا تھا ، البتہ یہ ظاہر ہے کہ جن یونانی ریاستوں میں صنعت و حرفت کو فروغ حاصل تھا ، وہ کھانے پینے کی چیزیں باہر سے منگوانے پر مجبور تھیں ۔

زراعت اور جہاز سازی میں کوئی خاص فرق پیدا نہ ہوا ۔ مالیات کی حالت اچھی تھی ۔ قرضۂ عامہ ناپید تھا ۔ بجٹ عموماً بہت معمولی ہوتی تھی ۔ بڑی بڑی ریاستوں میں بھی اکثر لوگ زمینوں کے مالک تھے ۔ کسی غیر ملکی کو زمین حاصل کر لینے کی اجازت نہ تھی ۔ براہ راست ٹیکس اسی صورت میں وصول کیے جاتے تھے ، جب کوئی خاص ضرورت پیش آ جاتی تھی ۔ اخراجات عموماً بہت معمولی ہوتے تھے ۔ ایتھنز میں زیادہ تر روپیہ رفاہ عامہ کے کاموں

۱- Corinth ۔

۲- Aegina ۔ خلیج ایتھنز میں یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے ۔

میں صرف ہوتا تھا ۔ البتہ پلیپونیسیائی جنگوں میں یونان کو سخت مالی نقصان پہنچا تاہم اس نقصان کی جلد تلافی کر لی گئی ۔

علوم و فنون

پانچویں صدی قبل مسیح میں ادب ، شعر اور ڈرامے نے خاصی ترقی کی ۔ ڈراما نگاروں میں اسچی لس۱ ، سفوکلیز۲ ، یوری پائی ڈیز۳ اور ارسٹوفینز۴ قابل ذکر ہیں ۔ مورخوں میں ہیروڈوٹس اور تھیوسی ڈائڈز۵ ۔ تعمیرات اور سنگ تراشی کے فنون بھی کمال پر پہنچ گئے ۔ ایتھنز کی شہرۂ آفاق عمارتیں اور مندر اسی دور میں تعمیر ہوے ۔

مقدونیہ کا عروج

چوتھی صدی قبل مسیح میں مقدونیہ نے خاصی اہمیت حاصل کر لی ۔ اس کا عروج فیلقوس۶ دوم کے زمانے سے شروع ہوا ، جو ابتدا میں مقدونیہ کے اصل بادشاہ کا محافظ و نگران تھا ، مگر اسے معزول کرکے خود بادشاہ بن گیا تھا ۔ اس زمانے میں ایتھنز کو بڑا عروج حاصل تھا ۔ فیلقوس کی کوشش یہ تھی کہ جس طور بھی ممکن ہو آہستہ آہستہ تمام یونانی ریاستوں کو ایک جمعیت میں منسلک کر دے ۔ وہ ۳۵۹ میں تخت نشین ہوا اور زندگی کے آخری سانس تک اسی کوشش میں لگا رہا ۔ اس نے بعض ان مقامات پر بھی قبضہ کر لیا جو مقدونیہ کو طاقتور اور خوشحال سلطنت بنانے کے لیے ضروری تھے ، لیکن

۱۔ Aeschylus - ۵۲۵ ق م—۴۵۶ ق م -

۲۔ Sophocles - ۴۹۵ ق م—۴۰۵ ق م -

۳۔ Euripides - ۴۸۰ ق م—۴۰۶ ق م -

۴۔ Aristophanes - ۴۴۸ ق م—۳۸۵ ق م -

۵۔ Thucydides - ۴۷۱ ق م—۴۰۰ ق م -

۶۔ Philip -

اس بات کی بھی پوری کوشش کی کہ ایتھنز یا بعض دوسری ریاستوں کے لیے شکایت کا کوئی موقع پیدا نہ ہو۔

جنگ کائی رونیا

لیکن فیلقوس کے طرز عمل سے مختلف ریاستیں تشویش میں پڑی ہوئی تھیں۔ اس زمانے میں ڈماستھینز۱ نے جو ایتھنز کا بہت بڑا خطیب تھا، فیلقوس کے خلاف جنگ پر اپنے ہم وطنوں کو آمادہ کر لیا۔ ریاست تھیبز بھی ایتھنز کی حامی تھی۔ فیلقوس نے کائی رونیا۲ کے مقام پر متحدہ قوت کو شکست دی۔ ایتھنز سے کچھ نہ کہا، البتہ تھیبز کا محاصرہ کرکے اسے ختم کر دیا۔ پھر تمام یونانی ریاستوں کو دعوت دے کر ایک جمعیت بنائی، جو جمعیتِ متحدۂ یونان۳ کے نام سے مشہور ہوئی۔ صرف سپارٹا اس سے باہر رہا۔ ۳۳۷ ق م میں کارنتھ کے مقام پر اس جمعیت کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور ایران کے خلاف اعلان جنگ کر دیا گیا۔ فیلقوس جمعیت کا سردار تھا۔ اس نے اپنے ایک جرنیل کو ایشیا پر حملے کے لیے بھیج دیا۔

سکندر اعظم

۳۳۶ ق م میں فیلقوس اچانک مارا گیا اور اس کا بیٹا سکندر تخت نشین ہوا۔ وہ اپنے خاندان میں سکندر سوم کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ دو سکندر اس سے پہلے ہو چکے تھے، لیکن دنیا کی تاریخ میں سکندر اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے دو سال یونانی ریاستوں کے انتظام میں بسر کیے۔ ۳۳۴ ق م میں بتیس ہزار پیادے اور پانچ ہزار سواروں کے ساتھ ایشیا کی تسخیر کے لیے نکل پڑا۔ چھوٹے بڑے ایک سو ساٹھ جہاز ساتھ تھے۔

۱- Demosthenes -　　۲- Chaeronea -

۳- Hellenic League -

تسخیر ایران ایرانیوں کے ساتھ پہلی لڑائی دریائے گرینی کس۱ کے کنارے ہوئی جو ایشیائے کوچک کے شمال میں ہے ۔ دوسری لڑائی اسوس۲ میں ہوئی ۔ ایرانیوں نے دونوں جگہ شکست کھائی ۔ پھر سکندر شام کے ساحلی علاقے کو فتح کرتا ہوا مصر جا پہنچا ۔ مصر کو باجگزار بنا کر پھر ایران کی طرف پلٹا ۔ اربیلا سے تھوڑے فاصلے پر بمقام گاگامیلا۳ یکم اکتوبر ۳۳۱ کو شہنشاہ ایران سے آخری لڑائی ہوئی ۔ سکندر نے فیصلہ کن فتح حاصل کی ۔ شہنشاہ ایران مرکز چھوڑ کر بھاگا اور اپنے درباریوں کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ سکندر پوری سلطنت ایران کا مالک بن گیا ۔

مزید لڑائیاں اور وفات فتح ایران کے بعد سکندر نے باختر اور ترکستان کو فتح کیا ۔ ایک بڑے سردار کی بیٹی روشنک۴ سے شادی کی ، پھر وہ ھندوستان پہنچ گیا، لیکن فوج نے شمالی ھند ھی سے واپسی پر مجبور کر دیا ۔ اس نے بیڑے کو نیارکس۵ کی ماتحتی میں بھیج دیا ۔ خود فوج کے ساتھ مکران و ایران کے راستے بابل پہنچا ، جسے وہ اپنی عظیم الشان سلطنت کا مرکز بنانا چاھتا تھا ۔ وھیں ۱۳ جون ۳۲۳ ق م کو بتیس سال کی عمر میں وفات پائی ۔ اس نے مشرق دنیا میں اپنے نام سے پچیس نئے شہر آباد کیے ، جن میں سے بعض اب تک موجود

۱- Granicus ۔

۲- Issus ۔ یہ اسکندرونہ کے قریب تھا ۔

۳- Gaugamela ۔

۴- Roxana ۔ اسے عام طور پر آج کل رخسانہ لکھتے ھیں لیکن فارسی نام روشنک تھا ۔

۵- Nearchus ۔

هیں اگرچہ ان کے نام بدل گئے ہیں ۔ مصر کی مشہور بندرگاہ اسکندریہ کی بنیاد بھی اسی نے رکھی تھی ۔

جانشین

سکندر کی وفات کے ساتھ ہی اس کے بڑے بڑے جرنیلوں میں کشمکش شروع ہو گئی ۔ ان میں سے پیرڈکاس۱، اینٹی پیٹر۲، اینٹی گونس۳، کریٹی رس۴، بطلیموس۵ (ٹالمی) اور سلیوکس خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ پہلے سکندر کے علاتی بھائی کو فیلوس ثالث کے لقب سے بادشاہ بنا دیا گیا اور پیرڈکاس اس کا نائب السلطنت بنا ، پھر وہ مارا گیا اور اینٹی پیٹر کو نائب السلطنت بنا دیا گیا ۔ اس نے اینٹی گونس کو ایشیائے کوچک بھیجا ، اس لیے کہ وہاں ایک جرنیل باغی ہو کر پہاڑوں میں جا بیٹھا تھا ۔ ۳۱۹ ق م میں اینٹی پیٹر فوت ہوا تو اس کی جگہ ایک اور شخص نائب السلطنت بن گیا ۔ بطلیموس نے ، جو مصر کا حاکم تھا ، نئے نائب السلطنت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور شام کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا ۔

اس اثنا میں اینٹی پیٹر کے بیٹے کیسنڈر۶ نے مقدونیہ پر قبضہ جما کر سکندر کی والدہ اولمپیاس اور فیلقوس ثالث کو قتل کرا دیا ۔ سکندر کے کمسن بیٹے اور اس کی بیوی روشنک کو قید میں ڈال دیا ۔ ۳۱۰ ق م میں یہ دونوں بھی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ۔

مزید کشمکش اور فیصلہ

ان حالات کا طبعی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا کہ کشمکش بڑھ جاتی چنانچہ مختلف جرنیلوں نے مل کر اینٹی گونس کے

۱- Perdiccas ۔ ۲- Antipater ۔
۳- Antigonus ۔ ۴- Craterus ۔
۵- Ptolemy ۔ ۶- Cassander ۔

خلاف اتحاد کر لیا ، اس لیے کہ وہ شام پر قبضہ جما کر اپنی سلطنت کی بنادیں مضبوط کر چکا تھا ۔ لڑائیاں جاری رہیں یہاں تک کہ ایک موقعے پر اینٹی گونس کے بیٹے نے کیسنڈر کے خلاف لڑ کر اینھنز کو رزم و پیکار سے نجات دلائی اور جمعیت متحدہ یونان از سر نو قائم کی جس کی بنیاد فیلقوس نے رکھی تھی ۔

انجام کار اتحادیوں نے مل کر اینٹی گونس کو ۳۰۱ میں شکست دی اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا ۔ پھر یہ فیصلہ ہوا کہ کیسنڈر مقدونیہ لے لے اور اس کے بھائی کو جنوبی ایشیا دے دیا جائے۔ بطلیموس مصر پر قابض رہے اور شام سلیوکس کے حوالے کر دیا جائے ۔ ایک اور جرنیل کو ایشیائے کوچک کا وسطی اور مغربی علاقہ دے دیا گیا ۔ اس اثنا میں بطلیموس نے شام کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا ۔ لڑائیاں اس کے بعد بھی جاری رہیں ۔ مختلف حصوں میں مختلف لوگ بر سر حکومت آتے رہے ۔ سلیوکس نے ۳۰۵ ق م میں ایک سلطنت قائم کر لی ، جس کا مرکز ابتدا میں وہ مقام تھا جسے سلوکیہ کہتے تھے ۔ اسی جگہ بعد میں طاق کسریٰ بنا ۔ ظہور اسلام کے وقت اس کا نام مدائن تھا ۔ بعد میں اس خاندان کی لڑائیاں مختلف مقامی حاکموں یا مصر کے فرمانرواؤں یا اشکانی[۱] بادشاہوں سے ہوتی رہیں ۔ پھر اس نے اپنا مرکز حکومت انطاکیہ کو بنا لیا تھا ۔ ۶۴ ق م میں رومہ کے جرنیل پومپی نے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے مقبوضات رومی سلطنت میں شامل ہو گئے ۔

۱- یہ وہی سلطنت ہے جسے عام طور پر پارتھیا کی سلطنت کہا جاتا ہے ۔ یہ ایران کے مشرق حصے میں واقع تھی اور کچھ مدت بعد اس کے حدود بہت وسیع ہو گئے تھے ۔ اہل ایران انھیں اشکانی قرار دیتے ہیں ۔

تیسری صدی قبل مسیح میں سیلٹوں نے مقدونیہ کو لوٹا ۔ ان کا ایک گروہ تھریس پہنچا ، دوسرے گروہ نے وسطی ایشائے کوچک میں اپنی مستقل سلطنت قائم کر لی ۔ خود مقدونیہ میں سیلٹوں سے نجات حاصل کرنے کے بعد جو خاندان بر سر اقتدار آیا اس کی حکومت ۱۶۸ ق م تک قائم رہی ۔

یونانی دنیا

آخر میں یونانی دنیا کی سیاسی ثقافتی اور علمی ترقیات کے متعلق مختصر سا ذکر سن لینا چاہیے ۔ سیاسی اعتبار سے یونانیوں کا عام معاملہ شہری ریاستوں سے آگے نہ بڑھا ۔ ان ریاستوں میں اقتدار کی باگ ڈور دولت مندوں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے ہاتھ میں رہی ۔ عوام بے اختیار ہوتے گئے ۔ جس حد تک بیرونی تعلقات کا معاملہ ہے یہ شہری ریاستیں یا تو مختلف بادشاہوں کے زیر اثر کام کرتی رہیں یا وہ مل کر ایک جمعیت بنا لیتی تھیں ۔

سکندر کی فتوحات نے یونانی ثقافت کے لیے ہمہ گیر اشاعت کا بندوبست کر دیا ، یہاں تک کہ وہ مشرق سمت میں وادی سندھ پر پہنچ گئی ۔ سکندر نے اگرچہ بڑا عروج حاصل کیا ، لیکن مقدونوی فوج دراصل مقدونوی عوام کی فوج تھی اور وہ لوگ بادشاہ کے سامنے اس طرح جھکنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے جس طرح دوسرے لوگ جھکتے رہے ۔ سلوکیوں نے ایرانیوں کی پیروی میں جا بجا سڑکیں بنائیں اور مختلف صوبوں کو مستقل حیثیت میں زیر انتظام رکھا ۔ ان کی سلطنت میں مقدونوی آبادکاروں کو خاص رعائتیں دی جاتی تھیں ۔ یہی طریقہ مصر میں بطلیموسیوں نے اختیار کیا ۔ اسکندریہ کی آبادی میں یہودیوں کی بھی خاصی تعداد شامل ہو گئی تھی ۔ تیسری صدی میں انھوں نے ستر آدمیوں کے زیر اہتمام عبرانی بائبل کا ترجمہ یونانی زبان میں کرایا ۔ اسکندریہ

کی عمارتوں میں سے روشنی کا ایک مینار اور علماء کے لیے ایک اکیڈمی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ آخرالذکر کے ساتھ ایک عالی شان لائبریری بھی تھی ۔

اقتصادی حالات بحیرۂ روم کے مشرق حصے کی اقتصادی حالت بہت اچھی ہو گئی ، اس لیے کہ زمینیں نئی اور زرخیز تھیں ۔ خشکی اور تری میں آمد و رفت کے ذریعے بہت اچھے ہو گئے تھے اور تجارت نے بڑا فروغ پایا ۔ اس طرح مختلف شہروں کے لوگ بہت دولتمند ہو گئے ۔ مشرق قریب کی دولت کے خزانے انھی کے قبضے میں آ گئے تھے اور سکندر کی فتوحات نے دور دور سے دولت کے ذخیرے وھاں پہنچا دیے ۔ سونے اور چاندی کا رواج بہت بڑھ گیا ۔ اس سلسلے میں دو ملکوں کے حالات پر اچھا اثر نہ پڑا ۔ ان میں سے ایک یونان ھے اور دوسرا مصر ۔ فتوحات اور مال غنیمت کے لالچ نے اکثر یونانیوں کو تجارت یا فوجی خدمات کے لیے باھر پہنچا دیا اور ملک کی آبادی گھٹ گئی ۔ یہ بھی ظاھر ھے کہ یونانی زمین اتنی زرخیز نہ تھی اور وھاں زیادہ بڑی تعداد کے لیے اطمینان سے زندگی بسر کرنے کا کوئی موقع نہ تھا ۔ مصر کے وسائل اگرچہ بہت زیادہ تھے لیکن بطلیموسی فرمانروا متواتر یہ کوشش کرتے رھے کہ یونان اور آس پاس کے جزیروں کو ساتھ ملا کر ایک وسیع سلطنت قائم کر لیں ۔ اس وجہ سے مصر کے وسائل ضائع ہوتے رھے ۔ بہ ایں ھمہ یہ دور مشرق بحیرۂ روم کی آبادیوں کے لیے خاصی اقبال مندی کا دور تھا ۔

علوم و فنون اس عہد میں علوم و فنون نے بڑی ترقی کی ۔ مثلاً علم مساحت میں اقلیدس[1] ۔ ہئیت اور

۱- Euclid - مشہور ریاضی دان ، اس کا زمانہ ۳۰۰ ق‌م کے آس پاس ھے ۔

جغرافیہ میں ایراٹوستھنیز۱ ، طبیعیات میں ارشمیدس۲ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ فلسفے میں اکیڈمی نے افلاطونی روایات قائم رکھیں ، لیکن تشکک کا زیادہ زور ہو گیا ۔ مشائین۳ زیادہ تر سائنس اور تاریخ کی طرف متوجہ رہے ۔ وقت کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دو نئے دبستان قائم ہوئے ۔ ایک رواقی دبستان ، جس کا بانی زینو۴ (۳۳۶—۲۶۴) تھا ۔ اس کی تعلیم کا نام رواقی اس لیے رکھا گیا کہ یہ ایک رواق میں بیٹھ کر درس دیتا تھا ۔ دوسرا دبستان اپی کیورس۵ (۳۴۲—۲۷۰) کا تھا ۔ زینو کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ نیکی اور نیک عمل ہی انسان کے لیے راحت و آسودگی کا حقیقی ذریعہ ہے ۔ اپی کیورس کا فلسفہ یہ تھا کہ تنہا جسمانی لذت روح کے سکون کا ذریعہ نہیں بن سکتی ۔ اس کے لیے نیکی پر کار بند ہونا لازمی ہے ۔ دونوں کا مقصد ایک تھا ، دونوں یہ چاہتے تھے کہ انسان ضبط و نظم سے ایسی حالت پیدا کرے کہ باہر کا کوئی حادثہ اس کے سکون میں خلل انداز نہ ہو سکے ۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا پر ”عقل کل“ حکمران ہے ، جس میں سب شریک ہیں ۔ اس طرح انھوں نے قوم ، نسل اور مجلسی اختلافات سے بالا ہو کر انسانی اخوت کا تصور پیدا کیا ۔ ان کے بعد رواقیت میں مبالغہ کرنے والے دنیا کو چھوڑ بیٹھے اور

۱- Eratosthenes ۔   ۲- Archimedes ۔

۳- Peripatetics ۔ یہ لفظ ایک یونانی لفظ سے مشتق ہے ، جس کے معنی ہیں چلنا ۔ عربی میں چلنے کو مشی کہتے ہیں ۔ یہ ارسطو کے فلسفے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ٹہلتے ٹہلتے درس دیا کرتا تھا ۔ چنانچہ ارسطو کے پیرووں کو مشائی کہنے لگے ۔

۴- Zeno ۔   ۵- Epicurus ۔

ایپی کیورس کے پیرو لذتی بن گئے ، جن کا عقیدہ یہ تھا ، کھاؤ پیو اور عیش کرو ، اس لیے کہ تمھیں بہت جلد مر جانا ہے -

اشکانیہ ، باختریہ اور بطلیموسی

اشکانی سلطنت ۲۴۹ میں ارشک۱ اول نے قائم کی - اس کے ایک طرف سلیوکی سلطنت تھی اور دوسری طرف باختری سلطنت - یہ ابتدا میں صرف پارتھیا اور ھرکانیا پر مشتمل تھی اور کم و بیش تین سو برس قائم رھی - اس کے بادشاھوں میں سے متھری ڈے ٹیز۲ اول نے سلیوکیوں سے بابل اور میڈیا کے علاقے بھی چھین لیے - پھر عیلام و فارس کی سلطنت کے علاوہ باختریہ کے کچھ حصے بھی لے لیے اور ایک عظیم الشان سلطنت پیدا کر لی - اس مقام کو اپنا دارالحکومت بنایا ، جو بعد میں مدائن کے نام سے مشہور ھوا - اس کا زمانہ ۱۷۱ ق م سے ۱۳۸ ق م تک ہے - اس خاندان کا دوسرا قابل ذکر بادشاہ متھری ڈے ٹیز دوم ہے ، جو ۱۲۳ ق م سے ۸۸ ق م تک حکمران رھا - اس نے ستھیوں کو شکست دی ، پھر آرمینیا کے بادشاہ سے لڑائیاں شروع ھو گئیں - متھری ڈے ٹیز نے ۹۲ ق م میں رومیوں کے ساتھ دوستی کا عہد نامہ کر لیا - اس خاندان کا

۱- Arsaces -

۲- Mithridates - یہ اصل میں مہر داد تھا ، جسے یونانیوں نے بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا - اسی طرح اشکانی بادشاھوں میں سے فرھاد اور فرے برز نام کے بھی کئی بادشاہ گزرے ھیں - یونانیوں نے فرھاد کو Phraates بنا دیا اور فرے برز کو Priapatius بنا دیا -

آخری قابل ذکر بادشاہ بلاش[1] اول تھا ، جو ۵۱ عیسوی سے ۷۷ عیسوی تک حکمران رہا، اگرچہ یہ سلطنت تیسری صدی عیسوی تک باقی رہی، یہاں تک کہ اردشیر ساسانی نے اس کا خاتمہ کیا ۔

باختریہ ابتدا میں سکندر اعظم کی سلطنت کا ایک حصہ تھا ۔ سکندر کی وفات پر وہاں بغاوت ہوئی ، جسے بہت جلد فرو کر دیا گیا ۔ ۳۰۲ ق م میں اس پر سلیوکی قابض ہو گئے ، لیکن ۲۵۰ ق م میں وہاں کے حاکم نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور سغدیانہ کو فتح کرکے اپنی سلطنت بڑھا لی ۔ اس کا قائم کیا ہوا حکمران خاندان ۱۳۹ ق م تک قائم رہا ، پھر یہ لوگ ستھیوں کے دباؤ کے ماتحت پنجاب کی طرف چلے آئے ۔

مصر کے بطلیموسی

اس خاندان حکومت کی بنیاد ۳۰۵ ق م میں بطلیموس نے رکھی تھی ۔ اصل میں وہ سکندر کی وفات کے ساتھ ہی مصر کا مطلق العنان حکمران بن گیا تھا ، لیکن بادشاہی کا اعلان اٹھارہ سال بعد کیا ۔

بطلیموس دوم (۲۸۵—۲۴٦) نے قدیم مصری فرعونوں کی رسم پیش نظر رکھتے ہوئے بھائی اور بہن کی شادی کو رواج دیا ۔ در اصل اسے اپنی بہن سے بہت محبت تھی اور وہ ہر حال میں اسے اپنی بیوی بنانا چاھتا تھا ۔ اس وقت سے آخری دم تک اس خاندان کی ہر لڑکی کی شادی حکمران بھائی سے ہو جاتی تھی ۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اس خاندان کے بادشاہ برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ یونان اور آس پاس کے جزیروں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیں ۔ بطلیموسیوں کا آخری بادشاہ بطلیموس سیزدھم تھا ، جس کی شادی اس کی بہن کلیوپیٹرا سے ہوئی

۱- Vologesus -

تھی ۔ یہ شادی جولیس سیزر نے کرائی تھی ، جو مصر پر قابض ہو چکا تھا ۔ ۴۴ ق م میں سیزر مارا گیا تو کلیوپیٹرا نے اپنے شوہر کو قتل کرا دیا ۔ سیزر کے جرنیل اینٹونی کو ساتھ ملا کر خود مختار بطلیموسی سلطنت کی داغ بیل ڈال دی اور رومہ سے آزادی کا فیصلہ کر لیا ، لیکن سیزر کے جانشین آکٹیویس نے ایکٹیم[۱] کی جنگ (۳۱ ق م) میں مصری بیڑے کو تباہ کر دیا ۔ اینٹونی کو خبر ملی کہ کلیوپیٹرا ماری گئی تو اس نے خود کشی کر لی ۔ کلیوپیٹرا نے آکٹیویس پر ڈورے ڈالنے شروع کیے ۔ جب اسے کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو جان دے دینا ھی لازم سمجھا ۔ چنانچہ اپنے آپ کو ایک زہریلے سانپ سے ڈسوا کر وہ بھی ختم ہو گئی اور مصر رومی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا ۔

۱- Actium -

رومہ

جمہوریت اور سلطنت

ابتدائی دور دوسری اور تیسری صدی قبل مسیح میں رومہ کی سلطنت آہستہ آہستہ پھیلتی اور مستحکم ہوتی گئی ۔ اس زمانے میں رومہ کو مختلف طاقتوں سے پنجہ آزما ہونا پڑا ، جن میں سے عظیم ترین طاقت قرطاجنہ کی تھی اور اس سے رومہ کو تین مرتبہ نہایت خوفناک لڑائیاں پیش آئیں ، یہاں تک کہ قرطاجنہ بالکل تباہ ہو گیا ۔ ساتھ ساتھ رومہ نے یونان اور اس کے مقبوضات پر بھی آہستہ آہستہ ہاتھ صاف کرنا شروع کیا ۔ جب کوئی دوسری قابل ذکر طاقت مقابلے پر نہ رہی تو رومہ تنہا وقت کی متمدن دنیا کا مالک بن گیا اور اس سلطنت کی بنیاد پڑی جس نے تاریخ قدیم کی سلطنتوں میں سب سے زیادہ شہرت پائی ۔

قرطاجنہ سے پہلی جنگ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے قرطاجنہ سے تین مرتبہ لڑائیاں پیش آئیں ۔ ان میں سے پہلی جنگ ۲۶۴ ق م—۲۴۱ ق م تک جاری رہی ۔ یہ لڑائی اس بنا پر شروع ہوئی تھی کہ شاہ سائرا کیوز کے خلاف لڑنے والے گروہوں میں سے ایک نے رومہ سے امداد مانگی اور دوسرے نے قرطاجنہ سے ۔ قرطاجنہ کا بیڑا پہلے پہنچ گیا تھا ۔ رومیوں کا بیڑا بعد میں پہنچا اور انہوں نے اہل قرطاجنہ کو ابتدا میں باہر نکال دیا ،

پھر خود ان کے نرغے میں آ گئے - یہ لڑائی تئیس سال جاری رھی - آخرکار اھل قرطاجنہ نے ان شرطوں پر صلح کی کہ وہ سسلی چھوڑ دیں گے اور دس سال میں تین ہزار دو سو ٹیلنٹ کی رقم بطور تاوان ادا کریں گے -

دوسری جنگ

دوسری جنگ ۲۱۸ ق م میں شروع ھوئی اور سترہ سال جاری رھی - تاریخی لحاظ سے یہ بڑی ھی اھم جنگ ھے - اس وقت قرطاجنہ انتہائی عروج پر پہنچا ھوا تھا اور ھینی بال جیسا عظیم الشان سپہ سالار اس کی فوجوں کا قائد تھا ، جسے دنیا کے چند بڑے سپہ گروں میں شمار کیا جاتا ھے -

لڑائی کا آغاز اس وجہ سے ھوا کہ قرطاجنہ کے سپہ سالار ھیملکار بارقا نے ھسپانیہ میں قدم جما کر اپنے مقبوضات بڑھانے شروع کر دیے تھے - ۲۲۸ ق م میں بارقا نے وفات پائی تو اس کے داماد ھیس ڈروبال نے توسیع کا کام جاری رکھا - رومہ کو یہ گوارا نہ ھوا ، چنانچہ مطالبہ پیش کر دیا کہ اھل قرطاجنہ نہ تو دریائے ابرہ سے آگے بڑھیں اور نہ ان یونانی آبادیوں پر حملہ کریں ، جو دریائے ابرہ کے جنوب میں واقع تھیں - ھیس ڈروبال مارا گیا تو ۲۲۱ ق م میں ھینی بال نے اس کی جگہ لے لی اور رومہ کے مطالبے کو ٹھکرا کر یونانی نو آبادی کو تباہ کر دیا - معلوم ھوتا ھے کہ ھینی بال نے اس بارے میں اپنی حکومت سے اجازت نہ لی تھی اور قرطاجنہ کے قدامت پسند لوگ بارقا خاندان کی قوت و طاقت کو اچھی نگاھوں سے نہ دیکھتے تھے تاھم انھوں نے ھینی بال کے فعل سے اختلاف نہ کیا -

اٹلی پر حملہ

۲۱۸ ق م میں ھینی بال نے خود اٹلی پر حملے کا فیصلہ کر لیا ، تا کہ رومیوں کو ان کے گھر میں شکست دے - چنانچہ اس نے فوج لے کر ھسپانیہ سے کوچ کیا اور جنوبی فرانس

یں سے گزرتا ہوا کوہستان ایلپس کو عبور کرکے شمالی اٹلی
یں داخل ہو گیا ۔ تاریخ قدیم میں یہ فوجی اقدام بہت ہی حیرت
نگیز مانا جاتا ہے ۔ ہینی بال کے ساتھ صرف چھبیس ہزار فوج اور
چند ہاتھی تھے ۔ اس نے دو رومی جرنیلوں کو پے در پے شکستیں
دیں ۔ یہ دیکھتے ہی اہل گال ہینی بال سے مل گئے ۔

ہینی بال کوہستان ایپی نائنز۱ کو عبور کرکے شمالی اٹلی میں
داخل ہو گیا ۔ رومیوں نے دو فوجیں اس کے مقابلے کے لیے تیار کی
تھیں ۔ ہینی بال نے انھیں تباہ کر ڈالا اور مزید جو فوج بھیجی گئی
اسے بھی شکست دے دی ۔ پھر وہ اٹلی کے مشرقی ساحل کی طرف ،
یعنی بحیرۂ ایڈریاٹک کے مغربی ساحل کی طرف بڑھا اور جنوبی
حصے میں پہنچ گیا ۔ اس کا اصل مدعا یہ تھا کہ اٹلی کے ان
باشندوں کو رومہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دے ، جنھیں رومہ کی
طاقت کے مقابلے میں جھکنا پڑا تھا ، لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی ۔
(ممکن ہے اسے یہ بھی خیال ہو کہ جنوب کی طرف سے رومہ کا احاطہ
کر لے ، پھر ہسپانیہ سے جو کمک آئے گی وہ شمالی سمت سے حملہ
کرے گی ۔ اس طرح رومہ کو تباہ کیا جا سکے گا) ۔

رومیوں کی خوفناک شکست

۲۱۶ ق م میں رومیوں نے چھیاسی
ہزار فوج ہینی بال کے مقابلے کے
لیے بھیجی ، جو اپولیہ کے علاقے میں بیٹھا تھا ۔ ہینی بال نے کنائی۲
کے مقام پر اسے خوفناک شکست دی ۔ یہ دور رومہ کے لیے بڑا
نازک تھا ۔ مقدونیہ کے بادشاہ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر

۱- Apennines ۔ شمالی اٹلی کا سلسلہ کوہستان ۔

۲- Cannae ۔ صوبہ اپولیا اٹلی کے مشرق ساحل پر واقع
ہے ، کنائی اسی کا ایک مقام ہے ۔

ھینی بال سے دوستی کا معاھدہ کر لیا ، لیکن رومی سخت مشکلات کے باوجود مقابلے پر جمے رہے ۔

چونکہ ھینی بال کے علاوہ انھیں مختلف اطراف میں لڑائی کا خطرہ پیش آگیا تھا ۔ مثلاً مقدونیہ ، سسلی اور ھسپانیہ میں ، لہذا انھوں نے ھر جگہ فوجیں بھیج دیں تاکہ ھینی بال کے خلاف آخری مقابلے سے پیشتر اطراف کے مقبوضات میں اطمینان کی شکل پیدا کر لیں ۔ ادھر ھینی بال بڑی دیر تک کوئی فیصلہ کن قدم نہ اٹھا سکا ۔ اس وجہ سے اس کے حملے نے جو ھراس پیدا کیا تھا وہ آھستہ آھستہ کم ھو گیا ۔ نیز اسے کمک کی امید تھی ۔ قرطاجنہ کی حکومت نے اس کا کوئی انتظام نہ کیا ۔ ھینی بال کا بھائی ھسپانیہ میں کمک کا مناسب بندوبست کر رھا تھا ، اسے رومی فوجوں نے وھاں لڑائی میں الجھا لیا ۔ ھینی بال نے ۲۱۲ میں رومیوں کو مزید شکستیں دیں ، لیکن لڑائی کے خاتمے کی کوئی صورت پیدا نہ ھوئی ، بلکہ اٹلی کے جن گروھوں نے شروع میں ھینی بال کا ساتھ دیا تھا ، وہ بھی نتائج کی طرف سے مایوس ھو کر رومیوں سے جا ملے ۔

ھینی بال کی واپسی

اس اثنا میں رومیوں نے اھل مقدونیہ کو صلح پر مجبور کر دیا تھا ۔ سسلی میں سائرا کیوز[۱] پر وہ قبضہ جما چکے تھے ۔ (۲۱۱ ق م) ھینی بال کے لیے سب سے زیادہ درد ناک خبر یہ تھی

۱۔ سسلی کا مشہور مقام ھے ۔ اسی لڑائی میں مشہور سائنسدان ارشمیدس مارا گیا ۔ رومی جرنیل نے تاکید کر دی تھی کہ اسے محفوظ رکھا جائے ، لیکن ایک سپاھی نے بے خبری میں اسے قتل کر دیا جبکہ وہ ساحل کی ریت پر ھندسے کی کوئی شکل بنا رھا تھا ۔

کہ اس کا بھائی ھیس ڈرو بال ، جو ھسپانیہ سے کمک لا رہا تھا ، راستے میں مارا گیا اور اُمید کی یہ آخری کڑی بھی ٹوٹ گئی ۔ ۲۰۶ ق م میں رومہ کے مشہور جرنیل سپی او۱ نے پورے ھسپانیہ کو اہل قرطاجنہ سے پاک کر لیا اور نیو میڈیا کے بادشاہ سے معاہدہ کر لیا ، تاکہ وہ مشرق کی جانب سے قرطاجنہ پر حملہ کر دے ۔ ۲۰۳ ق م میں وہ فوج لے کر افریقہ پہنچ گیا اور قرطاجنیوں کے گھر میں جنگ شروع کر دی ۔ حکومت قرطاجنہ نے ھینی بال کو اٹلی سے واپس بلوایا ۔ ۲۰۲ ق م میں زاما۲ کے مقام پر فیصلہ کن جنگ ہوئی ۔ قرطاجنیوں نے شکست کھائی ۔ ان کی فوج تباہ ہو گئی ۔ ھینی بال میدان جنگ سے نکل کر ایشیائے کوچک پہنچ گیا ۔ رومی اس کی حوالگی کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ جب ھینی بال کو یقین ہو گیا کہ جن لوگوں کے پاس پناہ لی ہے وہ رومیوں کے مطالبے کو زیادہ دیر تک التوا میں نہ ڈال سکیں گے ، تو ۱۸۳ ق م میں اس نے زہر کا پیالہ پی لیا اور غریب الوطنی میں وفات پائی ۔

قرطاجنہ سے صلح جنگ زاما کے بعد قرطاجنہ نے رومہ کی تمام شرطیں تسلیم کرکے ۲۰۱ ق م میں صلح کر لی ۔ شرطیں یہ تھیں :

۱۔ قرطاجنہ ھسپانیہ اور بحیرۂ روم کے تمام جزیروں سے دستبردار ہو جائے ۔

۲۔ صفاکس۳ مشرق نومیڈیا کے حوالے کیا جائے ۔

۱۔ Scipio ۔

۲۔ Zama ۔ یہ مقام موجودہ ٹیونس میں شہر ٹیونس سے جنوب کی طرف تھا ۔ غالباً اس کا پرانا نام بدل گیا ہے ۔

۳۔ Syphax ۔ ٹیونس کے مشرق ساحل کی مشہور بندرگاہ ۔

۳۔ پچاس سال تک خراج ادا کیا جائے، جس کی مقدار دو سو ٹیلنٹ سالانہ ہوگی۔

۴۔ دس جنگی جہازوں کے سوا تمام جنگی جہاز برباد کر دیے جائیں۔

۵۔ رومہ کی اجازت کے بغیر کسی سے جنگ نہ کی جائے۔

تیسری جنگ اگرچہ صلح کے رو سے قرطاجنہ کے ہاتھ پاؤں توڑے جا چکے تھے، لیکن اهل قرطاجنہ نے اپنی محنت، عقل مندی اور ہنر دانی کی بنا پر بہت جلد پھر پرانی اقبال مندی کا دور تازہ کر لیا۔ رومہ کو یہ اقبال مندی بھا نہ سکتی تھی، چنانچہ معمولی بہانہ پیش نظر رکھ کر ۱۴۹ ق م میں پھر قرطاجنہ پر حملہ کر دیا گیا۔ شدید اور لمبے محاصرے کے بعد ایک غدار کی خیانت سے رومیوں نے قرطاجنہ پر قبضہ کیا۔ شہر تباہ کر دیا اور بہت سے باشندے اسی دوران میں مارے گئے یا آگ میں جل گئے۔

متفرق واقعات اس اثناء میں کم و بیش چار مرتبہ مقدونیہ سے لڑائیاں پیش آئیں۔ رومہ نے بہت سے جزیروں اور ایشیائے کوچک کے مختلف علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ سلیوکی خاندان کے بادشاہ اینٹی اوکس سوم سے بھی لڑائی ہوئی۔ ۱۹۰ ق م میں اینٹی اوکس نے شکست کھائی اور رومیوں نے دوسری شرطوں کے علاوہ مطالبہ کیا کہ ھینی بال کو حوالے کر دے جو اینٹی اوکس کی سلطنت میں موجود تھا۔ ھینی بال وھاں سے بھاگ کر بتھینیا[1] چلا گیا۔ جب دیکھا کہ وھاں کا بادشاہ بھی حوالے

۱- Bithynia۔ یہ ایشیائے کوچک میں ایک پرانی ریاست تھی جو بحیرۂ اسود کے جنوبی و مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ واقع تھی۔

کر دینے کے لیے تیار ہے ، تو اس نے خودکشی کر لی ۔

اس طرح رومہ نے دوسری صدی قبل مسیح تک خاصی عظمت حاصل کر لی تھی ۔

داخلی اصلاحات

رومہ میں امرا نے بڑی بڑی جاگیریں لے لی تھیں اور غریب بہت پریشان حال ہو گئے تھے ، لہذا ضروری ہو گیا کہ زمینوں کی ملکیت محدود کر دی جائے ، تا کہ غریب بھی ان میں سے حصہ پا سکیں ۔ اس سلسلے میں دو بھائی ٹائی بیریس گریک ہس۱ اور کیئس گریک ہس۲ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ، جنھوں نے بڑی مردانگی سے غریبوں کے مقاصد کی حمایت کی اور اسی حمایت کے سلسلے میں اپنی جانیں دیں ۔

ٹائی بیریس نے ۱۳۳ ق م میں زرعی اصلاحات کے لیے قانون سازی شروع کی ۔ اس قانون کا مفاد یہ تھا کہ ہر شخص زیادہ سے زیادہ تین سو بارہ ایکڑ زمین اپنے پاس رکھ سکتا ہے ۔ اگر اس کے بیٹے ہوں تو دو کے لیے مزید اڑھائی سو ایکڑ اسے دیے جا سکتے ہیں ۔ باقی زمین لے لی جائے گی ، تاکہ غریبوں میں تقسیم کر دی جائے ۔ اس قانون کے مطابق جن لوگوں کے پاس زمین زیادہ تھی ، اس کی چھان بین اور واپسی کے لیے ایک کمیشن مقرر ہو گیا ۔ اس اثناء میں ایک چھوٹی سی بادشاہت کا تاجدار فوت ہوا اور وہ اپنا پورا علاقہ حکومت رومہ کے حوالے کر گیا ۔ ٹائی بیریس نے یہ زمین صرف غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے رکھ لی ۔ غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی کا نتیجہ یہ نکلا کہ امرا اور بڑے بڑے لوگ ٹائی بیریس کے مخالف بن گئے اور اس بے چارے کو تین سو ہمنواؤں کے ساتھ انتخابات میں قتل

۱- Tiberius Gracchus -

۲- Caius Gracchus -

کر دیا گیا۔

دس سال بعد ٹائی بیریس کے بھائی کیئس نے زرعی اصلاحات کا کام شروع کیا۔ اُس نے بھی ایسے قوانین بنائے جن سے غریبوں کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ آخر میں یہ قانون پیش کر دیا کہ ایشیا کے تمام صوبوں میں نقد ٹیکس منسوخ کر دیا جائے اور پیداوار کا دسواں حصہ بطور ٹیکس وصول کیا جائے، جیسا کہ سسلی میں دستور تھا۔

کیئس نے اپنے بھائی کے زرعی قوانین از سر نو جاری کر دیے۔ تین نئی تجارتی آبادیوں کی بنیاد رکھی، جن میں صرف پرانے فوجیوں اور آزاد غلاموں کو قیام کی اجازت تھی۔ ایک قانون یہ منظور کیا کہ حکومت مناسب نرخ پر غلے کی فراہمی کا انتظام کرے، تاکہ عام لوگ نایافت سے محفوظ رہیں۔ ان اصلاحات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے خلاف بھی امرأ اور سرمایہ دار کھڑے ہو گئے اور ۱۲۱ ق م میں وہ بھی مارا گیا، یا کہنا چاہیے کہ دشمنوں کے تعاقب سے مجبور ہو کر اُس نے خودکشی کر لی۔

متھری ڈے ٹیز سے لڑائی پہلی صدی قبل مسیح میں رومہ کو تین مرتبہ متھری ڈے ٹیز سے لڑائیاں پیش آئیں، جو ۱۲۰ ق م سے پونٹس کا بادشاہ تھا۔ وہ آس پاس کے علاقے لے چکا تھا، بلکہ کریمیا پر بھی قابض ہو چکا تھا۔ پھر اُس نے بتھینیا پر حملہ کر دیا۔ بتھینیا کا بادشاہ رومیوں کا حلیف تھا، لہٰذا اس سے لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلی لڑائی ۸۸ ق م سے ۸۴ ق م، تک چار سال جاری رہی۔ متھری ڈے ٹیز نے عام روایات کے مطابق ایک دن میں اسی ہزار رومیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ آخر

اس نے تمام مفتوحہ علاقے چھوڑ دیے ۔ اسی ۸۰ جنگی جہاز رومیوں کے حوالے کیے ۔ تین ہزار ٹیلنٹ تاوان جنگ ادا کرنے کا وعدہ کیا ۔ ۸۳ ق م میں دوسری مرتبہ جنگ شروع ہوئی ، اس لیے کہ رومیوں نے کپا ڈوسیا اور پونٹس پر حملہ کر دیا تھا ، لیکن سابقہ شرطوں پر صلح کی تجدید ہو گئی ۔ تیسری جنگ ۷۴ ق م سے ۶۴ ق م تک جاری رہی ۔ یہ اس وجہ سے شروع ہوئی کہ متھری ڈے ٹیز نے رومیوں کو مشکلات میں مبتلا دیکھا تو اپنے داماد شاہ آرمینیا کو کپا ڈوشیا اور شام پر قبضہ کر لینے میں مدد دی ۔ بتھینیا کے بادشاہ نے اپنی سلطنت اس وجہ سے رومیوں کے حوالے کر دی کہ متھری ڈے ٹیز کے مقابلے میں اس کی حفاظت ہو سکے ۔ متھری ڈے ٹیز نے شکست کھائی اور آرمینیا کے بادشاہ سے تمام علاقے چھین لیے گئے ، نیز اس پر چھ ہزار ٹیلنٹ تاوان عائد کیا گیا ۔

تین مشہور جرنیل

اس زمانے کے روم میں تین جرنیلوں نے اپنی سپہ گری کی بنا پر بڑا اونچا درجہ حاصل کر لیا ۔ ایک کریسس۱ دوسرا پومپی۲ تیسرا جولیس سیزر ۔ پومپی نے متھری ڈے ٹیز کو شکست دینے کے علاوہ ایشیا میں مختلف علاقے فتح کیے ، پھر ان تمام علاقوں کا انتظام از سر نو کر دیا ۔ یہودیہ میں بار بار بغاوتیں ہوتی تھیں ، ۶۳ ق م میں پومپی نے یروشلم پر قبضہ کر لیا ۔ شہر کا انتظام ایک مقامی مذہبی پیشوا کے حوالے کیا ، لیکن اس کے ساتھ انتظامی معاملات کے لیے اینٹی پیٹر نام ایک شخص کو لگا دیا جو ادوم کا رہنے والا تھا ۔ یہودیہ کو شام کے رومی گورنر کی تحویل میں دے دیا ۔

۱- Crassus ۔ ۲- Pompey ۔

یہ انتظامات کر چکنے کے بعد وہ رومہ پہنچا تو سینٹ نے اس کے انتظامات کی تصدیق سے انکار کر دیا ۔ پومپی نے یہ حالت دیکھی تو فوج توڑ دی اور خود ایک عامی شہری کی حیثیت میں رهنے لگا ۔

ارباب ثلاثہ کی مجلس

اسی زمانے میں جولیس سیزر کی کوشش سے پومپی ، کریسس اور سیزر کے درمیان ایک سمجھوتا هو گیا ۔ اس سمجھوتے کو تاریخ میں ارباب ثلاثہ کی پہلی مجلس[۱] قرار دیا جاتا ہے ۔ یہ سمجھوتا ۶۰ ق م میں هوا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پومپی کے پرانے فوجیوں کو کمپانیا کی نو آبادی میں زمینیں دے دی گئیں ۔ مشرقی علاقوں کا جو انتظام اس نے کیا تھا ، اس کی تصدیق کر دی گئی ۔ خود جولیس سیزر کو پانچ سال کے لیے ایلپس کے پار کا علاقہ مل گیا اور اسے ایلپس کے پار کے فرانسیسی علاقے میں اقدامات کی اجازت دے دی گئی ۔ گویا تین جرنیلوں کے سمجھوتے نے سب کے لیے من مانی کاروائیوں کا موقع پیدا کر دیا ۔

جولیس سیزر کی فتوحات

جولیس سیزر نے اپنے نئے علاقوں کا انتظام سنبھالتے هی فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ پورا گال فتح کر لیا اور برطانیہ پر بھی حملہ کیا ۔ ۵۶ ق م میں سیزر ، پومپی اور کریسس پھر ایک مرتبہ ملے اور آئندہ کے لیے پروگرام کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یہ قرار پایا کہ پومپی اور کریسس قنصل بن جائیں اور سیزر مزید پانچ سال کے لیے گال کا مختار بنا رہے ۔ کریسس نے شام کو اور پومپی نے هسپانیہ کو سنبھال لیا ۔

۱- Triumvirate ۔ (ٹرایم ویریٹ) اسے پہلی مجلس اس لیے کہتے هیں کہ چند سال بعد تین اور جرنیلوں نے باهم سمجھوتا کر کے ایسی هی ایک اور مجلس بنائی تھی ۔

کریسس ۵۳ ق م میں اشکانیوں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ سمجھوتے میں ایک تجویز یہ بھی طے ہوئی تھی کہ پومپی کی شادی جولیس سیزر کی بیٹی جولیا سے ہو جائے، لیکن جولیا کی وفات سے یہ تجویز بیچ میں رہ گئی۔ یوں پومپی اور سیزر کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی۔

پومپی اور سیزر

پومپی نے رومہ میں بیٹھے بیٹھے اپنے لیے ایسی حیثیت حاصل کر لی جسے ڈکٹیٹری کہنا مناسب ہوگا، لیکن اسے یہ خیال بھی تھا کہ سیزر کے ساتھ تعلقات توڑنے میں جلدی نہ کرنی چاہیے، لہذا وہ آہستہ آہستہ ایسے انتظامات کرتا رہا کہ سیزر کے اقتدار کو نقصان پہنچے۔ ۴۹ ق م میں سینٹ سے ایک قرار داد منظور کرا لی گئی، جس میں سیزر کو دشمن عوام قرار دے دیا گیا۔ یہ سنتے ہی سیزر فوج لے کر رومہ کی طرف بڑھا۔ پومپی لڑائی سے پہلوتہی کرتا ہوا یونان کی طرف نکل گیا، لیکن سیزر نے تعاقب کیا۔ جب اسے قبضے میں نہ کر سکا تو ہسپانیہ چلا گیا اور وہاں پومپی کے کمانداروں کو شکست پر شکست دی۔ واپس آیا تو پومپی خوف کے مارے مصر کی طرف بھاگا۔ وہاں بطلیموس دوازدھم کے وزیر نے اسے قتل کرا دیا۔ اس طرح میدان سیزر کے لیے خالی رہ گیا۔

مصر اور ہسپانیہ کے انتظامات

۴۸ ق م میں سیزر مصر پہنچا۔ کلیوپیڑا نے اسے اپنے پھندے میں پھانسنے کی کوشش کی، لیکن سیزر جیسے تجربہ کار سپہ سالار کا قابو میں آنا مشکل تھا۔ اس نے کلیوپٹرا کی شادی اس کے دوسرے بھائی بطلیموس سیز دھم سے کر دی اور رومیوں کے زیر اثر مصر پر بطلیموس حکومت کرنے لگے۔ سیزر واپس ہوا تو شام میں متھری ڈے ٹیز کے بیٹے نے ہنگامہ بپا کر رکھا تھا، اسے

شکست دی - پھر افریقہ گیا ، جہاں پومپی کے بیٹے نے فوج جمع کر لی تھی - سارے افریقہ کو مخالفوں سے پاک کرتا ہوا سیزر ہسپانیہ پہنچا اور پومپی کے دونوں بیٹوں کو شکست دے کر رومہ واپس آیا -

سیزر کا قتل

اب سیزر مختار کل تھا - اس کے مشیروں نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے بادشاہ بنا دیا جائے - ۱۵ مارچ ۴۴ ق م کو بادشاہی اس کی خدمت میں پیش ہونے والی تھی، لیکن جو لوگ جمہوریت کے حامی تھے، انھوں نے خفیہ سازش کی - سازشیوں میں سیزر کا عزیز دوست بروٹس بھی شامل تھا - ابھی تقریب شروع ھی ہوئی تھی کہ سازشیوں نے خنجر مار کر سیزر کا خاتمہ کر دیا -

ارباب ثلاثہ کی دوسری مجلس

اب تین آدمی قابل ذکر رہ گئے ، جنھیں سیزر سے خاص تعلق تھا - ایک سیزر کی بھانجی کا بیٹا اوکٹیوین۱ ، دوسرا سیزر کا وفادار جرنیل مارک اینٹونی۲ اور تیسرا لیپی ڈس۳ - ان تینوں نے باہم سمجھوتا کرکے سیزر کے قاتلوں کے خلاف اقدامات شروع کیے - قاتلوں میں سے بروٹس اور کیسئیس فوج لے کر تھریس چلے گئے تھے ، اوکٹیوین اور اینٹونی نے انھیں شکست دی - کیسئیس نے خود کشی کر لی ، بروٹس بیس روز بعد شکست کھا کر جان دینے پر مجبور ہوا - اینٹونی مشرق صوبوں میں چلا گیا، جہاں اس کی ملاقات کلیوپیٹرا سے ہوئی- کلیوپیٹرا نے اسے اس طرح مسحور کر لیا کہ وہ سب کچھ ملکہ کی

---

۱ - Octavian - یہی شخص آگے چل کر سیزر آگسٹس بنا -
۲ - Mark Antony -
۳ - Lepidus -

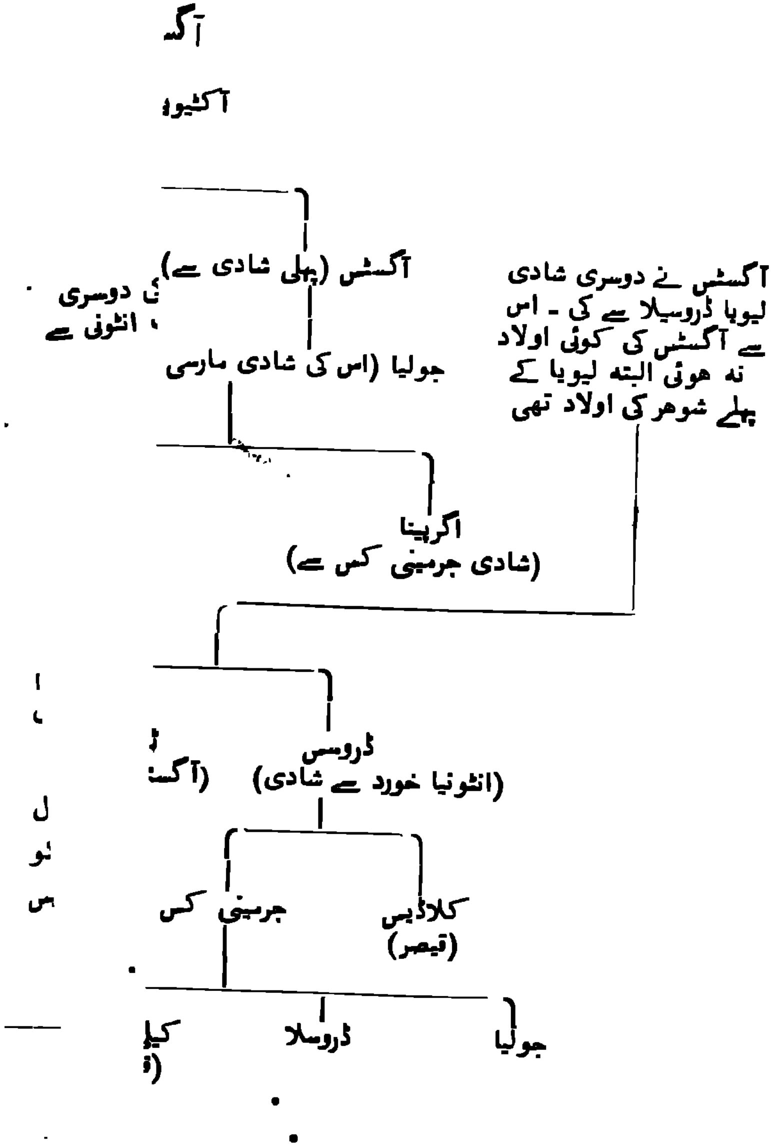
خاطر قربان کرنے پر آمادہ ہو گیا ۔

اوکٹیوین کی کامیابی

اوکٹیوین خود مصر پہنچا ۔ مصری بیڑے کو ایکٹیم کی جنگ میں شکست دی ۔ مارک اینٹونی کے پاس جب یہ خبر پہنچی کہ کلیوپیٹرا ماری گئی تو اس نے خود کشی کر لی ۔ کلیوپیٹرا نے اوکٹیوین کو اپنے ساتھ ملانا چاہا ، ناکام رہی تو اس نے بھی خود کشی سے اپنا خاتمہ کر لیا ۔ اوکٹیوین تنہا رومی سلطنت کے بڑے حصے کا مالک بن گیا ۔ لیپی ڈس کے پاس صرف افریقہ رہ گیا ، پھر اس نے اوکٹیوین سے کشمکش پیدا کر لی اور تمام اختیارات چھنوا بیٹھا ۔ ۱۳ ق م میں اس نے وفات پائی ۔

آگسٹس سیزر
۳۱ ق م تا ۱۴ء

تمام مخالفوں کا فیصلہ کر چکنے کے بعد ۲۳ جنوری ۳۱ ق م کو اوکٹیوین نے رومہ میں مستقل حکومت قائم کی ۔ اس وقت اس کی عمر بتیس سال کے لگ بھگ تھی (پیدایش ۲۳ ستمبر ۶۳ ق م) اس نے خاص حالات کے ماتحت خاص اختیارات بطور خود اپنے قبضے میں لے لیے تھے ، سینٹ نے اس امر کی تصدیق کر دی ۔ اوکٹیوین نے حکومت قائم کرتے وقت اعلان کر دیا تھا کہ وہ جمہوریت کو بحال کر دے گا ، یعنی اپنے غیر معمولی اختیارات چھوڑ کر سینٹ کو مختار کل بنا دے گا ، لیکن سارے اختیارات اسی کے قبضے میں رہے ۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سینٹ کی طرف سے ان کی رسمی تجدید ہوتی رہی ، یہاں تک کہ اسے آگسٹس کا لقب دے دیا گیا اور اس نے عملاً بادشاہی (جنوری ۱۶ ق م) کی بنیاد رکھ دی ۔ عجیب امر یہ ہے کہ اس نے جس شہنشاہی کی بنیاد رکھی وہ اس وقت تک قائم رہی ، جب تک رومی سلطنت کا وجود باقی رہا ، حالانکہ اس کا نسلی


آگسٹس (پہلی شادی سے)
دوسری
انٹونی سے
آگسٹس نے دوسری شادی لیویا ڈروسیلا سے کی ۔ اس سے آگسٹس کی کوئی اولاد نہ ہوئی البتہ لیویا کے پہلے شوہر کی اولاد تھی
جولیا (اس کی شادی مارسی
اگرپینا
(شادی جرمینی کس سے)
ڈروسس
(انٹونیا خورد سے شادی)
جرمینی کس
کلاڈیس
(قیصر)
ڈروسلا
جولیا

جانشین کوئی نہ تھا اور اس کے بعد جو جانشین بنا وہ اس کی دوسری بیوی کا بیٹا تھا جو پہلے خاوند سے پیدا ہوا تھا ۔

آگسٹس نے ملکی انتظام کا ڈھانچا بڑے اچھے طریقے پر تیار کیا ۔ اشکانیوں سے صلح کر لی ۔ سرکش جرمنوں کو شکست دی اور پوری سلطنت میں امن بحال کر دیا ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش

آگسٹس ھی کے عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ھوئی۔ یہ ٦ ق۔م اور ۴ ق۔م کے درمیان کا واقعہ بتایا جاتا ھے ۔ اس زمانے میں ھیرو دیس اعظم[۱] یہودیہ کا بادشاہ تھا ۔ یہ شخص ادوم کا رھنے والا تھا اور اس کا باپ اینٹی پیٹر پہلے سے رومیوں کے ساتھ وابستہ تھا ۔ ھیرو دیس نے رومیوں کو وفاداری کا یقین دلا کر اپنی گورنری کو بادشاھی کی شکل دے دی تھی ۔ رومیوں کو اطمینان تھا کہ اس طرح یہودیہ میں امن بحال رہے گا ۔

عیسوی سنہ کا آغاز یکم ق م کے اختتام پر ھوتا ھے گویا یہ نہ سمجھنا چاھیے کہ یہ سنہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے شروع ھوا ، حقیقتاً یہ ولادت سے کم از کم چار سال بعد شروع ھوا ۔

آگسٹس کے جانشین

آگسٹس نے وفات سے قریباً دس سال پیشتر اپنے اخیافی بیٹے ٹائبیریس کو متبنیٰ بنا لیا تھا ۔ ۱۹ اگست ۱۴ء کو وفات پائی اور ٹائبیریس اس کی جگہ شہنشاہ بنا ۔ جانشینوں کی کیفیت یہ ھے :

۱- ٹائبیریس - ۱۴ء—۳۷ء

۱- Herod the Great -

۲- کیلیگولا ۱ - ۳۷ء—۴۱ء

۳- کلاڈیس - ۴۱ء—۵۴ء

۴- نیرو - ۵۴ء—۶۸ء

ان شہنشاھوں کے عہد میں بغاوتیں بھی ھوئیں ، جو فرو کر دی گئیں - ٹائبیریس ھی کے عہد میں پیلاطس رومی نے یہودیوں کے اصرار پر حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب دیے جانے کا حکم سنایا (۳۰ء) -

کیلیگولا کو بھی آگسٹس سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ یہ آگسٹس کی دوسری بیوی کے ایک بیٹے کی اولاد میں سے تھا - یہ ۲۴ جنوری ۴۱ء کو فوج کے ھاتھوں قتل ھو گیا ، پھر اس کا چچا کلاڈیس تخت نشین ھوا ، جس نے چار شادیاں کیں - اس کی تیسری بیوی میسے لینا۲ اپنی اوباشی کی وجہ سے تاریخ قدیم کی ایک رسوا شخصیت ھے - یہ ۴۸ء میں ماری گئی - میسے لینا کے قتل کے بعد کلاڈیس نے خاص اجازت لے کر اپنی بھتیجی سے شادی کر لی ، جو بیوہ ھو چکی تھی - اسی کے سابقہ شوھر کا بیٹا نیرو کلاڈیس کے بعد تخت نشین ھوا - یہ تاریخ کے رسوا ترین بادشاھوں میں سے ھے - اگرچہ مشہور حکیم سینیکا کا شاگرد تھا، لیکن اس میں شرافت و انسانیت کا کوئی بھی جوھر نہ تھا - اپنی ماں اور بیوی کو قتل کرایا - سینکڑوں دوسرے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروایا - اس کے عہد میں یہودیوں نے بغاوت کی - ۶۴ء میں رومہ کا بڑا حصہ آگ کی نذر ھوا - کہتے ھیں کہ یہ آگ نیرو نے خود لگوائی تھی - شہر آگ سے جل رھا تھا اور نیرو اس وقت ستار بجا رھا تھا - ۶۸ء میں اس کے خلاف زبردست بلوہ ھوا اور یہ

۱- Caligula - ۲- Messalina -

خودکشی پر مجبور ہو گیا ۔ نیرو پر بادشاہوں کی وہ نسل ختم ہوئی جسے کسی نہ کسی حیثیت میں آگسٹس سے تھوڑا بہت تعلق تھا اور فوج میں سے مختلف سردار بادشاہ ہونے لگے ۔

ایک عجیب و غریب مرقع

اگرچہ رومی سلطنت نے بڑی شہرت پائی اور زمانۂ قدیم کی وہ بہت بڑی سلطنت تھی ، لیکن اس کا یہ پہلو بڑا عبرت ناک ہے کہ جولیس سیزر سے جسٹینین (۵۲۷ء — ۵۶۵ء) تک کم و بیش باسٹھ بادشاہ مسند نشیں ہوئے ، جن میں سے بیالیس مارے گئے ، تین نے خود کشی کر لی ، دو تخت سے دستبردار ہو گئے اور صرف پندرہ بادشاہ ایسے ہیں جو طبعی موت مرے ۔ قتل ہونے والوں میں سے بیشتر وہ ہیں جنھیں فوج نے خوش ہو کر تخت پر بٹھایا اور ناراض ہوئی تو ختم کر دیا ۔ دو تین ایسے بھی ہیں جو میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مارے گئے یا دشمن کے ھاتھ اسیر ہوئے اور اسیری ہی میں مرے یا مارے گئے ۔

اب ہم ان میں سے بعض مشہور بادشاہوں اور مشہور واقعات کا ذکر اجمالاً کرتے ہیں ۔

ہیڈرین ۔ مارکس اوریلیئس ۱۱۷ء ۔ ۱۹۲ء

ہیڈرین کو سینٹ نے اگست ۱۱۷ء میں شہنشاہ تسلیم کیا تھا ۔ اس نے دستور کے مطابق کام کرنے کا حلف اٹھایا اور یہ اقرار بھی کر لیا کہ سینٹ کے کسی بھی ممبر کو ہمسروں کے فیصلے کے بغیر موت کی سزا نہ دے گا ۔ اس نے پرانے یونانی شہروں کی زائل شدہ رونق بحال کرنے کے لیے خاص کوشش کی ۔ برطانیہ میں سڑکیں بنوائیں اور رومی حدود پر ایک لمبی دیوار کھنچوا دی تاکہ وہ مستقل

سرحد کا کام دے ۔ اس نے بعض ٹیکس منسوخ کر دیے تاکہ عوام کا بوجھ ھلکا ھو جائے ۔ ۱۳۲ء میں یہودیوں نے بغاوت کی ، اس لیے کہ رومیوں نے ھیکل کی جگہ جوپیٹر کا متدر بنا دیا تھا ۔ ھیڈرین نے بغاوت فرو کر دی اور یہودیوں کو باھر نکال دیا ۔ کوئی یہودی سال بھر میں ایک مرتبہ کے سوا یروشلم کے اندر نہ جا سکتا تھا ۔ اسی وقت سے یہودیوں کی مستقل جلاوطنی کا آغاز ھوا ۔

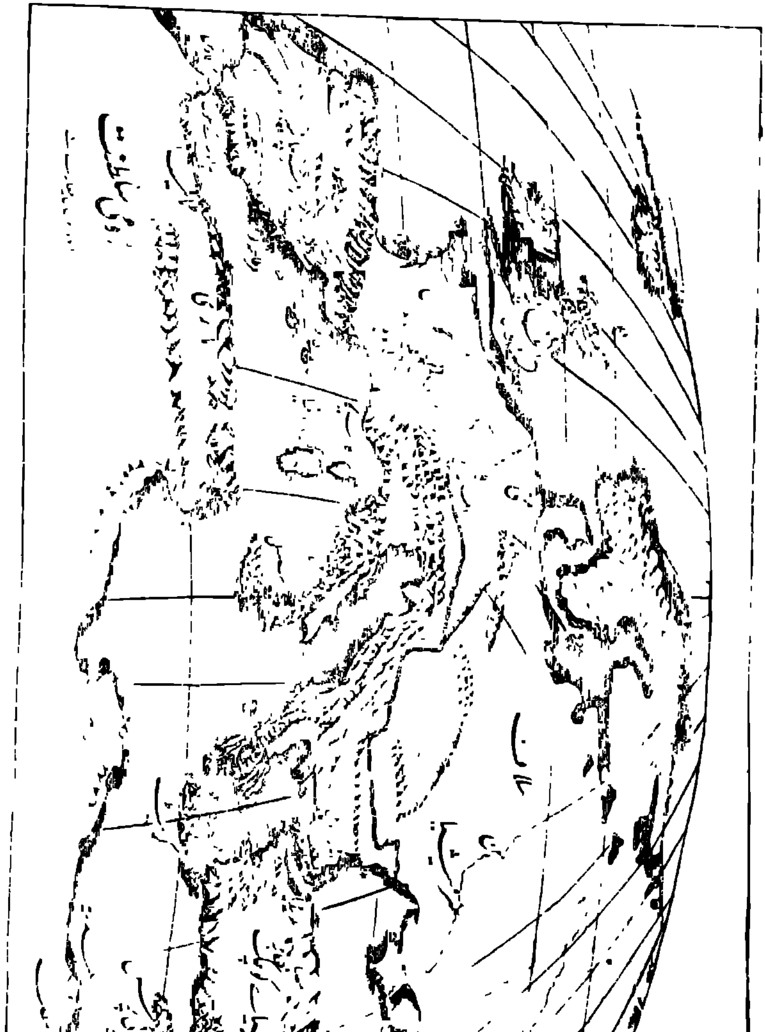
ھیڈرین کے بعد ۱۳۸ء سے ۱۶۱ء تک ٹائٹس اورلیس اور ۱۶۱ء سے ۱۸۰ء تک مارکس اورلیس حکمران رھے ، پھر مارکس کے بیٹے نے ۱۹۲ء تک بادشاھی کی ۔ سلطنت رومہ کی تاریخ میں اس عہد کو جو ٹائٹس سے شروع ھوا اور اورلیس کے بیٹے پر ختم ھوا ، عظمت کا خاص دور قرار دیا جاتا ھے ۔

تیسری صدی عیسوی

تیسری صدی عیسوی میں بھی متعدد بادشاہ ھوے جن میں سے کئی مارے گئے ۔ مثلاً کیرا کلا[۱] (۲۱۱ء — ۲۱۷ء) جس کے بنائے ھوے عالی شان حمام کے کھنڈر اب تک رومہ کے آثار قدیمہ میں قابل دید سمجھے جاتے ھیں ۔ اسے فوجی سرداروں کے ایک گروہ نے قتل کر دیا تھا ۔

اسی صدی میں ایران کے اندر ساسانی شہنشاھی قائم ھوئی ۔ رومیوں کو پہلے اشکانیوں سے لڑائیاں کرنی پڑتی تھیں ، اب اشکانیوں کے جانشین ساسانیوں سے ویسی ھی لڑائیاں شروع ھو گئیں ، جن کی تفصیل ساسانیوں کے ذکر میں آئے گی ۔

۱- Caracalla ۔



یہی دور ہے جس میں تدمر۱ کی حکومت نے خاص شہرت حاصل کی اور وہاں کی ملکہ زنوبیہ کا نام اکثر لوگوں کی زبان پر ہے - تدمر شام کے اندر ایک مشہور نخلستان تھا، جس نے اہم تجارتی مرکز کی حیثیت حاصل کر لی - یہاں کا حکمران رومیوں کے ساتھ مل کر ایرانیوں کے خلاف جنگ کرتا رہا - وہ وفات پا گیا تو اس کی بیوہ زنوبیہ بڑی قابلیت سے حکومت کا کاروبار چلاتی رہی - آخر اسے مجبور ہو کر اپنا ملک چھوڑنا پڑا اور وہ رومہ چلی گئی، وہیں اسے ایک جاگیر دے دی گئی، جس میں باقی عمر گزاری -

قسطنطین اعظم ۳۰۶ - ۳۳۷

رومی شہنشاہوں میں ایک دستور یہ بھی ہو گیا تھا کہ جس شخص کو بادشاہ بنا لیا جاتا، وہ اپنی پسند کے مطابق ایک اور شخص کو اپنا شریک کار بنا لیتا - ۳۰۵ء میں ڈایوکلیشن۲ اور اس کے ساتھی نے تاج و تخت سے دست برداری اختیار کر لی تو گلیریس۳ اور کونس ٹینٹیس۴ شہنشاہ منتخب ہوئے - ۳۰۶ء میں کونس ٹینٹیس کا بیٹا بادشاہ بن گیا جسے قسطنطین اعظم کہا جاتا ہے - اس کی والدہ ھیلینا۵ مسیحیت اختیار کر چکی تھی - عام روایت کے مطابق قسطنطین نے بھی مسیحیت اختیار کر لی اور اسے رومی سلطنت کا سرکاری مذہب قرار

۱- Palmyra - (پامیرا) یہ شام کے قلب میں ایک مشہور نخلستان تھا - اس کے کھنڈر اب تک قابل دید مانے جاتے ہیں - تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت میں اس نے بڑی اہمیت حاصل کر لی تھی -

۲- Diocletian - ۳- Galerius - ۴- Constantius -

۵- Helena - یروشلم میں مسیحی زیارت گاہوں پر عمارتیں سب سے پہلے ھیلینا ھی نے بنوائی تھیں -

دے دیا ۔ اس کے ماتحت رومی سلطنت از سر نو متحد ہو گئی اور اس نے اپنے زیر نگرانی بڑے بڑے پادریوں کی کونسلیں منعقد کیں ، تاکہ مسیحی عقائد و اعمال کے متعلق ایک مستقل فیصلہ ہو جائے ۔

رومہ کی حالت خاصی مخدوش ہو چکی تھی ۔ قسطنطین کو ایک نئے اور محفوظ دارالحکومت کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ چنانچہ اس نے بیزنطیم کے مقام پر ایک نئے شہر کی بنیاد ۱۱ مئی ۳۳۰ء میں رکھی ، جسے بانی کے نام پر شہر قسطنطین[۱] یا قسطنطنیہ کہنے لگے ، آج کل اس کا نام استنبول ہے ۔

بعد کا دور

قسطنطین نے ۲۲ مئی ۳۳۷ء کو وفات پائی ۔ اس کے وارث تین بیٹے اور دو بھتیجے تھے ۔ اس نے اپنی سلطنت بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی اور بھتیجوں کو بھی کچھ علاقے دے دیے تھے ، لیکن بڑے بیٹے نے دونوں بھتیجوں کو قتل کرا دیا ۔ بیٹوں کے درمیان بھی لڑائیاں شروع ہو گئیں ، جن میں قسطنطین ثانی کامیاب ہوا ۔ اس نے جولین کو اپنا جانشین بنا لیا تھا جو عام طور پر جولین مرتد کے لقب سے مشہور ہے ، اس لیے کہ اس نے مسیحیت ترک کر کے پرانے رومی مذہب کو رواج دینے کی کوشش کی تھی ۔ ۳۶۳ء میں اس نے ایرانیوں پر حملہ کیا ۔ واپسی کے وقت راستے میں وفات پائی ۔ اس پر قسطنطین کی نسل ختم ہو گئی اور فوج یکے بعد دیگرے سپہ سالاروں کو بادشاہ بنانے لگی ۔

اٹلی پر وحشی قبیلوں کے حملے شروع ہو گئے ۔ افریقہ میں ونڈالوں نے حکومت قائم کر لی ۔ رومیوں میں سے آخری قابل ذکر بادشاہ جسٹینین تھا جو ۵۲۷ء میں تخت نشین ہوا ۔ اس کے حالات آگے چل کر موقع پر بیان ہوں گے ۔

۱- Constantinople -

ایران
(ساسانی دور)
۲۲۶ء سے ۶۵۱ء

اردشیر بابکان ۲۲۶ء میں اردشیر اول نے ایران میں ساسانی سلطنت کی بنیاد رکھی ۔ اردشیر کا باپ اشکانی سلطنت کی طرف سے صوبۂ فارس کا حاکم تھا ۔ منجھلے بیٹے نے موقع مناسب دیکھ کر بغاوت کر دی اور آخری اشکانی بادشاہ اردوان۱ کو بمقام ہرمز شکست دی ۔ اسی جگہ اردوان مارا گیا۔ مرو ، بلخ اور خیوا اردشیر نے فتح کر لیے ، کوشان ، توران اور مکران کے بادشاہوں نے باجگزاری میں عافیت سمجھی ۔ ہندوستان پر بھی حملہ ہوا اور پنجاب سے خراج کی وصولی پر معاملہ طے ہو گیا ۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے رومہ کے ساتھ اشکانیوں کی لڑائیاں جاری تھیں ، اردشیر نے اشکانیوں کی میراث سنبھال لی اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ نہ صرف شام بلکہ پورے ایشیا کو رومیوں سے خالی کرا لیا جائے ۔ آرمینیا پر اردشیر کی خاص نظر تھی ۔ چنانچہ

۱- Artabanus ۔ یہ اردوان تھا جسے یونانیوں نے بگاڑ کر کچھ سے کچھ بنا دیا ۔

اس نے حملہ کرکے وہاں کے آخری بادشاہ کو قتل کر دیا اور آرمینیا اس کے قبضے میں آ گیا ۔

اردشیر مطلق العنان بادشاہ تھا ۔ مذہبی پیشوا اس کے حامی تھے ۔ زرتشتیت از سر نو زندہ ہوئی ۔ موبدوں کے تمام حقوق بحال کر دیے گئے اور زند اوستا کو فراہم کرکے کتابی شکل میں مرتب کرا دیا گیا ۔

شاپور اول ۲۴۰ سے ۲۷۱

شاپور اول کے زمانے میں روما سے لڑائیاں شروع ہو گئیں ۔ شاپور نے عراق و شام پر حملہ کرکے نصیبیں۱ اور انطاکیہ پر قبضہ کر لیا ، لیکن انجام کار اس نے راس العین۲ میں شکست کھائی اور دریائے فرات سے اس پار آنے پر مجبور ہو گیا ۔ چودہ سال تک صلح رہی ، پھر لڑائی شروع ہو گئی ، چنانچہ شاپور نے دوبارہ پیش قدمی کرکے نصیبیں، الروحلہ۳ اور انطاکیہ لے لیے اور رومی شہنشاہ ولیرین۴ کو قید کرکے لے آیا ۔ قید ہی میں اس نے وفات پائی ۔ ایشیائے کوچک پر بھی حملہ ہوا اور کپا ڈوشیا میں قیصریہ۵ پر قبضہ کر لیا ۔ تدمر کے عرب حاکم نے بطور خود شاپور کے خلاف جنگ شروع کر دی اور شکست دے کر ٹسی فون (طاق کسریٰ یا مدائن) کا محاصرہ کر لیا ۔ اس طرح عراق ، شام اور دریائے فرات کے دوسرے مغربی صوبے بھی ایرانیوں کے ہاتھ سے چھن گئے ۔

شاپور نے رفاہی کاموں پر خاص توجہ کی ۔ شستر کے قریب ایک بند تعمیر کرایا ۔ نشاپور بھی اسی کا آباد کیا ہوا ہے ۔ اسی کے عہد میں مانی کا ظہور ہوا جو مانویت کا بانی تھا ۔

۱- Nisibis - ۲- Resaina - ۳- Edessa -
۴- Valerian - ۵- Caesarea Mazaca -

شاپور ثانی
۳۰۹ سے ۳۷۹

شاپور اول کے بعد ہرمز، بہرام اول، بہرام ثانی، بہرام ثالث، نرسی اور ہرمز ثانی حکمران رہے۔ ان کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں، لڑائیاں البتہ ہوتی رہیں۔ نرسی نے تیر داد کو آرمینیا سے نکال دیا۔ رومہ کے مقابلے میں ایرانی فوج تباہ ہو گئی اور دجلہ کے پار کے تمام صوبے رومہ کے حوالے کرنے پڑے، یہاں تک کہ شاپور ثانی کا دور آیا جو تخت نشینی کے وقت کمسن تھا۔ سترہ سال کی عمر میں اس نے باگ ڈور سنبھالی اور سب سے پہلے عربوں کے خلاف شدید انتقامی کاروائیاں کیں، جنھوں نے اس کی کمسنی کے زمانے میں ایران پر یورشیں کی تھیں۔

رومہ سے لڑائیاں

شاپور ثانی کے زمانے میں رومہ سے تین مرتبہ لڑائیاں ہوئیں۔ دوسری جنگ میں شاپور نے وہ تمام صوبے واپس لے لیے جو نرسی کے زمانے میں رومہ کے حوالے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ آرمینیا کو رومی سلطنت کے حلقۂ اثر سے آزاد کرا لیا، پھر خود اسے فتح کر لیا۔ تیسری جنگ کسی نتیجے پر نہ پہنچی۔

شاپور کے بعد اردشیر ثانی، شاپور ثالث، بہرام چہارم اور یزد جرد اول حکمران رہے۔

بہرام گور
۴۲۰ سے ۴۴۰

۴۲۰ء میں بہرام پنجم تخت نشین ہوا۔ اس نے پوری تربیت عرب کے صحرا میں پائی تھی۔ تخت نشین ہوتے ہی رومہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، لیکن شکست کھائی اور صلح پر مجبور ہو گیا۔ بہرام نے یفتلیوں کے خلاف بھی جنگ کی، جنھیں عام طور پر سفید فام ہن کہا جاتا ہے۔ یہ ماوراء النہر سے نکل کر ایران پر حملہ آور ہوئے تھے، لیکن بہرام

نے انہیں شکست دے کر پیچھے ہٹایا اور تعاقب کیا ۔ جب تک وہ صلح پر آمادہ نہ ہوئے ان کی تادیب نہ چھوڑی ۔ یہی بہرام پنجم ہمارے ہاں بہرام گور کہلاتا ہے ، اس لیے کہ عام روایت کے مطابق اسے گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا ۔

خسرو اول یا نوشیروان ۵۳۱ ۔ ۵۷۹

بہرام گور کے بعد یزد جرد ثانی ، فیروز بلاش اور قباد حکمران رہے ۔ قباد کے زمانے میں مزدک کا ظہور ہوا ۔ مزدکیوں نے اپنے مذہب کی جبری تبلیغ شروع کی تو ایران و آرمینیا میں ہمہ گیر بے اطمینانی پیدا ہو گئی ۔ موبدوں ، امیروں اور فوج نے قباد کے خلاف ایک سازش کی اور اسے بھاگ کر یفتلیوں کے پاس پناہ لینی پڑی ۔ یفتلیوں کی حمایت پر اس نے دوبارہ سلطنت حاصل کی ۔ مزدکیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا اور یہ تحریک دبا دی گئی ۔ قباد ہی کے زمانے میں رومہ کے خلاف لڑائی شروع ہو گئی ۔ اس لیے کہ درۂ دربند کی حفاظت کے لیے مشرقی رومی سلطنت نے جو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا وہ نہ دیا ۔ ۵۲۳ء میں مزدکیوں کا قتل عام ہوا ۔ ۵۳۱ء میں قباد کا بیٹا خسرو شہنشاہ بنا ۔ ساسانیوں میں یہ سب سے زیادہ مشہور بادشاہ ہے اور عام طور پر ’’ نوشیروان عادل ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ رومہ کے ساتھ دو سال بعد صلح ہو گئی اور رومہ نے گیارہ ہزار پاؤنڈ سونا سالانہ اس غرض سے دینے کا وعدہ کیا کہ کوہ قفقاز کے دروں کی حفاظت ہوتی رہے ۔ کچھ اور شرطیں بھی طے ہوئیں اور دوامی صلح کا فیصلہ کر لیا گیا ، لیکن سات سال کے اندر پھر لڑائی شروع ہو گئی ، اس لیے کہ نوشیروان کو جسٹینین کی فتوحات سے تشویش پیدا ہو چکی تھی ۔

مختلف واقعات روم کے ساتھ دوسری مرتبہ جو لڑائی شروع ہوئی، وہ ۵۴۰ء سے ۵۶۲ء تک جاری رہی۔ صلح ہوئی تو اس کی خاص شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ لازی کا[1] (موجودہ جارجیا) کا علاقہ رومہ کے حوالے کر دیا گیا۔

۲۔ رومہ نے منظور کر لیا کہ وہ تیس ہزار دینار سرخ ہر سال ادا کرے گا۔

۳۔ ایران میں مسیحیوں کو مذہبی آزادی مل گئی۔

۴۔ تجارت کی غرض سے خاص راستے اور خاص منڈیاں مقرر کر دی گئیں۔

۵۔ یہ طے ہو گیا کہ کسی معاملے کے متعلق اختلاف ہوگا تو ثالثوں کے ذریعے سے فیصلہ کرا لیا جائے گا اور دونوں حکومتوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم رہیں گے۔

۶۔ یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ فریقین کے حلیفوں میں سے جو چاہے اس معاہدے میں شامل ہو جائے۔

۷۔ قفقاز کے دروں کی حفاظت ایران کے ذمے لگ گئی۔

یہ صلح پچاس سال کے لیے ہوئی تھی۔ ۵۵۴ء میں نوشیروان نے یفتلیوں کو شکست دی اور دریائے جیحون ایران کی سرحد قرار قرار پائی۔ ترکوں کے قبیلے خزر پر بھی کامیاب حملے کیے۔ رومی شہنشاہ جسٹینین نے ۵۷۲ء میں ایران کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ نوشیروان نے سارے شام کو پامال کر ڈالا۔ جسٹینین تخت سے

۱۔ Lazica ۔ اسے Colchis بھی کہتے تھے: یہ بحیرۂ اسود کے مشرقی کنارے کا علاقہ تھا جو عام طور پر جارجیا یا گرجستان کے نام سے مشہور ہے۔

دستبرداری پر مجبور ہوا اور اسکے جانشین نے تاوان دے کر صلح کی ۔

نظم و نسق نوشیرواں نے اپنی سلطنت کو انتظامی لحاظ سے چار بڑے حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ۔ مشرقی حصہ خراسان و کرمان ، مغربی حصہ عراق و مابین النہرین یعنی دوآبہ دجلہ و فرات ۔ شمالی حصہ آرمینیا اور آزر بائیجان ، جنوبی حصہ فارس اور خوزستان ۔ اس سے پیشتر پیداوار کے مطابق جنسیں وصول کی جاتی تھیں ، نوشیرواں نے زمین کے لیے مستقل لگان مقرر کر دیا ۔ آبیاری اور حمل و نقل کے انتظامات بہتر ہو گئے ۔ فوج کی اصلاح کر دی گئی ۔ اجنبی سیاحوں اور تاجروں کی حفاظت کی جاتی تھی ۔ زراعت کو فروغ حاصل ہوا ۔ قوانین و ضوابط پر نظر ثانی کی گئی ۔ مسیحیوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ ہونے لگا ۔ علم و فضل کی سر پرستی شروع ہو گئی ۔ اسی زمانے میں ہندوستان سے سطرنج اور حکیمانہ کہانیاں ایران پہنچیں ۔

خسرو پرویز
۵۸۹ سے ۶۲۸

نوشیرواں کے بعد اس کا بیٹا ہرمز چہارم تخت نشین ہوا ۔ اس کے عہد میں بہرام ایران کا مشہور جرنیل تھا ، جسے ہماری کتابوں میں " بہرام چوبیں " کہتے ہیں ۔ اس نے رومیوں کے مقابلے میں شکست کھائی ۔ بادشاہ نے اس کی تذلیل کی ۔ بہرام نے بغاوت کر دی ۔ ہرمز کو تخت سے اتار کر قتل کر دیا گیا ۔ پھر اس کا بیٹا خسرو ثانی بادشاہ بنا جسے عام طور پر خسرو پرویز کہا جاتا ہے ۔ یہ نوشیرواں کا پوتا اور ساسانیوں کا آخری بڑا بادشاہ تھا ۔ بہرام چوبیں کے تسلط نے پرویز کو قسطنطنیہ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ۔ اس نے رومی فوج کی مدد سے دوبارہ تخت حاصل کیا ۔ بہرام ملک چھوڑ کر بھاگا اور ترکوں کے ہاتھ سے مارا گیا ۔

پرویز کے عہد کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ رومی سلطنت کے

ساتھ لڑائیاں جاری رہیں ۔ یہ ۶۱۰ء سے شروع ہوئیں اور تھوڑے سے وقفے کے سوا پرویز کے آخری سانس تک نہ رکیں ۔ ابتدا میں ایرانیوں کو غیر معمولی کامیابیاں حاصل ہوئیں ۔ ایک مرتبہ پرویز بڑھتے بڑھتے قسطنطنیہ کے قریب پہنچ گیا تھا ۔ شمالی سمت سے وحشی آواروں نے حملہ کر دیا ۔ پورے تھریس کو پامال کر ڈالا اور رومی سلطنت کی حالت بہت نازک ہو گئی ۔ ۶۱۰ء سے ہرقل شہنشاہ بن چکا تھا ۔ ایک موقع پر وہ اتنا ہراساں ہوا کہ قسطنطنیہ چھوڑ کر بھاگ جانے کے لیے تیار ہو گیا ۔ یہی زمانہ ہے جب قرآن مجید میں سورۂ روم نازل ہوئی اور رومیوں کی کامیابی کی واضح پیش گوئی کر دی گئی ۔ چنانچہ ایک ایرانی فوج کو ہرقل کے بھائی تھیوڈور نے ۶۲۶ء میں شکست دی ۔ دوسری فوج جو ایشیائے کوچک پر حملہ آور ہوئی تھی اسے رومی بیڑے نے آواروں کی امداد کے لیے نہ پہنچنے دیا ۔ اس اثنا میں ہرقل نے عراق پر حملہ بول دیا اور نینوا کے قریب ایرانیوں کو شکست دی ۔ پرویز میدان جنگ سے بھاگا اور ہرقل نے آگے بڑھ کر ٹسی فون پر حملہ کر دیا ۔ یہ حالات دیکھ کر ٹسی فون کی ایرانی فوج باغی ہو گئی ۔ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ ان کی تمام مصیبتوں اور ملک کی بربادی کا ذمہ دار خسرو ہے چنانچہ اسے قید کر لیا گیا اور اسی حالت میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ۔

ساسانی سلطنت کا خاتمہ خسرو کی جگہ اس کا بیٹا شیرویہ ، قباد ثانی کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ ہرقل کے ساتھ اس شرط پر صلح ہوئی کہ مسیحیوں کے عقیدے کے مطابق جس صلیب پر حضرت مسیح علیہ السلام کو چڑھایا گیا تھا ، وہ واپس کردی جائے ۔ ایرانیوں نے فتوحات کے دور میں یروشلم کو بھی مسخر کر لیا تھا اور وہاں سے یہ صلیب اٹھا کر لے آئے

تھے - شیرویہ نے اس خیال سے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کرا دیا تھا کہ کوئی مدعی سلطنت باقی نہ رہے ، لیکن ایک سال بعد خود بھی طاعون کی نذر ہو گیا - اس کے بعد پرویز کی دو بیٹیاں پوران دخت اور آرزم دخت یکے بعد دیگرے فرمانروا بنیں - ۶۳۴ء میں یزد جرد ثالث کو بادشاہ بنایا گیا ، جو پرویز کا پوتا تھا - یہ آخری ساسانی بادشاہ تھا - عربوں سے جنگ شروع ہو چکی تھی - قادسیہ (۶۳۷ء) اور نہاوند (۶۴۲ء) کی فیصلہ کن لڑائیوں نے ساسانی سلطنت کی قسمت پر آخری مہر لگا دی - یزد جرد بلخ کی طرف بھاگا ، تاکہ شہنشاہ چین سے امداد لے - وہ ؛۶۵ء میں مرو کے قریب مارا گیا - تفصیلات کے لیے اس کتاب کی پہلی جلد ملاحظہ فرمائیے ، جو تاریخ اسلام پر مشتمل ہے -

ہندوستان
(۵۰۰ء تک)

کوشانی پہلی صدی قبل مسیح میں ہمیں کوشانیوں کی حکومت کا سراغ ملتا ہے۔ کوشانیوں کے سرادر کدفیسز نے باختر میں یواہ چی کے پانچ قبیلوں کو زور و قوت سے متحد کیا اور وادی کابل نیز آس پاس کے علاقوں پر وہ قابض ہو گیا۔ اس کے بیٹے نے شمالی و مغربی ہندوستان کو بھی فتح کر لیا۔ یہ کوشانیوں کا پہلا خاندان تھا۔

کنشک دوسرے کوشانی حکمران خاندان کا بانی کنشک ہے، جس نے اپنی سلطنت ایک طرف کابل سے بنارس تک اور جنوبی سمت میں وندھیاچل تک پھیلا لی تھی۔ یہ ۷۸ء کے آس پاس تخت نشین ہوا، لیکن اس کے پورے حالات واضح نہیں۔ بعض بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے چین کے خلاف کاشغر کو مدد دی تھی، پھر جواہرات اور شیروں کا تحفہ چین بھیج کر وہاں کی شہزادی سے شادی کی درخواست کی تھی۔ انکار ہوا تو اس نے ستر ہزار فوج گوشالی کے لیے پامیر کے راستے بھیج دی۔ چینیوں نے اس کے لیے کھانے پینے کی کوئی چیز مہیا نہ ہونے دی اور وہ تباہ ہو گئی۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کنشک نہ

تھا ، بلکہ ختن کا بادشاہ تھا ، جسے ایک چینی سفیر نے غلطی سے قتل کرا دیا تھا ۔

ہندوستانی روایات میں بتایا گیا ہے کہ کنشک مذہب میں بڑا روادار تھا ۔ پشاور اس کا دارالحکومت تھا ، جہاں اس نے مہاتما بدھ کے نام پر ایک سٹوپا تعمیر کرایا اور اس میں مہاتما کے بعض تبرکات رکھے ۔ بدھ دھرم کی چوتھی کونسل اسی نے جالندھر میں بلوائی تھی ۔ کنشک کے بعد اس خاندان کے پانچ اور حکمرانوں کا ذکر ملتا ہے اور یہ خاندان غالباً ۱۷۶ء میں ختم ہوا ۔

متفرق حالات کنشک کے کوشانی خاندان کے بعد کسی بڑی سلطنت کا سراغ نہیں ملتا ، البتہ مختلف حصوں میں چھوٹے چھوٹے حکمران ہر سمت پھیلے ہوئے تھے ۔ اس اثنا میں بدھ مت کے لوگ دو حصوں میں بٹ گئے ۔ ایک حصے کا نام ہنیان مشہور ہوا ۔ اس کے پیرو دھرم کی قدیم سادگی اور اصول کے پابند تھے ۔ دوسرے حصے کا نام مہایان پڑا ۔ ان لوگوں نے مہاتما بدھ کی شخصیت کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا لیا اور اس کے بت بنا کر پوجا شروع کر دی ۔ بدھ دھرم کے پیروؤں کا بہت بڑا گروہ مہایان ہی کا پابند بن گیا ۔

ہندوستان کی پرانی تحریرات کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے ، اس کی بنا پر ان تحریرات کو تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے : اول دھرم شاستر، یعنی مذہبی و اخلاقی تحریرات ، دوم ارتھ شاستر، یعنی سیاسی تحریرات اور عملی زندگی کے اصول و ضوابط ، سوم کام شاستر یعنی عشق و محبت کے قوانین ۔ ارتھ شاستر میں مطلق العنان حکمرانی کی بنا پر سب کچھ لکھا گیا ہے ۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کے ذریعے اختیار

کیے جا سکتے ھیں ، جاسوس لگائے جا سکتے ھیں اور دغا بازی سے کام لیا جا سکتا ھے ۔ عیاری اور قتل میں تامل نه ھونا چاھیے۔ ساتھ ساتھ یه بھی بتایا گیا ھے که حکمران کو بہت نیک دل ھونا چاھیے ۔ اس کے بغیر وہ مفتوح طبقوں کی محبت اور عقیدت حاصل نہیں کر سکتا ۔

گپت خاندان

کنشک کے بعد ھندوستان میں جو عظیم الشان سلطنت قائم ھوئی وہ گپت خاندان کی سلطنت تھی ، جو ۳۲۰ء سے ۵۳۵ء تک باقی رھی ۔ اس کا بانی چندر گپت اول تھا ، جس کی ابتدا پاٹلی پتر (پٹنه) سے ھوئی ۔ اس کا بیٹا سمدر گپت (۳۳۰ء—۳۷۵ء) بہت بڑا فاتح گزرا ھے ۔ اس نے پہلے پورے آریه ورت یعنی شمالی ھند کو مسخر کیا ، پھر دکن پہنچ گیا اور وھاں کے راجاؤں کو بھی ادائے خراج پر مجبور کر دیا ۔ جنوبی و مشرقی بنگال ، آسام ، نیپال ، کابل اور گندھارا کے حکمران اس کے تابع تھے ، بلکه سیلون بھی اس کا لوھا مانتا تھا اور اجین کے فرمانروا بھی اسی کے آگے جھکتے تھے ۔ ویدوں کے اصول کے مطابق اس نے اشومیدھ یگ کیا ، یعنی ایک گھوڑے کو آراسته کرکے چھوڑ دیا ۔ فوج اس کے پیچھے پیچھے چلتی ، جو حکمران خراج دینے پر آمادہ ھو جاتا اس سے خراج لے لیا جاتا ، جو گھوڑے کو روک لیتا ، اس سے جنگ کی جاتی ۔

بکرماجیت
۳۷۵ء — ۴۱۳ء

سمدر گپت کا بیٹا چندر گپت ثانی کے لقب سے حکمران بنا ۔ تاریخ و روایات میں یه بکرماجیت کے نام سے مشہور ھے اور بہت بڑا راجا مانا جاتا ھے ۔ اس نے مالوہ ، گجرات اور سوراشٹر کو فتح کرکے اجین کا راج بھی ختم کر دیا ۔ اس کے زمانے میں سلطنت کے دو بڑے مرکز تھے : شمالی ھند میں

اجودھیا (موجودہ فیض آباد) اور مغربی ہند میں اجین۔

بکرماجیت کے بعد اس سلطنت میں زوال آ گیا اور آہستہ آہستہ اس کا اقتدار گھٹتا گیا۔ یہ لوگ بہار سے اٹھ کر سارے ہندوستان پر چھا گئے تھے، پھر مگدھ (موجودہ بہار) ہی میں ان کی حکومت باقی رہ گئی۔ اس کا سلسلہ آٹھویں صدی عیسوی تک چلا۔ ہندوستان میں جتنے خاندان مسلمانوں کی آمد سے پیشتر حکمران رہے، ان میں سے صرف گپت خاندان کو حقیقی معنی میں ہندو خاندان کہا جا سکتا ہے، اس لیے کہ اس خاندان کے بادشاہ برہمن مت کے معتقد اور حامی تھے۔ باقی خاندانوں میں سے کوئی بھی ہندو نہ تھا، اس لیے مسلمانوں کی آمد سے پیشتر کے دور کو ہندو دور نہیں، بلکہ مسلمانوں سے پیشتر کا دور کہنا صحیح ہے۔

برہمن مت اور منو شاستر

گپت خاندان ہی کے عہد حکومت میں برہمن مت کو از سر نو فروغ حاصل ہوا اور یہی اصل ہندو دھرم کی تاریخ کا سنہری دور ہے۔ منو نے دھرم شاستر تیار کیا جو بعد میں ہندوؤں کے تمام قوانین و ضوابط کا مرکز بنا رہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستی، یعنی بیواؤں کا شوہروں کے ساتھ جل مرنا شروع ہو چکا تھا۔ مختلف قسم کی سزائیں جاری تھیں، مثلاً کھال اتارنا، پھانسی دینا، آگ میں جلانا، ہاتھ پاؤں کاٹنا، جرمانے کرنا اور ذات سے باہر کر دینا۔ مدعی کو یہ حق بھی حاصل تھا کہ مدعاعلیہ کے دروازے پر مرن برت کا اعلان کر کے بیٹھ جائے اور اسے اپنے مطالبے کی تکمیل پر مجبور کرے۔ چین کا مشہور سیاح اور بدھ یاتری فاھیان، گپت خاندان ہی کے زمانے میں ہندوستان آیا تھا۔ اس کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر جرمانوں کی سزائیں دی جاتی تھیں اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا صرف ڈاکوؤں اور باغیوں

کے لیے مخصوص تھی ۔ شمالی ہندوستان اور سیلون میں امن اور خوشحالی کی وہ بڑی تعریف کرتا ہے ۔

ہندو فلسفہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک سو سال قبل اور ایک سو سال بعد کے زمانے میں ہندو فلسفے کے چھ دبستان بروے کار آئے ۔ اگرچہ انھیں فلسفے کے دبستان نہ کہنا چاہیے ، بلکہ مذہب کو عقل کے رنگ میں پیش کرنے کے مختلف پہلو قرار دینا چاہیے ۔ وید تمام مذہبی معلومات کا اصل سر چشمہ تھے ، لیکن ہندو دھرم کے نزدیک کامیابی یا نجات اس امر پر موقوف تھی کہ انسان جنم کے چکر سے نجات حاصل کر لے ۔ چنانچہ قرار یہ پایا کہ روح کو علم کے ذریعے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے ۔ اس سلسلے میں جو مختلف اصول تجویز ہوے وہ چھ کتابوں میں جمع ہیں ۔ ایک پورومیمانسا جس میں قربانی کے اصول بیان کیے گئے ہیں ، دوم ویسیشک شاسترا ، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ وقت اور جہت کے لحاظ سے مادے کے اجزا پر کیا اثر پڑتا ہے اور روح کی وابستگی یا نجات مادے ہی کے تجزیے پر موقوف ہے ۔ سوم نیا شاستر ، جس میں منطق کا نظام پیش کیا گیا ہے، لیکن اس منطق کا جو روح کی نجات کا علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے ۔ چہارم یوگ شاستر، اس میں روح اور جسم کی تپسیا کے طریقے بتائے گئے ہیں ۔ پنجم برھم شاستر، اس میں ویدوں کا نقطۂ نگاہ صاف اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔ ششم اترمیمانسا ۔

ادبیات گپت خاندان کے عہد میں ادبیات نے بھی بڑی ترقی کی ۔ کالی داس اس زمانے کا مشہور شاعر ہے ، جس کے ڈرامے شکنتلا ، وکرم اروسی اور میگھ دوت عام طور پر مشہور ہیں اور ان کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں ۔ ان کے علاوہ بھی مختلف لوگوں نے شعر و ادب کی بڑی خدمات انجام دیں ۔

علوم وفنون مختلف فنون کو بھی بڑا فروغ حاصل ھوا ، مثلاً تعمیرات ، مصوری ، نقاشی اور طب ۔ علوم میں سے ھئیت ، ریاضیات ، الجبرا اور مہندسی کے اصول وضع ھوے ۔ آریہ بھٹ نے زمین کی گردش کا دعویٰ کیا ۔

جنوبی ھند اور سیلون میں اس دور کا کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ۔

چین

(۶۱۸ء تک)

چن خاندان

۲۲۱ ق م میں شی ہونگ ٹی۱ نام ایک شخص نے چن خاندان۲ حکومت کی بنیاد رکھی اور اپنے آپ کو سب سے پہلا شہنشاہ قرار دیا ۔ لی سو۳ اس کا مشیر تھا ۔ پوری سلطنت کو چھتیس صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک کے لیے دیوانی ، فوجی اور نگران کار افسر مقرر کیے ۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ غیر مسلح ہو جائیں ، چنانچہ جو ہتھیار اسے ملتے انھیں پگھلا کر ختم کر دیتا ۔ اس نے قوانین کو معیاری بنا دیا ، وزن اور پیمانے مقرر کر دیے ، شمالی سمت کے وحشی قبیلوں کے حملوں کی روک تھام کے لیے مختلف دمدموں کو ملا کر ایک دیوار۴ بنانے کا کام ۲۱۴ ق م میں شروع کیا ۔ اس کے لیے بیگار سے کام لیا گیا ۔ جو لوگ سزا پا چکے تھے ان کے خاندانوں

۱- Shih Huang Ti - ۲- Ch'in - ۳- Li Ssu -

۴- عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سلطنت کے ہر تیسرے آدمی نے اس دیوار کی تعمیر میں حصہ لیا اور کم و بیش پانچ لاکھ آدمی صرف رسد نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے ۔

کو نیز مزدوروں کے خاندانوں کو اٹھا کر دیوار کے پاس آباد کر دیا ، تاکہ کام باقاعدہ جاری رہ سکے - جنوبی و وسطی چین کو فتح کیا - ۲۱۳ میں سائنس کی کتابوں کے سوا تمام کتابیں پڑھنے کی ممانعت کر دی - لکھنے کے لیے ریشم کا کپڑا استعمال ہونے لگا ، رسم الخط کی اصلاح ہو گئی -

نیا خاندان حکومت

۲۰۲ ق م میں نئے خاندان حکومت کی بنیاد پڑی جسے عام طور پر مغربی ہن خاندان کہا جاتا ہے - ۱۹۶ ق م میں جاؤٹو۱ کو اس علاقے کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ، جسے آج گونگ کہتے ہیں - ۱۸۱ ق م میں اس کے خلاف مہم بھیجی گئی ، جو تباہ ہو گئی -

لیوٹی۲ نے تمام پرانی کتابیں فراہم کرکے ایک کتب خانہ بنایا - ووٹی۳ (۱۴۰ ق م—۸۷ ق م) بڑا جنگجو شہنشاہ تھا - اس نے فتوحات بھی کیں اور حکیم کنفیوشس کی تصانیف کے مطالعے کا بھی اچھا بندوبست کر دیا - جو لوگ دیوانی محکموں کے انچارج تھے ، ان کے لیے ضروری تھا کہ حکیم کنفیوشس کی تصانیف میں انھیں پوری مہارت ہو - ۱۳۶ ق م میں تمام تصانیف پانچ حصوں میں تقسیم ہو گئیں ، اول دینیات ، دوم منظومات ، سوم عام تاریخ ، چہارم حکیم کنفیوشس کے متعلق حکایات ، پنجم مراسم اور دعائیں -

اس زمانے میں جاگیریں بڑے بیٹوں کو میراث میں ملتی تھیں ، اس وجہ سے چھوٹے بیٹے بہت پریشان رہتے تھے - ۱۲۷ ق م میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جاگیروں کا نصف حصہ چھوٹے بیٹوں کو دیا جائے - ۱۲۴ ق م میں دیوانی کے کارکنوں کی تربیت کے لیے

۱- Chao T'o -

۲- Liu Teh - ۳- Wu Ti -

ایک کالج بنایا گیا ، اس میں حکیم کنفیوشس کی کتابوں کی تعلیم دی جاتی تھی - ۱۰۸ ق م میں کوریا فتح ہوا ، پھر طاس طارم اور فرغانہ کی ریاستیں مسخر ہوئیں -

روپے کا انتظام

مستقل جنگی مہموں کے باعث خزانہ بالکل ختم ہو چکا تھا ، لہٰذا بادشاہ نے روپیہ پیدا کرنے کی یہ تجویز سوچی کہ اول روپیہ لے کر فوجی خطابات دینا ، دوم نمک اور لوہے کے اجاروں کا بندوبست کر لیا ، سوم امراء سے جبراً رقمیں وصول کیں -

پہلی صدی قبل مسیح میں چین کی پہلی عام تاریخ مرتب ہوئی - یہی تاریخ آئندہ کی تاریخی کتابوں کے لیے ایک نمونہ بن گئی - سوماچیان[1] اس کتاب کی ترتیب کا ذمہ دار تھا -

ونگ منگ[2] ابتدا میں کمسن بادشاہ کا نائب السلطنت تھا ، پھر خود بادشاہ بن گیا اور اس نے بڑی اصلاحات کیں ، مثلاً زمین کو قومی بنایا اور اسے بڑی بڑی جاگیروں میں تقسیم کر دیا گیا - غلاموں کی آزادی کا قانون منسوخ کر دیا گیا اور غلام رکھنے پر ایک ٹیکس لگایا گیا - نمک ، لوہے اور ضرب سکہ کے اجاروں کا بندوبست پہلے ہو چکا تھا ، ان میں شراب اور کان کنی کے اجارے بھی شامل کر لیے گئے - ساہوکاری اور مہاجنی لوگوں کے لیے خاصی مصیبت کا سامان بن چکی تھی - سود خوری نے اقتصادی حالت کو بہت نقصان پہنچایا تھا - بادشاہ نے سود کی روک تھام کے سلسلے میں اعلان کر دیا کہ جو لوگ اپنے مردوں کی تجہیز و تدفین کے لیے قرضہ لینا چاہیں ، ان سے تین مہینے تک کوئی سود نہ لیا جائے گا - اگر وہ نفع بخش کاروبار کے لیے قرض کے خواہاں ہوں تو

۱- Ssu-ma ch'ien -
۲- Wang Mang -

مہینے بھر کے لیے تین فیصد اور سال بھر کے لیے دس فیصد سود لیا جائے گا - ونگ نے تاجروں اور سرمایہ داروں کو بھی نظم و نسق میں شریک کر لیا تھا ، اس پر بغاوتیں ہوئیں اور ایک بغاوت میں ونگ مارا گیا -

مشرقی ہن خاندان

ونگ سنگ پر مغربی ھن خاندان کی حکومت ختم ہو گئی اور ۲۵ء میں مشرقی ھن خاندان کی حکومت شروع ہوئی ، جو ۲۲۰ء تک قائم رہی - اسی زمانے میں بدھ مت ہندوستان اور وسطی ایشیا سے چین پہنچا - ۴۳ء میں جاوا ساٹرا ، ہند چینی ، انام ، ملایا وغیرہ چین کے زیر اثر آ چکے تھے - پن چاؤ[1] بڑا عقلمند اور دور اندیش بادشاہ تھا - ۴۷ء سے ۹۴ء تک حکمران رہا - اس نے صرف اپنی دانشمندی اور دور اندیشی سے ترکستان کی تمام چھوٹی ریاستیں مسخر کر لیں اور مشرق روسی سلطنت کے ساتھ ریشم و ریشمی پارچات کی تجارت کا راستہ کھول دیا - اس کا ایک کارکن خلیج فارس تک جا پہنچا تھا - کچھ مدت بعد اس خاندان میں زنانہ حکمرانوں کا دور شروع ہو گیا - چین میں بہت پہلے سے خواجہ سراؤں کا رواج پڑ گیا تھا - یہ لوگ بڑے طاقتور ہو گئے تھے- لوگوں کو بے دردی سے لوٹتے اور عالموں کو قتل کرتے - آخر انہیں دبایا گیا اور ۱۸۹ء میں خواجہ سرا قتل کر دیے گئے - سین اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جو ۱۹۰ء سے ۲۲۰ء تک حکمران رہا - اسی کے زمانے میں اختیارات بڑے بڑے فوجی افسروں نے سنبھال لیے اور تین نئی سلطنتیں ظہور میں آئیں ، جو ۲۲۰ء سے ۲۶۴ء تک قائم رہیں - پھر مختلف حصوں میں

۱- Pan ch'ao -

مختلف خاندان برسر اقتدار آتے رہے ۔ افراتفری کا یہ عالم تھا کہ ۳۰۴ء سے ۴۳۹ء تک شمالی سرحد کے ساتھ ساتھ کم و بیش سولہ ریاستیں قائم ہو چکی تھیں ۔

چینی سیاح اور یاتری

مہاتما بدھ کے متعلق چینیوں کی جتنی معلومات تھیں ، وہ دوسروں سے مستعار لی گئی تھیں ۔ ہندوستان میں بہت سے فرقے پیدا ہو چکے تھے اور ان کی کیفیت دیکھ کر چینیوں کو بڑی تشویش ہوئی ، چنانچہ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ خود ہندوستان پہنچ کر بدھ مت کی کتابیں جمع کریں اور اُن کا ترجمہ چینی زبان میں کر دیا جائے تاکہ اہل چین مہاتما بدھ کی صحیح تعلیم سے آشنا ہو سکیں ۔ چنانچہ ۲۰۰ء سے ۶۰۰ء تک کم و بیش بیاسی چینی عالموں نے صرف اس غرض سے ہندوستان کی سیاحت کی ۔ انھی میں فاهیان بھی تھا ، جو وسط ایشیا کے صحرائی علاقے میں سے ہوتا ہوا ہندوستان پہنچا اور سمندر کے راستے واپس گیا ۔ سنگ ین ، اودیانہ اور گندھارا ھی کے راستے آیا اور اسی راستے واپس گیا ۔

۴۰۷ء میں آواروں کے وحشی قبیلے نے منگولیا میں ایک مستقل سلطنت قائم کی ، جو ۵۵۲ء تک باقی رهی ۔ ۵۷۹ء میں چین کی سلطنت متحد ہو گئی اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں مٹ گئیں ۔ ۶۰۵ء میں ایک عظیم الشان نہر کھودی گئی تاکہ اندرون ملک کے بحری راستوں کو باهم ملا دیا جائے ، پھر اسے بڑھا کر موجودہ پیکن کے آس پاس تک پہنچا دیا گیا ۔ اس کی کھدائی میں دس لاکھ مزدوروں نے کام کیا ۔ ۶۰۶ء میں قومی کالج میں توسیع کر دی گئی ۔ ۶۱۳ء میں ملک کے اندر بغاوتیں شروع ہوئیں ۔ ۶۱۸ء میں بادشاہ مارا گیا اور نئے خاندان حکومت کی بنیاد پڑی ۔

جاپان

(سنہ ۶۴۵ء تک)

جاپان مختلف جزیروں کا مجموعہ ہے ، جو کوریا کے جنوبی گوشے کے پاس سے شروع ہو کر پہلے مشرق کی طرف پھر شمال کی طرف نکل جاتے ہیں ۔ زیادہ تر زمین چار بڑے جزیروں نے گھیر رکھی ہے ، جن میں سے ہونڈو۱ سب سے بڑا ہے ۔ پھر ہوکائڈو۲ کا نمبر آتا ہے ۔ کیوشو۳ جنوبی حصے میں واقع ہے اور شکوکو۴ اس سے مشرق میں ہے ۔

یہ بتانا مشکل ہے کہ جاپان کے اصل باشندے کس نسل کے تھے ، اس لیے کہ ان کے بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا ۔ آثار قدیمہ اور جسموں کی دیکھ بھال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق کوریا کے باشندوں سے تھا ۔ جس حد تک مذہب کا تعلق ہے ، دوسری قدیم قوموں کی طرح جاپانی بھی مظاہر قدرت کی پوجا کرتے تھے اور انھوں نے خاص مذہبی مراسم کا ایک نظام مرتب کر لیا تھا ۔

اگرچہ جاپانی کہتے ہیں کہ ان کا پہلا بادشاہ ۶۶۰ ق م میں ہوا ، لیکن یہ بادشاہ اور اس کے جانشین بڑی حد تک افسانوں کی کہر میں گم ہیں ۔ جاپان کے متعلق پہلا ذکر چین کی تاریخوں

۱- Hondo -
۲- Hokkaido -
۳- Kyushu -
۴- Shikoku -

میں آیا ہے اور یہ تیسری صدی عیسوی سے پیشتر کا نہیں ۔ اس ذکر میں جو تصویر ہمارے سامنے آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم ازکم مغربی جاپان میں بہت سے چھوٹے چھوٹے سیاسی یونٹ موجود تھے اور ان میں سے بعض کی عنان حکومت عورتوں کے ہاتھ میں تھی ۔

اہم واقعات

۲۳۰ء سے جو ریکارڈ ملتے ہیں وہ تاریخی اعتبار سے ایک حد تک قابل اعتماد ہیں ۔ ۳۶۰ء میں جاپان کی ایک ملکہ نے کوریا پر حملہ کرکے اُسے فتح کر لیا ۔ خود کوریا کی دستاویزوں میں بھی جاپانیوں کی یورش کا ذکر ملتا ہے ۔ کوریا سے یوں تعلق پیدا ہوا تو چینی تہذیب کے لیے جاپان میں داخلے کا اچھا موقع پیدا ہو گیا ۔ ۴۱۳ء میں چین کے ساتھ جاپان نے براہ راست تعلقات قائم کر لیے ، بلکہ رسم الخط بھی چینی ہی اختیار کر لیا ۔

جاپان کا مجلسی نظام قبیلوں پر مشتمل تھا ۔ ایک قبیلے کے باشندے اس امر کے دعویدار تھے کہ وہ ایک باپ کی اولاد ہیں ۔ قبیلے کا سردار مذہبی پیشوا کا کام بھی انجام دیتا تھا ۔ ۵۲۷ء میں کیوشو کے اندر بغاوتیں شروع ہوئیں ۔ ۵۵۲ء میں بدھ دھرم کی تبلیغ شروع ہوئی ۔ سوئی کو نام کی ایک ملکہ (۵۹۳ء — ۶۲۸ء) اس زمانے میں حکمران تھی ، جب بدھ مذہب پھیلا اور چینی تہذیب کے اثرات جاپان کی حکومت اور معاشرے میں نمایاں ہوئے ۔ ملکہ کا ولی عہد شہزادہ شوٹوکو تھا ۔ اسی نے بدھ مت کی سرپرستی اختیار کی ۔ اسی نے اپنے ملک میں چین کے انداز حکومت کی داغ بیل ڈالی اور بڑی بڑی خانقاہیں تعمیر کیں ۔ ۶۴۵ء میں ایک بغاوت ہوئی ، جس میں پہلا شاہی خاندان ختم ہو گیا اور دوسرے خاندان کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ڈور آئی ۔

قرونِ وسطیٰ

ابتدائی دَور

کلیسائی نظام

کلیسائی نظام کا آغاز رومہ آگے چل کر کلیسائی نظام کا مرکز بن گیا اور مسیحی دنیا میں اس نے بلند ترین حیثیت حاصل کر لی ، لیکن مسیحیت کے آغاز میں صورت حال مختلف تھی - اس زمانے میں مشرق کو مرکزی حیثیت حاصل تھی ، اس لیے کہ تمام مقدس مذہبی مقامات مشرق رومی سلطنت کے قبضے میں تھے اور سیاسی مرکز بھی قسطنطنیہ تھا ، جہاں شہنشاہ رہتے تھے -

اسقفی نظام ابتدا میں مذہبی امور کی دیکھ بھال کے لیے جگہ جگہ مختلف لوگ مقرر ہو گئے تھے - جیسے جیسے مذہب کی اشاعت کا دائرہ پھیلتا گیا ، شہنشاہی نظام کی طرح مذہبی نظام میں بھی مرکزیت پیدا ہوتی گئی - چنانچہ بڑے بڑے شہروں میں اسقف یا بڑے بڑے پادری ارد گرد کے وسیع علاقوں کی دیکھ بھال کے لیے مقرر ہو گئے - ۳۴۱ عیسوی میں پوری مسیحی دنیا کے اندر پانچ بڑے اسقف مانے گئے تھے - ان میں سے چار مشرق میں

تھے، یعنی قسطنطنیہ ، یروسلم ، انطاکیہ۱ اور اسکندریہ ۔ پانچواں اسقف رومہ میں تھا ۔

عقائد اور نظم و نسق کے جو خاص مسئلے پیش آ جاتے تھے ، ان کے تصفیے کے لیے شہنشاہ ایک کونسل منعقد کر لیتا تھا ، جس میں مختلف حصوں کے نمایندے شریک ہوتے تھے ۔ خود شہنشاہ یا پوپ کا نمایندہ کونسل کی صدارت کے فرائض انجام دیتا تھا ۔

پاپائیت تمام اسقفوں کو ۴۲۵ عیسوی تک عام طور پر پاپا کہا جاتا تھا ۔ جس معنی میں پاپا کا لفظ بعد ازاں استعمال ہونے لگا ، اس کا نشان ساتویں صدی سے پیشتر نہیں ملتا ۔

رومہ کے اسقف کو دوسرے اسقفوں جیسا ہی روحانی اقتدار حاصل تھا ۔ آہستہ آہستہ مشرق کلیسا کا اثر مغرب کی سر زمینوں میں کم ہونے لگا اور رومہ کا کلیسا مغرب کا واحد بڑا مذہبی مرکز باقی رہ گیا ۔ اسی وقت سے رومہ کے اسقفوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم لوگ پطرس رسول اور پولوس رسول کے مقبروں کے مجاور ہیں اور رومہ ہی میں پطرس نے شہادت پائی تھی ۔ اس وجہ سے رومہ کا اقتدار بہت بڑھ گیا ۔ شہنشاہ ڈائیو کلیشین۲ کے وقت تک رومہ سلطنت کا بھی مرکز تھا ۔ بعد ازاں میلان مرکز حکومت بنا تو اس نے رومہ کے برابر حیثیت حاصل کر لی ۔ ۳۳۰ء میں مرکز حکومت قسطنطنیہ میں منتقل ہوا تو رومہ کا سیاسی اقتدار یقیناً زائل ہو گیا ، لیکن وہاں کے اسقفوں کا مذہبی اقتدار اس سبب سے بڑھ گیا کہ آس پاس کوئی سیاسی حریف ان سے مقابلہ کرنے والا نہ تھا ۔

ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ قسطنطنیہ کے رومی شہنشاہ

۱- Antioch -

۲- Diocletian - (۲۸۵ء — ۳۰۵ء) -

مسیحیت کی تبلیغ اور اخلاق عقیدوں کی روک تھام کے لیے رومہ کے اسقفوں کی حمایت کرتے تھے ۔ ان کے پاس دولت بھی زیادہ جمع ہو گئی تھی اور خیراتی اداروں کا کاروبار بھی انھی کے حوالے تھا ۔ کبھی کبھی یہ اسقف اپنے دائرۂ اختیار سے باہر کے مذہبی امور میں بھی دخل دے دیتے تھے ۔ غرض ان اسباب کی بنا پر ان کا اقتدار ترقی کرتا گیا ۔

کلیسا کا پطرسی نظریہ

متی کی انجیل میں بعض ایسے کلمات تھے، جن سے یہ مطلب نکالا گیا کہ پطرس رسول کو حضرت مسیح نے کلیسائی نظام کی بنیاد قرار دیا تھا ۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ کنجیوں کا مالک ہے اور باندھنے کھولنے کا اسے اختیار دے دیا گیا ہے[1] ۔ رومہ کے اسقفوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ پطرس رسول کے وارث ہیں اور تمام اختیارات ان کے حوالے ہوئے ہیں ۔ یہی پطرسی نظریہ تھا ، جسے پہلے پہل پوپ سیلسٹائن[2] اول (۴۲۲ء — ۴۳۲ء) نے رواج عام دیا ۔ اس طرح رومہ کا اسقف محض اسقف نہ رہا ، بلکہ سب سے فائق و برتر مذہبی پیشوا بن گیا ۔

خانقاہی نظام

عام لوگوں کے اخلاق حالات اچھے نہ تھے اور مذہبی پیشوا اس سلسلے میں ہر اصلاح کے ذمہ دار سمجھے جاتے تھے ۔ بعض پیشواؤں نے رہبانیت پر زور دیا ، یعنی ایسی زندگی بسر کرنا جو دنیا کی تمام خواہشات سے پاک ہو ۔

۱- متی کی انجیل کے سولھویں باب میں ہے : " تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنا کلیسا بناؤں گا ۔ میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا ۔ جو کچھ تو زمین پر باندھے گا آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا آسمان پر کھلے گا "۔

۲- Celestine -

انھوں نے خالص درویشی و فقیری سے سروکار رکھا ۔ اس غرض کے لیے جا بجا خانقاھیں بن گئیں ، جن میں لوگوں کو راھبی کی تربیت دی جاتی تھی ۔

اس سلسلے میں تین مذھبی پیشوا خاص طور پر قابل ذکر ھیں : اول جیروم۱ (۳۴۰ء — ۴۲۰ء) ۔ یہ شخص راھبی کا بہت بڑا حامی تھا ۔ اس نے بائبل کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا تھا اور یہ ترجمہ اب تک مستند مانا جاتا ھے ۔ دوسرا ایمبروز۲ (۳۴۰ء — ۳۹۷ء) اس نے پادریوں کے فرائض کے متعلق ایک کتاب لکھی تھی ۔ اسی کے عہد میں میلان رومہ کا ھم پلہ بنا تھا ۔ اس نے اپنے زمانے کے شہنشاہ کو اس امر پر مجبور کیا کہ گناھوں کی بخشش کے لیے ریاضت کرے ۔ ساتھ ھی کہا کہ مذھبی معاملات میں اسقف کا درجہ بادشاہ سے اونچا ھے ۔ تیسرا آگسٹائن۳ (۳۵۴ء — ۴۳۰ء) مغربی سرزمین کے مذھبی پیشواؤں میں اسے سب سے بڑا مانا جاتا ھے اور مغربی دینیات کا بانی بھی یہی تھا ۔ اس کی وجہ سے مذھبی امور میں فلسفیانہ غور و فکر کا آغاز ھوا ۔

لیو اعظم
(۴۴۰ء — ۴۶۱ء)

پوپ انوسینٹ۴ اول نے دعویٰ کیا کہ پوپ ھی رسولوں کی روایات کے محافظ ھیں اور انھیں تمام رومی کلیساؤں پر اقتدار حاصل ھے ۔

اس عہد کا سب سے بڑا پوپ لیو اعظم۵ تھا ۔ اس نے شہنشاہ

۱- Jerome -   ۲- Ambrose

۳- Augustine -   ۴- Innocent -

۵- Leo the Great -

سے فرمان حاصل کر لیا ، جس کا مقصد یہ تھا کہ پوپوں کی طرف سے جو فیصلے صادر ہوں ، انھیں قانون کا درجہ حاصل ہے ۔ اسی نے یہ کہا کہ پطرس رسول کے جانشین جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں ، اسے خود رسول کی طرف سے سمجھنا چاہیے ۔ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دو فطرتوں (انسانی اور الوہی) کو متحد قرار دیا اور یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ قسطنطنیہ کے کلیسا کو تمام کلیساؤں پر فوقیت حاصل ہے ۔ اس کے عہد میں وحشی قبیلوں کے حملے شروع ہو گئے تھے ۔ دو حملے صرف اس کی کوشش سے رکے ۔ عام لوگوں نے ان واقعات کو خود لیو کی کرامت قرار دے دیا ۔

وحشی قبیلوں کی نقل و حرکت

حملہ آوروں کے گروہ

مغربی یورپ پر وحشی قبیلوں کے حملوں کا سلسلہ ابتدا ھی سے شروع ھو گیا تھا - ان میں سے پہلے قابل ذکر جرمن قبیلے ھیں ، جو ڈنمارک نیز دریائے ایلب اور اوڈر کے درمیان آباد تھے - ان کے مشرق میں لٹ۱ رھتے تھے اور مغرب میں سیلٹ۲ -

مغربی جرمنوں نے ، جنھیں عام طور پر ٹیوٹانی کہا جاتا ھے ، ۱۰۰۰ ق م میں سیلٹوں کو نکال باھر کیا ، پھر وہ جنوبی جرمنی پر قابض ھو گئے - یہ لوگ جانور پالتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے ، پھر انھوں نے نئے نام اختیار کر لیے - مشرق سمت کے جرمنوں نے بحیرۂ بالٹک کو عبور کیا اور وہ دریائے وسچولا کے ساتھ ساتھ کوھستان کارپیتھین تک پہنچ گئے - شمالی سمت کے جرمن اپنی جگہ بیٹھے رھے -

ان کا عام نظام قبائلی جمہوریت پر مبنی تھا - بڑے آدمیوں کی ایک مجلس شاھی خاندان میں سے موزوں آدمی کو بادشاہ چن لیتی تھی - آھستہ آھستہ یہ قبیلے بحیرۂ اسود تک پہنچ گئے اور وھاں ان میں نئی تقسیمات ھوئیں -

---

۱- Letts -

۲- Celts -

ہن ہن قبیلہ منگولی خانہ بدوشوں کا قبیلہ تھا ، جو بیرونی دباؤ کے ماتحت ایشیا سے نکلے اور چوتھی صدی میں یورپ پہنچ گئے ۔ قریباً پچاس برس تک یہ دریائے ڈینیوب کی وادی میں رکے رہے ۔

ہنوں نے اپنے سردار ایٹی لا[1] (۴۴۵ء — ۴۵۳ء) کے زمانے میں بڑا عروج حاصل کیا ۔ شہنشاہ ویلنٹینین[2] سوم کی بہن کی شادی جہاں ٹھہری تھی ، اس پر وہ راضی نہ تھی ۔ اس شادی سے بچنے کے لیے اس نے اپنی انگشتری ایٹی لا کے پاس بھیج دی اور مدد مانگی ۔ ایٹی لا نے انگشتری بھیجنے کو شادی کی پیشکش قرار دے لیا اور حملہ کر دیا ۔ مغرب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے وہ میٹز (فرانس) پہنچ گیا اور آس نے آس پاس کے صوبوں کو خوب لوٹا ۔ رومیوں نے اس کے مقابلہ کے لیے بھاری فوج فراہم کی ، لیکن ایٹی لا جنگ سے پہلو بچاتا رہا ۔ چونکہ وہ رومی شہزادی سے شادی کرنا چاھتا تھا اس لیے اٹلی پر حملہ آور ہو گیا اور اسے بہت بری طرح برباد کیا ۔ رومہ کا راستہ کھلا پڑا تھا ۔ اس اثنا میں تین آدمیوں کو سفیر بنا کر ایٹی لا کے پاس بھیجا گیا ۔ ان میں سے ایک پوپ لیو اعظم بھی تھا ۔ یکایک اس کی فوج میں پلیگ پھوٹ پڑی ۔ رومی فوج کے پاس مشرق کی طرف سے اور کمک پہنچ گئی ۔ ایٹی لا ابھی کوئی قدم نہ اٹھا سکا تھا کہ ۴۵۳ء میں وفات پا گیا ۔ جو جرمن سردار اس کے باجگزار بن چکے تھے ، آنھوں نے بغاوت کی اور ہنوں کی قوت ختم ہو گئی ۔

مغربی گاتھ مغربی گاتھ ہنوں کے مقابلے میں شکست کھا کر رومی سلطنت میں پناہ گزین ہوئے ۔ شہنشاہ نے

۱- Attila -

۲- Valentinian -

حکم دے دیا کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اور مقررہ علاقے میں آباد ہو جائیں ۔ رومی نظم و نسق کے ذمہ دار ہتھیار نہ لے سکے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دو سال انھیں جنگ کرنی پڑی ۔ گاتھوں نے ادرنہ (ایڈریا نوپل) کے قریب قسطنطنیہ کے شہنشاہ کو شکست دی اور وہ مارا گیا ۔ اس کے بعد جو شہنشاہ مسند نشین ہوا ، اس نے گاتھوں سے صلح کر لی ۔

ایلارک گاتھوں نے اپنے سردار ایلارک[۱] کے ماتحت بڑا عروج حاصل کیا ۔ اس نے ۴۰۱ء میں اٹلی پر حملہ بولا اور وینس کے علاقے کو لوٹا ۔ ۴۱۰ء میں رومہ پر قبضہ کر لیا ۔ تین روز تک شہر میں غارتگری کا دور جاری رہا ، پھر اس نے افریقہ کا قصد کر لیا ، جہاں سے اٹلی کے لیے غلہ آتا تھا ، لیکن اس کا بیڑا تباہ ہو گیا ۔ اس وجہ سے اسے لوٹنا پڑا ۔ اسی حالت میں وہ مر گیا ، پھر اس کا نسبتی بھائی مغربی گاتھوں کا رئیس بنا ۔ اس نے فوجیں لے کر شمالی سمت کا رخ کر لیا ۔ ایلپس کو عبور کرکے وہ گال پہنچا ۔ وہاں سے ہسپانیہ کی طرف ہٹنے پر مجبور ہوا اور ۴۱۵ء میں مارا گیا ۔

اس قبیلے کی کئی بادشاہیاں قائم ہوئیں ، جن میں سب سے بڑھ کر قابل ذکر بادشاہی ہسپانیہ کی تھی ۔ یہ ۵۰۷ء میں قائم ہوئی ۔ جب مسلمان عربوں نے ہسپانیہ پر حملہ کیا تو یہ بادشاہی اختتام کو پہنچی ۔ راڈرک مغربی گاتھوں کی ہسپانوی سلطنت کا آخری بادشاہ تھا ۔ شہنشاہ جسٹینین[۲] کے زمانے میں ہسپانیہ پر حملہ کیا گیا تھا ، لیکن صرف جنوبی و مشرقی علاقہ مسخر ہو سکا ۔ آگے چل کر گاتھوں نے یہ بھی واپس لے لیا ۔

۱- Alaric -   ۲- Justinian -

ونڈال یہ قبیلہ ۴۰۶ء میں دریائے رھائن کو عبور کرکے فرانس پہنچا اور ۴۰۹ء میں ھسپانیہ کی طرف نکل گیا - جنوبی ھسپانیہ میں انھوں نے ایک سلطنت قائم کر لی[۱] تھی - ۴۲۹ء میں یہ لوگ سمندر کو عبور کرکے افریقہ پہنچ گئے اور وھاں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھ دی - یہ بہت وحشی تھے، جو سامنے آتا اسے قتل کر دیتے اور جو چیز ھاتھ آتی اس پر قبضہ جما لیتے - ان کے سردار کے بیٹے کی نسبت شہنشاہ قسطنطنیہ کی بیٹی سے ھو گئی تھی اور افریقہ میں رومیوں کے جتنے علاقے تھے وہ سب ونڈالوں کو مل گئے - صرف قرطاجنہ کا علاقہ رومیوں کے قبضے میں رہ گیا - ۴۳۹ء میں ونڈالوں نے وہ بھی لے لیا اور وھاں اپنا بحری مرکز بنایا - ۴۵۵ء میں انھوں نے رومہ پر حملہ کیا اور دو ھفتے تک شہر میں لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھا - شہنشاہ جسٹینین کے عہد میں ونڈالوں کی قوت برباد ھوئی -

مشرقی گاتھ مشرق گاتھوں نے اپنے سردار تھیوڈورک[۲] (۴۸۹ء — ۵۲۶ء) کے ماتحت بڑی قوت پیدا کر لی - قسطنطنیہ کے بادشاھوں نے اسے جائز حکمران تسلیم کر لیا تھا- اس نے جرمن قبیلوں کے ساتھ اتحاد جاری رکھا - اس کی وفات سے کوئی دس برس بعد جسٹینین کے حملے شروع ھو گئے اور ۵۵۴ء تک مشرق گاتھ اٹلی سے نکال دیے گئے -

وحشی قبیلوں کے حملوں کے باعث رومہ بالکل تباہ ھو گیا - اس کی آبادی پانچ لاکھ سے کم نہ تھی ، لیکن ان حملوں کے بعد صرف پچاس ھزار رہ گئی - پھر تحریک احیائے علوم کے زمانے میں

۱- جس علاقے پر یہ قابض رہے تھے اس کا نام ونڈالوشیہ پڑ گیا تھا - یہی نام عربوں کی زبان میں '' اندلس '' بن گیا -

۲- Theodoric -

شہر کے اندر از سر نو آبادی شروع ہوئی ۔

فرینک فرینک ابتدا میں دریائے رھائن کے زیریں حصوں میں آباد ہوئے تھے اور ان کے دو گروہ تھے : ایک وہ جو سمندر کے قریب آباد تھے۱ اور دوسرے وہ جو دریا کے کنارے مقیم تھے۲ ۔ سمندر کے قریب رھنے والے فرینکوں نے ۴۳۱ء میں اپنی سلطنت قائم کی ۔ ان کا پہلا بڑا بادشاہ کلووس۳ (۴۸۱ء—۵۱۱ء) تھا ، جو ۴۹۶ء میں مسیحیت کا حلقہ بگوش بنا ۔ اسی نے پیرس میں مقدس رسولوں کا گرجا تعمیر کرایا اور پیرس کو دارالحکومت بنایا ۔ اس حکمران خاندان کو میرو ونجی۴ خاندان کہتے ھیں ۔ ان کا نظام حکومت رومیوں جیسا تھا ۔ فوجی سرداروں کو بڑی بڑی جاگیریں دے رکھی تھیں ۔ تنخواھوں کے بدلے میں تمام سرکاری ملازموں کو زمینیں دے دی جاتی تھیں ، تا کہ کاشتکاری کرائیں اور فائدہ اٹھائیں ۔ انھی جاگیروں کے باعث بادشاہ کا اقتدار گھٹ گیا ، امیروں اور رئیسوں کا اقتدار بڑھ گیا ۔

کارولنجی خاندان ۶۳۹ میں ایک نئے خاندان کی بنیاد پڑی، جو عام طور پر کارولنجی۵ خاندان کہلاتا ھے ۔ اس خاندان کے بادشاہ پپن دوم نے ۶۸۷ء میں اقتدار قائم کیا ۔ اسی کا بیٹا چارلس مارٹل۶ تھا ، جس کے متعلق بیان کیا جاتا ھے کہ جنگ تورز میں مسلمانوں کی شکست اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھی ، چنانچہ اس کے بارے میں بہت سے افسانے مشہور ہو گئے ۔ مارٹل نے ۷۴۱ء میں وفات پائی ۔

۱۔ انھیں سیالین (Salian) کہتے تھے ۔
۲۔ انھیں رائی پارین (Ripuarian) کہتے تھے ۔
۳۔ Clovis ۔ ۴۔ Merovingian ۔
۵۔ Carolingian ۔ ۶۔ Charles Martel ۔

لمبارڈ

شہنشاہ آگسٹس کے زمانے میں لمبارڈ دریائے ایلب کے زیریں حصے میں آباد تھے اور رومیوں نے ۵ء میں انھیں شکست دی تھی ۔ اس کے بعد چار سو سال تک ان کی سرگزشت پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے ۔ ھنوں کی سلطنت میں وہ حصے دار بن گئے تھے ، جسٹینین نے ۵۵۳ء کے قریب انھیں زمینیں دے کر آباد کر دیا تھا ۔ اس اثنا میں والگا کی طرف سے ایک اور قبیلہ آ گیا ، جسے فرینکوں نے شکست دی (۵٦۵ء) اور وہ لمبارڈوں کے ساتھ مل گیا ۔ اس وقت لمبارڈ اٹلی کی طرف بڑھے ۔ اٹلی کو گاتھوں کے حملوں نے بہت تباہ کر دیا تھا ۔ قحط پڑا ہوا تھا ، وبائیں پھیلی ہوئی تھیں اور مدافعت کا کوئی بندوبست نہ ہو سکتا تھا۔ قسطنطنیہ کی طرف سے امداد کی اُمید ہو سکتی تھی، لیکن وھاں اس معاملے کو توجہ کے قابل ھی نہ سمجھا گیا اور ۵٦۸ء میں لمبارڈوں نے اٹلی کو مسخر کر لیا ۔ وہ عام طور پر تعداد میں بہت کم رہتے تھے اور دوسرے گروھوں کو ساتھ ملا کر قوت پیدا کر لیتے تھے ۔ اٹلی کی تسخیر کے ساتھ ھی انھوں نے اپنے لیے رومی القاب تجویز کر لیے ، اطالوی زبان بولنے لگے ۔ بہ ایں ھمہ لمبارڈوں کو اطالوی نہ سمجھا گیا ۔

پوپ گریگوری اعظم

اسی زمانے میں گریگوری اعظم (۵۹۰ء۔ ٦۰۴ء) گزرا ہے ۔ اس نے چھ خانقاھیں سسلی میں اور ایک خانقاہ رومہ میں قائم کی ، جس میں خود راھب بن کے بیٹھ گیا ۔ ۵۹۰ء میں پوپ منتخب ھوا اور اس نے پاپائیت کا نظم و نسق اعلیٰ پیمانے پر پہنچا دیا ۔ وہ جن امور پر زور دیتا تھا ان میں سے ایک یہ تھا کہ پادریوں کو

۱- Gregory the Great -

شادیاں نہ کرنی چاہئیں ۔ انتخابات کی کڑی نگرانی کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ پادریوں کے جرموں کا فیصلہ صرف پادری ہی کر سکتے ہیں ۔ کلیساؤں کی آمدنیوں کو اس نے چار حصوں میں تقسیم کر لیا تھا : ایک حصہ اسقفوں کے لیے تھا ، دوسرا پادریوں کے لیے ، تیسرا حصہ غریبوں میں خیرات کے طور پر تقسیم ہو جاتا تھا اور چوتھے حصے سے نئے گرجا تعمیر کیے جاتے تھے ۔

اس نے اپنا اثر بہت بڑھا لیا ۔ قسطنطنیہ کے بڑے مذہبی پیشوا کے خلاف بھی روسہ میں اپیلوں کا سلسلہ اسی کے زمانے سے شروع ہوا ۔ وہ پاپاؤں کے لیے مختاری مطلقہ کا دعویدار تھا ۔ شہروں کے لیے حاکم مقرر کرتا ، جرنیلوں کو جنگی ہدایات دیتا ، قسطنطنیہ سے فوج کی تنخواہ کے لیے روپیہ وصول کرتا ۔ لمبارڈوں کے خلاف وہ اطالویوں کا سب سے بڑا لیڈر بن گیا ۔ اسی نے ۵۹۶ء میں انگلستان اپنے مشنری بھیجے ، جن کا رئیس آگسٹائن تھا ۔

پاپاؤں کی عام کیفیت

نویں صدی میں بعض پوپ بڑے عظیم الشان ہوئے ، مثلاً نکولس اول۱ (۸۵۸ء—۸۶۷ء) مغرب کی مسیحی دنیا میں ایسے مختار کل مانا جاتا تھا ، لیکن اس کی وفات پر پاپاؤں کی قوت گھٹ گئی ، کیونکہ کوئی طاقتور حکمران ان کی پشتیبانی کے لیے موجود نہ تھا اور اٹلی میں جاگیردار نوابوں نے بڑی قوت حاصل کر لی تھی ۔ اس زمانے میں اسقف بھی پوپوں کے اقتدار سے ایک حد تک بے پروا ہو چکے تھے اور کلیسائی وحدت محض برائے نام باقی رہ گئی تھی ۔ گیارھویں صدی کے نصف آخر میں پاپاؤں نے جاگیرداروں کے مقابلے کا ڈھنگ سیکھ لیا تو پھر ان کی قوت بحال ہوئی اور کلیسا از سر نو ایک عظیم الشان نظام بن گیا ۔

۱- Nicholas -

فرانس جرمنی اور ہسپانیہ

شارل مین کی سلطنت

کارولنجی خاندان کی حکومت کا ذکر اُوپر آ چکا ہے - چارلس مارٹل کے بیٹے پپن سوم نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا - اس نے کایساؤں کو زمینیں اور جاگیریں دے کر راضی کر لیا - ۷۵۲ء میں فرینکوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا - پپن کو اپنا اقتدار بڑھانے کے لیے پاپاؤں کی مذہبی حمایت درکار تھی - پاپاؤں کو اس امر کی ضرورت تھی کہ لمبارڈوں کے پھیلتے ہوئے اقتدار کے پیش نظر کسی بڑی طاقت کی پشتیبانی حاصل ہو جائے ، اس طرح دونوں کا اتحاد ہو گیا اور پوپ سٹیفن ثانی نے خود گال (فرانس) پہنچ کر پپن کو اٹلی کا محافظ اور نائب السلطنت قرار دے دیا - ۷۵۴ء میں پپن فوج لے کر اٹلی پہنچا اور لمبارڈوں کو شکست دے کر وسیع جاگیریں پوپ کے حوالے کر دیں - یہ پاپاؤں کی دنیوی سلطنت کا آغاز تھا - پپن نے مغربی سمت میں بھی فتوحات کو جبل البرانس۱ تک پہنچا دیا جو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان واقع ہے - وفات پر اس کی سلطنت بیٹوں میں تقسیم ہو گئی - ۷۶۱ء

۱- Pyrenees - پیرنیز ، جسے عرب برانس کہتے تھے -

تک وہ ا ننہیں حکومت کرتے رہے - ۷۷۱ء سے چارلس کی مستقل سلطنت کا آغاز ہوا - یورپ کی تاریخ میں یہ پہلی عظیم الشان بادشاہی ہے - یہی چارلس ہے جسے چارلس اعظم یا شارل مین کہا گیا -

شارل مین کا عہدِ حکومت (۷۷۱ء - ۸۱۴ء)

شارلمین کشیدہ قامت اور کسرتی جسم کا آدمی تھا - اگرچہ لکھ نہ سکتا تھا لیکن یونانی اور لاطینی بھی بے تکلف بولتا تھا - اس کی پالیسی کے تین بنیادی نکتے تھے : اول تمام جرمنوں کو ایک حکومت کے ماتحت لے آنا ، چنانچہ سکینڈے نیویا اور برطانیہ کے سوا اس نے تمام جرمن علاقے متحد کر لیے - دوسرا نکتہ یہ تھا کہ پاپاؤں کے ساتھ اتحاد قائم رہے ، تیسرا یہ کہ کلیسا کے نظام کی اصلاح کے لیے ہر ممکن کوشش عمل میں لائی جائے -

اس کی فتوحات کی سرسری کیفیت یہ ہے :

۱- ۷۷۳ء-۷۷۴ء : لمبارڈی ، وینس ، ڈلمیشیا ، کارسیکا اور آسٹریا -

۲- ۷۸۷ء-۷۸۸ء : بویریا -

۳- سیکسنی کے ساتھ لڑائیاں ۷۸۵ء میں شروع ہو گئیں - اٹھارہ مہموں کے بعد اسے فتح کیا گیا اور وہاں مسیحیت کو جبرا جاری کر دیا گیا -

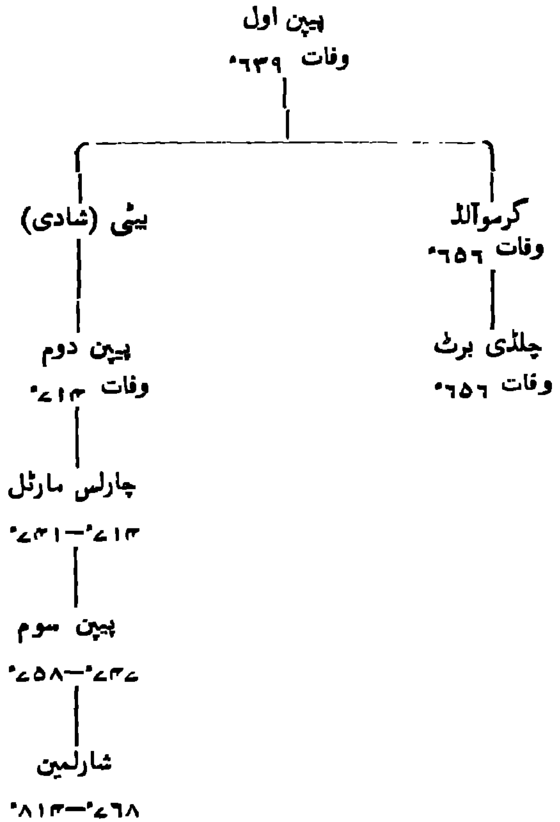
۴- ۷۹۵ء-۷۹۶ء : ڈینیوب کے زیریں علاقوں کے آواروں کو مسخر کیا -

۷۷۸ء میں شمالی ہسپانیہ کے مسلمانوں پر بھی حملہ کیا ، لیکن رانکس والس۱ کے مقام پر شکست فاش کھائی -

---

۱- Roncesvalles - یہ جبل برانس کے ایک درے کا نام ہے ، جسے عرب برب شاذر کہتے تھے-

شارلمین کا شجرہ



رُومی سلطنت کا احیاء

۷۹۹ء میں پوپ لیو سوم کے خلاف ایک سازش ہوئی اور فساد پھیل گیا ۔ پوپ نے رومہ سے نکل کر شارلمین کے دربار میں پناہ لی ۔ شارلمین ۸۰۰ء میں رومہ پہنچا اور پوپ سے کہا کہ جو الزامات اس کے خلاف عائد کیے جاتے ہیں ، حلف اُٹھا کر اُن کی تردید کرے ۔ کرسمس کے دن شام کے وقت سینٹ پیٹر کے گرجے میں شارلمین کو شاہی تاج پہنایا گیا ۔ اس طرح رومی سلطنت کو از سر نو زندہ کیا گیا ، لیکن شارلمین کو ہمیشہ اس تاجپوشی پر افسوس ہوتا رہا ، اس لیے کہ اب از سر نو دو شہنشاہیاں وجود میں آ گئی تھیں : ایک قسطنطنیہ کی اور دوسری رومہ کی اور ان دونوں کے درمیان کوئی حد مقرر نہ ہوئی تھی ۔ اس زمانے میں ملکہ آئیرین[1] قسطنطنیہ میں حکمران تھی ۔ سمجھا جاتا ہے کہ شارلمین ملکہ سے شادی کر کے دو عملی کو ختم کرنے اور پوری سلطنت کو متحد کر دینے کا خواہاں تھا ، لیکن یہ خواہش پوری نہ ہو سکی ۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ رومہ میں تاجپوشی کے باوجود شارلمین کی سلطنت آبادی اور انتظامی اداروں کے لحاظ سے اتنی رومی نہ تھی جتنی جرمن تھی ۔

نظامِ حکومت

شارلمین اپنی سلطنت کے تمام کلیساؤں پر کامل اقتدار کا دعویدار تھا ۔ وہی تمام معاملات کے متعلق قانون بناتا ، وہی مذہبی عہدیدار مقرر کرتا اور عقائد کے معاملات میں بھی اسی کے فیصلے حرف آخر مانے جاتے ۔ مذہبی کونسلوں کی صدارت بھی کرتا ۔

رومیوں کے زمانے میں مختلف لوگوں اور اداروں سے ٹیکس لیے

۱- Irene -

جاتے تھے ۔ شارلمین نے انھیں اڑا دیا اور خدمات کے معاوضے میں زمینیں دینے کا سلسلہ جاری کیا ۔ ادنیٰ درجے کے لوگوں کو ہر حال میں سرکاری خدمات انجام دینی پڑتیں ۔ مسلسل جنگوں نے چھوٹے کاشتکاروں کی حالت پر بہت برا اثر ڈالا تھا اور وہ غلام بن کر رہ گئے تھے ۔ شارلمین نے اس صورت حال کے انسداد کی کوشش کی ۔ مثلاً نہایت غریب کاشتکاروں کو جنگی خدمات سے معاف کر دیا اور چھوٹے کاشتکاروں سے کہا کہ وہ مشترکہ طور پر ضرورت کے وقت ایک سپاہی کا انتظام کر دیا کریں ۔ بڑے بڑے امرأ حذف کر دیے گئے اور چھوٹے امرأ کے ذریعے سے نظام حکومت چلنے لگا ۔

۸۱۴ء میں شارلمین کا انتقال ہوا ۔

نظام سلطنت میں انتشار

اس کے تین بیٹے تھے ، سلطنت تینوں میں تقسیم ہو گئی ۔ ہر نئے بادشاہ کی وفات پر اس کے بیٹے مختلف حصوں کو سنبھال لیتے ۔ اس طرح سلطنت میں انتشار کا عمل جاری ہوگیا ۔ نویں صدی میں مختلف وحشی قبیلوں کے حملے شروع ہو گئے ، ان کی وجہ سے سلطنت کے بچے کھچے نشان بھی مٹ گئے ۔ یہی زمانہ ہے جب مسلمانوں نے سسلی ، کارسیکا ، سارڈینیا (سردانیہ) اور جزائر بلیارک پر قبضہ کر لیا ۔ اس طرح بحیرۂ روم نے عملاً اسلامی جھیل کی حیثیت اختیار کر لی ۔ مسلمانوں کے حملے اٹلی اور جنوبی فرانس پر بھی جاری تھے ۔ ۸۴۶ء میں خود رومہ پر حملہ ہوا ۔

سلطنت فرانس کا آغاز

شارلمین کے پوتے چارلس دوم کے حصے میں جو سلطنت آئی تھی ، وہ موجودہ زمانے کے فرانس پر مشتمل تھی ۔ ۸۴۳ء سے اس سلطنت کی ابتدا ہوئی ۔ ۹۸۷ء تک شارلمین کی اولاد اس پر قابض رہی ۔ ۹۸۷ء میں ھیو کیپے کو بادشاہ منتخب کر لیا گیا ۔ اس وقت

سے وہ خاندان برسر اقتدار آیا جس کا سلسلہ انقلاب فرانس تک جاری رہا - نپولین کے بعد بھی اس خاندان کے افراد نے کچھ دیر حکومت کی۔

جرمن سلطنت جرمنی میں مستقل سلطنت کا آغاز شارلمین کے پوتے لوئی سے ہوا تھا - اس کے وارث ۹۱۱ء تک بر سر اقتدار رہے ، پھر مغربی فرینکوں کی حکومت ختم ہو گئی اور ۹۱۱ء میں کنراڈ[۱] اول بادشاہ منتخب ہوا جو پہلے فرینکونیا کا ڈیوک تھا - اس نے ۹۱۸ء میں سیکسنی کے ڈیوک ھنری کو اپنا جانشین تجویز کیا - اس سے جرمن بادشاھوں کی مستقل سلطنت شروع ھوئی - ھنری کے بیٹے آٹو اول نے دو مرتبہ اٹلی پر یورشیں کیں - ۹۶۲ء میں پوپ نے اسے شہنشاھی کا تاج پہنایا اور از سر نو مغرب میں روسی سلطنت کا آغاز ھوا - ان بادشاھوں کے ساتھ آھستہ آھستہ جاگیردار نواب بڑی حد تک خود مختار بنتے گئے -

ہسپانیہ پانچویں صدی مسیحی میں مغربی گاتھوں کی سلطنت فرانس کے دریائے لوئر[۲] سے جبل طارق تک اور دریائے رون[۳] سے خلیج بسکے تک پھیل گئی تھی اور طولوز[۴] اس کا دارالحکومت تھا - کلووس نے ۵۰۷ء میں مغربی گاتھوں کو فرانس سے نکال کر جبل براتس کے پار پہنچا دیا - اس وقت سے طلیطلہ[۵] ان کا دارالحکومت بن گیا - یہ لوگ پہلے آریوسی بن گئے

۱- Conrad -

۲- Loire - فرانس کا دریا -

۳- Rhone - فرانس کا دریا -

۴- Toulouse - فرانس کا مشہور شہر -

۵- Toledo -

تھے ، پھر انھوں نے رومن کیتھولک مذہب اختیار کر لیا اور پورے زور شور سے مذہب کو پھیلانے لگے ۔ ۶۰۰ء میں یہودیوں کے نام حکم جاری ہوا کہ وہ بے تامل بپتسما لے لیں ۔ علاوہ بریں ان پر برابر جبر و تشدد ہوتا رہا ، اسی لیے انھوں نے ۷۱۱ء میں مسلمانوں کا خیر مقدم کیا ۔ اس سلسلے میں اسلامی تاریخ کے لیے جلد اول ملاحظہ فرمائیے ۔

یہاں اتنا بتا دینا چاہیے کہ مسلمانوں کی فتوحات کے باوجود شمالی و مشرق ھسپانیہ میں کچھ علاقے مسیحیوں کے پاس باقی رہ گئے تھے اور ان میں چھوٹی چھوٹی بادشاھیاں قائم ہو گئی تھیں ، جن کے درمیان دیر تک کشمکش جاری رہی ۔ آخر کیسٹیل کے حکمران فرڈیننڈ نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کرکے ۱۰۳۷ء میں بادشاہ کا لقب اختیار کیا ۔

جزائر برطانیہ

انگلستان تاریخی دور سے پہلے برطانیہ میں جو باشندے آباد تھے، ان کا تعلق مختلف نسلوں سے تھا اور وہ مختلف سمتوں سے یہاں پہنچے تھے ۔ ان میں زیادہ تر تعداد برٹنوں کی تھی ، جن کی وجہ سے جزیرے کا نام برطانیہ پڑا ۔ یہ لوگ اب تک ویلز میں موجود ھیں ۔ ان کے مذھبی پیشواؤں کو ڈروئڈ۱ کہتے تھے ۔ مذھب کے علاوہ تعلیم اور مقدمات کے فیصلے بھی وھی کرتے تھے ۔

۵۵ ق م میں جولیس سیزر نے رومی فوج کے ساتھ برطانیہ پر حملہ کیا اور اس وقت سے ۴۵۰ء تک انگلستان کا بڑا حصہ رومیوں کے قبضے میں رھا ۔ برٹنوں نے چند مرتبہ اس قبضے سے نجات حاصل کرنے کے لیے قومی جد و جہد کا بندوبست کیا ، لیکن وہ ناکام رھے ۔ اس سلسلے میں برٹنوں کی ایک ملکہ بوڈیشیا۲ خاص طور پر قابل ذکر ھے اور وہ اب تک قومی ھیروئین مانی جاتی ھے ۔

نئے قبائلی حملے چوتھی صدی عیسوی میں باھر سے نئے وحشی قبیلوں کے حملے شروع ھو گئے ۔ ادھر رومی سلطنت میں زوال آ گیا اور برطانیہ پر رومیوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ۔ یہی زمانہ ھے جس میں برطانیہ کے اندر مختلف

۱- Druids -   ۲- Boadicea -

چھوٹی چھوٹی حکومتیں بن گئیں ۔ انھیں حکومات ہفت گانہ[۱] کہا جاتا ہے ۔

یہی زمانہ ہے جس میں برطانیہ کے اندر مسیحیت کی تبلیغ شروع ہوئی اور مختلف علاقے آہستہ آہستہ اس نئے مذہب کے حلقہ بگوش بننے لگے ۔ واضح رہے کہ اس زمانے کی تاریخ کے متعلق زیادہ معلومات موجود نہیں ، پرانے قصے کہانیاں ہیں ، جنھیں سامنے رکھ کر ایک تاریخی خاکہ تیار کر لیا گیا ۔

نویں اور دسویں صدی عیسوی

آٹھویں صدی کے اواخر میں برطانیہ پر ڈین قوم کے حملے شروع ہو گئے ۔ ان کے بعد ناروے کے بحر پیماؤں کا سیلاب امڈ آیا ۔ جنھیں وائی کنگ[۲] کہتے تھے ۔ ڈینیوں کے مقابلے میں برطانوی بادشاہ ایلفرڈ[۳] (۸۷۱ء—۸۹۹ء) نے بڑی ناموری حاصل کی اور تاریخ میں اسے ایلفرڈ اعظم کہا گیا ۔ وہ بڑی بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا رہا ۔ آخر اسے دریائے ٹیمز سے اوپر انگلستان کے مشرق و شمالی حصے میں ایک وسیع علاقہ ڈینیوں کے حوالے کرنا پڑا ، جس کا نام ڈین لا[۴] مشہور ہوا ۔ باقی حصہ ایلفرڈ کے قبضے میں رہا ۔

ایلفرڈ کے بعد اس کی اولاد حکمران رہی ، پھر دسویں صدی کے آخر میں ڈنمارک کے بادشاہ نے حملہ کیا ۔ اس خاندان کا

۱- Heptarchy ۔ یعنی ویسکس ایسکس، سیسکس، کینٹ ، ایسٹ اینگلیا ، مرسیا اور نارتھمبریا کی حکومتیں ۔

۲- Viking ۔ ۳- Alfred ۔

۴- Danelaw ۔ اس کے لفظی معنی ہیں وہ علاقہ جس میں ڈینوں کا قانون جاری تھا ۔ یہ اس علاقہ کے لیے استعمال ہوتا تھا جو ڈینوں کے حوالے کیا گیا تھا ۔

یک حکمران قدم جما کر انگلستان میں بیٹھ گیا اور باقاعدہ محاصل وصول کرنے لگا ۔

ایڈورڈ کنفیسر
سنہ ۱۰۴۲ سے سنہ ۱۰۶۶

ڈنمارک کا جو بادشاہ انگلستان پر قابض ہوا تھا ، وہ مر گیا ۔ اُس کے بیٹوں میں سے کوئی بھی حکمرانی کے قابل نہ نکلا، لہذا ۱۰۴۲ء میں اُس کی حکومت ختم ہو گئی اور ایلفرڈ کی اولاد میں سے ایڈورڈ بادشاہ بنا ۔ وہ مذہب کا بڑا پابند تھا اور عام لوگ اسے خدا رسیدہ سمجھتے تھے ، اسی وجہ سے اسے کنفیسر[۱] کا لقب دے دیا گیا ۔

ایڈورڈ پر فرانس کا اثر زیادہ تھا اور اس نے ساری تربیت نارمنوں کے دربار میں پائی تھی ۔ اس نے انگلستان میں بھی وھی طور طریقے رائج کرنے کی کوشش کی ۔ اس زمانے میں جتنے امیر تھے اُن میں سے گاڈون[۲] کو بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا ۔ اسی کی بیٹی سے ایڈورڈ کی شادی ہوئی تھی ۔ وھی در اصل کار و بار سلطنت کا مختار تھا ۔ پھر اُس کا بیٹا هیرلڈ مختار بنا ۔ هیرلڈ ایک مرتبہ رودبار انگلستان میں سے آتا ہوا طوفان میں گھر گیا اور اُس کا جہاز نارمنڈی کے ساحل پر جا پہنچا ، جہاں ایڈورڈ کا ایک رشتہ دار ولیم حکمران تھا ۔ اس نے موقعے سے فائدہ اٹھا کر هیرلڈ سے حلف اٹھوایا کہ ایڈورڈ کے بعد انگلستان کی حکومت ولیم کو دلانے میں پوری مدد کی جائے گی ۔ چونکہ ایدورڈ کے کوئی اولاد نہ

۱- Confessor ۔ اس کے لفظی معنی هیں اقرار و اعتراف کرنے والا ۔ مسیحی اصطلاح میں یہ لفظ ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا جو مذہب کے سلسلے میں تمام امتحانات برداشت کر لیتے تھے ۔

۲- Godwin ۔

تھی ، اس لیے ولیم نے یہ دعویٰ کر دیا کہ ایڈورڈ نے اسی کو اپنا جانشین تجویز کر دیا ہے ۔

جنگ ہیسٹنگز

ایڈورڈ کی وفات پر ہیرلڈ نے خود تاج و تخت سنبھال لینے کا فیصلہ کیا ۔ ادھر ولیم پوری تیاری کے بعد انگلستان پر حملہ آور ہوا ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۰۶۶ء کو ہیسٹنگز[۱] کے مقام پر جنگ ہوئی ، جس میں ہیرلڈ مارا گیا اور ولیم انگلستان کا بادشاہ بن گیا ۔

سکاٹ لینڈ

انگلستان کی طرح سکاٹ لینڈ میں بھی مختلف قومیں آباد ہوئیں ۔ پانچویں صدی مسیحی میں پورا ملک چار سیاسی حصوں میں بٹ گیا تھا ۔ ساتویں صدی مسیحی کے آخر میں انگریزوں کا اثر ختم ہوا اور سکاٹ لینڈ کے لوگوں نے اپنی مستقل حیثیت پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ اس اثنا میں سکینڈے نیویا کی طرف سے حملے شروع ہو گئے ۔ ۱۰۳۴ء میں چاروں سیاسی علاقوں کے درمیان وحدت پایۂ تکمیل کو پہنچی ۔ اس وقت یہ حالت تھی کہ سکاٹ لینڈ کے شمالی حصے اور آس پاس کے جزیروں میں سکینڈے نیویا والوں کا اقتدار تھا اور انگلستان کی حکومت سکاٹ لینڈ کو اپنے تابع لانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

آئرلینڈ

آئرلینڈ میں بھی باہر سے وحشی قبیلوں کی آمد جاری رہی ۔ پانچویں صدی مسیحی میں مسیحیت کے مبلغ پہنچے اور راہبانہ زندگی کا ایک ایسا نظام قائم ہوا ، جس کی مثالیں ہر جگہ نہیں ملتیں ۔ تین سو سال تک یہ نظام اعلیٰ پیمانے پر قائم رہا ۔ آٹھویں صدی کے آخر میں شمال کی طرف سے بحر پیماؤں کے حملے شروع ہو گئے ۔ ۱۱۷۱ء میں انگلستان کے نارمن بادشاہ ہنری دوم نے پوپ کے فرمان کے مطابق آئرلینڈ پر حملہ کر دیا اور وہاں اپنا اقتدار قائم کر لیا ۔

۱- Hastings ۔ انگلستان کے جنوبی ساحل کی ایک بندرگاہ ۔

سلطنتِ قسطنطنیہ

جسٹینین
۵۲۷ء ۔ ۵۶۵ء

مشرق رومی سلطنت کا شاہنشاہ جسٹینین[1] ۵۱۸ء سے اپنے چچا جسٹن کا مختار چلا آتا تھا ۔ بادشاہ بنتے ہی اس نے عالمگیر مسیحی رومی سلطنت کو از سر نو طاقتور بنانے کی کوششیں شروع کر دیں ۔ چنانچہ اس کا پورا دور حکومت مشرق و مغرب میں لڑائیوں سے معمور ہے ۔ پہلے ایران سے لڑائیاں شروع ہوئیں ۔ ۵۳۳ء سے ۵۴۳ء تک اس نے شمالی افریقہ کو مسخر کیا ۔ اسی زمانے میں وہ اٹلی پر حملہ آور ہوا اور وہاں سے مشرق گاتھوں کو نکال کر پوری اٹلی میں شاہنشاہی فرمان روائی کا سکہ جاری کر دیا ۔

ایران میں اس وقت خسرو اول یعنی نوشیرواں حکمران تھا ۔ ۵۴۰ء میں پھر ایران سے لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ، جو بارہ سال جاری رہا ۔ ۵۵۴ء میں جسٹینین نے جنوبی و مشرق ہسپانیہ پر بھی قبضہ جما لیا ۔ اس کے عہد حکومت میں انتظامی حالت بہت سدھر گئی ۔ قانونی نظام اعلیٰ پیمانے پر پہنچ گیا ، علم و ادب کو فروغ ہوا ، مسیحیت کے داخلی جھگڑے مٹانے

---

۱ ۔ Justinian ۔

میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی - بہت سی نئی عمارتیں بنیں ، جن میں سے ایاصوفیا کا گرجا بطور خاص قابل ذکر ہے -

متفرق شاہنشاہ
۵۶۵ء سے ۶۱۰ء

جسٹینین کے بعد چالیس پینتالیس سال میں چار بادشاہ بدلے - ان کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ یہ ہے کہ ایران کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں - ۵۷۵ء میں نوشیرواں کی فوجوں نے کپا ڈوشیا تک کا علاقہ پامال کر ڈالا ، پھر اسے پیچھے ہٹنا پڑا - ۵۷۹ء میں اس نے وفات پائی اور خسرو پرویز کا دور شروع ہوا ، جو پرانی ایرانی عظمت کا آخری دور ہے - اس نے ایک مرتبہ باغیوں کے مقابلے میں راہ فرار اختیار کی تھی اور قسطنطنیہ کے شاہنشاہ نے فوجی مدد دے کر اسے دوبارہ تاج و تخت واپس دلایا ، لیکن ۶۰۲ء میں خود اس نے مشرقی شاہنشاہی کے خلاف لڑائیاں شروع کر دیں -

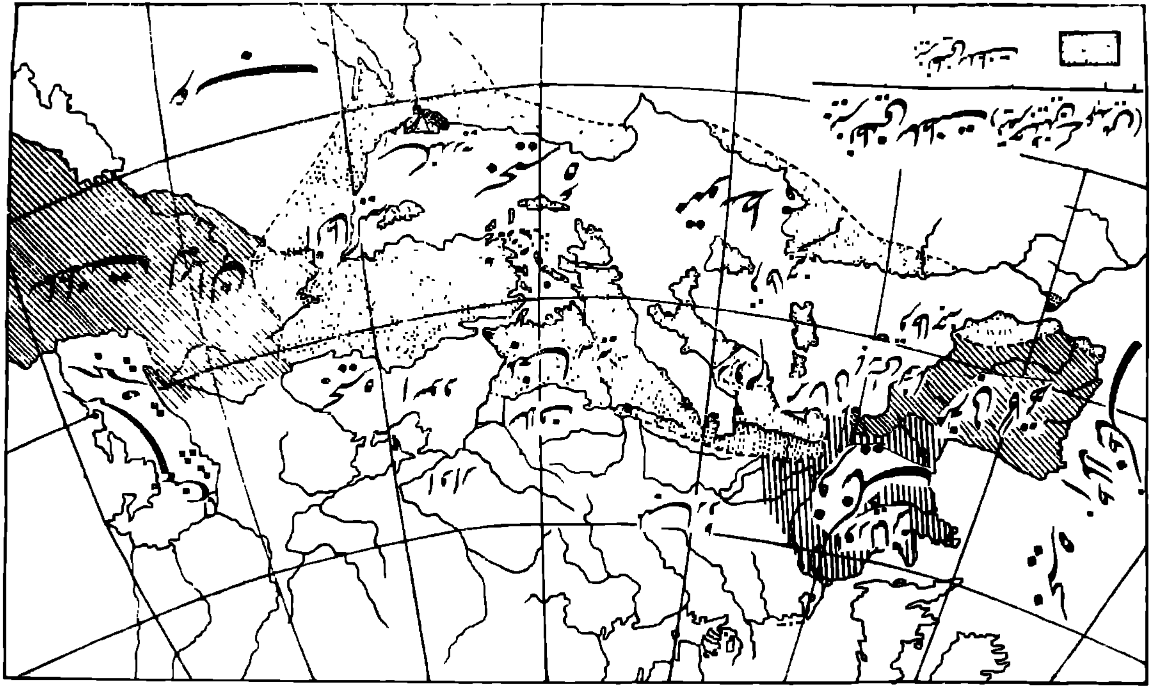
ہرقل اوّل
۶۱۰ء سے ۶۴۱ء

اس کا تعلق یونانی خاندان سے تھا اور اس سے قسطنطنیہ میں یونانی شاہنشاہی کا دور شروع ہوا - اسی سے شام ، مصر وغیرہ میں مسلمانوں کو لڑائیاں پیش آئیں -

۶۱۱ء میں ایران کے ساتھ لڑائیاں شروع ہو گئیں- ایرانیوں نے شام ، فلسطین اور ایشیائے کوچک کے مختلف حصوں کو پامال کرنے کے علاوہ مصر پر بھی قبضہ کر لیا - یروشلم کو بری طرح تباہ کیا اور اس مقدس صلیب کو اٹھا کر مدائن۱ لے آئے جس کے متعلق

۱- Ctesiphon (ٹسی فون) کا ذکر پہلے آ چکا ہے - یہاں یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عراق کا یہ قدیم شہر بغداد سے قریباً پچیس میل جنوب میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھا - چونکہ

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۷۵



سلطنت بیزنطینی (عہد جسٹینین)
بیزنطینی سلطنت

مشہور تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اسی پر چڑھایا گیا تھا - ۶۲۲ء کے بعد ایرانیوں کی شکستوں کا دور شروع ہو گیا - ہرقل نے اپنی فوج خوب تیار کر لی - ۱۲ دسمبر ۶۲۷ء کو جنگ نینویٰ میں ایرانیوں نے شکست فاش کھائی اور رومی مدائن پہنچ گئے - اگلے سال خسرو پرویز مارا گیا اور ایرانی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا -

عربوں کی فتوحات

قسطنطنیہ پر سلافیوں اور آواروں نے بھی خشکی اور تری کے راستے حملے کیے، لیکن ہرقل نے ان کا جم کر مقابلہ کیا، پھر اسے عربوں سے لڑائیاں پیش آئیں، جنھوں نے ۶۳۵ء میں دمشق فتح کیا - ۶۳۶ء میں بمقام یرموک رومیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور پورے شام پر قبضہ کر لیا - ۶۳۷ء میں یروشلم کی حوالگی عمل میں آئی - تین سال بعد مصر فتح ہو گیا -

---

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۱۷۴

یہاں مختلف اوقات میں کئی شہر آباد ہو چکے تھے، اس لیے عرب اس مقام کو مدائن (مدینہ کی جمع) کہتے تھے - مسلمانوں نے اسے ۶۳۷ء میں فتح کیا تھا - یہاں نوشیرواں نے ایک عالی شان عمارت بنائی تھی جو طاق کسریٰ کے نام سے مشہور تھی - اس کے کھنڈر اب تک باقی ہیں - ایرانیوں نے اس مقام کو اپنا زمستانی دارالحکومت قرار دے لیا تھا - ضمناً یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ ایرانیوں کی فتوحات کے دور کمال میں قرآن مجید کی جس پیشین گوئی کا ذکر پہلے آ چکا ہے، یہ ہے الم غلبت الروم فی ادنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین (مغلوب ہو گئے ہیں رومی پاس والے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے، چند برسوں میں) - چنانچہ یہ پیشین گوئی ہرقل اور خسرو پرویز کے وقت میں پوری ہوئی -

متفرق واقعات

ہرقل کے بعد اس کی اولاد حکمراں رہی۔ عربوں نے ۶۴۷ء میں شمالی افریقہ مسخر کر لیا۔ ۶۴۸ء میں قبرص لے لیا۔ ۶۷۳ء سے ۶۷۸ء تک قسطنطنیہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ ۷۱۷ء–۷۱۸ء میں دوبارہ قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا، پھر اُمویوں اور عباسیوں کے زمانے میں برابر شاہنشاہان قسطنطنیہ سے لڑائیاں جاری رہیں۔ اور شاہنشاہ مختلف اوقات میں دربار خلافت کو خراج دیتے رہے۔ اس اثنا میں قسطنطنیہ کی سلطنت برابر کمزور ہوتی گئی اور جو علاقے اس کے ماتحت تھے، ان میں خود مختاری کی تحریکیں اٹھتی رہیں، چنانچہ بلغاریوں نے ساتویں آٹھویں صدی میں اپنی الگ سلطنت بنا لی جو ۱۰۱۸ء تک باقی رہی۔

(اس سلسلے میں جن واقعات کا تعلق تاریخ اسلام سے ہے، ان کے لیے اسی کتاب کا حصۂ اول ملاحظہ فرمائیے، یعنی انسائیکلوپیڈیا تاریخ اسلام)۔

شاہان برطانیہ

(نارمن اور پلینٹیجنٹ)

ولیم اول (فاتح)
۱۰۶۶ء—۱۰۸۷ء

- بیٹی (سٹیفن سے شادی)
  - سٹیفن
    ۱۱۳۵ء—۱۱۵۴ء
- ہنری اول
  ۱۱۰۰ء—۱۱۳۵ء
  - بیٹی (شادی جیوفرے پلینٹیجنٹ سے ہوئی)
    - ہنری دوم
      ۱۱۵۴ء—۱۱۸۹ء
      - جان
        ۱۱۹۹ء—۱۲۱۶ء
        - ہنری سوم
          ۱۲۱۶ء—۱۲۷۲ء
          - بیٹی (الگزانڈر سوم شاہ سکاٹ لینڈ سے شادی ہوئی)
          - ایڈورڈ اول
            ۱۲۷۲ء—۱۳۰۷ء
            - ایڈورڈ دوم
              ۱۳۱۷ء—۱۳۲۷ء
              - ایڈورڈ سوم
                ۱۳۲۷—۱۳۷۷ء
      - رچرڈ اول "شیر دل"
        ۱۱۸۹ء—۱۱۹۹ء
- ولیم دوم
  ۱۰۸۷ء—۱۱۰۰ء

درمیانی دَور

جزائر برطانیہ

انگلستان

۱۰۶۶ء – ۱۳۰۷ء

جنگ ہیسٹنگز کے بعد ولیم نے بہ آسانی انگلستان پر قبضہ کر لیا ۔ مقابلے اور مزاحمت کی جو تحریکیں اٹھیں وہ سختی سے دبا دی گئیں ۔ نارمنوں کے عہد میں جاگیرداری کا پرانا نظام قائم رہا ، یعنی پوری زمین کا اصل مالک بادشاہ تھا ، لیکن اس نے اپنے سرداروں کو بڑی بڑی جاگیریں دے دیں اور ان سے جاگیروں کے مطابق فوجیں رکھنے کا عہد لے لیا ۔ نصف سے کچھ کم زمین نارمن سرداروں کو مل گئی ۔ ۱/۶ زمین براہ راست بادشاہ کی جاگیر قرار پائی ۔ حکم دے دیا گیا کہ کوئی شخص بادشاہ کی اجازت کے بغیر قلعہ تعمیر نہ کر سکے گا ۔ مشورے کے لیے ایک مجلس بنا دی گئی جس کے اجلاس وقتاً فوقتاً ہوتے تھے ۔ کلیساؤں کے قبضے میں جتنی زمینیں تھیں وہ بدستور باقی رہیں ، لیکن بادشاہ نے بڑے بڑے مذہبی عہدے داروں کا تقرر اپنے ہاتھ میں رکھا ۔ ۱۰۸۶ء میں بندوبست شروع ہوا ، جس

میں تمام شہریوں کی گزشتہ و موجودہ ملکیت اور اس کی مقدار تفصیلاً درج کی گئی ۔ جس کتاب میں یہ تفصیلات درج ہوئیں اسے ڈومس ڈے بک۱ کہتے تھے ۔ یہی اندراجات محاصل اور انتظامات کی بنیاد قرار پائے ۔

ولیم کے جانشین

ولیم ۱۰۸۷ء میں مر گیا اور اس کا بیٹا ولیم ثانی بادشاہ بنا ۔ اس سے اکثر لوگ ناراض تھے اور وہ ۱۱۰۰ء میں مارا گیا ۔ پھر اس کا بیٹا ہنری اول تخت نشین ہوا ۔ اس کے عہد میں تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہوا ۔

پلینٹیجنٹ خاندان

ہنری اول کے بعد اس کا نواسہ ہنری دوم تخت پر بیٹھا ۔ اس سے پلینٹیجنٹ۲ خاندان کی حکومت شروع ہوئی ۔ ہنری نے اپنی مستعدی سے تمام علاقوں میں امن بحال کیا ۔ جو علاقے سابقہ حکمرانوں کی بد نظمی میں چھن گئے تھے، انہیں دوبارہ مسخر کیا ۔ اس سے پہلے جو انتظامی طریقے

۱۔ Domes day Book ۔ '' ڈومس ڈے '' کے لفظی معنی ہیں '' یوم الدین '' یعنی فیصلے کا دن ، لیکن تاریخ انگلستان کی اصطلاح میں یہ لفظ اس کتاب یا یادداشت کے متعلق استعمال ہوتا ہے ، جس میں ولیم نے بندوبست اراضی کی تمام تفصیلات درج کی تھیں ۔

۲۔ Plantagenet ۔ ہنری کی ایک بیٹی مٹلڈا تھی جس کی شادی آنجو (Angou) کے رئیس جیوفرے سے ہوئی تھی ۔ چونکہ اس خاندان کا نشان ایک جھاڑی تھی جو زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور اسے پلینٹیجنٹ کہتے ہیں ، اس لیے پورے خاندان کو پلینٹیجنٹ کہنے لگے ۔

جاری تھے ان میں پادریوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا ۔ ھنری نے اس اقتدار کو توڑنے کے لیے اپنے ایک خاص رفیق ٹامس بیکٹ۱ کو کنٹربری کا آرچ بشپ بنا دیا ، جو انگلستان میں سب سے بڑا مذھبی عہدہ تھا ، لیکن بیکٹ نے بادشاہ کی حمایت کے بجائے مذھبی اداروں کے اقتدار کی حمایت شروع کر دی ۔ ھنری کو اس پر سخت غصہ آیا اور اس کے ایما پر بیکٹ مارا گیا ۔ اب مجبور ھو کر ھنری کو مذھبی اداروں اور پوپ کا اقتدار قبول کرنا پڑا۔ یہ سلسلہ ھنری ھفتم کے عہد تک جاری رھا ۔

ھنری نے عدالتی اصلاحات بھی کیں ۔ مالیات کے محکمے کو بھی از سر نو منظم کیا ۔ تجارت کو بھی فروغ حاصل ھوا ۔ پھر اس کا بیٹا رچرڈ اول جانشین ھوا جس نے ''شیر دل'' کے لقب سے شہرت پائی ۔ یہ شخص تیسری صلیبی جنگ میں خود شریک ھوا تھا ۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے مقابلے میں شکست کھائی اور اپنی ھمشیرہ کی شادی سلطان کے بھائی سے کرکے واپس ھوا ۔ راستے میں گرفتار ھو گیا اور بڑی بھاری رقم فدیے میں دے کر رھائی پائی ۔

جمہوریت کا سنگِ بنیاد

۱۱۹۹ء میں رچرڈ کی وفات پر اس کا بھائی جان۲ بادشاہ بنا ۔ اس نے پہلے اپنی نالائقی سے پوپ کے ساتھ کشمکش شروع کر لی اور اس کے خلاف سخت مذھبی احکام جاری ھوے ، پھر بڑے بڑے امیروں اور جاگیرداروں کو ناراض کر لیا ۔ اسے روپے کی ھر وقت ضرورت رھتی تھی اور روپیہ امیروں اور جاگیرداروں کی مرضی کے بغیر وصول نہ ھو سکتا تھا ۔ امیروں نے اپنے حقوق کا ایک خاص مرقع

۱- Thomas Becket -

۲- John -

تیار کیا اور کہا کہ جب تک بادشاہ اسے قبول نہیں کرے گا وہ کوئی امداد دینے کے لیے تیار نہیں - ۱۲۱۴ء میں بادشاہ نے مجبور ہو کر اس مرقعے پر دستخط کر دیے - تاریخ میں یہ منشور میکنا کارٹا[1] یعنی منشور کبیر کے نام سے مشہور ہوا - اس کے رو سے بادشاہ نے امیروں ، تاجروں ، زراعت پیشہ لوگوں اور مذہبی گروہ کے لیے خاص مراعات منظور کی تھیں - یہی منشور انگلستان میں جمہوریت کا سنگ بنیاد سمجھا جاتا ہے - جان نے ۱۲۱۶ء میں وفات پائی اور اس کا بیٹا ھنری سوم کے لقب سے جانشین ھوا - وہ صرف نو سال کا تھا - ولیم مارشل جو پمبروک کا ارل تھا ، نائب السلطنت بنا - وہ بڑا قابل شخص تھا اور اس نے انتظام اعلیٰ پیمانے پر جاری رکھا - اسکی وفات کے بعد انتظامی حالات ویسے نہ رہے -

بادشاہ اور اُمرا میں اختلاف

بادشاہ کو روپے کی سخت ضرورت پیش آ گئی - ایک طرف ویلز میں بغاوت جاری تھی ، دوسری طرف فرانس کے خلاف جو جنگ ۱۲۴۲ء میں شروع کر لی گئی تھی ، وہ گراں قدر مصارف کا باعث بن گئی اور اس سے کوئی اچھا نتیجہ نکلنے کی اُمید نہ تھی - ساتھ ساتھ پوپ انگریزی کلیساؤں سے روپے کا مطالبہ کر رھا تھا اور اس کی طرف سے مختلف مذھبی اوقاف کے لیے جو احکام جاری ھو رہے تھے ، ان کی تعمیل بہت مشکل ھو گئی تھی -

مصارف میں زیادتی اور انتظامات میں خرابی کے اور بھی کئی سبب تھے ، مثلاً ھنری کی شادی فرانس میں ھوئی تھی - اس وجہ سے وھاں کے لوگ بہ کثرت انگلستان آنے لگے ، پھر ھنری نے پوپ کے کہنے پر اپنے دوسرے بیٹے کے لیے سسلی کا تاج قبول کر لیا اور اپنے بھائی کو اجازت دے دی کہ شاھنشاھی کے لیے انتخاب

۱- Magna Carta -

میں شریک ہو جائے ۔ آخر میں یہ تجویز پیش ہوگئی کہ ملک کی پوری آمدنی کا ایک تہائی حصہ پوپ کے حوالے کر دیا جائے ۔ ان حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام لوگ ناراض ہو گئے ۔ امرأ کی ایک کمیٹی نے ، جو چوبیس افراد پر مشتمل تھی ، اصلاحی سکیم پیش کر دی ۔ ھنری نے اس سکیم کو توڑنے کی کوشش کی ۔ اس طرح خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا ، جس میں بادشاہ کے بہنوئی سائمن ڈی مان فرٹ۱ نے اصلاحی گروہ کی سرداری قبول کر لی ۔ بادشاہ کو شکست ہوئی اور سائمن نے پورا انتظامی کاروبار اپنے ھاتھ میں لے لیا ۔ بادشاہ نے مشورے کے لیے جو مجلس بنا رکھی تھی ، اسے پہلے مجلس کبیر۲ کہتے تھے ، ۱۲۴۰ء میں اس کا نام پارلیمنٹ رکھا گیا ، جو آج تک جاری ہے ۔ ۱۲۶۵ء میں سائمن نے ایک نمائندہ پارلیمنٹ بلائی ۔ بادشاہ کا بڑا بیٹا ایڈورڈ پہلے اصلاحی پارٹی کے ساتھ تھا ، پھر وہ ان امیروں کا طرفدار بن گیا جو بادشاہ کے حامی تھے ۔ اس نے سائمن کو شکست دی ۔ اقتدار دوبارہ ھنری کے ھاتھ میں آ گیا ، لیکن وہ محض برائے نام حکمران تھا ۔ سارا کاروبار ایڈورڈ چلاتا تھا ۔ ۱۲۷۲ء میں ھنری کی وفات پر ایڈورڈ بادشاہ بنا ۔ چونکہ اس نام کے متعدد بادشاہ انگلستان کے تخت پر بیٹھے ، اس لیے امتیاز کی خاطر اسے ایڈورڈ اول کہتے ھیں ۔

ایڈورڈ اوّل کا عہدِ حکومت

ایڈورڈ اول جو ۱۲۷۲ء سے ۱۳۰۷ء تک حکمران رھا ، انگلستان کے بڑے قابل اور مستعد حکمرانوں میں گنا جاتا ہے ۔ اس نے ویلز کے باغی شہزادے کو میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتارا ۔ اس کے

۱- Simon de Montfort -

۲- Great Council -

بھائی کو گرفتار کر کے قتل کرایا اور ویلز میں اپنا سکہ جاری کر دیا ۔ اسی کے زمانے سے انگلستان کے ولی عہد کے لیے پرنس آف ویلز کا لقب تجویز ہوا ۔

سکاٹ لینڈ میں سر کشی جاری تھی اور تین شخص تاج و تخت کے دعوے دار تھے ۔ تینوں نے ایڈورڈ کو ثالث مان لیا ۔ جس اُمید وار نے شاہ انگلستان کی وفاداری کا حلف اٹھایا ، ایڈورڈ نے فیصلہ اس کے حق میں صادر کر دیا ۔ پھر کشمکش شروع ہو گئی ، جس میں ایڈورڈ اپنی وفات تک مصروف کار زار رہا ۔ سکاٹ لینڈ کی آزادی کے علمداروں میں سے ولیم والیس۱ اور رابرٹ بروس۲ خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

یہودیوں کے خلاف مسیحیوں کا تعصب بہت تیز تھا ۔ اسی کی بنا پر ایڈورڈ نے ۱۲۹۰ء میں یہودیوں کو انگلستان سے نکل جانے کا حکم دے دیا ۔ ۱۲۹۵ء میں ایک نمایندہ پارلیمنٹ بلائی گئی ، جس میں بشپ ، ایبٹ ، بڑے بڑے امیر ، نامور جنگ جو اور دوسرے قصباتی اور مذہبی حلقوں کے نمایندے شریک تھے ۔ میگنا کارٹا یعنی "منشور کبیر" کی تصدیق کر دی گئی اور اس کے ساتھ ایک دفعہ بڑھا دی گئی کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر بادشاہ کوئی غیر جاگیرداری محصول نافذ نہ کرے گا ۔ ایڈورڈ کے عہد میں متوسط طبقے کے لوگوں سے بار بار مشورے لیے گئے اور یہ امر جمہوری مقاصد کے لیے بہت مفید ثابت ہوا ۔ عدالتوں کی اصلاح بھی کی گئی ۔ ایک سالنامہ شائع ہونے لگا جس میں تمام عدالتی کاروائیوں کی تفصیل درج ہوتی تھی ۔ کیمبرج یونیورسٹی

۱- William Wallace ۔

۲- Robert Bruce ۔

کی بنیاد ۱۲۰۹ء میں پڑ چکی تھی ، پھر یونیورسٹی کالج اور دوسرے کالجوں کا بندوبست ہوتا گیا ۔ آکسفورڈ میں بھی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کر دیا گیا ۔ ۱۳۰۷ء میں ایڈورڈ اول کا انتقال ہوا ۔

سکاٹ لینڈ سکاٹ لینڈ کے متعلق گیارھویں صدی سے تیرھویں صدی تک کوئی خاص واقعہ اس کے سوا قابل ذکر نہیں کہ جب انگلستان میں بادشاہی نظام اچھی حیثیت اختیار کر لیتا تھا تو سکاٹ لینڈ رسمی طور پر اس کے تابع ہو جاتا تھا ۔ جب خود انگلستان میں بادشاہی نظام پر ضعف طاری ہو جاتا تھا تو سکاٹ لینڈ کے مختلف اشخاص تاج و تخت کے دعویدار بن جاتے تھے ۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ، ایڈورڈ نے سکاٹ لینڈ کو زور و قوت سے اپنا فرمانبردار بنا لیا تھا ۔

آئرلینڈ آئرلینڈ کو ھنری دوم نے ۱۱۷۱ء میں فتح کیا تھا ۔ اسی وقت سے نارمن جاگیرداروں اور پرانے قبائلی نظام کے درمیان کش مکش شروع ہو گئی ، جس نے مختلف دوروں میں مختلف شکلیں اختیار کیں ۔ ھنری سوم کے ماتحت نارمن جاگیرداروں کی طاقت اور مقبوضات میں تیزی سے اضافہ ہو گیا ۔ ایڈورڈ کے عہد میں بھی یہ صورت حال قائم رہی ، لیکن مقامی گروہوں اور باہر سے آنے والے لوگوں میں اختلاف بڑھتا ہی گیا ۔

سکینڈے نیویا

ڈنمارک ڈنمارک میں مسیحیت نے ۹۵۰ء سے ۹۸۵ء تک بہت ترقی کی۔ سوان اول۱ (۹۸۵ء—۱۰۱۴ء) کے عہد حکومت میں ڈنمارک کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اس بادشاہ نے ناروے اور سویڈن کے باشندوں کو شکست دی اور انگلستان کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا۔ اس کا بیٹا ۱۰۱۴ء سے ۱۰۳۵ء تک انگلستان پر حکمران رہا۔ اس کی وفات پر ناروے اور سویڈن بھی چھن گئے اور انگلستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ بعد ازاں صرف ایرک پنجم۲ (۱۲۵۹ء — ۱۲۸۶ء) کا عہد اس وجہ سے قابل ذکر ہے کہ اس کے امیروں نے بادشاہ سے ۱۲۸۲ء میں ویسا ہی ایک منشور منظور کرایا جیسا منشور انگلستان کے امرأ نے اپنے بادشاہ جان سے منظور کرایا تھا۔

سویڈن سویڈن میں مسیحیت نویں صدی عیسوی میں پہنچی اور پہلا مسیحی بادشاہ وہ تھا جو ۹۹۳ء سے ۱۰۲۴ء تک حکمراں رہا۔ بعد کے حکمران صرف آس پاس کے علاقوں میں لڑائیاں کرتے رہے۔

۱۔ Sven -
۲۔ Eric -

ناروے

ناروے بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا ۔ نویں صدی عیسوی کے آخری حصے میں مختلف علاقوں کو ملا کر متحد کرنے کی کوشش شروع ہوئی ۔ دسویں صدی عیسوی کے آخر میں انگریز پادریوں کی کوشش سے ناروے کے باشندے مسیحیت کے حلقہ بگوش ہوے ۔ آئس لینڈ کو اہل ناروے نویں صدی کے آخر میں فتح کر چکے تھے ۔ دسویں اور گیارھویں صدی میں وہاں کے شعرا نے عجیب و غریب رزمیہ داستانیں تیار کیں ، جو اب تک بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں ۔

جرمنی

جرمن بادشاہوں کے جس خاندان کے ماتحت پرانی رومی سلطنت کی عظمت بحال ہوئی تھی ، اس کی حکمرانی کا سلسلہ بدستور جاری رہا - ۱۱۳۸ء میں جرمنی کی بادشاہی ایک اور خاندان کے حوالے ہوئی جو شہنشاہی کے مقاصد اور ان کے لیے رومی قانون کی اہمیت کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے - اس خاندان میں پہلا مشہور بادشاہ فریڈرک اول تھا ، جو اپنے سرخ بالوں کے باعث باربا روسا (سرخ ریش) کے لقب سے مشہور ہوا - اس نے مصالحت کے ذریعے سے مختلف سرکش امیروں کو رام کیا اور مذہبی گروہوں کے لیے بھی زیادہ سے زیادہ اقتدار کا بندوبست کر دیا - پھر اٹلی میں طویل مہموں کا سلسلہ شروع ہو گیا ، جو ۱۱۸۶ء تک قائم رہا - اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو مسیحیت کے محافظ اور مجاہد سمجھتے تھے - چنانچہ فریڈرک باربا روسا نے تیسری صلیبی مہم کی سرداری سنبھالی اور ۱۱۸۹ء میں وہ فوج لے کر شام پہنچا اور وہاں ایک دریا کو عبور کرتے وقت غرق ہو گیا - اس کے جانشینوں میں سے اس کے ہم نام فریڈرک دوم نے بھی صلیبی مہموں میں حصہ لیا ، لیکن بیمار ہونے کے باعث وہ میدان جنگ سے واپس چلا گیا - اس زمانے کے پوپ نے اسے مذہبی دائرے سے خارج

قرار دے دیا ۔ مجبور ہو کر اس نے دوبارہ صلیبی مہم شروع کر دی ۔ لیکن وہ اس حقیقت سے آگاہ ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ دوستی کا عہد و پیمان کیے بغیر تجارت کو فروغ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ اس نے ۱۲۳۱ء میں مصر کے سلطان ''الکامل۱ '' سے دس سال کے لیے صلح کر لی ۔ اس صلح نامے کی رو سے یروشلم ، ناصرہ اور بیت الحم عیسائیوں کے حوالے کر دیے گئے ۔ فریڈرک کو یروشلم کا بادشاہ بنا دیا گیا ۔

پوپوں کے ساتھ کش مکش

پوپوں کو اٹلی میں بھی کچھ علاقے دے دیے گئے تھے اور سسلی میں بھی ان کے لیے خاص حقوق تسلیم کر لیے گئے تھے ۔ اتفاقیہ فریڈرک دوم اور پوپ کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی ۔ پوپ نے فریڈرک کو دائرۂ مذہب سے خارج قرار دے دیا ۔ فریڈرک نے اعلان کر دیا کہ پوپ مذہبی پیشوا نہیں ، بلکہ دجال ہے ۔ اس نے اپنی فوجی قوت سے کام لے کر پوپوں کا خاص علاقہ پامال کر ڈالا ۔ پوپ گریگوری اسی پریشان حالی میں مرا اور دو سال تک اس کی جگہ نیا پوپ مقرر نہ ہو سکا ۔ ۱۲۵۰ء میں فریڈرک دوم نے وفات پائی ۔

تیرھویں صدی کا جرمنی

تیرھویں صدی کے جرمنی کے چند اہم پہلو یہ تھے :

۱۔ شہنشاہ کے ماتحت چار حکمران خاندان ظہور پذیر ہوئے ۔

۲۔ رھائن لینڈ میں مذہبی پیشواؤں کو بڑی بڑی جاگیریں ملیں ۔

۱۔ یعنی سلطان محمد الکامل ایوبی ، جو سلطان صلاح الدین کا پوتا ، سلطان سیف الدین ابوبکر عادل کا بیٹا اور مصر کے ایوبی خاندان کا پانچواں سلطان تھا ۔

۳- تین چھوٹے حکمران خاندانوں کی بنیاد پڑی ، جنھوں نے آگے چل کر نمایاں حیثیت حاصل کی ۔

۴- بڑے بڑے شہر دولت و اقتدار میں بہت بڑھ گئے اور وہ شہنشاهی اقتدار کے حامی بنے رہے ۔

۵- جرمن بادشاهی کا غیر رسمی دستور چودھویں صدی تک یہ رہا کہ بادشاہ کا انتخاب بڑے بڑے سرداروں کے ذریعے سے عمل میں آتا ۔ بعد ازاں بڑے بڑے گروهوں سے اس کی تصدیق کرائی جاتی ۔

۶- ابتدائی زمانے سے جاگیرداروں کے درمیان مجلس شوریٰ کا دستور چلا آتا تھا ۔ یہ مجلس دو ایوانوں پر مشتمل تھی: اول شاهی خاندان کے افراد اور حکمران امیر ، دوم وہ لوگ جو بادشاهوں کے انتخاب میں رائے دینے کے حقدار تھے اور جنھیں ایلکٹر[۱] کہا جاتا تھا ۔

۱- Elector -

اٹلی اور پاپائیت

۸۸۸ء - ۱۳۱۴ء

عام حالت ۱۰۴۸ء تک پاپاؤں کا اثر نہ زیادہ وسیع تھا اور نہ پاپائیت کو خاص مذہبی ادارہ مانا جاتا تھا - اٹلی میں کوئی ایسا مقامی حکمران نہ تھا جس کا اثر و رسوخ سب پر فائق ہوتا - ایک شہنشاہ تھا ، لیکن اس کی حیثیت چنداں قابل ذکر نہ تھی - ۹۲۴ء سے ۹۶۲ء تک شہنشاہی کی مسند بالکل خالی رہی - اٹلی پر مسلمانوں کے حملوں کا آغاز ۸۸۹ء کے آس پاس ہوا - جنوبی اٹلی میں انھوں نے نو آبادیاں قائم کر لی تھیں اور ایک مرکز[1] ایسا بنا لیا تھا جہاں سے کوہ ایلپس کے تمام دروں پر اقتدار قائم رکھا جا سکتا تھا - سسلی پر وہ پہلے قابض ہو چکے تھے - نویں صدی کے اختتام پر میگیاروں نے بھی لمبارڈی پر حملے شروع کر دیے تھے -

---

۱- اینسائیکلوپیڈیا میں اس مرکز کا نام فرائی نٹ (Freinet) بتایا گیا ہے -

رومی شہنشاہی کا احیاء

جیسا کہ جرمنی کے تذکرے میں بتایا جا چکا ھے ، جرمن حکمرانوں کے ذریعے سے قدیم رومی شہنشاھی کو از سر نو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی ، چونکہ یہ شہنشاہ مسیحی تھے ، اس لیے اسے مقدس رومی سلطنت کہتے تھے ۔ شہنشاھوں اور پوپوں کے درمیان وقتاً فوقتاً کشمکش بھی جاری رھی ۔ کبھی شہنشاہ مذھبی مجلس کے ذریعے سے پوپ کی معزولی کا انتظام کرا لیتا ، کبھی مقامی باشندے زور پکڑ کر شہنشاہ کے مقرر کیے ھوئے پوپ کو باھر نکال دیتے ۔ اتنا مسلم ھے کہ کم و بیش ایک سو سال تک پوپ بحیثیت عموسی شہنشاھوں کے زیر اثر رہے ۔

گیارھویں صدی کے آغاز کی کیفیت

گیارھویں صدی کے آغاز پر سسلی مسلمانوں کے قبضے میں تھا ۔ جنوبی اٹلی کے دو صوبے قسطنطنیہ کے زیر اثر تھے ، لیکن وھاں قسطنطنیہ کے حکمرانوں کی گرفت چنداں مضبوط نہ تھی ۔ نیپلز اور بعض دوسرے شہروں میں جمہوری حکومتیں قائم ھو چکی تھیں ۔ نارمن قوم کے زائرین زیارتوں کے بہانے آتے اور جگہ جگہ عمل دخل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ۔ بعض نارمنوں نے مختلف حریف حکومتوں کے ماتحت ملازمتیں اختیار کر لی تھیں ۔ غرض پورے ملک میں چھوٹے چھوٹے حکمرانوں اور جاگیرداروں نے افرا تفری پیدا کر رکھی تھی ۔

پوپوں کی سرگزشت

پوپ گریگوری ششم ۱۰۴۳ء—۱۰۴۶ء نے رسوت دے کر پاپائی کی گدی حاصل کی ، تا کہ اس ادارے کی اصلاح کر دے ، لیکن دو سال کے اندر اندر اس کے مقابلے میں دو اور پوپ مسند کے دعویدار بن گئے ۔ شہنشاہ ھنری سوم نے جرمنی کے ایک بشپ کو

۱۰۴۶ء میں پوپ نامزد کر دیا ۔ اس کے بعد دو اور جرمن اس اعزاز کے حامل ہوئے ۔ شہنشاہ نے جگہ جگہ امن قائم کر دیا اور اعلان ہو گیا کہ پاپائی کی گدی کے لیے نامزدگی کا اختیار صرف شہنشاہ کو ہے ۔ تاہم ۱۰۵۹ء میں پاپاؤں نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور مغربی یورپ میں کلیسا کا مذہبی اقتدار بحال ہو گیا ۔ ۱۰۷۳ء میں گریگوری ہفتم پوپ بنا ۔ اس کا دور پاپاؤں کے مذہبی اقتدار کی بحالی کے نقطۂ نگاہ سے خاص طور پر اہم ہے ۔ وہ اٹلی کے ایک معمولی دہقان کا بیٹا تھا ۔ رومہ میں تعلیم و تربیت پائی ۔ اس نے مندرجہ ذیل اصول پر زور دیا ۔

۱۔ رومی کلیسا سے نہ کبھی غلطی ہوئی ہے اور نہ غلطی ہو سکتی ہے ۔
۲۔ پوپ تمام معاملات کے فیصلے کا آخری مجاز ہے اور اس کے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی ۔
۳۔ پوپ کے حکم کے بغیر کوئی عام مجلس بلائی نہیں جا سکتی ۔
۴۔ پوپ تمام بشپوں کی بر طرفی ، بحالی اور تبادلے کا مختار ہے ۔
۵۔ تمام رئیسوں اور حکمرانوں کو پوپ کی اطاعت کا اقرار کرنا چاہیے ۔
۶۔ صرف پوپ شہنشاہ کو معزول کرنے کا مجاز ہے ۔

شہنشاہ سے لڑائی

شہنشاہ ہنری چہارم نے جرمنی میں اصلاحات کا وعدہ کیا تھا ، لیکن اس وعدے کو پورا نہ کیا گیا ۔ گریگوری نے ہنری کو تنبیہ کی ۔ ہنری نے جرمنی کے بشپوں کی ایک مجلس ۱۰۷۶ء میں بلائی اور اس نے گریگوری کی معزولی کا اعلان کر دیا ۔ گریگوری نے ہنری کو دائرہ مذہب سے خارج کر دیا ، جس میں شہنشاہ کو خفت اٹھانی پڑی ۔ ۱۰۸۱ء سے ہنری نے اٹلی پر یورشوں کا سلسلہ شروع کیا ، یہاں

تک کہ ۱۰۸۴ء میں وہ رومہ پہنچ گیا ۔ گریگوری کو شہر چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور اس کی جگہ جو پوپ بنایا گیا تھا اس نے ہنری کی تاج پوشی کی رسم ادا کی ۔ گریگوری نے جلا وطنی کی حالت میں وفات پائی (۱۰۸۵ء) ۔

بعد کے حالات

پوپوں اور حکمرانوں کے درمیان کشمکش کا یہ سلسلہ بہ دستور جاری رہا ۔ اس اثنا میں صلیبی جنگیں شروع ہو چکی تھیں ، جن کی وجہ سے عوام میں پوپوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا ۔ پوپ انوسینٹ سوم ۱۱۹۸ء—۱۲۱۶ء نے پاپائیت کے نظام کو بہت مستحکم کر دیا ۔ اس نے مذہبی کتابوں میں سے پاپاؤں کے لیے خاص اختیارات اخذ کیے ، مثلاً یہ کہ ان کا فرض ہے عدل قائم کریں ، امن قائم رکھیں ، برائیوں کو روکیں ، ان کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائیں دیں اور مصیبت زدوں کی مدد کریں - وہ اعلیٰ درجے کا منتظم تھا اور اس کے عہد میں پاپائیت اوج کمال پر پہنچ گئی ۔

بونی فیس ہشتم ۱۲۹۴ء سے ۱۳۰۳ء

قرون وسطیٰ کا یہ آخری بڑا پوپ تھا ۔ قانون دانی ، ڈپلو میسی اور دنیا داری کے معاملات میں اسے بڑی مہارت حاصل تھی ۔ ساتھ ہی تعویذ گنڈوں کا بڑا معتقد تھا ۔ وہ آخری پوپ ہے جس نے پاپاؤں کے عالمگیر اختیارات پر خاص زور دیا ۔ سسلی کو نارمن جنگجوؤں نے بارھویں صدی کے وسط میں مسلمانوں سے چھین لیا تھا اور وھاں اپنی حکومت قائم کر لی تھی ۔ سسلی میں پوپوں کے لیے بھی جاگیریں مقرر تھیں ۔ بونی فیس۱ کو اس امر پر اصرار تھا کہ وہ تمام جاگیریں پاپاؤں کے حوالے کی

۱- Boniface .

جائیں ۔ اس نے انگلستان اور فرانس کے بادشاہوں کو پاپاؤں کے حق مداخلت پر مجبور کرنے کے لیے حکم جاری کر دیا کہ کوئی پادری پوپ سے اجازت لیے بغیر بادشاہوں کو ٹیکس نہیں دے سکتا ۔ دونوں ملکوں کے بادشاہوں نے پوپ کے اس حکم کی مخالفت کی اور قومی اسمبلیوں نے اس مخالفت کی حمایت کا اعلان کر دیا ۔ یہ کیفیت تقریباً ہر جگہ پیدا ہوئی اور پوپ کو شکست ماننی پڑی ۔ اسی حالت میں اس نے وفات پائی ۔

جنوبی اٹلی اور سسلی

نارمنوں نے سسلی کو فتح کرنے کے بعد وھاں اپنی حکومت قائم کر لی اور جنوبی اٹلی میں بھی انھی کا اقتدار رھا ۔ یہ حکومت ۱۱۹۴ء تک قائم رھی ۔ نارمنوں کا نظام حکومت بیزنطینیوں جیسا تھا ۔ ان کے عہد میں سسلی کی خوشحالی بہت بڑھ گئی اور انتظام بہت اچھا ھو گیا ۔ سمجھا جاتا تھا کہ سسلی کے حکمران یورپ بھر کے حکمرانوں میں سب سے زیادہ دولت مند ھیں ۔ ان کے ماتحت اطالوی بھی تھے ، یونانی بھی اور مسلمان بھی ۔ چونکہ وہ آبادکاری کے حامی تھے ، لہذا ان کا نظام مذھبی اور نسلی نقطہ نگاہ سے بڑا روا دارانہ تھا ۔ مشہور عرب جغرافیہ دان ادریسی انھی کے عہد میں گزرا ہے ۔

وینس

ھنوں کے حملے کے وقت جو لوگ گھر بار چھوڑ کر بھاگے تھے ، وہ ان کھاڑیوں پر جا کر آباد ھو گئے تھے ، جہاد ماھی گیری کے ذریعے اپنا گزارا کر سکتے تھے ۔ وینس کی مستقل آبادکاری غالباً ۵۶۸ء میں ھوئی ۔ ۶۸۷ء میں اس آبادی نے اپنا پہلا حکمران چنا ۔ اس آبادی کی خوشحالی کا ابتدائی ذریعہ یہ تھا کہ مچھلیاں پکڑ کر دور دور بھیجی جاتی تھیں ، نیز نمک بنانے کا اسے اجارہ حاصل تھا ۔ جب شارلمین کی طرف سے اھل وینس کو

خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے قسطنطنیہ کی پناہ لے لی۔ ۱۰۰۰ء میں وینس کی تجارت پورے بحیرۂ ایڈریاٹک میں پھیل چکی تھی اور ارض مقدس، یعنی فلسطین جانے کی بڑی بندرگاہ بھی یہی بن گئی تھی۔ پہلی تین صلیبی مہموں میں اہل وینس کو موقع مل گیا کہ شام و فلسطین کے ساحل پر بھی اپنے تجارتی مرکز قائم کر لیں۔ چوتھی صلیبی سہم میں وینس کو یونان، اٹلی اور بحیرۂ اسود میں بندرگاہیں حاصل ہو گئیں۔ ۱۲۵۳ء سے ۱۲۹۹ء تک وینس اور جنوآ کے درمیان کشمکش جاری رہی، اس لیے کہ دونوں جمہوریتیں بحیرۂ اسود اور ساحل شام کی تجارت پر بلا شرکت غیرے قابض ہونا چاہتی تھیں۔ پہلی جنگ میں جنوآ نے ۱۲۵۸ء میں شکست فاش کھائی۔

۱۲۸۹ء میں ترک ایشیائے کوچک پر قابض ہو گئے اور وینس نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ جنوآ نے درۂ دانیال کو بند کر دیا اور ۱۲۹۳ء میں اسکندرونہ کے مقام پر فتح حاصل کی۔ وینس نے بزور درۂ دانیال کی ناکہ بندی توڑی اور غلطہ کو لوٹا۔ بالآخر ۱۲۹۹ء میں دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

وینس کی حکومت کا سرسری خاکہ یہ تھا کہ ایک مجلس کبیر تھی جو زیادہ تر امیر طبقوں کے نمایندوں پر مشتمل تھی۔ دوسرا سینٹ جو قانون وضع کرتا، امور خارجہ، صلح و جنگ، مالیات اور تجارت کے متعلق تمام معاملات اسی کی تحویل میں تھے۔ ان کے علاوہ ایک مجلس صرف دس نمایندوں پر مشتمل تھی اور ایک وزارت تھی، جس نے انتظامی معاملات سنبھال رکھے تھے۔ وزارت حاکم اعلیٰ اور دس نمایندوں کی مجلس کے ساتھ مل کر کاروبار چلاتی تھی۔

فرانس

۹۸۷ء سے ۱۳۱۴ء

کیپے خاندان کی حکومت

۹۸۷ء میں ہیو کیپے۱ فرانس کا حکمران بنا - یہ خاندان ۱۷۹۲ء تک تخت و تاج کا مالک رہا - اس پر عروج و زوال کے کئی دور آئے - شاہی اقتدار لوئی ششم (۱۱۰۸ء-۱۱۳۷ء) کے عہد میں زیادہ نمایاں ہوا - انگلستان کے ساتھ برابر کشمکش جاری رہی - جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ نارمنڈی کے حاکم ولیم نے انگلستان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس وقت سے انگلستان کے بادشاہوں کو دونوں جگہ کی حکومت حاصل ہو گئی تھی - شاہان فرانس چاہتے تھے کہ نارمنڈی ان کے قبضے میں آ جائے - شاہان انگلستان کی کوشش یہ تھی کہ فرانسیسی مقبوضات کو بڑھا کر وہاں کی بادشاہی کا خاتمہ کر دیں - یہ کشمکش

۱- Hugh Capet - کیپے دراصل ایک مذہبی لبادے کو کہتے ہیں ، جس کے ساتھ ٹوپی بھی شامل ہوتی ہے - ہیو کو ایک مذہبی عہدہ حاصل تھا ، اس وجہ سے یہ اُس کا خاندانی لقب بن گیا -

بڑی دیر تک جاری رہی ، جس کی بعض تفصیلات آگے چل کر بیان ہوں گی ۔

بعض فرانسیسی بادشاہوں نے صلیبی جنگوں میں بھی حصہ لیا ، مثلاً فلپ ثانی (۱۱۸۰ء—۱۲۲۳ء) رائے عامہ سے مجبور ہو کر رچرڈ اول شاہ انگلستان اور فریڈرک باربروسا شہنشاہ جرمنی کے ساتھ تیسری صلیبی مہم میں شریک ہوا ۔

لوئی نہم
۱۲۲۶ء تا ۱۲۷۰ء

یہ بڑا بہادر اور جوانمرد تھا ۔ قرون وسطیٰ کے بادشاہوں میں اسے ایک مثالی حکمران مانا جاتا ہے ۔ فرانس کے لیے اس کا عہد حکومت واقعی ایک زریں دور تھا ۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر چھوٹی تھی ، چنانچہ آٹھ سال تک اس کی ماں نائب السلطنت بنی رہی ۔ ۱۲۴۲ء میں ہنری سوم شاہ انگلستان نے جنوبی فرانس کے سرکش امیروں کو ساتھ ملا کر حملہ کر دیا ، لیکن یہ حملہ بالکل ناکام رہا ۔

۱۲۴۸ء میں لوئی صلیب لے کر صلیبی جنگ کے لیے روانہ ہو گیا ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پہلے مصر پر قبضہ جمائے ، پھر اسے مرکز بنا کر فلسطین کو مسخر کرے ، لیکن ۱۲۵۰ء میں اس کی فوج کا بڑا حصہ موت کے گھاٹ اتر گیا اور وہ خود مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا ۔ بھاری رقم فدیے میں دے کر اسے رہا کرایا گیا اور وہ فرانس پہنچا ۔

۱۲۷۰ء میں اس نے دوبارہ صلیبی مہم کا فیصلہ کر لیا ۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ بحیرۂ روم کے پورے ساحلی علاقے اس کے زیر اثر آ جائیں ۔ وہ ٹیونس پہنچا اور ابھی کچھ کر نہ پایا تھا کہ وبا کا شکار ہوا اور وہیں وفات پائی ۔ مرنے کے بعد مذہبی پیشواؤں نے اسے مسیحی اولیا کا درجہ دے دیا ۔ چنانچہ ۱۲۹۷ء

میں اس کے لیے ''سینٹ لوئی'' کا لقب تجویز ہوا اور اب تک وہ اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔

اس نے شاہی حقوق بحال کر دیے اور اس سلسلے میں کلیسائی اقتدار کی کوئی پروا نہ کی ۔ عدل و انصاف میں بڑا سرگرم تھا ۔ صاف اعلان کر دیا کہ امیروں اور جاگیرداروں کی عدالتوں میں جو فیصلے ہوں ، ان کے خلاف شاہی عدالتوں میں اپیل کی جا سکتی ہے ۔ اس نے بہت سی انتظامی اصلاحات بھی کیں ۔

فلپ چہارم
۱۲۸۵ تا ۱۳۱۴

لوئی نہم کے بعد اس کے پوتے فلپ چہارم کا عہد قابل ذکر ہے ۔ اڈورڈ اول شاہ انگلستان نے ۱۲۹۷ء میں شمالی فرانس پر حملہ کیا ۔ فلینڈرز کا حکمران اڈورڈ کے ساتھ تھا ۔ پوپ نے مصالحت کرا دی ۔ پھر فلپ اور پوپ بونی فیس کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا ، جس کا ذکر اٹلی کے سلسلے میں آ چکا ہے ۔ ۱۳۰۲ء میں فلینڈرز اور فلپ کے درمیان جنگ شروع ہو گئی ۔ ابتدا میں فرانسیسی کامیاب ہوے ، پھر اہل فلینڈرز نے ایک دم یورش کرکے فرانسیسیوں کو قتل کر دیا اور میدان جنگ میں فرانسیسی رسالے کو خوفناک شکست دی ۔ اسے عام طور پر جنگ مہمیز[۱] کہا جاتا ہے ۔

اسی سال فلپ نے پہلی حقیقی نمایندہ مجلس عام[۲] بلائی ، جس

۱- Battle of the Spurs ۔ مہمیز اس فولادی میخ کو کہتے ہیں ، جو سواروں کے بوٹوں میں لگی ہوتی ہے اور اس سے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہیں ۔ چونکہ اس جنگ میں بے شمار مہمیزیں شکست خوردہ سوار چھوڑ گئے تھے ، اس لیے جنگ کا نام جنگ مہمیز پڑا ۔

۲- Estates-General ۔

کی غرض یہ تھی کہ پوپ کے خلاف اپنے موقف کے لیے قومی حمایت کا بندوبست کر لے - ۱۳۰۵ء میں کلیمنٹ۱ پنجم کو پوپ منتخب کیا گیا ۔ وہ فرانسیسی تھا ، لہٰذا اسے شاہ فرانس کا اقتدار تسلیم کرنا پڑا ۔ اس وقت اٹلی میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی اور کلیمنٹ کو مجبور ہو کر فرانس کے ایک مقام اوِی نان۲ میں سکونت اختیار کرنی پڑی ۔ چنانچہ اس زمانے سے ۱۳۷۶ء تک یہی مقام پوپوں کا مرکز رہا ۔ پاپائیت کی تاریخ میں اس زمانے کو اسیرئی بابل۳ سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ فلپ نے ۱۳۱۲ء میں پھر مجلس عام بلائی تاکہ محاصل کے لیےاس سے منظوری حاصل کرے ۔ شروع میں محاصل امیروں اور پادریوں کی مجلس میں باھمی مشورے سے طے ہوتے تھے ۔ لوئی نہم کے بعد شاھی محاصل میں بہت اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے تنگ آ کر ان کے خلاف تحریکیں شروع کر دیں ۔ فلپ نے ۱۳۱۲ء اور ۱۳۱۴ء میں دو مرتبہ مجلس عام بلائی ، لیکن امیروں اور شہری لوگوں میں باھم بے اعتمادی تھی ، اس لیے نہ کوئی موثر طریقہ اختیار کیا جا سکا اور نہ کوئی مستقل دستوری فیصلہ ہوا ۔

۱- Clement -

۲- Avignon - جنوبی و مشرق فرانس کا ایک مقام ، جو مرسائی کے قریب ہے ۔

۳- اسیرئی بابل سے اشارہ یہودیوں کی اسیری سے ہے ، جنھیں بخت نصر شاہ بابل فلسطین سے اپنے ساتھ لے گیا تھا اور وہ سائرس کے زمانے تک وہیں رہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہودیوں کو مرضی کے خلاف بابل میں رہنا پڑا ، اسی طرح پوپ مرضی کے خلاف اوِی نان میں رہے ۔

ہسپانیہ اور پرتگال

۱۰۳۷ سے ۱۲۸۴ تک

اسلامی حکومت ہسپانیہ اور پرتگال کی اسلامی تاریخ کے متعلق تمام تفصیلات اس کتاب کے حصہ اول میں پیش کی جا چکی ہیں ۔ یہاں ربط مطالب کے لیے اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ مسلمان عربوں نے ۷۱۱ء میں ہسپانیہ کو فتح کیا تھا ۔ کم و بیش پینتالیس سال تک خلافت کی طرف سے یہاں گورنر مقرر ہوتے رہے ۔ جب بنو امیہ کی خلافت ختم ہو گئی اور عباسیوں نے اپنی حکومت قائم کر لی تو امیہ خاندان کا ایک شہزادہ بچتا بچاتا ہسپانیہ پہنچا اور ۷۵۶ء میں ہسپانیہ کے اندر ایک مستقل حکومت کی بنیاد رکھ دی ۔ ۱۰۳۷ء میں یہ حکومت ختم ہوئی تو مختلف حصوں میں چھوٹی چھوٹی اسلامی بادشاہیاں قائم ہو گئیں ، جنھیں ملوک الطوائف کہتے ہیں ۔ ملوک الطوائف کے زمانے میں پہلے شمالی افریقہ کے ایک بربر خاندان نے ہسپانیہ پر قبضہ جمایا ، جو "المرابطین" کہلاتا ہے ، پھر ان کی جگہ "الموحدین" نے لے لی ۔ یہ لوگ ۱۲۱۲ء تک ہسپانیہ پر قابض رہے ۔ ملوک الطوائف ہی کے زمانے میں ہسپانیہ کے عیسائیوں نے از سر نو قوت فراہم

کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور آہستہ آہستہ وہ قدم آگے بڑھاتے رہے ، یہاں تک کہ ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کو ہسپانیہ سے خارج کر دیا ۔

مسیحی حکومتیں

ہسپانیہ کے کئی چھوٹے چھوٹے علاقے تھے ، جن میں مسیحی حکومتیں قائم رہ گئی تھیں ، مثلاً قشتالہ (کیسٹیل۱) استوریاس (Asturias۲) نبرہ (نوار۳) ارغون (ایراگون۴) لیونس (لیون۵) ان میں سے کیسٹیل کی حکومت زیادہ اہم تھی اور یہاں کے بادشاہ باقی امیروں کو ساتھ ملا کر برابر مسلمانوں کے خلاف لڑتے رہے ۔ انھوں نے بڑی خوفناک شکستیں بھی کھائیں اور آخر کار کامیابی بھی حاصل کی ۔

پرتگال

پرتگال ۱۰۵۵ء میں مسلمانوں کے قبضے سے نکلا تھا ۔ یہ تقریباً سوا سو سال تک آزاد نہ ہو سکا ۔ ۱۱۷۹ء میں پوپ نے اس کی آزادی تسلیم کر لی اور اس وقت سے اس ملک نے مستقل حیثیت اختیار کی ۔

۱- Castile -
۲- Asturias -
۳- Navarre -
۴- Aragon -
۵- Leon -

سلافی قوم اور روس

سلافی قوم

سلافی قوم مشرقی یورپ میں آباد تھی ۔ ابتدائی دور ھی میں یہ لوگ ھر طرف پھیل گئے اور چھٹی صدی مسیحی تک تین حصوں میں بٹ چکے تھے : اول مغرب کے سلافی ، جو آج کل پولینڈ ، چیکوسلواکیہ ، موریویا میں آباد ھیں ؛ دوسرے جنوبی سلافی ، یعنی بلغاری، سروی ، کروٹ وغیرہ ، تیسرے مشرقی سلافی ، جنھیں ھم روسی کہتے ھیں ۔ یہ بھی دو حصوں میں بٹ گئے تھے : اول وہ روسی جو یوکرین کے علاقے میں آباد تھے ، دوسرے وہ روسی جنھیں عام طور پر سفید روسی کہا جاتا ھے ۔

سلافیوں کی حکومتیں

سلافیوں کی ابتدائی حکومت بوھیمیا اور موریویا میں قائم ھوئی ، جو ۱۰۳۶ء تک باقی رھی ۔ پولینڈ کی سلطنت کا آغاز ۱۰۳۶ء میں ھوا ۔ چودھویں صدی کے آغاز تک اس میں متعدد بادشاہ تخت نشین ھوے ۔

مشرقی سلافی پانچویں صدی سے آٹھویں صدی تک اس علاقے میں آباد ھوتے رھے ، جو آج کل یورپی روس کہلاتا ھے ۔ آٹھویں صدی میں ان سلافیوں پر ترکوں کا ایک قبیلہ مسلط ھو گیا ، جنھیں

خزر کہا جاتا تھا ۔ بحیرۂ قزوین کا نام بحیرۂ خزر اسی قبیلے کی وجہ سے پڑا تھا ۔ انھوں نے اس علاقے میں ایک مستحکم سلطنت قائم کر لی تھی ، جس میں سے دریائے والگا کا آخری حصہ گزرتا ہے ۔ آٹھویں صدی ختم ہوئی تو سکینڈے نیویا سے وائی کنگوں کا حملہ شروع ہو گیا ۔ وہ دریائی راستوں سے جنوب کی طرف بڑھتے چلے آئے اور بحیرۂ بالٹک سے بحیرۂ اسود تک تمام علاقوں پر قابض ہو گئے ۔

رُوس ۸۸۰ء سے روسوں کی اپنی سلطنت کا آغاز ہوا اس کی ابتدا نووگوروڈ[۱] سے ہوئی تھی ، پھر کیف[۲] بھی اس میں شامل ہو گیا ۔ اس طرح مغربی سمت سے یہ سلطنت مشرق کی طرف پھیلنی شروع ہوئی ۔ ماسکو کا ذکر پہلے پہل ۱۱۴۷ء کی روایات میں آتا ہے ۔ ۱۲۰۱ء میں ریگا کی بنیاد رکھی گئی جو جرمن سرہوں اور تاجروں کا مرکز بن گیا ۔ ۱۲۱۹ء میں اسٹھونیا مسخر ہوا ۔

۱۲۲۳ء میں تاتاریوں نے قفقاز سے ہوتے ہوئے جنوبی روس پر یورش کر دی اور روسوں کی متحدہ قوت کو شکست فاش دی ، لیکن وہ آگے نہ بڑھے ۔ ۱۲۳۷ء سے ۱۲۴۰ء تک دوبارہ تاتاریوں کے حملے جنوبی اور وسطی روس پر ہوتے رہے ، یہاں تک کہ وہ آگے بڑھتے بڑھتے نووگوروڈ سے صرف ساٹھ میل کے فاصلے پر رہ گئے ۔ اس وقت سے قریباً دوسو سال تک روس تاتاریوں ہی کے زیر اثر رہا ۔ وہ روسیوں سے خراج بھی وصول کرتے تھے اور فوجی خدمات بھی لیتے تھے ۔

ہنگری، سرویا اور بلغاریہ ہنگری میں بھی مختلف قبیلے آباد ہو گئے تھے ، جن میں سب سے بڑی تعداد میگیاروں کی تھی ۔

۱- Növgorod ۲- Kiev -

انہوں نے ۱۰۹۶ء میں سوربویا کی سلاف حکومت کو ختم کر دیا ۔ ۱۲۴۱ء میں تاتاریوں کا حملہ ہوا ۔ اگرچہ وہ لوگ اپنے خان اعظم کی وفات پر واپس ہو گئے ، تاہم حملے کے باعث ملک تباہ ہو چکا تھا ۔ ان کے چلے جانے کے بعد مختلف امیروں نے از سر نو قلعے بنائے۔ آخری مقامی بادشاہ انڈریو سوم تھا ، جو ۱۲۹۰ء سے ۱۳۰۱ء تک حکمران رہا ۔ اس کا عہد حکومت جاگیردار امیروں کے خلاف جنگ و پیکار ھی میں بسر ہو گیا اور اس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا ۔ سرویا اور بلغاریا کی مستقل حکومتیں بھی قائم ہو چکی تھیں ، لیکن ان کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں۔

صلیبی جنگیں

مشرقی سلطنت ۱۰۲۵ء سے ۱۲۰۴ء

آخری مقدونوی شہنشاہوں کا دور در حقیقت زوال سلطنت کا دور تھا۔ بلقان میں بربریوں کے حملے شروع ہو گئے تھے۔ نارمنوں نے اٹلی میں پیش قدمی کا آغاز کر دیا تھا اور سلجوق ترک اناطولیہ میں اپنی سلطنت پھیلاتے جا رہے تھے۔ مرکز حکومت میں دفترداروں کو پورا اقتدار حاصل ہو چکا تھا۔ مختلف صوبوں میں جاگیرداروں نے اختیارات اپنے قبضے میں لے لیے تھے۔ ساتھ ساتھ بغاوتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ سلجوقیوں نے الپ ارسلان کے ماتحت آرمینیا کو پامال کر ڈالا تھا۔ شاہنشاہ قسطنطنیہ نے ۱۰۷۱ء میں ملاذ کرد کے میدان میں الپ ارسلان سے جنگ کی اور شکست فاش کھائی۔

صلیبی مہمیں

صلیبی مہموں کا آغاز ۱۰۹۶ء میں ہوا۔ اس وقت الیکسیس کومنی نس[۱] شہنشاہ تھا۔ اسے قوی اندیشہ تھا کہ صلیبی لشکر اس کی مملکت میں سے گزریں گے تو گوناگوں مشکلات پیدا ہوں گی، لیکن وہ انہیں روک نہ سکتا تھا، لہٰذا وہ اس کوشش میں لگ گیا کہ انہیں منظم طریق پر اپنے علاقے میں سے گزار دے۔ وہ چاہتا تھا کہ

۱- Alexius Comnenus -

صلیبی لشکر جو علاقہ فتح کریں ۔ وہ مشرقی سلطنت کے حوالے ہونا چاہیے ، لیکن صلیبیوں کا سردار ابتدا میں حلف اطاعت اٹھانے پر راضی نہ ہوا ، اگرچہ آگے چل کر اسے یہ حلف اٹھانا پڑا ۔

۱۱۴۷ء میں دوسری صلیبی مہم پیش آئی ۔ اس میں صلیبیوں نے بلقانی علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور قسطنطنیہ کے یونانیوں سے بھی زد و کشت کا سلسلہ جاری ہوا ۔ شہنشاہ نے حسن تدبیر سے کام لےکر صلیبیوں کو آگے بڑھا دیا ۔ وہاں انھوں نے شکست فاش کھائی اور سب تباہ ہو گئے ۔

تیسری صلیبی مہم ۱۱۸۹ء میں شروع ہوئی ، جس میں فریڈرک باربا روسا اور رچرڈ اول نے بھی حصہ لیا ۔ یہ مہم سرا سر ناکام رہی ۔

چوتھی صلیبی مہم میں صلیبی جنگجوؤں نے ۱۲۰۴ء میں قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا اور اسے بُری طرح لوٹا ۔ اس کی وجہ سے صلیبی مہموں کی تحریک پر بہت بُرا اثر پڑا اور ترکوں کے لیے پیش قدمی میں سہولتیں پیدا ہو گئیں ۔

پانچویں ، چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں مہموں کا بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا اور ۱۲۷۳ء میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا ۔

صلیبی جنگجوؤں کے نظام

صلیبی مہموں کی وجہ سے جنگجوؤں کی مختلف جماعتیں قائم ہو گئیں ۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ہیکل کی حفاظت کے لیے وقف کر دیتے تھے اور اپنی عمریں بیت المقدس کی جنگوں ہی میں گزار دیتے تھے ۔ ان میں سے جنگجوؤں کے تین نظام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ، جن میں سے ایک کا نشان سیاہ لبادہ اور سفید صلیب تھا ، دوسرے کا سفید لبادہ اور سرخ صلیب تھا اور تیسرے کا سفید لبادہ اور سیاہ صلیب ۔

تاتاریوں کی یورشیں

تیرھویں صدی کے آغاز کا نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ تاتاری قبیلے اپنے سردار تموجین (۱۱۶۲ء—۱۲۲۷ء) کے ماتحت متحد ہو گئے اور اس نے چنگیز خاں (نہایت عظیم الشان بادشاہ) کا لقب اختیار کیا۔ چنگیز خاں کی فوجوں نے ابتدا میں شمالی چین کو پامال کر ڈالا، پھر سلطان محمد خوارزم شاہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں اور تاتاری لشکر ترکستان، شمالی ایران، آذر بائیجان، گرجستان وغیرہ پر قابض ہو گئے اور ان تمام بڑے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی جو مسلمانوں کے دور اقتدار میں دنیا کے مشہور ترین مقامات بن گئے تھے، مثلاً سمر قند، بخارا، مرو، نشاپور، ہرات، اصفہان وغیرہ۔ تاتاریوں نے روس، پولینڈ اور ہنگری کو بھی پامال کر ڈالا۔ بلغاریا، ولاشیا اور مالڈیوپا پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان کا پہلا مرکز حکومت قرہ قرم (منگولیا) میں تھا، پھر انھوں نے چین کے اس مقام کو اپنا مرکز بنا لیا، جسے آج کل پیکن کہتے ہیں۔ قبلائی خاں کی وفات (۱۲۹۴ء) کے بعد سلطنت کا شیرازۂ اتحاد پہلی حالت پر قائم نہ رہ سکا۔



تاتاری سلطنت

چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو نے ۱۲۵۶ء میں حشیشین[۱] کے مرکز واقع کوہ الموت کو تباہ کیا ۔ ۱۲۵۸ء میں بغداد پر قبضہ جمایا ۔ ۱۲۶۰ء میں مصر کے سلطان بیبرس نے عین جالوت میں تاتاریوں کو شکست دی اور ان کی پیش قدمی کا سلسلہ روک دیا ۔

ہلاکو نے ایران میں جس سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا اسے ایل خانیوں کی سلطنت کہتے ہیں ۔ اس کا آخری بادشاہ نوشیروان (۱۳۴۴ء—۱۳۴۹ء) تھا ۔ (تفصیل کے لیے اس کتاب کی جلد اول ملاحظہ فرمائیے) ۔

۱- یہ وہی لفظ ہے جس نے انگریزی زبان میں اسیسنس (Assassins) کی شکل اختیار کی ۔ اس گروہ کا سلسلہ حسن بن صباح سے شروع ہوا تھا ۔ ان میں جانبازوں کی ایک جماعت تھی ، جس کے ہاتھ سے بڑے بڑے آدمی قتل کرائے جاتے تھے ۔ چونکہ جانباز بھنگ پی کر مست ہو جاتے تھے ، اس لیے انھیں حشیشین یعنی حشیش یا بھنگ پینے والے کہنے لگے ۔

آخری دَور

جزائر برطانیہ

انگلستان
۱۳۰۷ء سے ۱۴۸۵ء

ایڈورڈ اول کے بعد اس کا بیٹا ایڈورڈ دوم کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ وہ زیادہ قابل نہ تھا ۔ امیروں نے اسے مجبور کر دیا کہ نہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر اعلان جنگ کرے اور نہ منظوری کے بغیر سلطنت کے دائرے سے باہر جائے ۔ سکاٹ لینڈ کے ساتھ جنگ ہوئی ، جس میں ایڈورڈ نے شکست فاش کھائی اور سکاٹ لینڈ آزاد ہوگیا - ۱۳۲۷ء میں اسے تاج و تخت سے دست برداری پر مجبور کر دیا گیا ۔ آٹھ ماہ بعد قید ھی میں اسے قتل کر ڈالا گیا ۔

ایڈورڈ سوم
۱۳۲۷ء سے ۱۳۷۷ء

تخت نشینی کے وقت ایڈورڈ سوم کی عمر پندرہ سال کی تھی - ۱۳۳۰ء میں اس نے تمام اختیارات اپنے قبضے میں لے لیے - ۱۳۳۷ء میں فرانس کے خلاف جنگ شروع ہو گئی، جسے صد سالہ جنگ کہا جاتا ھے ، اس لیے کہ وہ درمیانی وقفوں کے باوجود ایک سو سال تک جاری رھی ۔ اس جنگ میں ایڈورڈ سوم کے بیٹے ایڈورڈ بلیک پرنس نے فرانس کے خلاف کریسی[1] اور

۱- Crecy -

پوئٹیرز۱ میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں ۔

ایڈورڈ کے عہد میں انتظامی حالات درست ہو گئے۔ اسی کے عہد میں دارالعوام اور دارالامرا کی بنیاد پڑی ۔ ۱۳۴۸ء میں پلیگ نمودار ہوئی ، جس میں نصف آبادی موت کا شکار ہوگئی ۔

جان وِکلف

جان وکلف۲ جسے تحریک اصلاح مذہب کا پیشرو کہتے ہیں ، ایڈورڈ سوم ہی کے زمانے میں تھا ۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کلیساؤں کے ساتھ اوقاف رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ کلیساؤں کا وظیفہ خالص روحانی ہے اور ہر فرد کسی کی وساطت کے بغیر خدا سے براہ راست رشتہ قائم کر سکتا ہے ۔ گویا اس طرح ان تمام مراسم کی بنیاد ڈھا دی ، جو پادریوں نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے جاری کر دی تھیں ۔ وکلف ہی نے بائیبل کا مکمل انگریزی ترجمہ ۱۳۷۶ء میں کیا ۔ اس کے علاوہ اس نے لاطینی اور انگریزی میں پمفلٹ بھی لکھے ۔ اس کے ساتھ عقیدت رکھنے والے پادریوں نے اس کے نظریات کو جگہ جگہ پھیلا دیا ۔ وہ کہتے تھے کہ مردوں کے لیے دعائیں نہ مانگنا چاہیے ۔ پادریوں نے شادیوں سے الگ رہنے کا جو سلسلہ جاری کر رکھا ہے ، وہ غلط ہے ۔ وہ لوگ مذہبی کاموں میں کوئی سرگرمی نہیں دکھاتے اور انہیں دولت کے انبار جمع کرنے کا کوئی حق نہیں ۔

ایڈورڈ کا آخری دَور

ایڈورڈ بڑھاپے کے باعث بالکل بیکار اور معطل ہو گیا تھا ۔ اس کا بڑا بیٹا بھی بیمار تھا ، اس وجہ سے نظام حکومت بہت بگڑ گیا ۔ بیٹے نے حالات کو سدھارنے کی کوشش کی ، لیکن وہ ۱۳۷۶ء میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا رچرڈ ایڈورڈ سوم کی وفات پر تخت نشین ہوا ۔ وکلف کو آخری دور میں بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں ۔

۱- Poitiers - ۲- John Wiclif -

انگریزی زبان کا پہلا مشہور شاعر جیوفرے چاسر (۱۳۴۰ء — ۱۴۰۰ء) بھی اسی زمانے میں گزرا ہے ۔

رچرڈ دوم ۱۳۷۷ سے ۱۳۹۹

رچرڈ تخت نشینی کے وقت صرف دس سال کا تھا۔ اس کا چچا جان جو لینکاسٹر کا ڈیوک تھا ، اس مجلس کا مقتدر ممبر بن گیا ، جو بادشاہ کی نابالغی میں انتظام کے لیے مقرر ہوئی تھی ۔ فرانس کے ساتھ از سر نو جنگ چھڑ گئی ، جس میں فلینڈرس کا علاقہ چھن گیا ۔ روپے کی سخت ضرورت تھی جو محصول تن[۱] یعنی فی کس محصول لگا کر پورا کرنے کی کوشش کی گئی ۔ اس وجہ سے معاشرے کے نچلے طبقوں میں بے چینی بڑھنے لگی اور بعض مقامات پر تشدد کے واقعات بھی پیش آئے ۔

کسانوں کی بغاوت ۱۳۸۱

اس اثنا میں بڑے بڑے زمینداروں نے پرانے طریقے اختیار کر لیے اور مزارعین سے غلاموں کا سا سلوک کرنے لگے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسانوں نے بغاوت کر دی ۔ جاگیروں کے مرکز جلا دیے گئے ۔ دستاویزیں تباہ کر دی گئیں ۔ امیروں کی سرکار گاہیں بربادی کی نذر ہوئیں ۔ بعض بڑے بڑے زمیندار اور قانون دان مارے گئے ۔ انگلستان کے مشرقی اور جنوبی حصے سے ایک بہت بڑا ہجوم لندن کی طرف روانہ ہوا ۔ اس ہجوم کی سرداری دو آدمیوں نے سنبھال رکھی تھی ، جن میں سے ویٹ ٹائلر[۲] خاص طور پر قابل ذکر ہے ۔ لندن میں بھی قتل و غارت کا سلسلہ جاری رہا ۔ ہجوم کے بڑے بڑے مطالبات یہ تھے کہ زمینداروں نے کسانوں پر جو نا واجب محصول عائد کر رکھے ہیں ، وہ منسوخ

۱- Poll Tax ۔ ۲- Wat Tyler ۔

کر دیے جائیں ، کلیساؤں کے اوقاف چھین لیے جائیں اور شکار کے تمام قوانین ختم کر دیے جائیں ۔ اُنھوں نے لندن کے مشہور قلعے ٹاور[1] پر بھی قبضہ کر لیا اور جس شخص نے وزیر مال کی حیثیت میں محصول تن جاری کیا تھا ، اُسے قتل کر دیا ۔

بادشاہ نے ہجوم سے ملاقات کی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوے دل خوش کن وعدے کرکے بہت سے آدمیوں کو گھروں کی طرف لوٹا دیا ۔ ویٹ ٹائلر مارا گیا ۔ جب لوگ گھروں کو لوٹ گئے تو بادشاہ نے سخت انتقامی کاروائیاں کیں ، لیکن کسان غلامی کا جو جوا اپنی گردنوں سے آتار چکے تھے ، اُسے دوبارہ قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوے ۔

متفرق واقعات

سکاٹ لینڈ کے خلاف ایک بے نتیجہ مہم بھیجی گئی ۔ پھر بادشاہ نے اپنی مرضی کی ایک کونسل بنا کر کام چلانا چاہا ۔ پارلیمنٹ نے اس کا راستہ روک لیا اور حکومت کے کاروبار میں اصلاحات کا عام مطالبہ شروع ہو گیا ۔ رچرڈ نے خود مختار بننے کی کوشش کی ۔ اس اثنا میں ڈیوک آف لینکاسٹر کا بیٹا ، جو آئرلینڈ میں تھا ، واپس آیا ۔ اس نے تمام اختیارات خود سنبھال لیے اور رچرڈ کو تخت سے دست برداری پر مجبور کر دیا ۔ دست برداری کے بعد رچرڈ کو ٹاور میں پہنچا دیا گیا اور وہیں اُس نے ۱۴۰۰ء میں وفات پائی یا بعض روایات کے مطابق وہ مارا گیا ۔

نیا خاندانِ حکومت

ایڈورڈ سوم کے کئی بیٹے تھے ، جنھیں ڈیوک کا لقب دے دیا گیا تھا ، مثلاً ڈیوک آف لینکاسٹر ، ڈیوک آف یارک ،

۱- Tower -

ڈیوک آف گلاؤسٹر ۔ رچرڈ کی دست برداری پر ڈیوک آف یارک کا بیٹا ھنری چہارم کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ تاریخ میں آیسے خاندان لینکاسٹر کی حکومت قرار دیا جاتا ہے ۔

ھنری کے عہد میں مختلف امیروں نے بغاوتیں کیں ۔ سکاٹ لینڈ پر حملہ ھوا ۔ فرانس نے ویلز کے باغیوں کو مدد دینے کے لیے اپنی فوج بھیج دی ۔ ۱۴۱۳ء میں اُس کا بیٹا ھنری پنجم کے لقب سے تخت نشیں ھوا ۔ یہ انگلستان کے بڑے قابل بادشاھوں میں سے تھا ۔ اس نے برگنڈی کے ڈیوک سے اتحاد کرکے فرانس کے تاج و تخت کا دعویٰ کر دیا اور لڑائی شروع ھو گئی ۔ ۱۴۱۵ء میں ھنری پنجم نے ایجن کورٹ۱ کے مقام پر فرانس کو شکست فاش دی اور نارمنڈی کا علاقہ فتح کر لیا ۔ ۱۴۲۰ء میں صلح ھوئی ، جس کے مطابق فرانس کے ولی عہد کو سلطنت سے محروم کرکے اعلان کر دیا گیا کہ آیندہ ھنری پنجم فرانس کا بادشاہ ھوگا ۔ وہ فرانس کے باقی علاقوں کو فتح کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک ۱۴۲۲ء میں وفات پائی اور اُس کا بیٹا ھنری ششم کے لقب سے تخت نشیں ھوا ، جو صرف نو مہینے کا تھا ۔

فرانس سے کش مکش

ھنری ششم کے تین چچا تھے ۔ ان میں سے ایک فرانس میں اپنے بھتیجے کا نائب السلطنت بن گیا ۔ دوسرے نے انگلستان میں یہی منصب اختیار کر لیا ۔ فرانس کی حالت اس وقت بڑی نازک تھی ، لیکن اچانک وھاں ایک غیر معمولی شخصیت پیدا ھوئی ، جس نے تھوڑی ھی مدت میں ملک کی کایا پلٹ دی ۔ یہ جون آف آرک۲ تھی ۔ وہ مشرقی فرانس کے ایک گاؤں کی رھنے

۱۔ Agincourt -

۲۔ Joan of Arc -

والی تھی ـ نوشت و خواند کا بھی کبھی کوئی موقع نہ ملا ـ تیرہ سال کی تھی ، جب اسے عجیب و غریب خواب آنے لگے ـ آخر اس نے فرانس کے اس ولی عہد کے پاس پہنچنے کا بندوبست کیا ، جسے ہنری نے حق جانشینی سے محروم کرایا تھا اور وہی آزادیِ فرانس کی امیدگاہ تھا ـ

انگریزوں نے اس وقت اورلیانز[۱] کا محاصرہ کر رکھا تھا ـ جون نے تھوڑا سا لشکر لے کر ایسا سخت حملہ کیا کہ انگریزوں کو محاصرہ اٹھانا پڑا ـ ۱۴۲۹ء میں فرانس کے ولی عہد کو بادشاہ بنا دیا گیا ـ اسی وقت سے انگلستان کی شکستوں کا دور شروع ہو گیا ـ یہاں تک کہ ۱۴۵۳ء میں وہ کیلے[۲] کو بھی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ـ یوں صد سالہ جنگ ختم ہوئی ـ

بغاوتیں اور خانہ جنگی

۱۴۳۷ء میں ہنری بالغ ہوا، لیکن اس میں حکمرانی کی کوئی صلاحیت نہ تھی ـ اس وجہ سے انتظام کونسل ہی کے ہاتھ میں رہا ـ کبھی کوئی گروہ قوت پکڑ لیتا اور کبھی کوئی ـ اس طرح بد نظمی بڑھتی گئی ـ امیروں نے بڑے بڑے لشکر جمع کر لیے اور وہ آپس میں لڑنے لگے ـ اس سے بد نظمی میں اور اضافہ ہوا اور حکومت کا وقار جاتا رہا ـ ۱۴۵۰ء میں ایک زبردست بغاوت ہوئی ـ

یہ حالات تھے جب ایڈورڈ سوم کے بیٹے ڈیوک آف یارک کے پوتے نے بادشاہ کے خلاف جنگ شروع کر دی ـ بادشاہ ڈیوک آف لینکاسٹر کی اولاد میں سے تھا ـ لینکاسٹر[۳] اور یارک[۴] کی یہ خانہ جنگی دیر تک جاری رہی ـ ان میں سے یارک کے

۱- Orleans - ۲- Calais -

۳- Lancaster - ۴- York -

ساتھیوں کا نشان سفید رنگ کا گلاب تھا اور لنکاسٹر کے ساتھیوں کا نشان سرخ رنگ کا گلاب ۔ یارک نے شاہی فوج کو شکست دے کر بادشاہ کو گرفتار کر لیا ۔ اس وجہ سے امرا نے فیصلہ کر دیا کہ ہنری کی وفات پر اس کا بیٹا نہیں بلکہ ڈیوک آف یارک بادشاہ بنے ۔ اس اثنا میں ہنری پنجم کی بیوی ملکہ کیتھرائن نے شمالی انگلستان میں فوج جمع کر لی تھی ۔ اس کے مقابلے میں ڈیوک آف یارک نے شکست کھائی اور میدان جنگ میں مارا گیا ۔ جنوبی انگلستان کے باشندے مقتول ڈیوک کے بیٹے ایڈورڈ کے ساتھ ہو گئے ۔ وہ شاہی فوجوں کو شکست دے کر ۱۴۶۱ء میں بادشاہ بن گیا ۔ گویا تاج و تخت لینکاسٹر کے خاندان سے نکل کر یارک کے خاندان میں چلا گیا ، لیکن خانہ جنگی جاری رہی ، یہاں تک کہ ۱۴۶۵ء میں ہنری ششم کو گرفتار کر کے ٹاور میں بند کر دیا گیا ۔

پارلیمنٹ کا اقتدار

لینکاسٹر خاندان کے ماتحت پارلیمنٹ کا اقتدار بہت بڑھ گیا ۔ دارالعوام نے مالی قوانین کے آغاز کا اختیار سنبھال لیا ۔ اصلاحات جاری ہوئیں ۔ بحث کے دوران میں آزادئ تقریر کا حق قائم ہو گیا ۔ انتخابات کے لیے رائے دہی کے قواعد مرتب کیے گئے ۔

یارک خاندان کے بادشاہ

یارک خاندان کا پہلا بادشاہ ایڈورڈ چہارم تھا ۔ لوگ خانہ جنگی سے تنگ آ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ امن قائم رہے، تا کہ وہ تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت کو بہ اطمینان ترقی دے سکیں ۔ ایڈورڈ نے اپنی قابلیت اور مستعدی سے امن بحال کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ ۱۴۸۳ء میں اس نے وفات

پائی اور اس کا بیٹا ایڈورڈ پنجم تخت نشیں ہوا ۔ وہ صرف بارہ سال کا تھا ۔ اس کا چچا رچرڈ نائب السلطنت قرار پایا ۔ وہ بڑا ظالم آدمی تھا ۔ اس نے بادشاہ اور ملکہ کے تمام حامیوں اور رشتہ داروں کو چن چن کر قتل کرایا ۔ پھر اعلان کرا دیا کہ ایڈورڈ پنجم ، ایڈورڈ چہارم کا بیٹا ھی نہیں اور پارلیمنٹ نے خود اسے رچرڈ سوم کے لقب سے بادشاہ تسلیم کر لیا ، لیکن وہ دو سال سے زیادہ بادشاھی نہ کر سکا ۔ اس اثنا میں ھنری ٹیوڈر فوج لے کر آ گیا ۔ بہت سے امیر رچرڈ کا ساتھ چھوڑ کر ھنری سے مل گئے ۔ رچرڈ میدان جنگ میں مارا گیا ۔ تاج ایک جھاڑی سے ملا ۔ پارلیمنٹ نے ھنری کو بادشاہ تسلیم کر لیا ۔ یہاں سے ٹیوڈر۱ خاندان کا دور حکومت شروع ہوا ۔

یہاں یہ بھی بتا دینا چاھیے کہ انگلستان کا پہلا مطبع ۱۴۷۶ء میں کیکسٹن۲ نے قائم کیا تھا اور ۱۴۸۸ء میں انگریزی زبان کی پہلی کتاب شائع ہوئی تھی ۔

سکاٹ لینڈ ۱۳۰۵ سے ۱۴۸۸

پہلے بتایا جا چکا ھے کہ ایڈورڈ اول شاہ انگلستان نے سکاٹ لینڈ کو فتح کر کے خانہ جنگی سے نجات دلائی تھی ۔ ایڈورڈ دوم کے عہد میں پھر لڑائی شروع ھو گئی اور سکاٹ لینڈ نے آزادی حاصل کر لی ۔ ۱۳۳۲ء میں انگلستان نے تخت کا ایک نیا دعویدار کھڑا کر دیا ، اس وجہ سے دوبارہ خانہ جنگی کا آغاز ھو گیا ۔ ۱۳۷۱ء سے سکاٹ لینڈ میں سٹوارٹ خاندان کی حکومت کا آغاز ھوا ، لیکن افراتفری کا دور بڑی دیر تک قائم رھا ۔ اس زمانے میں سکاٹ لینڈ نے فرانس کے ساتھ تعلق قائم رکھا

۱- Tudor -　　۲- Caxton -

اس لیے کہ انگلستان کے خلاف فرانس ہی سے مدد لی جا سکتی تھی - ۱۴۷۲ء میں سکاٹ لینڈ نے آرکنی۱ اور شیٹ لنڈ۲ کے جزیرے ناروے سے حاصل کر لیے -

آئرلینڈ ۱۳۱۵ سے ۱۴۸۵

۱۳۱۵ء میں سکاٹ لنڈ کے شاہی خاندان کا ایک فرد آئرلینڈ پہنچا اور مقامی سرداروں کی مدد سے اس نے اپنی بادشاہی کا انتظام کر لیا۔ یہ بادشاہی صرف تین سال قائم رہی۔

انگریزوں نے آئرلینڈ میں جو نو آبادی قائم کی تھی، وہ داخلی جھگڑوں کے باعث خاصی کمزور ہو گئی - ۱۳۶۶ء میں فیصلہ کیا گیا کہ انگریزی نو آبادی میں انگریزی روایات قائم رہنی چاہئیں - نسلی جھگڑوں کی شادیں کم کر دیی جاهئیں ، نیز آئرلینڈ کے باشندوں کے ساتھ شادیاں ممنوع قرار دی گئیں - نو آبادی میں انگریزی زبان کا استعمال لازم قرار دیا گیا اور انگریزی قوانین اختیار کر لیے گئے- ہنری پنجم کے عہد میں آئرلینڈ کی حالت بہت خراب ہو گئی - انگریزی نو آبادی کے نصف باشندے واپس چلے آئے - ۱۴۴۹ء میں رچرڈ ڈیوک آف یارک کو وائسرائے بنایا گیا - اس نے اپنے عہد میں آئرلینڈ کو وہاں کی پارلیمنٹ کی تصدیق سے عملاً خود مختار بنا دیا - ایڈورڈ چہارم نے پھر سخت گیر پالیسی اختیار کر لی -

❋

۱- Orkneys -

۲- Shetlands - یہ دونوں جزیرے سکاٹ لینڈ کے شمال میں واقع ہیں -

فرانس

۱۳۱۴ سے ۱۴۸۳

صد سالہ جنگ چودھویں صدی کے فرانس کا سب سے بڑا واقعہ یہ ہے کہ انگلستان کے ساتھ صد سالہ جنگ ہوئی، جس کے ضروری حالات انگلستان کی تاریخ میں لکھے جا چکے ہیں، یہاں صرف یہ بتا دینا باقی ہے کہ جون آف آرک ابتدائی کامیابیوں کے بعد برگنڈی کے فوجیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئی تھی، انگریزوں نے روپیہ دے کر اسے اپنے قبضے میں کیا اور اس کے خلاف جادو گری کی تہمت لگا کر آگ میں جلانے کی سزا دے دی (۱۴۳۱ء)۔

فرانس کی کمزوری کے اسباب فرانس کی کمزوری کے کئی سبب تھے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ نارمنڈی کے ڈیوک ولیم کے زمانے سے شمالی فرانس انگلستان کے قبضے میں چلا آتا تھا اور انگلستان کے بادشاہ مختلف فرانسیسی امیروں کو لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ بادشاہوں کی کمزوری کے باعث مختلف فرانسیسی امیر بڑے بڑے علاقے سنبھال بیٹھے تھے اور جب موقع پاتے تھے بادشاہ کی مخالفت شروع کر دیتے تھے۔ ان میں سے برگنڈی کے

ڈیوک کو نہایت اہم حیثیت حاصل ہے۔

پوپوں کے ساتھ تعلقات

۱۳۰۵ء سے ۱۳۷۸ء تک پوپوں کا مرکز ایوی نان رہا، جو فرانس میں واقع ہے۔ اس دور میں پوپوں کا ایک حد تک بادشاہ سے متاثر ہونا لازم تھا۔ چارلس ہفتم کو بادشاہی جون آف آرک کی وجہ سے ملی تھی اور ۱۴۳۶ء میں اس نے پیرس پر قبضہ جمایا تھا۔ دو سال بعد اس نے ایک فرمان جاری کیا، جس میں قرار دیا کہ اول عیسائی کونسل کو پوپ پر فوقیت حاصل ہے۔ دوم کلیسائی جاگیروں کی صرف سے جو نذرانہ پوپ کو دیا جاتا تھا وہ ختم ہو جانا چاہیے، سوم ہر دس سال کے بعد کونسل کا اجلاس ہونا چاہیے، چہارم فرانس کے قومی کلیسا کو تمام اندرونی معاملات میں خود مختاری ملنی چاہیے۔

فرانسیسی علاقوں کا اتحاد

لوئی یازدہم کے عہد میں برگنڈی کی امارت فرانسیسی مملکت میں شامل ہو گئی۔ چند سال بعد اور علاقے بھی قبضے میں لے لیے گئے۔ اس طرح فرانس کا داخلی انتشار بڑی حد تک ختم ہوا، البتہ فیلنڈرز ہمیشہ کے لیے فرانس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

ہسپانیہ اور پرتگال

کیسٹیل ۱۲۱۲ سے ۱۴۹۲ تک

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ہسپانیہ و پرتگال میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی تو چھوٹے چھوٹے دور افتادہ علاقے باقی رہ گئے تھے، جن میں مسیحیوں کے کئی خاندان حکمران تھے۔ ان میں سے کیسٹل اور ایراگون کی حکومتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۷۶ء میں کیسٹیل اور ایراگون کے درمیان گہرا رشتہ پیدا ہوا، یعنی کیسٹیل کے شہزادے کی شادی ایراگون کی شہزادی سے ہوئی۔ اس وقت سے کیسٹیل ہی کا خاندان مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں سرداری کے منصب پر فائز ہو گیا۔ ۱۴۶۹ء میں کیسٹیل کے تاج و تخت کی وارث ازابلا[1] کی شادی ایراگون کے وارث تاج و تخت فرڈیننڈ سے ہوئی۔ اس طرح دونوں حکومتیں مل گئیں اور ان کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اسی وقت سے دونوں نے مسلمانوں کو ہسپانیہ سے خارج کرنے کا حلف اٹھا لیا۔

جیسا کہ اسلامی تاریخ میں بتایا جا چکا ہے، ۱۴۹۲ء میں فرڈیننڈ اور ازابلا نے غرناطہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کی

۱- Isabella -

حکومت کا آخری نقش بھی ھسپانیہ سے مٹ گیا ۔ اس کے بعد مسلمانوں اور یہودیوں کو چن چن کر نکالا گیا ۔ جلا وطن ہونے والے یہودیوں کی تعداد دو لاکھ سے کم نہ ہوگی ۔

خوفناک تعزیر

ھسپانیہ کے عیسائی حکمران اور پادری بڑے ہی متعصب تھے ۔ ۱۴۷۸ء میں انہوں نے تعزیرات کا ایک محکمہ قائم کیا ، جس کا وظیفہ یہ تھا کہ جو شخص پادریوں کے عام عقائد و اعمال سے ذرا بھی اختلاف کرے ، اسے سخت سزا دی جائے ۔ اس محکمے میں ان یہودیوں کو بھی بڑی خوفناک سزائیں دی جانے لگیں ، جو مسیحی بن چکے تھے ، لیکن مسیحیوں کا خیال تھا کہ وہ خفیہ خفیہ اپنے پرانے مذہب کے مطابق عمل کر رہے ہیں ۔ جو لوگ زیر تعزیر آتے تھے ، ان کی جایدادیں ضبط کر لی جاتی تھیں ۔ اس طرح مسیحی بادشاہوں کو بڑا فائدہ حاصل ہوا ۔ یہ محکمۂ تعزیر غرناطہ پر قبضہ کر لینے کے بعد مسلمانوں کے خلاف بھی استعمال ہوا ۔ بعد میں مسیحی بھی اس کی سخت گیریوں کا ہدف بنے رہے ۔ ایراگون کے الگ حالات اس وجہ سے بیان نہیں کیے کہ سب سے بڑا واقعہ ایراگون اور کیسٹیل کا اتحاد تھا ، جو فرڈیننڈ اور ارابلا کی شادی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا اور وہ کیسٹیل کے سلسلے میں بیان ہو چکا ہے ۔

پرتگال
۱۲۷۹ تا ۱۴۹۵

پرتگال کی تاریخ کا نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ بتاریخ ۱۴ اگست ۱۳۸۵ء اہل پرتگال نے اہل کیسٹیل کو شکست فاش دی اور اپنے ملک کی آزادی اس پیمانے پر بحال کر لی کہ کسی کے لیے شبہ کی گنجایش باقی نہ رہی ۔ اسی وقت سے پرتگال کی بحری عظمت کا دور شروع ہوا ۔ اس زمانے میں

جان اول حکمران تھا ۔ اس کے پانچ بیٹے تھے جو سب کے سب بڑے لائق اور ملک کے خدمت گزار تھے ۔ انھی میں سے ایک کا نام هنری تھا ، جس نے جہاز رانی کے سلسلے میں بڑی شہرت حاصل کی ۔ اس کا ذکر پندرھویں صدی کے ان اکتشافات کے سلسلے میں آئے گا جن سے دنیا میں نئے دور کا آغاز ھوا ۔

پرتگیزوں نے ۱۴۱۵ء میں مراکش کا مشہور بحری مقام سبتہ۱ مسلمانوں سے چھین لیا تھا اور وہ چاھتے تھے کہ شمالی افریقہ کو مسخر کر لیں ، لیکن ۱۴۳۷ء میں طنجہ۲ میں شکست فاش کھائی اور سبتہ بھی مسلمانوں کے حوالے کر کے واپس ھوے ۔

۱- Ceuta -
۲- Tangiers -

اٹلی اور پاپائیت

اٹلی کی عام حالت

قرون وسطیٰ میں اٹلی کے اندر کئی حکومتیں قائم تھیں ، مثلاً ایک علاقہ براہ راست پوپ کے ماتحت تھا ، پھر سسلی اور نیپلز ، فلارنس ، میلان ، وینس وغیرہ کی الگ الگ حکومتیں تھیں ۔ علاوہ بریں جرمنی کے حکمران اٹلی پر برتری کے دعویدار تھے ۔ افراتفری کے اس دور کی تاریخ خاصی پیچیدہ ہے اور اس میں دلچسپی یا معلومات کا کوئی ایسا پہلو بھی نہیں ، جو تاریخی نقطہ نگاہ سے قابل توجہ ہو ۔

پاپائیت اور شہنشاہی

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پوپ اٹلی کے حالات سے مجبور ہو کر فرانس چلے گئے تھے اور انھوں نے کم و بیش بہتر سال وہاں گزارے ، بلکہ پچپن سال تک ایک طرف رومہ میں اور دوسری طرف ایوی نان (فرانس) میں پوپوں کے تقرر کا سلسلہ جاری رہا ۔ جو پوپ فرانس میں تھے ، ان پر بادشاہان فرانس کا تھوڑا یا بہت دباؤ لازمی تھا ، اگرچہ وہ حتی الامکان ہر دباؤ کا مقابلہ کرتے رہتے تھے ۔ یہی زمانہ ہے جس میں بادشاہوں نے بے تکلف ہو کر پوپوں کے روحانی اقتدار سے آزادی حاصل کرنے کا بندوبست کیا ۔ چونکہ پوپوں کی

دو گدیاں قائم ہو گئی تھیں ، اس لیے یہ بھی ہوتا رہا کہ جس گروہ یا طبقے کے لیے ایک پوپ کی روش اپنے مقاصد کے لیے سازگار نہ ہوتی ، وہ دوسرے سے رشتہ جوڑ لیتا ۔

چونکہ مقابلہ بادشاہوں سے تھا اور ان کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی، اس لیے پوپوں کو بھی مقابلے میں اپنی شان و شوکت بڑھانی پڑی اور اُن کے ساتھ پادری بھی اسی رنگ میں رنگے گئے ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحیوں میں جو طبقے زھد اور مسکینی کو مسیحیت کی شان قرار دیتے تھے، وہ اس صورت حال پر بگڑ بیٹھے اور عوام میں ان لوگوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ۔ یہی زمانہ ہے، جس میں مسیحی مبلغوں کی جماعتیں مشرق بعید کی طرف بھیجی گئیں ۔

پادریوں کی کونسلیں

اس زمانے کا ایک قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ مختلف مذھبی معاملات کے لیے بڑے پادریوں کی کونسلیں بلائی جانے لگیں ۔ مختلف مصنفوں نے ان کونسلوں کی اھمیت پر زور دیا تھا ۔ وہ کہتے تھے کہ کونسلیں پوپ پر فائق ھیں ۔ ھر بادشاہ اپنے ھاں کونسلیں بلا سکتا ھے اور ان کے ذریعے سے پوپ کے ھر حکم کا از سر نو فیصلہ کرا سکتا ھے ۔ یہ سب کچھ پوپوں کے درمیان تفرقے کا نتیجہ تھا اور اس سے پاپائیت کے اقتدار پر بڑی ضرب لگی ۔ چنانچہ ۱۳۹۵ء میں فرانس کے اندر قومی مذھبی مجلس منعقد ہوئی تو اس نے بھاری اکثریت سے فیصلہ کر دیا کہ رومہ اور ایوی نان کے پوپ اپنے عہدوں سے دستبردار ہو جائیں ۔ جب اس فیصلے پر عمل نہ ہوا تو تین سال بعد اعلان کر دیا گیا کہ جو رقمیں پوپوں کو دی جا رھی ھیں وہ روک دی جائیں اور بادشاہ نے اس فیصلے کی تصدیق کر دی ۔

اس کے بعد متعدد کونسلیں ہوئیں ۔ ان میں سے خاص طور پر

قابل ذکر وہ کونسل ہے، جو ۱۴۱۴ء میں بمقام کونسٹنس منعقد ہوئی تھی اور تین سال جاری رہی ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کلیسا کا تفرقہ دور کر دیا جائے ۔ پادریوں اور پوپ کی اصلاح کی جائے اور مذہب سے علیحدگی کی جو رو چل پڑی تھی ، اسے روکا جائے ۔

مختلف بادشاہیاں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے ، اس زمانے میں اٹلی کے اندر کئی جداگانہ بادشاہیاں تھیں ۔ ان میں سے سسلی اور نیپلز کی بادشاہی کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ فلارنس میں جداگانہ حکومت کا سلسلہ جاری تھا ۔ اسی زمانے میں اٹلی کا مشہور شاعر دانتے ۱ گزرا ہے، جس کا آسمانی طربیہ ۲ عالمگیر شہرت کا مالک ہے ۔ پٹرارچ ۳ بھی اسی دور میں گزرا ہے ، جو اٹلی کا سب سے بڑا غزل گو شاعر تھا ۔ بوکیشیو ۴ بھی اسی عہد کا مصنف ہے ، جس سے اٹلی میں نئی نثر نگاری کی بنیاد پڑی ۔

وینس نے بحری تجارت کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل کی اور شرق ادنیٰ میں جا بجا اپنے تجارتی مرکز قائم کر لیے ۔ اسے پہلے جنوآ سے مقابلہ پڑا ۔ جب عثمانی ترک ایشیائے کوچک پر قابض ہو گئے اور مشرقی بحیرۂ روم ان کے زیر اثر آ گیا ، تو وینس کا تصادم ترکوں سے ہوا ۔ آخر وینس کو تمام اہم مقامات ترکوں کے حوالے کر کے صلح کر لینی پڑی ۔ (تفصیل کے لیے اسلامی تاریخ ملاحظہ فرمائیے)

۱- Dante ۔ ۲- Divine Comedy ۔
۳- Petrarch ۔ ۴- Boccaccio ۔

پولینڈ اور روس

پولینڈ
سنہ ۱۳۰۵ء سے ۱۴۹۲ء

اس دور میں پولینڈ کے بادشاہوں کی کوشش یہ رہی کہ چھوٹی چھوٹی جاگیروں اور امارتوں کو متحد کر کے شاہی قوت کو مستحکم بنا دیں۔ امرا کا طبقہ اس کے خلاف تھا، اس لیے کہ وہ لوگ اپنا اقتدار بحال رکھنا چاہتے تھے۔

پولینڈ بوھیمیا کے زیر اثر آ چکا تھا۔ وھاں کے بادشاہ ولاڈس لاو[۱] چہارم نے ھنگری کے ساتھ رشتہ جوڑ کر بوھیمیا کا اثر زائل کرنا شروع کیا۔ ۱۳۸۶ء میں لتھوانیا کے حاکم نے اپنی ریاست پولینڈ کی سلطنت میں شامل کر دی اور اس وقت سے دونوں سلطنتیں یکجا ھو گئیں۔ ۱۰ جولائی ۱۴۱۰ء کو ٹینن برگ کے مقام پر ٹیوٹانی جنگجوؤں سے لڑائی ھوئی، جس میں آخرالذکر شکست کھا گئے، لیکن شاہ پولینڈ کے باجگزار اس کا ساتھ نہ دے سکے، اس لیے صلح کر لینی پڑی۔

روس
سنہ ۱۲۶۳ء سے ۱۵۰۵ء

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ روس خاصی دیر تک تاتاریوں کے زیر اثر رھا، پھر آھستہ آھستہ قومی تحریک شروع ھوئی اور تاتاریوں سے آزادی حاصل کی جانے لگی۔ ۸ ستمبر ۱۳۸۰ء

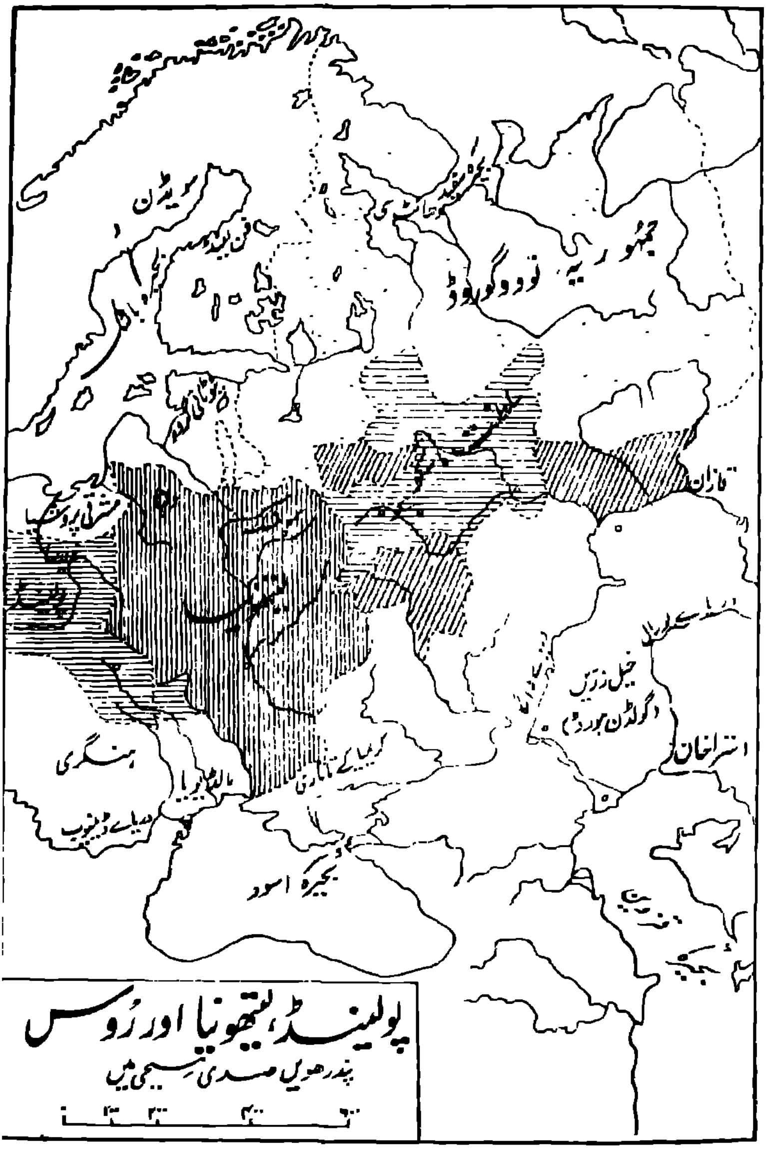
۱- Vladislav -

کو تاتاریوں نے سخت شکست کھائی ، لیکن اس کے بعد بھی وہ یورش کر کرکے ماسکو کے دروازے تک پہنچ جاتے رہے ۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ان کے وقار و اقتدار پر سخت ضرب لگی اور انجام کار ملک ان کے تصرف سے بالکل آزاد ہو گیا ۔

آئی ون[1] سوم (۱۴۶۲ء–۱۵۰۵ء) روس کا پہلا قومی بادشاہ ہے ، جس نے تاتاریوں کا اقتدار بالکل ختم کیا اور حسن تدبیر سے کام لے کر ان امیروں کی امارتیں بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیں ، جو برابری کے دعویدار تھے اور اس کے مقابلے میں بادشاہی کے خواب دیکھ رہے تھے ۔

۱۴۷۲ء میں آئی ون کی شادی قسطنطنیہ کے یونانی شہنشاہ کی بیٹی سے ہوئی ۔ یہ شادی پوپ نے کرائی تھی اور اس کا خیال یہ تھا کہ اس طرح روس کو مذہبی لحاظ سے اپنا حلقہ بگوش بنا لے گا اور مشرقی یونانی کلیسا کی علیحدگی قائم نہ رہ سکے گی ، لیکن یہ مقصد پورا نہ ہوا ۔ آئی ون پہلا شخص تھا ، جس نے زار کا لقب اختیار کیا ۔ یہ سیزر یعنی قیصر کی بگڑی ہوئی شکل ہے ۔ اسی نے اطالوی معماروں کے ذریعے سے کریملن کا عظیم الشان شاہی محل تعمیر کرایا ۔ اسی کے زمانے سے دربار داری کے وہ مراسم جاری ہوئے ، جو شہنشاہوں کا خاصا سمجھے جاتے تھے ۔

[1] - Ivan -



پولینڈ، لیتھونیا اور روس
پندرھویں صدی مسیحی میں

سلطنتِ قسطنطنیہ

۱۲۶۱ سے ۱۴۵۳

مشرق رومی سلطنت جس کا مرکز قسطنطنیہ تھا ، تیزی سے
وال کی طرف جا رہی تھی ۔ یورپ میں اس کا دائرہ اقتدار بہت
کم ہو گیا تھا ۔ اناطولیہ میں بھی صرف شمالی و مشرق حصہ اس
کے زیر اثر تھا ۔ الیکسیس ثانی (۱۲۹۷ء—۱۳۳۵ء) کے زمانے میں
ماہی دربار اور شہر کا عروج و اقبال بلند ترین درجے پر پہنچ
لیا ۔ پھر خاندانی جھگڑے شروع ہو گئے اور عثمانی ترکوں کی
موجات نے اس سلطنت کی تقدیر پر آخری مہر لگا دی ۔

۱۲۷۴ء میں شہنشاہ میکائیل نے پوپ کو اپنا مذہبی پیشوا
سلیم کر لیا اور روم کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا ۔ مقصد یہ تھا کہ
س طرح مسیحی دنیا سے اسے ایسی امداد مل جائے گی ، جو اس کا
قدار ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے گی ، لیکن یہ مقصد پورا نہ
ہوا ۔ اس کے برعکس آرتھوڈکس یونانی پادری اس پر بگڑ بیٹھے
ور انجام کار یونانیوں اور لاطینیوں کا اختلاف زیادہ شدت اختیار
کر گیا ۔

عثمانی ترکوں کے ظہور و عروج کی کہانی تفصیل سے اسلامی
تاریخ میں بیان ہو چکی ہے ۔ اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ۔

صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ ترکوں نے ۱۳۶۵ء میں تھریس
پامال کیا اور ادرنہ (ایڈریا نوپل) کو اپنا مرکز حکومت
بنایا ۔ ۱۳۸۹ء میں مختلف مسیحی قوتوں نے ایک جتھا بنا کر ترک
کا مقابلہ کرنا چاہا ۔ مراد اول نے تھوڑی سی فوج سے انو
شکست فاش دی ۔ چھ سال بعد پھر مسیحوں نے ایک بھار
جتھا تیار کیا ، لیکن دوبارہ بایزید اول سے شکست کھائی ۔ پ
تیمور کے حملے کے باعث عثمانی ترکوں کے لیے مصیبت کا ای
مختصر دور پیدا ہو گیا ۔ اس سے باہر نکلتے ہی انہوں نے دوب
پیش قدمی شروع کر دی ۔ ۱۴۳۰ء میں وینس سے تھسلی کا علا
چھینا ۔ ۱۴۴۴ء میں پھر مسیحوں کے ایک بھاری جتھے کو خوفنا
شکست دی اور قسطنطین سوم کے عہد حکومت میں سلطان محمد ف
نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ فتح کر لیا ۔ مشرقی رومی سلطنت
ہو گئی ۔ اس وقت سے ۱۹۲۳ء تک قسطنطنیہ نہ محض عثمانی ترک
کا دارالحکومت رہا ، بلکہ اس نے خلافت کے مرکز کی حیثیت م
پوری اسلامی دنیا کے اندر احترام کا خاص مقام حاصل کر لیا ۔

ہندوستان

شمالی ہند

شمالی ھندوستان پر باھر سے ایک حملہ ھوا ، جسے عام طور پر سفید ھون یا ہفتلیون۱ کا حملہ کہا جاتا ھے ۔ عام روایت کے مطابق یہ لوگ ۴۰۲ء سے ۵۵۳ء تک وسط ایشیا پر قابض رھے ۔ ۴۲۵ء میں باختر کو مسخر کیا ، پھر بہرام گور ساسانی نے انھیں ایک شکست دی ۔ انجام کار فیروز ساسانی کو شکست دے کر یہ لوگ مغرب کی طرف سے مطمئن ھو گئے اور پنجاب کے راستے انھوں نے ھندوستان پر حملے شروع کر دیے ۔ ان سب سے پہلا مشہور بادشاہ توراسن تھا ، جس کے متعلق ایسی شہادتیں ملتی ھیں کہ اس کا اثر مالوہ تک پہنچ گیا ۔ اس کے بعد مہر گل۲ تخت نشین ھوا ۔ اس کا مرکز حکومت سیالکوٹ تھا ۔ یہ وسط ھند اور کشمیر پر بھی حکمران رھا ۔ مند سور کا حاکم یسودھرمن کہتا ھے کہ اس نے مہر گل کو شکست دی ۔ اگرچہ اس قبیلے کو ترکوں اور ساسانیوں نے

۱۔ عام مورخ اس قبیلے کو تاتاری قرار دیتے ھیں ، لیکن تازہ تحقیقات سے واضح ھوتا ھے کہ یہ زابلی تھے یعنی زابلستان کے باشندے ۔

۲۔ لفظی معنی گل آفتاب ۔ اس کے دو تلفظ اور ھیں : ایک ھے ھیرہ کولا یعنی خاندان آفتاب یا سورج بنسی ، دوسرا تلفظ مہاکولا یعنی خاندان بزرگ ۔

وسط ایشیا میں مسخر کر لیا تھا ، لیکن پنجاب اور راجپوتانہ میں ان کا اثر گیارھویں صدی تک قائم رہا ۔

مہاراجہ ہرش ۶۰۶ء - ۶۴۷ء

یہ تھانیسر کی چھوٹی سی ریاست کا حکمران تھا ، پھر اس کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا - ۶۱۲ء میں قنوج پر قابض ہو گیا ، جسے اپنا دارالحکومت بنا لیا - بعد ازاں پورا شمالی ہندوستان اس کے قبضے میں آ گیا - ہرش خود بڑا شاعر اور ڈرامہ نگار تھا - مشہور چینی سیاح ہیون سانگ[۱] اسی کے عہد میں ہندوستان آیا تھا اور دیر تک نالندہ (بہار) کی یونیورسٹی میں تعلیم پاتا رہا - اس کی کتاب ساتویں صدی کے ہندوستان کا نہایت مرقع پیش کرتی ہے -

ہرش کے کوئی اولاد نہ تھی - اس کی وفات پر سلطنت مختلف ٹکڑوں میں بٹ گئی - نویں صدی مسیحی سے بدھ مت ہندوستان میں ختم ہونے لگا ، صرف بنگال اور بہار میں اس کا تھوڑا سا اثر باقی رہ گیا - یہ بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہا - اسلامی فتوحات سے پہلے بہار اور بنگال میں جو حکمران تھے ، وہ بدھ مت ہی کے پیرو تھے - جب ان کی سلطنتیں زائل ہوئیں تو بدھ مت کے بہت سے پیرو ہندوؤں میں ضم ہو گئے -

مغربی ہند

راجپوتانہ میں بہت سے قلعے ایسے تھے ، جنھیں اس زمانے میں مسخر کر لینا آسان نہ تھا - اس وجہ سے

۱- اس کا صحیح چینی تلفظ یوان چوانگ ہے ، لیکن ہمارے ہاں عام طور پر ہیون سانگ ہی لکھا جاتا ہے - ایران و افغانستان میں اسے ہیون سانگ لکھتے ہیں - میں نے معروف تلفظ ہی اختیار کرنا مناسب سمجھا -

وهاں بہت سی حکومتیں قائم ہو گئیں ، جو مسلمانوں کی فتوحات تک باقی رہیں ۔ گجرات کے ایک مقام ولبھی میں ایک آزاد حکومت تھی ۔ اس نے بدھوں کے لیے ایک ایسا علمی مرکز قائم کر دیا تھا ، جو نالندہ یونیورسٹی کا مقابلہ کرتا تھا ۔ یہ حکومت ۴۹۰ء سے ۷۶۶ء تک قائم رہی ۔ سندھ سے عربوں کے حملے گجرات پر شروع ہوئے تو یہ حکومت ختم ہوئی ۔

اسی طرح ایک مقامی حکومت ۷۴۰ء سے ۱۰۳۶ء تک قائم رہی ۔ اسلامی فتوحات ہی میں اس کا بھی خاتمہ ہوا ۔ چندیلوں نے موجودہ بندھیل کھنڈ میں ایک مستقل حکومت قائم کی تھی ، جس کا راجا بھوج نربدا سے دریائے ستلج تک کے علاقے پر قابض ہو گیا تھا ۔ یہ حکومت ۱۳۱۰ء میں ختم ہوئی ۔ پرمروں نے اندور کے قریب ایک حکومت قائم کی ، جو ۱۲۰۰ء میں ختم ہوئی ۔ اسی طرح چلوکی یا سولنکی راجپوتوں نے بھی ایک مستقل حکومت قائم کر لی تھی ، پھر غزنویوں کے حملے ہندوستان پر شروع ہو گئے ۔ ان کے بعد غوری آئے ، جن کے زمانے میں دھلی ، اجمیر اور قنوج کی راجپوت حکومتوں کے نشان مٹے ۔ (تفصیلات کے لیے اسلامی تاریخ ملاحظہ فرمائیے) ۔

جنوبی ہند

جنوبی ہند کی حکومتوں کا شمار ممکن نہیں ۔ ہر حصے میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں ۔ کوئی قابل آدمی بروئے کار آ جاتا تو آس پاس کی ریاستوں کو فتح کر کے ایک بڑی حکومت کی بنیاد رکھ دیتا ۔ ان میں سے بعض حکمران ایسے بھی تھے ، جنھوں نے سیلون پر یورشیں کیں ۔ علاؤ الدین خلجی نے سب سے پہلے جنوبی ہند پر حملے کیے ۔ محمد تغلق کے زمانے میں دوبارہ اسلامی حکمرانی کا سلسلہ جنوبی ہند تک پہنچا ۔ چودھویں صدی میں دو ہندو بھائیوں نے وجیا نگر

میں ایک زبردست حکومت کی بنیاد رکھی ، جو ۱۵۶۵ء تک قائم رہی ۔ شان و شکوہ کے اعتبار سے یہ بہت ہی بلند تھی ۔ آخر دکن کے اسلامی حکمرانوں نے متحد ہو کر یہاں کے راجا کو تلی کوٹ کے معرکے میں شکست دی ۔ میدان جنگ ہی میں وہ موت کے گھاٹ اتر گیا اور فاتحوں نے وجیا نگر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ۔

سیلون سیلون الگ جزیرہ ہونے کے باعث ہندوستان سے الگ تھلگ تھا ، لیکن دکن کی چولا سلطنت کے حکمرانوں نے پہلی مرتبہ ۱۰۰۱ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۰۱۴ء میں اس پر زبردست حملے کیے ۔ بعد میں بھی حملے جاری رہے ۔ سیلون کے ایک حکمران نے ۱۱۶۸ء میں یورپیوں کو شکست فاش دی اور خود ان پر حملہ کر دیا ۔ ۱۲۸۴ء میں سیلون کے حکمران نے مہاتما بدھ کا ایک تبرک تاتاریوں کے شہنشاہ اعظم قبلائی خاں کے پاس بھیجا ۔

چین

۶۱۸ء سے ۱۴۷۱ء

تنگ خاندان

تنگ خاندان کی بنیاد ۶۱۸ء میں رکھی گئ
اور یہ ۹۰۷ء تک قائم رہا ۔ بادشاہ نے حکوم
کے لیے ایک بڑی کونسل بنا دی تھی ، جس میں مختلف انتظام
شعبوں کے نمائندے اور بڑے بڑے امراء شریک تھے ۔ پور
سلطنت پہلے دس حصوں میں تقسیم تھی ، پھر اس کے پندرہ حص
کر دیے گئے ۔ سول سروس کی تعلیم کے لیے باقاعدہ دارالعلوم
گئے تھے ۔ ہر حصے سے چنے ہوئے طلبہ کی ایک خاص تعداد ا
میں شامل ہونے کے لیے بھیجی جاتی تھی ۔

۷۴۵ء میں اویغور ترکوں نے مشرقی ترکوں کو شکست د
کر اپنی سلطنت قائم کر لی اور وہ تبت تک کے علاقے کے حکمرا
بن گئے ۔ چین کے بادشاہ نے ایک چینی شہزادی کی شادی اویغو
حکمران سے کر دی ۔ ۷۴۷ء میں ایک چینی فوج پامیر اور ہندوک
کی طرف بڑھی ، لیکن عربوں کے مقابلے میں شکست کھائی ا
ترکستان چینیوں کے ہاتھ سے نکل گیا ۔ ۷۶۲ء میں اویغور حکمرا
نے چین کے مشرقی دارالحکومت لویانگ پر حملہ کیا ۔ ۸۴۰ء

کرغز ترکوں نے اویغوروں کی سلطنت ختم کر دی ۔ ۸۶۸ء میں بدھوں نے چھپائی کے لیے لکڑی کے سانچے تیار کیے اور ایک کتاب چھاپی ۔ دنیا بھر میں کاغذ پر چھپائی کا یہ پہلا نمونہ تھا ۔

سنگ خاندان کی حکومت

۹۰۷ء میں خطائی تاتاریوں نے اندرونی منگولیا پر قبضہ کر لیا اور ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھ دی ۔ شمالی چین کے سولہ ضلعے ان کے قبضے میں چلے گئے ۔ ۹۳۸ء میں ین چاؤ (موجودہ پیکن) کو انہوں نے اپنا جنوبی دارالحکومت بنا لیا ۔ ۹۶۰ء میں سنگ خاندان کی حکومت شروع ہوئی ۔ ۹۹۷ء میں اس خاندان کے بادشاہ تائی سنگ نے پوری سلطنت کو پندرہ صوبوں میں تقسیم کیا ۔ ۱۰۲۳ء میں صوبوں کی تعداد اٹھارہ ہو گئی اور ۱۰۷۸ء میں یہ تئیس پر پہنچ گئی ۔ ونگ اس خاندان کا مشہور بادشاہ ہے ، جس نے ۱۰۶۹ء میں ایک نیا مالی محکمہ قائم کیا ۔ سزاؤں میں چالیس فی صد کی کمی کر دی ۔ تنخواہیں بڑھا دیں تا کہ سرکاری ملازم دیانتداری سے کام کریں اور رشوتوں کا سلسلہ ختم ہو جائے ۔ اس نے اشیاء کے نرخوں پر بھی کنٹرول قائم کیا ۔ غریب کسانوں کو سود خواروں کے قبضے سے بچانے کے لیے نقد اور جنس کی صورت میں قرضوں کا انتظام کر دیا ۔ ۱۰۷۰ء میں ایک منصوبہ مرتب کیا تا کہ اس سے قومی دفاع کے علاوہ پولیس کا کام بھی لے ۔ باقاعدہ فوج دس لاکھ کے قریب تھی ، لیکن نصف کے قریب آدمی بیکار تھے ۔ انہیں برطرف کر دیا گیا ۔ اسی کے زمانے میں پہلے پہل سرکاری بنک اور مبادلۂ اجناس کے مرکز قائم ہوئے ۔

تاتاری

سنگ خاندان کی حکومت ۱۲۷۹ء تک قائم رہی ۔ اس اثنا میں تاتاری قبیلے تموجین کے ماتحت متحد ہو گئے ۔ ۱۲۰۶ء میں اس نے چنگیز خاں کا لقب اختیار کیا ۔ پھر اس کے

حملے شروع ہو گئے ، یہاں تک کہ اس نے ایک وسیع سلطنت پیدا کر لی اور شمالی چین بھی اسی کے قبضے میں آ گیا ۔ یہ وسیع سلطنت اس نے اپنی اولاد میں تقسیم کر دی ۔ جن میں سے تین بیٹے تھے چغتائی ، تولی اور اوغتائی اور ایک پوتا باتو (جو اس کے بیٹے جوجی کا سب سے بڑا فرزند تھا) - ان میں وقتاً فوقتاً جھگڑے بھی ہوتے رہے، لیکن چنگیز کے پوتے قبلائی نے پوری سلطنت کی وحدت قائم رکھی ۔

چین کی تاریخ میں قبلائی کے خاندان کو یوآن خاندان کہتے ہیں ۔ اس خاندان کے حکمرانوں نے جاپان ، برما اور جاوا پر بھی حملے کیے ۔ سیام کی سلطنت سے خراج وصول ہوتا رہا ۔ قبلائی کا پوتا تیمورالجائیتو اس خاندان کا آخری قابل ذکر بادشاہ تھا ، جو ۱۳۰۷ء میں مرا ۔

اس عہد میں سڑکیں اچھی بن گئیں ۔ ڈاک کی چوکیوں کے لیے دو لاکھ گھوڑے رکھے گئے ۔ یتیموں اور بوڑھے عالموں کے لیے وظیفوں کا انتظام ہوا ۔ بیماروں کے لیے ہسپتال بن گئے ۔ ایسے انسپکٹر ملازم رکھے گئے جو فصلوں کا معائنہ کرتے اور جہاں فالتو غلہ دیکھتے خرید کر ذخیرہ کر لیتے، تاکہ قحط کے وقت میں عام لوگوں کو تکلیف نہ ہو ۔ تاتاری سلطنت میں مسلمان ناظموں اور مدبروں نے انتظامی کاروبار بڑے اعلیٰ پیمانے پر سنبھالے رکھا ۔ اسی عہد میں اٹلی کا مشہور سیاح مارکو پولو چین پہنچا ۔

مذہبی نقشہ

تاتاریوں سے پیشتر بھی عرب اور ایرانی تاجر چینی بندرگاہوں میں آباد ہو گئے تھے، لیکن ان کی تعداد زیادہ نہ تھی ۔ جب تاتاریوں کا کاروبار حکومت مسلمان مدبروں کے ہاتھ میں آیا تو شمالی چین میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ۔ صوبۂ یونن کے مسلمان گورنر نے ۱۲۷۴ء سے ۱۲۷۹ء

تک دو مسجدیں تعمیر کرائیں ۔ چین کی سر زمین میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی عبادت گاہیں تھیں ۔ عام تاتاری بدھ مت کے پیرو تھے ۔ قبلائی خاں نے تبت کے ایک لاما کو معلم سلطنت کا خطاب دیا اور اس کا وظیفہ یہ قرار دیا کہ تاتاریوں میں بدھ مت کی اشاعت کرے ۔ تبت کے دینی صوبوں کا انتظام بھی اسی کے حوالے کر دیا ۔

نسطوری مسیحیوں کو بھی پوری مذہبی حفاظت حاصل تھی ۔ ۱۲۷۵ء میں انہوں نے پیکن میں ایک شخص کو آرچ بشپ بنا دیا تھا ۔ پھر مختلف مقامات پر کلیسا تعمیر ہوئے ۔ ۱۲۹۳ء میں رومن کیتھولک مذہب کا پہلا سفری چین پہنچا اور اس نے پانچ ہزار آدمیوں کو مسیحی بنا لیا ۔

منگ خاندان

اس خاندان کا بانی چویوآن جنگ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس کا اصل نام منگ ٹائی سو تھا۔ افراتفری کے دور میں اس نے نانکن پر قبضہ کر لیا اور وہاں ایک منظم حکومت قائم کر دی ، پھر آہستہ آہستہ آس پاس کے علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرتا رہا ۔ ۱۳۶۸ء میں اس کے پاس اتنی قوت جمع ہو گئی تھی کہ تاتاریوں کو پیکن ، شنسی اور بعض دوسرے صوبوں سے نکال دیا ۔ ۱۳۸۸ء میں تاتاری قرہ قرم سے بھی نکالے گئے ۔ ۱۴۰۳ء سے ۱۴۳۳ء تک نئے حکمران خاندان کے بادشاہوں نے کئی بحری مہمیں جنوبی سمندروں میں بھیجیں ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اول جگہ جگہ تجارتی مرکز قائم کر دے ، دوسرے جنوبی ملکوں پر رعب قائم ہو جائے ۔ چنانچہ اس طرح سماٹرا اور سیلون تک سے خراج وصول کیا گیا اور چینی جہاز ایران کی بندرگاہ ہرمز تک گئے ۔ مہموں کے سالار اور سفارتوں کے سردار عموماً مسلمان تھے ۔ ۱۴۲۱ء میں نانکن کے بجائے پیکن کو دارالحکومت بنا لیا گیا ۔

جاپان

چین کی نقالی کا دور ۶۴۵ء سے ۷۸۴ء

اس دور میں حکومت جاپان کی کوشش ی
رهی که اپنے نظام حکومت کو آهسته آهست
چینی نظام حکومت کے مطابق بنا لے
چنانچه اصولاً زمین کو قومی ملکیت بن
دیا گیا ۔ اس کی تقسیم اور لگان کا جو طریقه چین میں رائج تها
اسی کی پیروی کی گئی ۔ مرکزی حکومت کا سارا نظام از سر نو ترتیب
دیا گیا ' لیکن صحیح بات یه هے که ان اصول کے مطابق پورا پو
عمل نه هوا ، مثلاً زمین کو قومی بنا دینے کے باوجود بڑی بڑ
جاگیریں قبائلی سرداروں کے پاس باقی رهیں ۔ قرار یه دیا گیا که ی
جاگیریں ان کے عہدوں اور منصبوں کی تنخواہ میں دی گئی هیں
وقتاً فوقتاً مردم شماری کی جاتی تهی اور اس میں هر کنبے کے جتن
افراد هوتے تهے ان میں زمین نئے سرے سے تقسیم کر دی
جاتی تهی ۔ لگان کے بدلے میں چاول لیے جاتے تهے۔ اس کے علاو
کپڑے پر محصول لگایا گیا تها ، نیز چاولوں کے سوا هر پیداوا
پر الگ محصول عائد تها ۔

کسان ٹیکسوں کے بوجه کے نیچے اس قدر دب گئے تهے ک
وه اپنی زمینیں بڑے بڑے جاگیرداروں کے حوالے کرنے پر آماد

رہتے تھے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند صدیوں میں ساری زمین جاگیرداروں کے قبضے میں چلی گئی اور بڑے بڑے امیروں کا ٹیکس معاف کر دیا گیا۔ وسائل حمل و نقل کی اصلاح ہو گئی۔ مرکزی حکومت کا نظام خاصا مستحکم ہو گیا۔ مذہبی محکمہ الگ قائم کر دیا گیا، جو باشندوں کی روحانی اصلاح کا ذمہ دار تھا۔ سیاسی امور کے لیے ایک مجلس کبیر بنا دی گئی۔

۷۰۲ء میں دیوانی اور فوجداری کے ضابطے بنائے گئے۔ ملک کے قانون کا یہ پہلا مکمل خاکہ تھا، جس کی ابتدا ۶۴۶ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ترمیمیں ہوتی رہیں اور ۹۲۸ء میں ان ضابطوں نے آخری صورت اختیار کی۔

عام سرگزشت

جاپان میں جاگیرداروں نے آہستہ آہستہ نمایاں حیثیت اختیار کر لی تھی، یہاں تک کہ ان کے روبرو بادشاہ کی حیثیت بہت معمولی رہ گئی۔ نویں صدی کے وسط میں ایک قبیلے نے اتنا اقتدار حاصل کر لیا کہ بادشاہ بالکل بے اختیار رہ گیا۔ اس قبیلے کے سردار نے اپنے لیے نائب السلطنت کا عہدہ تجویز کر لیا اور عموماً بادشاہ کی شادی اسی کے خاندان میں ہوتی۔ گویا تاج و تخت کا نیا وارث انہی کے زیر اثر رہتا۔ اس خاندان کا اقتدار طویل مدت تک قائم رہا۔ مختلف اوقات میں خانہ جنگیاں بھی ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاگیرداروں کا اقتدار بہت بڑھ گیا اور یہ جاگیردار زیادہ تر فوجی رئیس تھے، جو اپنے قبیلوں میں سے فوجیں تیار کر لیتے تھے۔ اس وجہ سے مرکزی حکومت کا اقتدار گھٹ گیا اور جنگی گروہوں کا اقتدار بڑھ گیا۔ بارھویں صدی کے آخری دور تک بہت کم جاپانی باہر کے ملکوں میں گئے اور بیرونی تجارت زیادہ تر اہل کوریا اور اہل چین کے ہاتھ میں رہی، لیکن بارھویں صدی کے اختتام پر جاپانیوں

نے بیرونی تجارت پر قبضہ کر لیا ، بلکہ وہ کوریا اور چین کے ساحلی مقامات پر یورشیں بھی کرتے رہے ۔ جس گروہ نے ملکی اختیارات پر قبضہ جما رکھا تھا ، بارھویں صدی کے اختتام پر وہ بھی تباہ ہو گیا ۔

تاتاریوں کے حملے

چین کے حالات بیان کرتے ہوئے ہم بتا چکے ہیں کہ تاتاریوں نے جاپان پر بھی حملہ کیا تھا ۔ پہلا حملہ ۱۲۷۴ء میں ہوا ۔ تاتاریوں کا بیڑہ ایک غیر محفوظ جگہ ٹھہرا ہوا تھا ۔ اس اثنا میں طوفان کا خطرہ پیدا ہوا اور انھوں نے عافیت اسی میں دیکھی کہ رات کی تاریکی میں واپس چلے جائیں ۔ ۱۲۸۱ء میں وہ ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر دوبارہ جاپان پہنچے ۔ جاپانیوں کو پہلے سے اس یورش کا اندازہ تھا اور انھوں نے حفاظت کے لیے جا بجا فصیلیں بنا رکھی تھیں ۔ دو مہینے تک جنگ جاری رہی ۔ جاپانیوں کے پاس چھوٹے چھوٹے تیز رفتار جہاز تھے ۔ ان کے جوابی حملوں نے تاتاریوں کو بہت نقصان پہنچایا ، پھر ایک خوفناک طوفان آ گیا ، جس میں تاتاری بیڑے کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا ۔ جو جہاز باقی بچے وہ واپس چلے گئے ۔

شاہی اقتدار کی بحالی

۱۳۳۱ء میں شاہی اقتدار بحال ہو گیا ، لیکن فوجی جاگیرداروں کا اقتدار بھی ساتھ ساتھ قائم رہا ۔ چودھویں صدی کے بڑے حصے میں خانہ جنگی کی آگ مشتعل رہی ۔ پندرھویں صدی کے اختتام تک جاپان کی داخلی افراتفری میں کوئی خاص فرق نہ آیا ۔

امریکہ

کولمبس سے پیشتر کا دور امریکہ کے قدیم باشندے ماضیِ قدیم میں آبنائے بیرنگ کے راستے شمالی امریکہ میں پہنچے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ہجرت کا سلسلہ دیر تک قائم رہا۔ امریکہ پہنچنے کے بعد ان کا تعلق پرانی دنیا سے کٹ گیا اور وہ آہستہ آہستہ شمالی، وسطی اور جنوبی امریکا میں پھیلتے گئے۔ وہ جس وقت ایشیا سے نکلے تھے، ان کا تہذیبی درجہ زیادہ بلند نہ تھا۔ نئی جگہ پہنچنے کے بعد بعض گروہوں نے خاصی بلند حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ پیرو میں انکاؤں نے زرعی اغراض کے لیے برنجی اوزاروں کا استعمال شروع کر دیا، لیکن لوہے کے استعمال سے وہ بالکل نا آشنا تھے۔ جو جانور پیرو کے پہاڑی علاقوں میں پائے جاتے تھے، ان سے کام لینا شروع کر دیا، مثلاً کتے، بطخیں، الپاکا وغیرہ۔ جب امریکہ دریافت ہوا تو مختلف گروہوں نے ثقافتی لحاظ سے نمایاں حیثیت حاصل کر لی تھی۔ ان میں سے شمالی وسطی اور جنوبی امریکہ کے کئی گروہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ازٹک ازٹکوں[۱] کا قبیلہ ابتدا میں بہت چھوٹا تھا۔ آہستہ آہستہ انھوں نے ہئیت و ریاضی میں خاصا کمال

۱- Aztecs -

حاصل کر لیا اور اپنی ایک تقویم۱ بھی بنا لی ۔ چودھویں صدی عیسوی میں انھوں نے ٹینوچٹ لان۲ نام کا ایک شہر آباد کیا ، جو ان کا مرکز حکومت بن گیا ۔ یہ مقام ناقابل تسخیر مانا جاتا تھا ، پھر انھوں نے اپنی اعلیٰ سیاسی اور فوجی صلاحیت کی بدولت پورے جنوبی اور وسطی میکسیکو پر اقتدار جما لیا اور وسطی امریکہ میں بھی جا بجا اپنی نو آبادیاں قائم کر دیں ۔ ۱۵۱۹ء میں ٹینو چٹلان کے مالکان مکانات کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور اس زمانے میں ازٹکوں کی سلطنت کے اندر کم و بیش پچاس لاکھ افراد آباد تھے ۔ حکومت کا اقتدار مرکز کے ہاتھ میں تھا ۔ بادشاہ کا انتخاب عمل میں آتا تھا ۔ صوبوں کے لیے گورنر مقرر کیے جاتے تھے ۔ فوج خاصی بڑی اور منظم تھی ۔ عدالتی نظام نہایت عمدہ مانا جاتا تھا ۔ ان لوگوں نے انجینئری، تعمیرات، فنون لطیفہ ریاضی اور ہئیت میں خاصی مہارت پیدا کر لی تھی ۔ زراعت اور تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہو چکا تھا ۔ سادہ صنعت کاری بھی عام تھی ۔ سونے چاندی کی چیزیں بنائی جاتی تھیں ۔ مٹی کے برتن بہت اعلیٰ بنتے تھے ۔ پارچہ بافی نے بھی بڑی ترقی کر لی تھی ۔ مذہبی لحاظ سے ازٹک مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے ، جن میں سے بلند ترین حیثیت جنگی دیوتا کو حاصل تھی ۔ ان کے مذہبی پیشوا مذہبی اور سیاسی اعتبار سے بڑے با اقتدار تھے ۔ ازٹکوں نے جن قبیلوں کو فوجی قوت کے بل پر اپنا مطیع بنا لیا تھا ، وہ ہر وقت سرکشی پر آمادہ رہتے تھے ۔ جھیل ٹزکوکو۳ کی مشرق

۱۔ کیلنڈر ۔ Calendar ۔

۲۔ Tenochtilan ۔

۳۔ Tezcuco ۔ میکسیکو کی ایک جھیل ۔

پہاڑیوں میں ایک طاقتور جمہوریت موجود تھی ، جس نے اپنی آزادی بحال رکھی ۔ وہ ازٹکوں کو اپنے جانی دشمن سمجھتی تھی ۔ مختلف گروہوں کی یہ کشاکش اہل ہسپانیہ کے لیے بڑی سازگار ثابت ہوئی ، اس لیے کہ انھیں ملک فتح کرنے میں بہت مدد ملی ۔

مایا

یہ لوگ بالکل ابتدائی زمانے میں یوکاٹان۱ ، ٹباسکو۲ چیاپاس۳، شمالی، وسطی اور مشرقی گواٹی مالا۴ ، نیز مغربی ہانڈوراس۵ میں آباد ہو گئے تھے ۔ ان کی تہذیب ۱۰۰۰ عیسوی سے پیشتر کمال پر پہنچ چکی تھی اور بعض ثقافتی پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ نئی دنیا کی سب سے اونچی تہذیب تھی ۔ البتہ یہ لوگ کوئی منظم سلطنت پیدا نہ کر سکے ۔ جگہ جگہ شہری ریاستیں قائم تھیں ، جن کی عنان حکومت سیاسی و مذہبی حاکموں کے ہاتھ میں تھی ۔ مایاؤں نے بھی فنون لطیفہ، تعمیرات، انجنئری، ریاضی اور ہئیت میں بڑی ترقی کر لی تھی ۔ عبادت گاہیں اور دوسری بڑی بڑی عمارتیں چونے اور پتھر سے تعمیر کیں ۔ مذہبی لحاظ سے یہ بھی مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے ۔ مذہبی پیشواؤں کو خاصا اقتدار حاصل تھا اور علم کے بھی وہی اجارہ دار مانے جاتے تھے ۔ تجارت ، پارچہ بافی اور ظروف سازی نے بڑی ترقی کر لی تھی ۔ زراعت بھی اعلیٰ پیمانے پر پہنچ چکی تھی ۔ تیرھویں صدی عیسوی میں ان کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی اور میکسیکو کے بعض قبیلوں نے شمالی یوکاٹان کے مایاؤں کو مسخر کر لیا ۔ پندرھویں صدی میں پھر

۱- Yucatan ۔ ۲- Tabasco ۔
۳- Chiapas ۔ ۴- Guatemala ۔
۵- Honduras ۔ یہ تمام وسطی امریکہ کے خطے ہیں ۔

باهمی رزم و پیکار شروع ہو گئی اور ۱۴۵۱ء میں ان کا اقتدار مٹ گیا ۔ ہسپانوی فتوحات کے وقت بوکا ٹان کا مایا قبیلہ چار پانچ لاکھ سے کم نفوس پر مشتمل نہ ہوگا ۔

ایک متحدہ حکومت چب چا۱ قبیلے کی تھی ، جس کے افراد دس لاکھ ہوں گے ۔ ان لوگوں نے بھی بیرونی تجارت اور پارچہ باف میں بڑی ترقی کر لی تھی ۔ یہ اپنی عمارتوں میں لکڑی اور گھاس پھوس استعمال کرتے تھے ۔

انکا انکا قبیلے کی حکومت جنوبی امریکہ کی ریاست پیرو میں تھی اور کزکو۲ اس کا دارالحکومت تھا ۔ یہ جنوبی امریکہ کے مغربی ساحل کی سطح مرتفع پر قابض ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنا اقتدار ایک طرف ای کوآڈور۳ سے وسطی چلّی تک اور دوسری طرف بولیویا کی سطح مرتفع تک پہنچا دیا تھا ۔ ان کی سلطنت میں زیادہ توسیع چودھویں صدی میں ہوئی ۔ اس دور کا ایک بڑا فاتح ہوینا کپاک۴ تھا ، جسے فاتح اعظم مانا جاتا ہے ۔ اہل ہسپانیہ کی آمد کے وقت یہ شخص زندہ تھا ۔ اس سلطنت میں ساٹھ لاکھ سے اسی لاکھ تک افراد شامل تھے ۔ نظام حکومت مطلق العنانی پر مبنی تھا ۔ تمام اختیارات انکا حاکم کے قبضے میں تھے ، جو سورج دیوتا کا نمایندہ سمجھا جاتا تھا اور انکا سورج ہی کی پوجا کرتے تھے ۔ معاشرے میں ہر فرد کا درجہ مقرر تھا اور حکومت سب کی فلاح و بہبود کے لیے وقف تھی ۔ انکاؤں کی فوج بہت منظم تھی ۔ انہوں نے ڈاک کا انتظام بھی خوب کر لیا تھا اور سلطنت کے تمام حصوں میں فوجی اغراض کے لیے

۱- Chibcha -
۲- Cuzco -
۳- Ecuador -
۴- Huayna Capac -

سڑکیں بنا دی گئی تھیں ۔ ریاضی اور ھئیت میں انکاؤں کو وہ درجہ حاصل نہ تھا ، جو مایا اور ازٹک حاصل کر چکے تھے، لیکن انجینیئری تعمیرات، پارچہ بافی اور ظروف سازی میں وہ خاصی ترقی کر گئے تھے ۔ ساحل کے ساتھ ساتھ تجارتی ترقی کے لیے جہاز رانی میں کمال پیدا کرنا ضروری تھا اور انکاؤں نے اس میں بھی خاصی مہارت پیدا کر لی تھی ۔ سیاسی لحاظ سے انکا نئی دنیا میں سب پر فائق تھے ۔ کپاک نے اپنی سلطنت دو بیٹوں میں تقسیم کر دی ، اس پر خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ھسپانویوں کے لیے انکاؤں کو مسخر کر لینا مشکل نہ رہا ۔

اہم اکتشافات کا دور

ایشیا صلیبی جنگوں سے خونریزی اور تباہ کاری کے سوا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا ، اس لیے کہ عام سیاسی صورت حال وہی رہی ، جو پہلے تھی - ابتدا میں مسیحیوں نے فلسطین اور شام کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا ، مگر انجام کار وہ نکالے گئے اور پہلی صورت بحال ہو گئی - تاہم ان جنگوں سے بعض ایسے نتیجے بھی نکلے جو صلیبی جنگجوؤں کے خواب و خیال میں بھی نہ تھے ، مثلاً اہل یورپ کے نقطۂ نگاہ میں وسعت پیدا ہوئی - ایشیائی تہذیب و تمدن اور علوم کا ان پر اثر پڑا - سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے دل میں تجارت کو پھیلانے کا جذبہ پیدا ہوا - پھر تیرھویں صدی میں چنگیز خاں نے جس سلطنت کی بنیاد رکھی ، اس میں قبلائی خاں کے زیر اثر مشرق قریب ، مشرق یورپ اور ایشیا کے خاصے بڑے حصے شامل تھے - اس طرح یورپ اور ایشیا کے درمیان براہ راست تعلقات ناگزیر ہو گئے -

اہل یورپ کو صلیبی جنگوں میں تو کامیابی نہ ہوئی ، مگر مسلمانوں کے خلاف تعصب قائم رہا اور انھوں نے تاتاریوں کے ساتھ دوستی کے رشتے پیدا کرنے کی بڑی کوششیں کیں ، اس

لیے کہ وہ تاتاریوں کو بھی مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے - اس مقصد کے لیے یورپ سے کئی سفارتیں تاتاریوں کے مرکزی دربار میں بھیجی گئیں - بعض لوگ جنوبی روس میں سے گزرتے ہوئے قرہ قرم پہنچے - بعض نے بحیرۂ اسود کا راستہ اختیار کیا - ان میں سے ایک سفارت نکولو پولو۱ اور اس کے بھائی میفیو پولو۲ کی تھی - یہ لوگ وینس کے تاجر تھے - صرف تجارت کے لیے گئے تھے - تین سال بخارا میں رہ کر چین پہنچے - ۱۲۶۹ء میں واپس ہوئے تو تاتاری حکمران کی طرف سے پوپ کے نام خطوط بھی لائے -

مارکوپولو انہوں نے دوسری مرتبہ ۱۲۷۱ء میں مشرق کا سفر اختیار کیا تو نکولو کا بیٹا مارکوپولو۳ بھی ساتھ تھا ، جس کی عمر صرف سترہ سال کی تھی اور قرون وسطیٰ کا وہ سب سے بڑا مغربی سیاح مانا جاتا ہے - اس مرتبہ وہ موصل ، بغداد ، ہرمز ، کرمان ، خراسان ، پامیر اور کاشغر ہوتے ہوئے گئے اور صحرائے گوبی کو عبور کرکے تاتاری دربار میں پہنچے - قبلائی خان نے انہیں اپنے ہاں ملازم رکھ لیا - چنانچہ مارکوپولو نے آیندہ پندرہ سال کی مدت مشرق ہی میں گزاری - اس اثنا میں اس نے چین ، ہند چینی ، برما اور ہندوستان کے حالات سے بھی پوری آگاہی حاصل کر لی - واپسی میں وہ لوگ بحر الکاہل اور بحر ہند کے راستے سماٹرا ، ہندوستان اور ایران ہوتے ہوئے وطن پہنچے - مارکو پولو کا سیاحت نامہ ۱۲۹۷ء میں لکھا گیا ، جب وہ کسی وجہ سے جنوآ میں اسیر

۱- Nicolo Polo - ۲- Maffeo Polo -
۳- Marco Polo -

تھا ۔ اس سیاحت نامے نے اسے ہمہ گیر شہرت کا مالک بنا دیا اور اس سے اہل یورپ کے جغرافیہ دانوں کا نقطۂ نگاہ بالکل بدل گیا ۔ ۱۳۲۴ء میں مارکو نے وفات پائی ۔

اس اثنا میں یورپ اور ایشیا کے درمیان تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا ۔ مختلف مقامات پر تجارتی مرکز بن گئے ، مثلاً ایران میں تبریز ، ہندوستان میں گجرات اور ملیبار کے ساحلی مقامات ، چین میں پیکن اور دوسرے شہر ۔ وسط ایشیا تک تجارتی شاہراہیں کھل گئیں ، مثلاً جنوبی و مشرق روس اور بحیرۂ اسود سے یا ایران سے براہ طرابزون ۔ مغربی یورپ کے حکمرانوں نے ایران کے ایل خانی حکمرانوں کے پاس سفارتیں بھیجیں اور ایلخانیوں کی سفارتیں انگلستان تک جاتی رہیں ۔

پوپ نے مذہبی مشنری بھی چین بھیجے ۔ ۱۳۴۰ء میں فلارنس کے ایک تاجر نے تاجروں کی معلومات کے لیے ایک کتاب مرتب کر دی ، جو اس زمانے میں کاروبار کرنے والوں کے لیے ایک نہایت قیمتی دستاویز تھی ۔

۱۳۶۸ء میں تاتاری سلطنت کا تختہ الٹ گیا اور وہ چین سے نکالے گئے ۔ اس کے بعد منگ خاندان کے حکمرانوں نے تمام اجنبیوں کو چین سے خارج کر دیا ۔ پھر تیمور کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مشرق قریب کے ساتھ تجارت کی تمام شاہراہیں بند ہو گئیں ۔

افریقہ عرب آٹھویں صدی مسیحی کے آغاز ہی میں پورے شمالی افریقہ کو فتح کر چکے تھے ۔ ان کے مبلغ اور تاجر وسطی افریقہ کے غیر معروف گوشوں میں پھر نکلے تھے ۔ مشرق سے مغرب کی طرف اور مغرب سے مشرق کی طرف تاجروں ، سیاحوں اور علم کے طلب گاروں کی آمد و رفت شروع ہو گئی

تھی ، اس وجہ سے افریقہ کا کوئی بھی گوشہ اہل مشرق کی نظروں سے چھپا نہ رہا تھا ۔ البتہ یورپ کے لوگ افریقہ سے قریب تر ہونے کے باوجود شمال کے ساحلی علاقوں کے سوا کسی حصے سے آگاہ نہ تھے ۔ افریقہ کا سب سے بڑا سیاح ابن بطوطہ چودھویں صدی میں سفر پر نکلا اور وہ دنیا کے چند بڑے سیاحوں میں شمار ہوتا ہے ۔ وہ کم و بیش پچیس برس اپنے وطن طنجہ سے باہر رہا ۔ اس اثنا میں اس نے پورے شمالی افریقہ ، مصر ، مشرق قریب ، عرب ، مشرق افریقہ کا سفر کیا ، پھر کریمیا اور وسطی ایشیا ہوتا ہوا ہندوستان پہنچا ۔ یہ محمد بن تغلق کا دور تھا ۔ وہ آٹھ سال دھلی میں مقیم رہا ، پھر دکن ہوتا ہوا سیلون گیا اور وہاں سے چین روانہ ہو گیا ۔ ۱۳۴۹ء میں وہ سیاحت کرتا ہوا اپنے وطن میں وارد ہوا ۔ وہاں سے ایک مرتبہ صحرائے اعظم کو عبور کرکے ٹمبکٹو گیا اور دریائے نائجر کا علاقہ دیکھا ۔ اس کے سفر نامے میں بتایا گیا ہے کہ مصر سے مشرق افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ ، نیز ہندوستان اور چین تک کون کون سے تجارتی راستے تھے اور ان کی کیفیت کیا تھی ۔ جنوبی مراکش سے صحرا کو عبور کرکے گھانا[۱] تک تجارتی قافلے جاتے تھے ۔

مسیحی سفارتیں

موحدین اور بعد کے حکمرانوں کا زمانہ آیا تو ان کی رواداری سے فائدہ اٹھا کر مسیحی پادری بھی شمالی افریقہ پہنچنے لگے ۔ اس زمانے میں اندرون

۱- Ghana ۔ عرب اسے غانہ کہتے تھے ۔ انگریزوں نے اس کا نام گنی (Guinea) رکھا ۔ افریقہ کے مغربی ساحل پر اس کے سامنے جو خلیج ہے ، اسے بھی خلیج گنی کہتے ہیں ۔ اب وہاں ایک آزاد حکومت قائم ہو چکی ہے ۔

افریقہ کے ساتھ جتنی تجارت ہوتی تھی ، وہ یہودیوں کے ہاتھ میں تھی - ۱۴۴۷ء میں جنوآ کا ایک شخص شمالی افریقہ سے روانہ ہوا اور دور اندرون ملک میں چلا گیا ۔

حبشہ کی مسیحی سلطنت کو مسلمانوں نے اس وجہ سے محفوظ رکھا تھا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں حبشہ کے بادشاہ نے مسلمان مہاجروں کو پناہ دی تھی ، نیز وہ مسلمان ہو گیا تھا ، لیکن اہل یورپ نے مسلمانوں کی مخالفت کے جوش میں جہاں اور حربے استعمال کیے ، وہاں یہ کوشش بھی کی کہ حبشہ کو ایک مرکز کی حیثیت میں مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں - چنانچہ باہم سفیروں کی آمد و رفت شروع ہوئی - ۱۴۵۲ء میں حبشہ کی ایک سفارت لزبن اور ۱۴۸۱ء میں ایک سفارت رومہ پہنچی - حبشہ ابتدا میں اس امر کا خواہاں تھا کہ مصر کی مملوک حکومت کے خلاف یورپ کے باشندے اسے مدد دیں - بعد ازاں عثمانی ترکوں کے خلاف مدد طلب کی گئی ، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا ۔

پرتگیزوں کی کوششیں

پرتگیزوں نے تیرھویں صدی کے آخری حصے میں افریقہ کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ اکتشافات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا - ۱۲۹۱ء میں جنوآ کے دو ملاح ہندوستان کا بحری راستہ معلوم کرنے کے لیے نکلے اور بے پتا ہو گئے - پندرھویں صدی کے شروع میں پرتگال کے ایک شہزادے ہنری نے جہاز رانوں کی خاص سرپرستی شروع کی اور اس وجہ سے اکتشافات کا کام سرگرمی کے ساتھ شروع ہو گیا - چنانچہ شمالی و مغربی افریقہ کے سامنے اوقیانوس میں جو جزیرے ہیں ، پرتگیزوں نے ان پر قبضہ کیا اور آہستہ آہستہ ساحل افریقہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے - ۱۴۴۴ء میں وہ دریائے سینی گال کے دہانے تک جا پہنچے اور مغربی ساحل

کے ساتھ تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ بعض منچلے آدمیوں نے دریائے سینی گال اور دریائے گیمبیا کی گزرگاھوں میں بھی سفر کیے ۔ ۱۴۷۰ء کے قریب پرتگیز گولڈ کوسٹ تک جا پہنچے ۔ وھاں انھوں نے ایک قلعہ بنا کر ۱۴۸۲ء میں فیکٹری قائم کر دی اور سونے کی تجارت سے بڑا فائدہ اٹھایا ۔ اسی طرح قدم بہ قدم وہ آگے بڑھتے گئے ، یہاں تک کہ ۱۴۸۸ء میں ایک ملاح جنوب کی طرف بڑھتا بڑھتا ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں سے افریقہ کی پہاڑیاں شمال کی طرف نظر آتی تھیں ۔ گویا وہ راس امید۱ تک پہنچ گیا ۔ پھر وہ آگے جانا چاھتا تھا ، مگر اس کے ساتھی تیار نہ ہوے اور مجبوراً اسے واپس ہونا پڑا ۔

واسکوڈی گاما

۱۴۹۷ء میں واسکوڈی گاما۲ چار جہاز لے کر اس قصد سے روانہ ہوا کہ وہ ھندوستان پہنچ کر دم لے گا ۔ چنانچہ وہ مغربی افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ راس امید پہنچا، پھر افریقہ کے جنوبی کونے کا چکر لگاتا ہوا مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ موزمبیق میں لنگر انداز ہوا ۔ وھاں اسے ایک عرب ملاح۳ مل گیا ، جو بحر ھند کے تمام حصوں سے پوری طرح آگاہ تھا ۔ اس کی رھنمائی میں ڈی گاما ۲۲ مئی ۱۴۹۸ء کو کالی کٹ

۱- Cape of Good Hope ۔ براعظم افریقہ کا انتہائی جنوبی گوشہ ۔

۲- Vasco da Gama ۔

۳- اس ملاح کا نام احمد ابن ماجد تھا ۔ یہ نجد کا رھنے والا تھا اور اس زمانے میں اسے اسدالبحر ، یعنی سمندر کے شیر کا لقب مل گیا تھا ۔ اس کی لکھی ہوئی اکثر کتابیں اور رسالے فرانس میں شائع ہو چکے ہیں ۔

پہنچا ، جو ملیبار کے ساحل پر واقع ہے - یہ ہندوستان اور یورپ کے درمیان بحری راستے کی دریافت تھی - چنانچہ اس راستے سے آمدو رفت شروع ہو گئی، پھر پرتگیز مشرق بعید تک چلے گئے -

پرتگیزی حکومت

ہندوستان کے راستے کی دریافت کے بعد پے درپے جہاز پہنچنے لگے - ۱۵۰۵ء میں پرتگیزوں نے ایک شخص کو گورنر بنا کر ہندوستان بھیجا اور اس نے جگہ جگہ قلعے تعمیر کر لیے- پھر پرتگیز ایران کی بندرگاہ ہرمز پر قابض ہو گئے اور مشرق بعید میں بھی انھوں نے اپنے تجارتی مرکز بنا لیے -

امریکہ

کولمبس سے پیشتر کے امریکہ کی سرسری کیفیت پہلے بیان کی جا چکی ہے - یہ بات بے حد عجیب ہے کہ آبنائے بیرنگ کی سمت سے صرف چھتیس میل کے فاصلے پر ہونے کے باوجود صدیوں تک پرانی دنیا کے لوگ امریکہ سے نا آشنا رہے - حالانکہ عام تحقیق کے مطابق اسی راستے سے انسانی قافلے پہلے امریکہ پہنچے تھے- اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آبنائے بیرنگ کی طرف کا ایشائی علاقہ یعنی مشرقی سائبیریا بھی برفستان تھا اور دوسری طرف ایلاسکا میں بھی دور دور تک برف اور بے آبادی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا ، اس لیے کسی کو خیال نہ ہو سکا کہ آبنائے بیرنگ کی دوسری طرف ایک نہایت عظیم الشان براعظم موجود ہے - اب معلوم ہو چکا ہے کہ شمالی سمت سے کچھ لوگ امریکی برفستانوں میں پہنچتے رہے - مثلاً ۷۹۰ء میں آئرلینڈ کے چند پادری آئس لینڈ پہنچے - ۸۷۴ء میں سکینڈے نیویا کے ملاحوں نے آئس لینڈ میں آبادیاں قائم کیں - ۹۸۱ء میں وہ گرین لینڈ پہنچ گئے اور جنوبی و مغربی ساحل پر آبادیاں قائم کر لیں - ۱۰۰۰ء میں ایک ملاح ناروے سے گرین لینڈ جا رہا تھا ، طوفان نے اسے

امریکہ کے ساحل پر پہنچا دیا۔ وہ ملاح اس ملک کو تاکستان۱ یعنی انگوروں کی سر زمین قرار دیتا ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ نوواسکوشیا۲ کا علاقہ تھا۔ اس کے بعد بھی مختلف لوگ امریکہ جاتے رہے۔ پچھلے دنوں ایک قبر کا پتا چلا تھا، جس میں سے تلوار ڈھال اور دو کلہاڑیاں ملیں۔ مختلف حصوں کی زبانوں کے تحقیقی مطالعے سے بھی یہ شہادت فراہم ہوئی ہے کہ کسی زمانے میں سکینڈے نیویا کے ملاح امریکہ میں آباد ہو گئے تھے۔

کولمبس کا سفر

جو کچھ اوپر بیان ہوا، اسے ہر لحاظ سے درست بھی مان لیا جائے تو اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ کولمبس کی دریافت کے وقت تک امریکہ کے متعلق کسی کو صحیح معلومات نہ تھیں۔ اسی وجہ سے جب امریکہ دریافت ہوا تو اس کا نام نئی دنیا پڑ گیا، یعنی وہ دنیا جس کے بارے میں پیشتر کسی کو علم نہ تھا۔

کرسٹوفر کولمبس جنوآ (اٹلی) میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ کپڑے بنتا تھا۔ ابتدا ہی سے کولمبس کو بحری سفروں کا شوق تھا۔ غالباً ۱۴۷۲ء میں اس نے پہلا بحری سفر کیا۔ پھر وہ پرتگال میں مقیم ہو گیا، جہاں اس زمانے میں بحر پیمائی اور جہاز رانی کی سرپرستی ہو رہی تھی۔

اس نے پہلے پرتگال کے بادشاہ سے درخواست کی کہ کچھ جہازوں کا انتظام کر دیا جائے، تاکہ میں ایشیا کا بحری راستہ دریافت کروں۔ اس سلسلے میں نئے جزیروں کا پتا بھی لگاؤں گا، لیکن اس درخواست پر توجہ نہ ہوئی، اس لیے کہ بادشاہ صرف

۱- Wineland -

۲- Nova Scotia - (مشرقی کینیڈا) -

انھی جہاز رانوں کی سر پرستی کرتا تھا جو مہموں کے خرچ کا انتظام خود کر لیتے تھے - ۱۴۸۶ء میں کولمبس نے بعض پادریوں کے ذریعے سے ہسپانیہ کی ملکہ ازابلا سے درخواست کی - ملکہ مالی امداد دینے کے لیے تیار ہو گئی - چنانچہ کولمبس تین جہاز لے کر ۳ اگست ۱۴۹۲ء کو ہسپانیہ سے چلا اور ۱۲ اکتوبر کو جزائر بہاما میں پہنچ گیا - پھر اس نے آس پاس کے علاقے دریافت کیے - ۱۵ مارچ ۱۴۹۳ء کو واپس آیا - اسے خیال تھا کہ تاتاری شہنشاہ کا کوئی علاقہ دریافت ہوا ہے ، لیکن اس دریافت سے یورپ بھر میں کھلبلی مچ گئی اور ہر جگہ سے ملاحوں کے قافلے تیار ہونے لگے -

کولمبس نے ۱۴۹۳ء کے آخر میں نئی دریافت شدہ سر زمین کی طرف دوسرا سفر کیا - اس کے بعد ۱۴۹۸ء اور ۱۵۰۲ء میں بھی وہاں گیا - ۱۵۰۶ء میں اس نے وفات پائی -

بعد کے اکتشافات

اس کے بعد بھی اکتشافات کا سلسلہ جاری رہا - کولمبس کے زمانے تک نئی دنیا کی وسعت کا کسی کو اندازہ نہ تھا - بعد ازاں معلوم ہو گیا کہ بہت بڑا بر اعظم دریافت ہوا ہے ، جو نہ ہندوستان ہے اور نہ تاتاری شہنشاہ کی سلطنت کا کوئی علاقہ ہے ، بلکہ ایک الگ تھلگ دنیا ہے -

امریکہ کا نام

اس وقت تک نئے بر اعظم کا کوئی نام مقرر نہ ہوا تھا - ۱۴۹۹ء میں امیریگو وسپیوسی[۱] نے شاہ ہسپانیہ کے ملازم کی حیثیت میں نئی دنیا کا سفر کیا - ۱۵۰۱ء میں شاہ پرتگال کے ملازم کی حیثیت میں وہ دوسری مرتبہ نئی دنیا گیا اور برازیل کے ساحل پر لنگر انداز ہوا - گویا پہلے صرف شمالی

۱- Amerigo Vespucci -

اور وسطی امریکہ کا پتا چلا تھا ۔ وسپیوسی نے جنوبی امریکہ بھی دریافت کر لیا ۔ اسی کے نام پر مارٹن والڈسی میولر[1] نے ۱۵۰۷ء میں نئی دنیا کا نام امریکہ[2] رکھا ۔

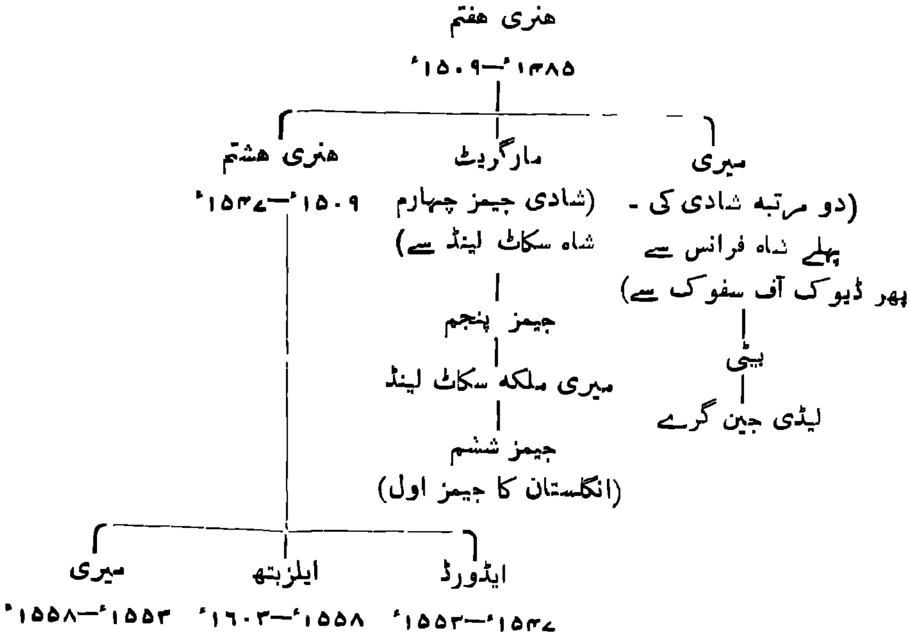
۱- Martin Waldseemuller -

۲- یعنی یہ نام امیریگو سے ماخوذ ہے جو وسپیوسی کے نام کا پہلا جز ہے ۔

عہدِ جدید

شاہان برطانیہ

(ٹیوڈر اور سٹوارٹ)



ابتدائی دور
جزائر برطانیہ

برطانیہ ۱۴۸۵ء سے ۱۶۴۹ء

۱۴۸۵ء میں ٹیوڈر خاندان کی حکومت قائم ہوئی ۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ هنری هفتم تھا ۔ اگرچہ تاج کے اختیارات پر وہ پابندیاں رسمی طور پر قائم رهیں ، جو قرون وسطیٰ میں قائم ہو چکی تھیں ، لیکن عملاً هنری نے مطلق العنان بادشاهی کا بندوبست کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ اسی نے ایک انتظامی مرکز قائم کیا ، جسے بعد میں ”سٹار چیمبر“ کہنے لگے ۔

بعض بغاوتیں بھی ہوئیں جو آسانی سے فرو کر دی گئیں ۔ ۱۴۹۷ء میں کارنوال کے اندر جو بغاوت ہوئی تھی ، وہ خاصی خوفناک تھی ۔ یہ اس وجہ سے شروع ہوئی تھی کہ پارلیمنٹ نے ایک نیا ٹیکس لگا دیا تھا ، لیکن باغیوں نے شکست کھائی اور ان کے لیڈر موت کے گھاٹ آتار دیے گئے ۔ ۱۴۹۵ء میں هنری نے ایک فرمان جاری کیا ، جس کے مطابق واضح کر دیا گیا کہ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ شاہ انگلستان کی منظوری کے بغیر منعقد نہیں ہو سکتی اور نہ اس پارلیمنٹ میں کوئی قانون منظوری کے بغیر پیش کیا جا سکتا ہے ۔ جو قانون انگلستان کی پارلیمنٹ میں منظور

ہو چکے تھے ، وہ آئرلینڈ میں بھی جاری کر دیے گئے۔ ۱۵۰۲ء میں ہنری نے اپنی بڑی بیٹی مارگریٹ کی شادی سکاٹ لینڈ کے سٹوارٹ بادشاہ جیمز چہارم سے کر دی ۔ اسی شادی کی بدولت آگے چل کر انگلستان کا تخت سکاٹ لینڈ کے بادشاہ کو ملا ۔

ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء سے ۱۵۴۷ء

اس کے عہد کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ اس نے چھ شادیاں کیں ۔ دو بیویوں کو طلاق دے دی ، دو کو قتل کرا دیا ، ایک طبعی موت مری اور ایک ہنری کی وفات کے بعد زندہ رہی ۔

ہنری تاج و تخت فرانس کا دعویدار تھا ۔ چنانچہ اس نے مقدس لیگ[۱] میں شامل ہو کر اپنی فوج ہسپانیہ بھیجی ، جسے کامیابی نہ ہوئی ۔ ۱۵۱۳ء میں وہ خود فرانس پہنچا اور شہنشاہ میکس ملین کے ساتھ مل کر "جنگ مہمیز[۲]" میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ ۱۵۱۳ء میں جیمز چہارم شاہ سکاٹ لینڈ سے لڑائی ہوئی ، اس لیے کہ وہ فرانس کا طرفدار بن گیا تھا ۔ ۹ ستمبر کو اسے شکست ہوئی اور وہ فوت ہو گیا ۔ ۱۵۱۴ء میں فرانس اور سکاٹ لینڈ کے ساتھ صلح ہو گئی ۔

پوپ کے ساتھ تعلقات

پوپ کے ساتھ ہنری کے تعلقات میں کشیدگی اس بنا پر شروع ہوئی کہ

۱۔ یہ مقدس لیگ پوپ اور فرڈیننڈ شاہ ہسپانیہ اور وینس نے فرانس کے خلاف بنائی تھی ۔ شاہنشاہ میکس ملین اور ہنری بھی اس میں شامل ہو گئے ۔

۲۔ دوسری "جنگ مہمیز" ہے ۔ اس نام کی پہلی جنگ ۱۳۰۲ء میں فرانس اور فلینڈرز کے درمیان ہوئی تھی ، جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے ۔

وہ چاہتا تھا کہ اپنی پہلی بیوی کیتھرائن کو طلاق دے کر این بولین۱ سے شادی کر لے ۔ سبب یہ پیش کیا تھا کہ متوفی بھائی کی بیوہ سے شادی از روئے مسیحیت جائز نہیں ۔ اسی غرض سے ہنری نے اپنے عزیز دوست وولزے۲ کو پوپ کا نمایندہ بنا دیا تھا ۔ پوپ اس لیے گھبراتا تھا کہ کیتھرائن کا تعلق ہسپانیہ کے شاہی خاندان سے تھا اور ہسپانیہ کو وہ ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ ہنری لیت و لعل کو گوارا نہ کر سکا ۔ اس نے وولزے سے نیابت کی مہر لے کر دوسرے شخص کے حوالے کر دی اور طلاق کا مسئلہ انگلستان اور یورپ کی مذہبی کونسلوں کے سامنے پیش کر دیا ۔ اکثر کونسلوں نے ہنری کے حق میں فیصلہ کر دیا ۔ چنانچہ ہنری نے روما کے کلیسا سے تعلق توڑ لیا ، کیتھرائن کو طلاق دے دی اور این بولین سے شادی کر لی ۔ مذہبی اوقاف سے جو رقم پوپ کے لیے جاتی تھی ، ضبطی میں آ گئی ۔ پوپ نے ہنری کو مذہب سے خارج کر دیا اور طلاق نا جائز قرار دے دی ۔ اس اثناء میں این بولین سے ایک بچی پیدا ہوئی ، جو آگے چل کر ملکہ ایلزبتھ بننے والی تھی ۔ پارلیمنٹ نے یہ صورت حال دیکھی تو طلاق جائز قرار دے دی اور ایلزبتھ کو ملک کا جائز وارث قرار دے دیا ، بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر شہزادی فوت ہو گئی تو این بولین کے بطن سے دوسرے جو بچے پیدا ہوں گے ، وہ بھی تاج و تخت کے جائز وارث ہوں گے ۔ ۱۵۳۴ء میں ایک قانون منظور ہوا ، جس کے مطابق انگلستان کے کلیسا اور پادریوں کا رئیس اعلیٰ بادشاہ کو بنایا گیا اور وہی مذہب کا محافظ قرار پایا ۔ یہ اصلاح مذہب کے

۱- Anne Boleyn - ۲- Wolsey -

بارے میں انگلستان کا فیصلہ کن اقدام تھا ۔

واضح رہے کہ ہنری یا انگلستان کو روما کے ساتھ عقائد و عبادات کا کوئی خاص اختلاف نہ تھا ، صرف سیاسی اور شخصی وجوہ سے اختلاف پیدا ہوا تھا ، لیکن اس نے مذہبی اختلاف کی شکل اختیار کر لی ۔ ہنری نے اعلان کر دیا کہ جو شخص مذہبی معاملات میں بادشاہ کی برتری کا حلف نہ اٹھائے گا ، وہ ملک و قوم کا غدار سمجھا جائے گا ۔ چنانچہ اسی بنا پر تامس مور[۱] کو ۱۵۳۵ء میں موت کی سزا دی گئی ۔

متفرق واقعات ہنری نے وولزے کے ایک ملازم تامس کرامویل[۲] کو ان تمام معاملات کا نائب منتظم بنا دیا ، جن کا تعلق انگلستان کے کلیسا سے تھا ۔ کرامویل نے تمام خانقاہوں کے حالات کی چھان بین شروع کر دی ۔ اس طرح پہلے چھوٹی چھوٹی خانقاہیں ختم کیں ، پھر بڑی خانقاہوں پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ان کی جائدادیں ضبط کر لیں ۔ بڑے پادری پہلے مذہبی عہدوں کی بنا پر پارلیمنٹ کے ممبر بن جاتے تھے ، اب انھیں پارلیمنٹ میں بیٹھنے سے روک دیا گیا ۔

۱۵۳٦ء میں ہنری نے این بولن کے خلاف زنا کا جرم عائد کرکے موت کی سزا دے دی اور ملکہ ایلزبتھ کو پارلیمنٹ نے ناجائز اولاد قرار دے دیا ۔

۱۵۴۰ء میں تامس کرامویل کو موت کی سزا دی گئی ۔

۱- Thomas More ۔ اس نے بادشاہ کی مذہبی برتری کا حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تھا ۔

۲- Thomas Cromwell ۔

۱۵۴۲ء میں آئرلینڈ کو انگلستان کی بادشاہی میں شامل کر لیا گیا -

اسی سال سکاٹ لینڈ سے لڑائی شروع ہو گئی اور جیمز پنجم شاہ سکاٹ لینڈ کو شکست دی گئی -

جانشینی کا فیصلہ

ہنری چاہتا تھا کہ اپنے بیٹے ایڈورڈ کی شادی سکاٹ لینڈ کی شہزادی میری۱ سے کر دے ، لیکن سکاٹ لینڈ کے دربار نے انگلستان کے بجائے فرانس کے ساتھ رشتہ کرنا مناسب سمجھا -

۱۵۴۴ء میں پارلیمنٹ نے فیصلہ کر دیا کہ اگر شہزادہ ایڈورڈ ولی عہد کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تو پہلے بادشاہ کی بڑی بیٹی میری تاج و تخت کی وارث ہوگی ، بعد ازاں دوسری بیٹی ایلزبتھ -

۲۸ جنوری ۱۵۴۵ء کو ہنری نے وفات پائی - اس سے پیشتر اس نے وصیت کر دی تھی کہ اگر میری اولاد میں سے کسی کی نسل آگے نہ چلے تو میری بہن میری ڈچز سفوک کی اولاد تاج و تخت کی وارث ہوگی -

ایڈورڈ اور میری

ہنری کی وفات کے وقت اس کے بیٹے ایڈورڈ کی عمر صرف دس سال کی تھی - اس کا ماموں نائب السلطنت اور کاروبار حکومت کا مختار بن گیا - ایڈورڈ نے ، جو تاریخ میں ایڈورڈ ششم کہلاتا ہے ، صرف چھ سال حکومت کی اور مرنے سے پہلے فیصلہ کر دیا

۱- Mary - جو آگے چل کر ملکہ سکاٹ لینڈ کے لقب سے مشہور ہوئی -

کہ میرے بعد میری پھوپھی میری کی نواسی لیڈی جین گرے[۱] تخت کی مالک ہوگی ، لیکن لوگوں نے لیڈی جین گرے کی تائید نہ کی اور ھنری کی بڑی بیٹی یعنی ایڈورڈ کی بڑی بہن میری انگلستان کی ملکہ بن گئی ۔ وہ سختی سے کیتھولک مذھب کی پابند تھی ۔ تخت نشین ہوتے ھی وہ سب چیزیں ختم کر دیں جو ھنری نے اپنے ملک کو پوپ کے مذھبی جوئے سے آزاد کرانے کے لیے اختیار کی تھیں ۔ میری نے خود ھسپانیہ کے بادشاہ فلپ ثانی سے شادی کر لی جو میری کی طرح بڑا متعصب رومن کیتھولک تھا اور ماں کی طرف سے میری کا رشتہ دار تھا ۔ اسے شاہ انگلستان کا خطاب دے دیا گیا ، لیکن ملکی کاروبار میں اسے کسی قسم کی مداخلت کا حق نہ دیا ۔ لیڈی جین گرے گرفتار ہو چکی تھی ۔ اس اثنا میں میری کے خلاف ایک بغاوت ہوئی ۔ اس سلسلے میں لیڈی جین گرے اور اس کا شوھر بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ۔

ایلزبتھ ۱۵۵۸ء میں میری فوت ہوئی تو الزبتھ تاج و تخت کی مالک بن گئی ۔ اس کا عہد انگلستان کی تاریخ کا زرین عہد ہے ۔

فرانس کی مشہور بندرگاہ کیلے ، ایک لڑائی میں فرانس کے پاس جا چکی تھی ۔ ۱۵۵۹ء میں الزبتھ نے فرانس کے ساتھ مستقل صلح کی ۔ ایک شرط یہ قرار پائی کہ آٹھ سال کے اندر اندر کیلے کو انگلستان کے حوالے کر دیا جائے گا ۔ ۱۵۶۴ء میں دو لاکھ بائیس ہزار کراؤن لے کر کیلے چھوڑ دیا گیا ۔

۱- Lady Jane Grey ۔ یہ فیصلہ ھنری ہشتم کی وصیت کے عین مطابق تھا ۔

سکاٹ لینڈ کے ساتھ تعلقات

سکاٹ لینڈ کی شہزادی میری سٹوارٹ کی شادی پہلے فرانس کے ولی عہد سے ہوئی تھی - اس کی وفات پر میری سکاٹ لینڈ واپس چلی گئی اور اس نے اپنے ایک عزیز ڈارنلے۱ سے شادی کر لی - ان کے ایک بچہ پیدا ہوا ، جو آگے چل کر سکاٹ لینڈ کا جمیز ششم اور انگلستان کا جمیز اول بنا - میری اور ڈارنلے کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے - ۱۵٦٦ء میں ڈارنلے نے میری کے اطالوی سیکریٹری کو قتل کرا دیا - ایک سال بعد وہ خود بھی مارا گیا - میری نے ایک اور رئیس باتھ ویل۲ سے شادی کر لی - اس اثنا میں میری کے ایک عزیز مرے۳ نے تمام امیروں کو جمع کر کے کاروبار حکومت خود سنبھال لیا - میری نے شکست کھائی اور وہ قید ہو گئی - آخر اس نے تاج و تخت اپنے کمسن بیٹے کے حوالے کیا اور خود انگلستان پہنچ گئی - کچھ مدت قید رہی اس اثنا میں بار بار ایلزبتھ کے خلاف بغاوتیں ہوتی رہیں ، جن میں سے بعض میں صحیح یا غلط ، میری کا نام بھی لیا گیا - آخر ایلزبتھ نے اپنے تخت کی حفاظت کے لیے اسے موت کی سزا دے دی -

بحری سرگرمیاں

ایلزبتھ کے عہد میں اس کے منچلے ملاحوں نے وسیع پیمانے پر بحری سرگرمیاں جاری کر دیں - ان میں سے سر فرانسس ڈریک۴ خاص طور پر قابل ذکر ہے - وہ کئی مرتبہ امریکہ پہنچا - اہل ہسپانیہ کے جہاز تباہ کر کے واپس ہوا اور ان کا قیمتی سامان لوٹ لایا - ۱٦۰۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد پڑی اور اسے ہندوستان کے ساتھ تجارت کا پروانہ ملا - یہی کمپنی تھی جس نے آگے چل کر ہندوستان

۱- Darnley - ۲- Bothwell - ۳- Murray -
۴- Francis Drake -

میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد رکھی -

ہسپانیہ سے جنگ

ہسپانیہ پہلے ہی سے منچلے برطانوی ملاحوں کی چیرہ دستیوں سے نالاں تھا ، اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ ایک بھاری بیڑہ لےکر انگلستان پر حملہ کرے - اس میں ایک سو بتیس جہاز تھے اور تین ہزار ایک سو پینسٹھ توپیں تھیں۔ اس بیڑے کو ڈریک، ھاورڈ۱ اور ھاکنز۲ نے رودبار انگلستان میں شکست دی - بھر یہ طوفان میں تباہ ہو گیا - یہ ۱۵۸۸ء کا واقعہ ہے - ۱۵۹۷ء میں آئرلینڈ والوں نے ارل ٹائرون کی سرکردگی میں بغاوت کی - ارل ایسکس۳ کو مقابلےکے لیے بھیجا گیا - ۱۶۰۱ء میں بغاوت فرو ہوگئی - خود ایسکس کو بعد ازاں بغاوت کے جرم میں موت کی سزا ملی -

ایلزبتھ کی وفات

ایلزبتھ نے مذہبی تنظیم کے لیے بھی بہت کچھ کیا اور اس کے عہد میں تجارت نے انگلستان میں دولت کی نہریں بہا دیں ، لیکن غریبوں کی حالت بڑی پریشان کن تھی - ۱۶۰۱ء میں ایلزبتھ نے غریبوں کے لیے ایک قانون منظور کرایا ، جس میں طے ہوا کہ لوگوں کو بیکار نہ پھرنے دیا جائے - نوجوانوں کو مفید کاروبار سکھایا جائے - تمام مذہبی حلقوں کا فرض قرار دیا کہ وہ اپنے ھاں کے ضرورت مندوں کے لیےکھانے پینے کی چیزوں کا انتظام کریں - ۱۶۰۳ء میں پینتالیس سال کی حکومت کے بعد ایلزبتھ فوت ہوئی - وہ انگلستان ہی نہیں، بلکہ یورپ کے چند بڑے فرمانرواؤں میں گنی جاتی ہے -

---

۱- Howard - ۲- Hawkins - ۳- Essex -

سٹوارٹ خاندان ایلزبتھ کے بعد تخت حکومت ہیری ، ملکۂ سکاٹ لینڈ کے بیٹے جیمز ششم کو مل گیا ، جو ھنری ھفتم کی دختری اولاد میں سے تھا ۔ اس خاندان کو سٹوارٹ خاندان کہتے ھیں ، جس کی حکومت چند سال کے وقفے کے بعد ۱۷۱۴ء تک قائم رھی ۔

۲۴ مارچ ۱٦۰۳ء کو جیمز کی بادشاھی کا اعلان ھوا ۔ ۷ مئی کو وہ لندن پہنچا ۔ انگلستان کے بادشاھوں میں وہ جیمز اول کہلاتا ھے ، اس لیے کہ اس نام کا کوئی بادشاہ انگلستان میں پہلے نہیں گزرا تھا ۔ اگرچہ بادشاہ ٹیوڈروں کے زمانے ھی سے مطلق العنانی کی طرف راغب تھے ، لیکن جیمز اور اس کا بیٹا چارلس تو یہ سمجھتے تھے کہ بادشاھی خدا کا ایک عطیہ ھے اور اسے کوئی واپس نہیں لے سکتا ۔ اس وجہ سے بڑی خرابیاں پیدا ھوئیں ۔ انگلستان کے نمایندے ان حقوق کی بحالی کے لیے برابر کوشش کرتے رھے ، جو انھیں پہلے حاصل ھو چکے تھے ۔

اس زمانے میں سروالٹر ریلے[۱] ایک بڑا قابل قدر صاحب علم اور صاحب اکتشاف تھا ، لیکن اس پر الزام لگا کہ وہ سٹوارٹ خاندان کی ایک اور لڑکی کا حامی ھے اور جیمز کو اتار کر اس لڑکی کو ملکہ بنانا چاھتا ھے ۔ چنانچہ اسے قید کر دیا گیا ۔ قید میں اس نے اپنی مشہور کتاب تاریخ عالم لکھی ۔ ۱٦۱۷ء میں والٹر ریلے کو اس غرض سے رھا کر دیا گیا کہ وہ کہتا تھا مجھے جنوبی امریکہ میں سونے کی ایک کان کا علم ھے ۔ یہ امریکہ پہنچا ۔ کان نہ ملی اور اس نے ھسپانوی قصبوں پر حملہ کر دیا ۔ چنانچہ یہ ناکام و نامراد انگلستان پہنچا تو ھسپانیہ کے مطالبات تلافی

۱- Walter Raleigh .

پورا کرنے کے لیے اسے قتل کرا دیا گیا۔

پارلیمنٹ

جیمز اول نے پہلی پارلیمنٹ ۱۹ مارچ ۱۶۰۴ء کو بلائی اور یہ ۹ فروری ۱۶۱۱ء تک قائم رہی۔ بادشاہ کی خواہش یہ تھی کہ انگلستان اور سکاٹ لینڈ میں پختہ اتحاد ہو جائے۔ اس غرض سے ایک سکیم بھی تیار ہوئی اور ایک کمیشن اس کی چھان بین کے لیے مقرر ہوا۔

دوسری پارلیمنٹ ۱۶۱۴ء میں بلائی گئی۔ اس میں بعض نئے ممبر آئے، جنھوں نے آگے چل کر عوامی حقوق کی حفاظت کے لیے بڑا عظیم الشان کام انجام دیا۔ بادشاہ نے جو ٹیکس عائد کر رکھے تھے، پارلیمنٹ کا پورا اجلاس انھی پر بحث میں گزر گیا، یہاں تک کہ اسے بادشاہ نے منسوخ کر دیا۔ اسے عام طور پر بے نتیجہ پارلیمنٹ[۱] کہا جاتا ہے۔ تیسری پارلیمنٹ ۱۶۲۱ء میں بلائی گئی۔ اس نے بھی کوئی خاص کام نہ کیا، البتہ انگلستان کے مشہور صاحب علم و قلم فرانسس بیکن کو مجرم قرار دیا، جو وزیر مالیات تھا اور چالیس ہزار پونڈ کی رقم اس پر جرمانہ عائد کی۔ جرمانہ ادا کر دیا گیا اور فیصلہ ہو گیا کہ آیندہ اسے ذمہ داری کا کوئی عہدہ نہ دیا جائے گا۔

۱۸ دسمبر ۱۶۲۱ء کو پارلیمنٹ کی طرف سے ایک احتجاج نامہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو احتجاج نامۂ کبیر[۲] کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ پارلیمنٹ کو

۱- Addled Parliament - ایڈلڈ گندے انڈے کو کہتے ہیں جس سے بچہ نہ نکل سکے۔ یہ پارلیمنٹ بھی چونکہ بے نتیجہ رہی، لہٰذا اس نام سے مشہور ہوئی۔

۲- The Great Protestation -

دی ، حق رائے ، حقوق اور اختیارات کے متعلق جو کچھ پہلے سے
سل ہے ، وہ انگلستانی رعایا کا پیدائشی حق اور قدیم میراث
اور بادشاہ یا حکومت یا سلطنت کے دفاع کے متعلق تمام
وری معاملات کونسل اور پارلیمنٹ میں زیر بحث آنے چاہئیں ۔
ری ۱۶۲۲ء میں پارلیمنٹ توڑ دی گئی اور ان ممبروں کو قید
دیا گیا جو اس معاملے میں پیش پیش تھے ۔

متفرق واقعات

علاوہ بریں مندرجہ ذیل واقعات قابل ذکر ہیں :

۱۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی ہسپانیہ کی شہزادی سے کرانی چاہی ، لیکن ہسپانیہ نے جو شرطیں پیش کیں وہ کیتھولکوں کے لیے بڑی مفید تھیں ، لہذا انگلستان انھیں ماننے کے لیے تیار نہ ہوا ۔ چنانچہ ہسپانیہ کی شہزادی سے شادی کا خیال چھوڑ دیا گیا اور ۱۶۲۴ء میں ولی عہد کی شادی فرانس کی شہزادی سے طے ہو گئی ۔

۲۔ جیمز کے زمانے میں بعض بغاوتیں بھی ہوئیں ، ان میں سے بہت مشہور بغاوت وہ ہے جو بارودی سازش[1] کے نام سے مشہور ہے ۔ گائی فاکس اس کا بانی تھا ۔ وہ پارلیمنٹ کو بارود سے اڑا دینا چاہتا تھا ۔ قبل از وقت اطلاع ملنے پر سازشی گرفتار ہوئے اور انھیں موت کی سزا دے دی گئی ۔

۳۔ جیمز نے یہ اعلان کیا کہ امراء مجھے دو لاکھ پاؤنڈ دے دیں تو میں ان کے بعض جاگیردارانہ حقوق بحال کر دوں گا ، لیکن یہ معاملہ تکمیل کو نہ پہنچا ۔

۱۔ Gunpowder Plot ۔

چارلس اوّل

۱۶۲۴ء میں جیمز نے چوتھی پارلیمنٹ بلائی لیکن کچھ دیر بعد یعنی ۲۷ مارچ ۱۶۲۵ء کو اس کا انتقال ہوا۔ جیمز اول کا بیٹا چارلس اول تخت نشین ہوا۔ اس نے فرانس کی شہزادی سے شادی کر لی۔ اس پارلیمنٹ میں یہ قرار پایا کہ بادشاہ کو تجارتی جہازوں کی مقدار اور سامان کے مطابق جو رقم ملتی ہے، وہ صرف ایک سال ملے گی، نیز ایک لاکھ چالیس ہزار پاؤنڈ ہسپانیہ کے خلاف جنگ کے لیے منظور ہوئے۔ پھر چارلس پارلیمنٹ پر پارلیمنٹ بلاتا رہا، جن میں سے آخری پارلیمنٹ ۱۶۴۰ء میں بلائی گئی اور وہ عام طور پر طویل پارلیمنٹ[۱] کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ کو پارلیمنٹ کے مطالبے منظور نہ تھے۔ پارلیمنٹ کے ممبر عوامی حقوق کے لیے بڑی استقامت سے لڑ رہے تھے۔ ۱۶۲۸ء میں پارلیمنٹ نے ایک درخواست بادشاہ کے پاس پیش کی، جسے بنیادی حقوق کا پروانہ قرار دینا چاہیے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ بادشاہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر کوئی ٹیکس نہ لگائے، سپاہیوں کو نجی مکانوں پر پہرہ داری کے لیے مقرر نہ کیا جائے، زمانۂ امن میں مارشل لاء کا قانون نافذ کرنے کے لیے فوجی افسر مقرر نہ کیے جائیں، کسی شخص کو اس وقت تک قید نہ کیا جائے جب تک اس کے خلاف واضح الزام نہ لگ جائے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اسے پانچ امدادی رقوم دے دی گئیں۔

خانہ جنگی کا آغاز

آہستہ آہستہ حالات بگڑتے گئے۔ بادشاہ اور اس کی رعایا میں دوری زیادہ ہوتی گئی۔ جو لوگ آنکھیں بند کرکے بادشاہ کی حمایت کر

۱- Long Parliament- یہ ۱۶۴۰ء میں بلائی گئی تھی اور ۱۶۶۰ء تک قائم رہی۔

رہے تھے ، وہ عوام کی نظروں سے گر گئے ۔ آخر عوام نے ایک فوج منظم کرکے بادشاہ کے خلاف جنگ شروع کر دی ۔ اولیور کرامویل[۱] بادشاہ کے خلاف لڑنے والے فریق کا سردار تھا ۔ اس کی بہادر و شجاع اور قواعد دان فوج نے قریباً ہر میدان میں کامیابی حاصل کی ۔ آخر چارلس سکاٹ لینڈ والوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا ۔ پارلیمنٹ نے صلح کے لیے جو شرطیں طے کر رکھی تھیں وہ پھر پیش کر دیں ۔ ان میں سے اہم ترین شرط یہ تھی کہ قومی فوج کا کنٹرول آئندہ بیس سال کے لیے پارلیمنٹ کے حوالے رہے ۔ چارلس نے یہ شرطیں منظور نہ کیں ۔ جنوری ۱٦۴۷ء میں سکاٹ لینڈ والوں نے بادشاہ کو پارلیمنٹ کے حوالے کر دیا ۔ پارلیمنٹ نے مصالحت کی ایک اور کوشش کی اور یہ مطالبہ کیا کہ عبادت کی آزادی ہونی چاہیے ۔ بری اور بحری فوج دس سال کے لیے پارلیمنٹ کی تحویل میں دے دینی چاہیے اور ہر پارلیمنٹ کم از کم تین سال قائم رہے ۔ اس پر بھی فیصلہ نہ ہوا تو پارلیمنٹ نے بادشاہ سے حلف وفاداری منسوخ کر دیا ۔ پھر جنگ شروع ہو گئی آخر چارلس کے خلاف مقدمہ چلا اور ۳۰ جنوری ۱٦۴۹ء کو اسے موت کی سزا دی گئی ۔

---

۱ - Oliver Cromwell -

فرانس

۱۴۸۳ء - ۱۶۴۱ء

چارلس ہشتم
۱۴۸۳ء - ۱۴۹۸ء

فرانس کی تاریخ پندرھویں اور سولھویں صدی میں ایک حد تک خانہ جنگی کی تاریخ ہے ۔ مختلف امرأ نے خاصا اقتدار حاصل کر لیا تھا، مثلاً برٹنی ۱ ، مین ۲ ، پروینس ۳ اور برگنڈی کے امرأ بالکل خود مختار تھے ۔ وہ لوگ بادشاہ کی بھی کوئی پروا نہ کرتے تھے ۔ چارلس ہشتم کو تخت نشین ہوئے چار پانچ ہی سال گزرے تھے کہ برٹنی کا ڈیوک مر گیا اور چارلس نے یہ تجویز پیش کر دی کہ انگلستان ، ہسپانیہ ، ہیپسبرگ کے شاہنشاہ اس ریاست کی آزادی محفوظ رکھنے کے لیے اتحاد کر لیں ۔ اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا ۔ چارلس نے ۱۴۹۱ء میں این ۴ سے شادی کر لی جو ریاست برٹنی کی وارث تھی ۔

۱۴۹۵-۹۶ء میں چارلس نے اٹلی پر حملہ کیا اور نیپلز کو فتح کر لیا ، لیکن مختلف بادشاہوں اور پوپ نے مل کر ایک مقدس لیگ بنا لی اور چارلس کو پیچھے ہٹنا پڑا ۔ ۱۴۹۸ء میں

۱- Brittany - ۲- Maine -

۳- Provence - ۴- Anne

چارلس ہشتم مرا تو اس خاندان کی ایک دوسری شاخ کے ایک شخص کو لوئی دوازدھم کے لقب سے بادشاہ بنایا گیا - یہ شخص چارلس پنجم کے چھوٹے بھائی لوئی ڈیوک اورلیانز کا پوتا اور چارلس ڈیوک اورلیانز کا بیٹا تھا - اس نے تخت نشیں ہوتے ہی اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی اور ریاست برٹنی کی وارث این سے شادی کر لی ، جو چارلس ہشتم کی بیوہ تھی - ۱۵۰۱ء میں لوئی نے شاہ ہسپانیہ سے معاہدہ کرکے نیپلز کو فتح کر لیا ، لیکن بہت جلد ہسپانویوں اور فرانسیسیوں میں کشمکش شروع ہوگئی اور لوئی کو یہ علاقہ چھوڑنا پڑا - آگے چل کر یہ لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے ایک دوسرے کے خلاف معاہدے کرتے رہے، پھر یکے بعد دیگرے متعدد بادشاہ ہوے اور ان میں لڑائیاں بھی ہوتی رہیں - ۱۵۵۹ء میں آسٹریا اور فرانس کی جنگیں ختم ہوئیں -

ہنری دوم کے بعد اس کا بڑا بیٹا فرانسس دوم[1] کے لقب سے بادشاہ بنا - پھر اس کے بھائی یکے بعد دیگرے معاملات کے انچارج بنتے رہے - فرانسس اور اس کے بھائیوں ہی کی والدہ تاریخ کی مشہور شخصیت کیتھرائن ڈی میڈیچی[2] عملاً مختار کل رہی - پراٹسٹنٹوں[3] کے خلاف بڑی سختی شروع ہو گئی اور یہ خانہ جنگی ۱۵۶۲ء سے ۱۵۹۸ء تک قائم رہی - اس سلسلے کا نہایت درد ناک

۱- Francis -

۲- Catherine de Medici - یہ ۱۵۱۹ء میں پیدا ہوئی اور ۱۵۸۹ء میں وفات پائی -

۳- Huguenots - پراٹسٹنٹوں کا فرانسیسی نام -

واقعہ سنٹ بارتھولومیوا کا ہنگامۂ قتل ہے ، جس میں بہت سے پراٹسٹنٹ انتہائی بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیے گئے - یہ ۲۳ - ۲۴ اگست ۱۵۷۲ء کی رات کا واقعہ ہے - کیتھرائن کا آخری بیٹا ہنری سوم ۱۵۸۹ء میں مرا تو تاج و تخت خاندان بوربون۲ کے حوالے ہو گیا ، جو چارلس نہم کی نسل سے تھا -

متفرق واقعات

۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء کو فرمان نانٹز۳ جاری ہوا ، جس کے رو سے پراٹسٹنٹوں کو کیتھولکوں کے برابر حقوق دے دیے گئے اور امرا کو یہ حق مل گیا کہ وہ اصلاح شدہ مذہب کے مطابق مختلف جرموں کے مقدمے سن لیا کریں - بوربون خاندان کا پہلا بادشاہ ہنری چہارم تھا جو ۱۵۸۹ء سے ۱۶۱۰ء تک تخت نشین رہا ، لیکن مارا گیا - پھر اس کا بیٹا لوئی سیزدہم اور اس کے بعد لوئی چہاردہم تخت نشین ہوئے - یہ فرانس کے مشہور بادشاہ تھے - اس زمانے میں کارڈینل ریشالیو۴ تمام نظم و نسق کا مختار رہا - اگرچہ اسے مالیات میں زیادہ درک حاصل نہ تھا ، لیکن دفتری حکومت کو پختہ اور پایدار بنانے

۱- Massacre of St. Bartholomew - یہ اقدام قتل ایک پرانے ولی کے یوم پر شروع کیا گیا - اس کے اصل محرک چارلس نہم شاہ فرانس اور اس کی ماں کیتھرائن ڈی میڈیچی تھے - اس میں تیس ہزار پراٹسٹنٹ مارے گئے -

۲- Bourbon - یہ اصل خاندان کی ایک شاخ تھی ، مگر اس کا نام بوربون مشہور ہوا -

۳- Edict of Nantes - یہ فرمان جولائی ۱۴۹۱ء میں شائع ہوا تھا -

۴- Richelieu - یہ فرانس کا مشہور مدبر اور ناظم تھا -

م '
لیا
جه
کے

میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ اس نے جرمنی ، بلجیم ، ھالینڈ اور اٹلی میں بھی فرانسیسی اثر بحال کیا ۔ اسی کے اعلیٰ انتظامی کام کے بل پر لوئی چہاردھم کو خاص عظمت کا درجہ حاصل ھوا ۔ ۱۶۳۱ء میں سی سالہ جنگ شروع ھوئی ، جس کے حالات آیندہ یکجا بیان ھوں گے ۔

ہسپانیہ اور پرتگال

سنہ ۱۴۷۹ – سنہ ۱۶۵۹

فرڈیننڈ اور ازابیلا

ہسپانیہ کی تاریخ میں مسیحیت کے نقطۂ نگاہ سے خاص عروج و ترقی کا دور یہی ہے ۔ ۱۴۷۹ء میں فرڈیننڈ ایراگون کے علاقے کا بادشاہ بنا ۔ اس کی شادی ازابیلا سے ہوئی ، جو ۱۴۷۴ء سے کیسٹیل کی ملکہ تھی ۔ اس طرح دونوں علاقوں کی حکومتیں متحد ہو گئیں اور انہیں ہسپانیہ میں پہلا درجہ حاصل ہو گیا ۔ اس وقت مسلمانوں کی حکومت سمٹ کر تھوڑے سے جنوبی حصے میں رہ گئی تھی، جس کا مرکز غرناطہ تھا۔ ۱۴۶۲ء میں فرڈیننڈ اور ازابیلا نے غرناطہ کو فتح کر لیا اور مسلمان ہسپانیہ سے نکل کر شمالی افریقہ پہنچ گئے ۔

اسی زمانے میں امریکہ دریافت ہوا ۔ اس کی دریافت کا سہرا بھی ہسپانیہ کے سر بندھا، اس لیے کہ ملکہ ازابیلا ہی نے کولمبس کی سر پرستی کی تھی اور اسے جہاز دے کر بحری سفر پر بھیجا تھا ، جس کے نتیجہ میں امریکہ کا سراغ ملا ۔ فرڈیننڈ اور ازابیلا کی کوشش برابر یہ رہی کہ اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی شادیاں ان ملکوں میں کریں جن سے ان کی اپنی حیثیت کو زیادہ فائدہ پہنچے

اور مختلف حکومتیں رشتے داریوں کی وجہ سے متحد ہو جائیں ۔ چنانچہ بادشاہ اور ملکہ نے اپنی بیٹی جونا[1] کی شادی ہیپس برگ شہنشاہ کے بیٹے فلپ سے کی ، جس کی وجہ سے ہیپس برگوں کی سلطنت ہسپانوی سلطنت سے وابستہ ہو گئی ۔ پھر ان کے ایک نواسے چارلس پنجم کی شادی پرتگال کی شہزادی سے ہو گئی ۔ دوسرے نواسے شہنشاہ فرڈیننڈ اول والی سلطنت ہیپس برگ کی شادی این سے ہوئی جو بوھیمیا اور ھنگری کی وارث تھی ۔

متفرق واقعات

۱۵۰۴ء میں ملکہ ازابیلا نے وفات پائی اور اس کی بیٹی جونا کیسٹیل کی وارث بن گئی ، لیکن فرڈیننڈ ایراگون اور کیسٹیل کو متحد رکھنا ضروری سمجھتا تھا، اس نے ہسپانیہ کی مجالس شوریٰ سے اختیارات حاصل کرکے اپنی بیٹی کے نام پر حکومت کا کارو بار بدستور جاری رکھا ۔ ۱۵۰۶ء میں جونا اور اس کا شوھر اپنی میراث حاصل کرنے کے لیے خود ہسپانیہ پہنچے ۔ مجبور ہو کر فرڈیننڈ نے اپنے داماد کے ساتھ فیصلہ کر لیا کہ کیسٹیل کا نائب السلطنت وہ بنا رہے ۔ ایک سال بعد وہ فوت ہو گیا تو فرڈیننڈ نے بیٹی کو پاگل قرار دے کر قید کر دیا اور پہلے کی طرح کیسٹیل کو اپنے تابع رکھا ۔ چنانچہ اس کی بیٹی انچاس سال قید ھی میں رھی اور اس نے ۱۵۵۵ء میں وفات پائی ۔

مسلمان ہسپانیہ سے نکل گئے تھے ، لیکن ہسپانوی کلیسا کا جوش انتقام تھمتا نہ تھا، چنانچہ ایک مہم ۱۵۰۹ء میں افریقہ بھیجی گئی، جس نے چند شہروں پر قبضہ کر لیا اور مسلمان حاکموں کو ادائے خراج پر مجبور کیا ۔ تاہم اس کشمکش سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا ۔ ۱۵۱۶ء میں فرڈیننڈ فوت ہو گیا ۔

۱- Joanna -

چارلس پنجم
۱۵۱۶ سے ۱۵۵۶

چارلس پنجم جو هسپانیه کی تاریخ میں چارلس اول اور یورپ کا بہت بڑا بادشاہ مانا جاتا ھے ، فرڈیننڈ اور ازابیلا کا نواسا تھا۔ چونکه فرڈیننڈ کے نرینه اولاد نه تھی، اس لیے چارلس نے خود هسپانیه کی بادشاهی لے لی اور اپنے چھوٹے بھائی کو هیپس برگ کے تاج و تخت کا مالک بنا دیا ۔ یه چارلس سلطنت کی وسعت اور اثر و رسوخ کے اعتبار سے اپنے وقت کا بہت بڑا تاجدار تھا ۔

۱۵۲۱ء میں فرانس سے لڑائی چھڑ گئی، جس میں فرانس کے بادشاہ فرانسس اول نے شکست کھائی اور جنگ پیویا[۱] کے بعد وہ گرفتار هو گیا ۔ میڈرڈ میں اس کے ساتھ معاهده هوا ، جس کے رو سے فرانسس نے اٹلی پر تمام دعوے چھوڑ دیے اور برگنڈی کا علاقه چارلس کے حوالے کر دیا ۔

چارلس نے ۱۵۳۵ء میں ایک مہم ٹونس بھیجی، جو ترکوں کے ساتھ کشمکش کی طویل تاریخ کا ایک باب تھی ۔ ۱۵۴۱ء میں هسپانویوں کو الجزائر میں سخت شکست هوئی ۔

چارلس کا عہدِ حکومت

چارلس نے هسپانیه کو ایک مستقل نظام حکومت دیا اور فرڈیننڈ کے شروع کیے هوئے کام کو جاری رکھا ، لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی که هسپانیه کو بادل خواسته یا ناخواسته یورپ کے قریباً هر مسئلے میں دخل دینا پڑتا تھا ۔ اس وجه سے روپیه بھی بے اندازه خرچ هوا اور جانیں بھی بے شمار تلف هوئیں ۔ روپے کا خرچ اس وقت چنداں محسوس نه هوا، اس لیے که امریکه سے بے اندازه سونا آ رها تھا ۔

۱- Pavia -

اس زمانے میں اچھے مصنف پیدا ہوئے۔ اہل ہسپانیہ نے خود کیتھولک مذہب کی اصلاح کے لیے کوششیں کیں ۔ اگناٹیس ڈی لایلا۱ نے روسہ میں ایک نئے مذہبی نظام کی بنیاد ڈالی ، جو آگے چل کر یسوعی فرقے کے نام سے منسوب ہوا ۔ یہ نظام ابتداء ہی سے فوجی اصول پر قائم کیا گیا تھا اور اس میں شامل ہونے والے تمام لوگوں کو مشنری ہونے کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ لایلا پہلے فوج میں ملازم تھا ، زخمی ہوا تو پھر اس نے یروشلم پہنچ کر مقامات مقدسہ کی زیارت کی ۔ بعد ازاں پیرس میں دینیات کی تعلیم پائی ۔ ۱۵۳۰ء میں اس نظام کا آغاز ہوا ۔ فنون کے لحاظ سے بھی یہ دور بڑا کامیاب تھا ۔ تعمیرات میں اطالوی اثر نمایاں رہا، جیسا کہ اسکوریال۲ کی عمارت سے ظاہر ہے ۔

فلپ ثانی ۱۵۵۶ تا ۱۵۹۸

چارلس پنجم عجیب و غریب مذہبی نظریات کا آدمی تھا ۔ چالیس سال کی حکومت کے بعد ۱۵۵۶ء میں تاج و تخت سے دست بردار ہوگیا اور اس کا بیٹا فلپ ثانی ہسپانیہ ، امریکی نو آبادیوں ، نیپلز ، میلان ، نیدرلینڈز وغیرہ علاقوں کا بادشاہ بنا ۔ اگرچہ اصل و نسل کے اعتبار سے یہ ہیپسبرگ تھا ، لیکن اس نے ہسپانوی خصائص اختیار کر لیے تھے اور اپنے خاندان کے تمام بادشاہوں میں سب سے زیادہ ہسپانوی مانا جاتا ہے ۔ اس نے اپنے عہد حکومت کا بیشتر حصہ ہسپانیہ ہی میں گزارا ۔ یہ بڑا محنتی ، سر گرم ، مطلق العنان ، سنگ دل اور کینہ توز مذہبی آدمی تھا ۔

۱- Ignatius de Loyola ۔

۲- Escorial ۔ یہ میڈرڈ کے قریب ایک مقام ہے جو صدیوں سے قلمی اور نادر عربی کتابوں کے مجموعے کے لیے بہت مشہور ہے ۔

اس کی پوری پالیسی کا نصب العین یہ تھا کہ کیتھولک مذہب محفوظ رہے اور پراٹسٹنٹ فرقے کا کوئی نشان پایا نہ جائے۔

فلپ نے چار شادیاں کیں۔ پہلی میری سے، جو پرتگال کی شہزادی تھی۔ اسی سے اس کا فرزند ڈان کارلس[۱] پیدا ہوا۔ دوسری شادی اس نے هنری هشتم کی بیٹی میری ملکۂ انگلستان سے کی۔ تیسری فرانس کی شہزادی ایلزبتھ سے اور چوتھی آسٹریا کی شہزادی این سے۔

فلپ کا عہدِ حکومت

فرانس کے ساتھ جنگ جاری رہی اور هسپانیہ کو کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔ ۱۵۵۹ء میں صلح ہوگئی، جس کے مطابق فرانس نے هسپانیہ کے تمام مقبوضات کو درست تسلیم کر لیا۔ ۱۵۶۰ء میں میڈرڈ مستقل دارالحکومت بنا۔ ۱۵۶۷ء میں نیدر لینڈز نے آزادی حاصل کرنے کے لیے طویل کشمکش کا آغاز کیا۔ ۱۵۶۸ء میں فلپ کا بڑا لڑکا ڈان کارلس فوت ہوا۔ بعض لوگ فلپ کو اس کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

۱۵۶۹ء میں مورسکوؤں[۲] نے بغاوت کی۔ مورسکوؤں سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھیں جبراً مسیحی بنا لیا گیا تھا۔ ان کے خلاف یہ الزام لگایا گیا کہ عیسائی بن جانے کے باوجود وہ خفیہ خفیہ اپنے پہلے مذہب پر قائم ہیں۔ ان پر ظلم ہونے لگے، لہذا انھوں نے مجبور ہو کر بغاوت کر دی، جس کا سلسلہ ۱۵۷۱ء تک جاری رہا اور اس بغاوت کو دبانے کے لیے بے پناہ ظلم و جور کے پہاڑ توڑے گئے۔ آخر ۱۶۰۹ء میں انھیں حکم مل گیا کہ هسپانیہ سے باہر نکل جائیں۔ ۱۵۷۳ء میں هسپانویوں کو شکست دے کر

۱- Don Carlos -

۲- Morisco -

ٹیونس سے نکال دیا گیا ۔ ۱۵۸۰ء میں فلپ پرتگال کے تخت کا وارث بھی بن گیا ۔ ۱۵۸۷ء میں برطانوی امیرالبحر فرانسس ڈریک نے قادس میں ہسپانوی بیڑے کو تباہ کیا ۔ اس کے بعد انگلستان پر بحری بیڑے کا حملہ ہوا ، جس کے حالات برطانیہ کے ذکر میں آ چکے ہیں ۔

فلپ ثالث
۱۵۹۸ء سے ۱۶۲۱ء

فلپ ثانی کی وفات پر اس کا چھوٹا بیٹا فلپ ثالث کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ وہ مذہبی آدمی تھا اور پوری زندگی مذہب کے فروغ کے لیے وقف کر دی ۔ اس کے عہد میں ہسپانیہ کے اندر نو ہزار خانقاہیں تھیں اور ایک تہائی آبادی کلیسا کی خدمت کے لیے وقف تھی ۔ وہ خود کاروبار حکومت میں زیادہ حصہ نہ لیتا تھا ۔ اپنے ایک با اعتماد رفیق کے حوالے سب کچھ کر دیا تھا ۔ وہی نظم و نسق کے تمام معاملات کا مختار تھا ۔ سولھویں صدی میں صنعت و تجارت کو بڑی ترقی ہوئی تھی ، سترھویں صدی کے آغاز پر تنزل کا دور شروع ہو گیا ۔

۱۶۲۱ء میں فلپ چہارم بادشاہ بنا ۔ اس کے عہد میں بغاوتیں ہوئیں ۔ فرانس سے بھی لڑائیاں شروع ہو گئیں ۔ ۱۶۵۹ء میں ایک معاہدہ ہوا جسے پری نیز[۱] کا معاہدہ کہا جاتا ہے ۔ اس کے مطابق ہسپانیہ نے بعض مقامات فرانس کے حوالے کیے اور فرانس کے بادشاہ لوئی چہار دہم نے ہسپانوی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی ۔

پرتگال

پرتگال کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ۔ ۱۴۹۸ء میں پرتگیز ہندوستان پہنچ گئے تھے اور یہاں انھوں نے مختلف مقامات پر قبضہ جما کر بحری تجارت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی ۔

۱- Pyrenees -

۱۴۹۶ء میں ھسپانیہ کے بادشاہ فرڈیننڈ اور وھاں کی ملکہ ازابیلا کو خوش کرنے کے لیے پرتگیری بادشاہ نے یہودیوں کو اپنے ملک سے خارج کر دیا ۔ ۱۵۳۶ء میں وھاں مذھبی تعزیرات کا محکمہ قائم ھوا ۔ ھسپانیہ کی طرح پرتگال نے بھی اس محکمے میں بے حد ظلم و ستم توڑے ۔ ۱۵۷۸ء میں مراکشی مسلمانوں نے پرتگیزوں کو القصر الکبیر کے مقام پر خوفناک شکست دی اور ان کی فوج تباہ کر ڈالی ۔ ۱۵۸۰ء میں پرتگال کا بادشاہ لاولد مرا ۔ پانچ آدمیوں کی ایک کونسل کاروبار حکومت چلانے کے لیے مقرر کر دی گئی ۔ سات آدمی تاج و تخت کے دعوے دار تھے ۔ ان میں سب سے طاقتور ھسپانیہ کا بادشاہ فلپ ثانی اور سب سے بڑھ کر ھر دل عزیز انٹونیو تھا ، جو متوفی بادشاہ کے بھائی کا بیٹا تھا ، لیکن اس کی ماں سے باقاعدہ شادی نہ ھوئی تھی ۔ ۱۵۸۰ء میں فلپ کو بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ۔ انٹونیو نے دو مرتبہ تخت حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ ایک مرتبہ فرانس سے مدد لی ، دوسری مرتبہ برطانیہ سے ، لیکن دونوں مرتبہ ناکام رھا ۔ ۱۶۴۰ء میں ھسپانیہ کے اندر بغاوت ھوئی تو اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے امرا اور پادریوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ھسپانوی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ۔ اس طرح پرتگال کو آزادی مل گئی اور باغیوں کے شاھی خاندان کی ایک اور شاخ سے ایک شخص کو بادشاہ بنا لیا گیا ، جو جان چہارم کے لقب سے ملقب ھوا ۔

اٹلی

عام کیفیت

اٹلی میں یہ دور متضاد حالات کا مرقع ہے ۔ اسی میں تحریک احیائے علوم کمال پر پہنچی ، حالانکہ سیاسی احاظ سے اٹلی متفرق ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور بڑی بڑی یورپی طاقتوں کی رقابت کے باعث یہ ملک کشمکشوں کا اکھاڑا بن گیا تھا ۔ سیاسی اعتبار سے ریاستوں کا شمار مشکل ہے ۔ ان میں سے بڑی بڑی ریاستیں یہ تھیں: وینس ، میلان ، فلارنس ، نیپلز ، پاپائی جاگیرات ۔ علمی اعتبار سے دیکھا جائے تو میکیاولی[1] اسی دور میں گزرا ۔ فرانسسکو گوئی کیارڈینی[2] کی تاریخ اٹلی بھی اسی دور کی کتاب ہے ۔ لیوڈو ویکو آریوسٹو[3] ، اپنے عہد کا سب سے بڑا رزمیہ شاعر تھا ۔ ماہرین فن تعمیرات اور مصوروں کا شمار مشکل ہے ، مثلاً لیونا رڈو ڈونسی[4] ، رافائل سینٹی[5] ،

۱- Machiavelly - (۱۴۶۹ء—۱۵۲۷ء) -
۲- Francesco Guicciardini - (۱۴۸۳ء—۱۵۴۰ء) -
۳- Ludovico Ariosto - (۱۴۷۴ء—۱۵۳۳ء) -
۴- Leonardo Da Vinci - (۱۴۵۲ء—۱۵۱۹ء) -
۵- Raffael Santi - (۱۴۸۳ء—۱۵۲۰ء) -

ٹشین۱ ، بیلینی۲ وغیرہ -

فرانس کے ساتھ لڑائیاں

۱۴۹۴ء میں فرانس نے اٹلی پر حملہ کر دیا - اس کا سبب یہ ہوا کہ فلارنس اور نیپلز کی ریاستوں نے خفیہ خفیہ معاہدہ کرکے میلان کی لوٹ مار کا فیصلہ کر لیا تھا - میلان کے حاکم نے فرانس کے بادشاہ چارلس ھشتم سے امداد طلب کی - فرانسیسی قوت کی مزاحمت آسان نہ تھی - فلارنس نے چپ چاپ ہتھیار ڈال دیے - پھر یکایک فرانس کے مقرر کیے ہوے حاکم کو نکال باھر کیا اور اپنا تعلق توڑ لیا - اس پر چارلس کو دوبارہ حملہ کرنا پڑا اور اس نے فلارنس لے لیا - ناچار حکومت فلارنس کو مختلف حصے چارلس کے حوالے کرنے پڑے - چارلس ۱۴۹۵ء میں روما کی طرف بڑھا اور نیپلز میں داخل ہوگیا - ۲۲ فروری ۱۴۹۵ء کو نیپلز پر قبضہ کر لیا گیا - اس کامیابی کا نتیجہ یہ نکلا کہ میلان اور وینس شہنشاہ میکس ملین۳ ، پوپ الیگزانڈر سوم اور فرڈیننڈ شاہ ایراگون نے شاہ فرانس کے خلاف اتحاد کا معاہدہ کر لیا - ان کی متفقہ قوت کا مقابلہ فرانسیسی نہ کر سکے اور وہ نیپلز کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے -

لڑائی کا دوسرا دور

دو تین سال اطمینان سے گزر گئے - اس اثناء میں چارلس ھشتم فوت ھو گیا اور لوئی دوازدھم فرانس کا بادشاہ بن گیا - اس نے وینس کے ساتھ معاہدہ کر لیا کہ کریمونا اس کے حوالے کر دیا

۱- Titian - (۱۴۷۷ء—۱۵۷۶ء) -
۲- Bellini - (۱۴۲۹ء—۱۵۰۷ء) -
۳- Maximilian -

جائے گا اور میلان فرانس لے لے گا ۔ یہ معاہدہ ہوتے ہی اگست ۱۴۹۹ء میں فرانس نے پھر اٹلی پر حملہ کر دیا اور میلان کا حاکم بھاگ کر جرمنی پہنچ گیا ۔ دوسرے سال وہ جرمنوں کی تنخواہ دار فوج ساتھ لے کر آ گیا اور فرانس کو میلان خالی کرنا پڑا ۔ کچھ مدت گزری تو جرمن فوجیں منتشر ہونے لگیں ۔ اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر فرانسیسیوں نے پھر میلان لے لیا ۔ حاکم گرفتار ہوا اور قید میں مرا ۔

اس اثناء میں فرڈیننڈ شاہ ایراگون کے ساتھ لوئی دوازدھم کا معاہدہ ہو گیا ، جس کے مطابق دونوں نے نیپلز کو بانٹ لینے کا بندوبست کر لیا ۔ چنانچہ جون ۱۵۰۱ء میں فرانسیسی فوج بڑھتی ہوئی رومہ میں داخل ہو گئی ۔ پوپ نے نیپلز کے بادشاہ کو معزول کر دیا اور نیپلز کی سلطنت لوئی دوازدھم شاہ فرانس اور فرڈیننڈ شاہ ایراگون کے حوالے کر دی ۔ پھر ان دونوں حلیفوں میں مال غنیمت پر جھگڑا ہوا اور لڑائی شروع ہو گئی ۔ ابتدا میں اہل ہسپانیہ نے شکستیں کھائیں ۔ ۲۸ اپریل ۱۵۰۳ء کو فیصلہ کن کامیابی حاصل کی اور ۱۳ مئی کو انھوں نے نیپلز لے لیا ۔ اسی سال دسمبر میں پھر فرانسیسی شکست کھا گئے اور حوالگی پر مجبور ہوئے ۔ یوں نیپلز اور سسلی دونوں ہسپانیہ کے قبضے میں آ گئے ۔ گویا انھیں جنوبی اٹلی پر پورا اقتدار حاصل ہو گیا ۔ البتہ شمال میں میلان پر فرانس کا قبضہ بحال رہا ۔

وینس کے خلاف گروہ بندی

۱۰ دسمبر ۱۵۰۸ء کو میکس ملین اور لوئی دوازدھم کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ، جس کا مدعا یہ تھا کہ وینس سے وہ تمام علاقے چھین لیے جائیں ، جو اٹلی کے اندر اس کے قبضے میں ہیں ۔ شاہ ہسپانیہ اور پوپ بھی اس اتحاد میں شامل ہو گئے ، چنانچہ

فرانس نے حملہ کرکے وینس کو شکست دی (۱۴ مئی ۱۵۰۹ء)۔ مختلف مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بعض مقامات پوپ نے سنبھال لیے۔ اپولیا کے بڑے بڑے شہروں پر فرڈیننڈ قابض ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد وینس نے اپنی قوت بحال کی اور ایک مشہور شہر میکس ملین سے واپس لے لیا۔ ۱۵۱۰ء میں پوپ جرمنوں کی قوت سے خوف زدہ ہو کر الگ ہوگیا اور وینس سے جا ملا۔ فرڈیننڈ چونکہ اپنے مقبوضات پر مطمئن تھا، لہذا اس نے غیر جانبداری اختیار کر لی۔ فرانسیسیوں نے ۱۵۱۱ء میں بولونا لے لیا۔ یہ صورت دیکھ کر فرڈیننڈ بھی پوپ اور وینس کا ساتھی بن گیا۔ ہنری ہشتم شاہ انگلستان نے بھی اسی جتھے کا ساتھ دیا۔ فرانسیسیوں نے ۱۵۱۲ء میں ایک اور کامیابی حاصل کی تو سوئزرلینڈ نے بھی فرانس کے خلاف اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ چنانچہ فرانسیسی میلان سے نکالے گئے۔ فلارنس کو بھی اتحاد میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ لڑائی جاری رہی، لیکن ۱۵۱۳ء میں فرانسیسی بری طرح شکست کھا گئے۔ پھر پوپ، فرڈیننڈ اور ہنری ہشتم نے صلح کر لی۔

نئی جنگ ۱۵۱۵ء میں فرانس کا بادشاہ لوئی دواز دہم فوت ہوا اور اس کی جگہ فرانسس اول تخت پر بیٹھا۔ اسے اٹلی سے خاص دلچسپی تھی، چنانچہ اس نے ہنری ہشتم شاہ انگلستان اور وینس کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا، جو شہنشاہ میکس ملین، پوپ، فرڈیننڈ شاہ ایراگون، میلان، فلارنس وغیرہ کی مخالفت پر مشتمل تھا۔ ستمبر ۱۵۱۵ء میں فرانسیسیوں نے از سر نو میلان لے لیا۔ پوپ نے بھی عافیت اسی میں دیکھی کہ فرانس کے سامنے جھک جائے۔ فرڈیننڈ شاہ ایراگون فوت ہو چکا تھا۔ اس کے جانشین چارلس پنجم کی آرزو یہ تھی کہ ترکوں کے خلاف جنگ کے لیے یورپی طاقتوں کے درمیان تعاون کا جذبہ پیدا کر دے۔ چنانچہ ۱۵۱۶ء میں اس

نے بھی فرانس کے ساتھ معاهدہ کر لیا ، جس کے مطابق میلان فرانسیسیوں ھی کے قبضے میں رھا ، البتہ نیپلز کے دعوے سے وہ دست بردار ھو گئے ۔ شہنشاہ میکس ملئین نے روپیہ لے کر بعض مقامات وینس کو واپس کر دیے ۔

چارلس پنجم اور فرانسس اوّل

چارلس پنجم اور فرانسس اول کے درمیان خاصی دیر تک رزم و پیکار کا سلسلہ جاری رھا ۔ پوپ اور شاہ انگلستان نے فرانسس کے خلاف چارلس کا ساتھ دیا ۔ چنانچہ فرانسیسی ، میلان ، پارما اور پیاسینزا سے نکالے گئے ، صرف میلان کا قلعہ ان کے قبضے میں رہ گیا ۔ جنوآ ان کا بہت بڑا بحری مرکز تھا ، مئی ۱۵۲۲ء میں وھاں سے بھی ان کا اخراج ھو گیا ، مگر اکتوبر ۱۵۲۴ء میں انھوں نے زبردست فوج تیار کی اور دوبارہ میلان لے لیا ۔ یہ حالت دیکھتے ھی پوپ اپنے سابقہ ساتھیوں کو چھوڑ کر فرانسیسیوں کے ساتھ مل گیا ۔ ۲۴ فروری ۱۵۲۵ء کو پیویا کے مقام پر جنگ ھوئی ، جس میں فرانسیسیوں نے سخت شکست کھائی ۔ شاہ فرانسس خود گرفتار ھو گیا اور اسے بطور اسیر جنگ میڈرڈ لے گئے ، جہاں ۱۴ جنوری ۱۵۲۶ء کو ایک معاهدہ ھوا ۔ فرانسس اٹلی پر تمام دعووں سے دست بردار ھو گیا ، برگنڈی کا علاقہ چھوڑ دیا نیز آرٹائس[1] اور فلینڈرز کی سیادت بھی ترک کر دی ۔

رومہ کی تباہی

فرانسس نے مجبوراً معاهدے پر دستخط کیے تھے ۔ قید سے رھا ھوتے ھی اس نے پوپ ، میلان ، وینس اور فلارنس کو ساتھ ملا کر چارلس کے خلاف ایک نیا جتھا قائم کر دیا ، لیکن تھوڑی ھی مدت بعد میلان پر ہسپانیوں

۱- Artois -

کا قبضہ ہوگیا ، پھر وہ روسہ پہنچ گئے۔ پوپ ان کے مقابلے میں بالکل بے دست و پا تھا ۔ چارلس کے فوجیوں نے رومہ کو بہت بری طرح لوٹا اور تباہ کیا ۔ دور احیائے علوم میں رومہ نے جو عظمت حاصل کر لی تھی ، وہ بالکل ختم ہو گئی ۔ اس اثناء میں فلارنس نے اس حاکم کو نکال دیا ، جو فرانسیسیوں نے مقرر کر رکھا تھا ۔ جنوآ نے بھی بغاوت کر دی اور وہاں آنڈریا ڈوریا۱ نے نئی حکومت قائم کر لی ۔ تاہم فرانسیسی فوجوں نے شمال میں لمبارڈی کو پامال کیا اور جنوب کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ۔ ۳ اگست ۱۵۲۹ء کو فرانسس اول اور چارلس پنجم کے درمیان صلح ہو گئی ۔

خاص طور پر قابل ذکر امر یہ ہے کہ اس صلح کے لیے گفتگو دو عورتوں کے درمیان ہوئی : ایک چارلس پنجم کی پھوپھی اور دوسری فرانسس اول کی ماں ۔ اس صلح کے رو سے فرانسس نے اٹلی پر تمام دعوے چھوڑ دیے ۔ آرٹائس اور فلینڈرز کی سیادت بھی ترک کر دی ۔ وینس نے جو علاقے فتح کیے تھے ، واپس لے لیے گئے ۔ میلان کی حکومت بحال کر دی گئی ۔ قلعہ چارلس پنجم کے قبضے میں رہا ۔ فلارنس کو مجبور کیا گیا کہ جس حاکم کو اس نے نکالا تھا ، اسے واپس لے لے ۔ ۲۳ فروری ۱۵۳۰ء کو چارلس پنجم اٹلی کا بادشاہ بنا ۔ پوپ نے اپنے ہاتھ سے تاجپوشی کی رسم ادا کی ۔ ۱۵۳۵ء میں پھر کشمکش شروع ہوئی، لیکن بہت جلد سابقہ صلح نامے کے مطابق سب کچھ بحال ہو گیا ، البتہ پیڈمونٹ۲ کا دو تہائی علاقہ فرانسیسیوں کے قبضے میں رہا ۔

پاپائیت

۱۳۸۴ء سے ۱۶۴۴ء تک تقریباً تیئس پوپ مسند نشین ہوئے ۔ ان میں سے قابل ذکر صرف چند ہیں : مثلاً

۱- Andrea Doria ۔ ۲- Piedmont ۔

الیگزانڈر ششم، جو بورجیا خاندان سے تھا۔ اس کی پالیسی کا مقصد و مدعا یہ تھا کہ اپنے خاندان کے لیے وسط اٹلی میں عظیم الشان حکومت کا انتظام کرے۔ اس کا بیٹا سیزر بورجیا اور بیٹی لوکریزیا بورجیا باپ کی سکیموں کے حامی رہے۔ اسے زہر دے کر لوگوں کو مروانے میں بھی کمال حاصل تھا۔ پوپ جولیئس ثانی بڑا منتظم آدمی تھا۔ اسے مذھبی پیشوائی کے بجائے سیاسی نظم و نسق میں زیادہ درک حاصل تھا۔ پاپائی جاگیرات کا اصل بانی اور ناظم یہی شخص ہے۔ پوپ ایڈرین چہارم بڑا دیانتدار اور درویش مزاج آدمی تھا۔ اس نے پاپائی نظام کو تمام خرابیوں سے پاک کیا۔ چارلس پنجم اور فرانسس اول کے درمیان صلح کرانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تاکہ وہ متحد ہو جائیں اور مسیحیوں کی متحدہ قوت ترکوں کے خلاف جنگ کرے۔ پوپ پال سوم کو اصلاحات کا پورا احساس تھا اور اس نے ان کے لیے پوری کوشش کی۔ پال چہارم اس وجہ سے قابل ذکر ہے کہ تحریک اصلاح مذھب کی روک تھام کے لیے اس نے محکمۂ تعزیرات کے اختیارات زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیے۔ پوپ پائس پنجم اس لحاظ سے ضرور قابل ذکر ہے کہ اس نے انگلستان کی ملکہ ایلزبتھ کو مذھب کے دائرے سے خارج قرار دے دیا تھا۔ پوپ سکسٹس[۱] پنجم واقعی ایک منتظم پوپ تھا، جس نے پاپائی جاگیرات کے تمام بڑے بڑے امرا کی قوت توڑی۔ ڈاکوؤں اور قزاقوں کو ختم کیا اور انتظام اعلیٰ پیمانے پر پہنچا دیا۔ اس کے عہد میں صنعت و حرفت کو بہت ترقی ہوئی۔

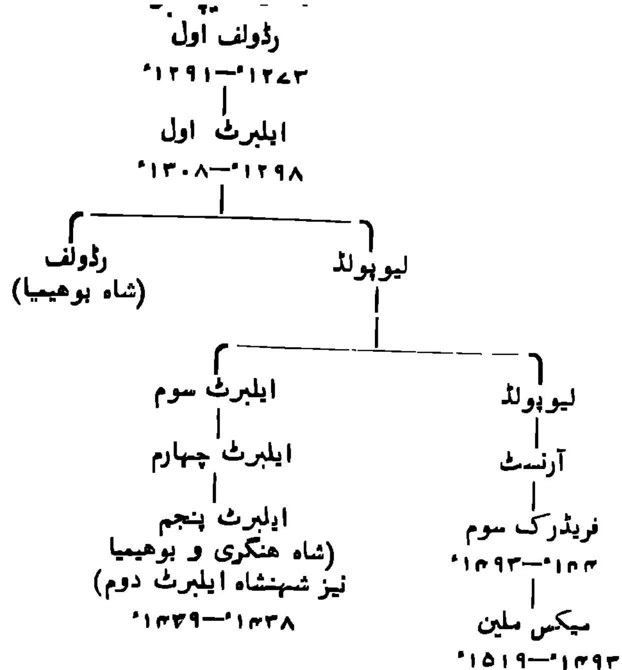
اطالوی ریاستیں اطالوی ریاستوں کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ ان میں سب سے نمایاں ترین حیثیت وینس کی

۱- Sixtus -

تھی ، جس کے تجارتی سلسلے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے ۔ اس دور میں ترکوں کی پیش قدمی جاری تھی اور یورپی طاقتیں چاہتی تھیں کہ وینس کو اپنے ساتھ ملا کر ترکوں کا مقابلہ کریں ۔ وینس اپنے تجارتی مفاد کو بے سبب نظر انداز نہ کر سکتا تھا ، لہٰذا وہ یورپی طاقتوں کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہوا ۔ متفرق لڑائیوں کا ذکر اوپر آ چکا ہے ۔ ۱۵۷۰ء میں ترکوں نے قبرص پر قبضہ کر لیا ۔

میلان ، جنوآ ، فلارنس اور نیپلز کے سرسری حالات اوپر بیان کیے جا چکے ہیں ۔ ان کے علاوہ سیوائے اور مانچوآ[1] بھی قابل ذکر ہیں ۔ سیوائے پر زیادہ تر فرانسیسیوں کا اثر رہا ۔

۱- Mantua -



اس خاندان کے صرف آن افراد کا شجرہ دیا گیا ہے ، جو شہنشاہ بنے ۔ باقی افراد میں سے اکثر بیٹے مختلف خطوں یا علاقوں کے بادشاہ اور ڈیوک بن گئے ۔ بیٹیاں یورپ کے بادشاھوں یا رئیسوں سے بیاھی گئیں ۔

خاندان ہیپسبرگ

(سولھویں صدی میں)

میکس ملین
۱۴۹۳ء—۱۵۱۹ء

مارگریٹ

فلپ
(اس کی شادی ہسپانوی شہزادی جونا
سے ہوئی ، جو فرڈیننڈ اور ازابلا کی بیٹی تھی)

فرڈیننڈ اول
۱۵۵۶ء—۱۵۶۴ء

چارلس پنجم
۱۵۱۹ء—۱۵۵۶ء

میکس ملین — میری

فلپ دوم
(شاہ ہسپانیہ)
۱۵۵۶ء—۱۵۹۸ء

میتھیاس
۱۶۱۲ء—۱۶۱۹ء

رڈولف دوم
۱۵۷۵ء—۱۶۰۲ء

فلپ سوم
۱۵۹۸ء—۱۶۲۱ء

جرمنی

۱۴۹۳ سے ۱۶۱۸

جرمنی کا بادشاہ میکس ملین اول ہے ، جس نے سب سے پہلے اپنے آپ کو رومی شہنشاہ کہنا شروع کیا ۔ وہ ۱۴۹۳ء میں تخت نشین ہوا ۔ ایک مجلس شوریٰ ۱۴۹۵ء میں بلائی جس میں دستوری اصلاحات تجویز ہوئیں تا کہ سلطنت قرون وسطیٰ کی وضع و ھیئت کے بجائے دور جدید کی وضع و ھیئت اختیار کر لے ۔ ۱۵۱۲ء میں مجلس شوریٰ کا اجلاس بمقام کولون[1] ہوا ، جس میں سلطنت کی تنظیم کو بہتر صورت دی گئی تا کہ امن عامہ قائم رکھنے میں سہولت ہو ۔ پوری سلطنت کے دس حلقے بنا دیے گئے ، یعنی آسٹریا ، بویریا ، سوابیا ، فرینکونیا ، رھائن کا حلقۂ زیریں ، رھائن کا حلقۂ بالا ، ویسٹ فیلیا ، زیریں سیکسنی ، بالائی سیکسنی اور برگنڈی ۔ آخری علاقہ خاندان کے ان سلطانوں کو دے دیا گیا تھا جو ھسپانوی سلطنت کے مالک بنے تھے ۔

جو واقعات اٹلی کے متعلق مختلف فریقوں کی لڑائیوں کے سلسلے میں پیش ہو چکے ھیں ، انھیں یہاں دھرانے کی ضرورت نہیں ۔

۱- Cologne -

میکس ملین اول ۱۵۱۹ء میں فوت ہوا تو سلطنت اس کے پوتے چارلس پنجم کو ملی ۔ اس نے جرمنی اور متعلقہ علاقے اپنے چھوٹے بھائی فرڈیننڈ کو دے دیے ، لیکن شہنشاہی کا منصب اپنے ہی پاس رکھا ۔ ۱۵۵۶ء میں وہ تاج و تخت سے دست بردار ہوا تو فرڈیننڈ اول اس منصب کا حامل بن گیا ۔ بعد ازاں یہ منصب اسی کی اولاد میں رہا ۔

تحریک اصلاح مذہب

اس دور کی ایک نہایت اہم تحریک وہ ہے جسے عام طور پر تحریک اصلاح مذہب[1] قرار دیتے ہیں ۔ جرمنی کا ایک معمولی پادری مارٹن لوتھر اس کا بانی سمجھا جاتا ہے ۔ اس کے اسباب بہت پہلے سے پیدا ہو چکے تھے اور یہ تنہا لوتھر نہیں ، بلکہ بہت سے آدمیوں کی مشترکہ محنت کے باعث پایۂ تکمیل کو پہنچی ۔

ظاہر ہے کہ رومی کلیسا کی حالت بہت پہلے سے بگڑ گئی تھی ۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں کلیسا کی باگ دوڑ تھی ، ان میں دین داری کے بجائے دنیا داری بہت بڑھ گئی تھی اور برسرکار مذہبی پیشواؤں کے طور طریقے بھی اچھے نہ رہے تھے ۔ پھر مختلف وقتوں میں بڑے بڑے عالم پیدا ہوئے، جنھوں نے یونانی اور لاطینی میں بائیبل کا مطالعہ کیا اور تمام قواعد و ضوابط پر تنقیدی نظر ڈالی تو صاف واضح ہوگیا کہ رومی کلیسا نے خواہ مخواہ اپنی مرضی کے مطابق مختلف قواعد گھڑ لیے ہیں ۔ راٹرڈم (ہالینڈ) میں ایریسمس[2] نے ۱۵۱۶ء میں عہد نامۂ جدید کا یونانی متن شائع کیا تو سب پر واضح ہو گیا کہ بنیادی کلیسائی تحریرات کس درجہ ناقص ہیں ۔ رومہ کے وقار کو ایک نقصان اس وجہ سے پہنچا کہ پوپوں کے دو گروہ

۱- Reformation -   ۲- Erasmus -

بن گئے تھے ۔ ساتھ ساتھ مختلف ملکوں کے اندر قومی روح نے فروغ پایا تو وہ عام کلیسائی مصلحتوں پر اپنے مقاصد کو ترجیح دینے لگے ۔ اس طرح تحریک اصلاح مذہب کو متعدد محرکات مل گئے ۔

مارٹن لوتھر نے ۳۱ اکتوبر ۱۵۱۷ء کو ایک مرقع تیار کیا اور اسے وٹن برگ[۱] کے گرجا کے دروازے پر لٹکا دیا ۔ اس میں پچانوے ایسی باتیں بیان کی گئی تھیں ، جو مذھبی اختیارات کے غلط استعمال کی دلیل تھیں ۔ ۱۵۱۸ء میں زونگلی[۲] نے سوئٹزر لینڈ میں اصلاحی تحریک جاری کر دی ۔

بہر حال ۱۵۱۷ء سے باقاعدہ کشمکش شروع ہو گئی ۔ لوتھر کا بنیادی دعویٰ یہ تھا کہ انسان کی نجات ایمان پر موقوف ہے ۔ فرد اور خدا کے درمیان کسی مذھبی پیشوا کے واسطے کی ہرگز ضرورت نہیں ۔

جیسا کہ دقیانوسی مذھبی پیشواؤں کا قاعدہ ہے ، لوتھر کے خلاف فرمان جاری ہوئے اور اسے مذھب کے دائرے سے خارج کر دیا گیا ۔ اس اثناء میں چارلس پنجم تخت شہنشاھی پر بیٹھ چکا تھا ۔ وہ ۱۵۲۱ء میں جرمنی آیا ۔ لوتھر کو حفاظت کا عہد دے کر بلایا گیا اور اس نے اپنے عقائد کو سچا ثابت کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی ، لیکن پوپ کے فرمان کے مطابق سلطنت کی طرف سے ممانعت کا اعلان ہو چکا تھا، للہذا سیکسنی کا فرمانروا فریڈرک، لوتھر کو اپنے ساتھ وارٹ برگ لے گیا ، جہاں وہ پوری حفاظت میں زندگی بسر کرتا رہا ۔ سلطنت کی طرف سے جو فرمان جاری ہوا تھا ، اس میں نئے مذھب کے تمام اصول ممنوع قرار دے دیے گئے اور

۱- Wittenberg -

۲- Zwingli - (۱۴۸۴ء—۱۵۳۱ء) -

لوتھر نے بائیبل کا جو ترجمہ کیا تھا ، اس کی اشاعت بھی روک دی گئی ۔

چارلس پنجم اور فرانسس اول کے درمیان اٹلی میں لڑائیاں شروع ہو گئیں تو لوتھر نے ۱۵۲۲ء میں اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور جرمن زبان میں دعا و عبادت کا طریقہ جاری کر دیا ۔ یہ طریقہ سیکسنی اور ھیس۱ میں رائج ہو گیا ۔ شہنشاہ چارلس ، فرانس کے ساتھ لڑائی میں الجھا ہوا تھا اور اسے دوسری طرف توجہ کا موقع نہ ملا ۔ اس وجہ سے تحریک اصلاح مذہب ترقی کر گئی ، پھر بعض جنگی سردار بھی اس کی حمایت پر کھڑے ہو گئے ۔

دہقانوں کی بغاوت ۱۵۲۴ سے ۱۵۲۵

لوتھر کی تحریک اصلاح مذہب کے باعث افراتفری سی پھیل گئی تھی ۔ اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر سوابیا اور فرینکونیا کے دھقانوں نے جرمن جاگیرداروں کی دراز دستیوں کے خلاف ایک تنظیم قائم کر لی اور اپنے تمام مطالبات بارہ دفعات کی شکل میں پیش کر دیے ، لیکن لوتھر کسانوں کی مخالفت پر کھڑا ہو گیا اور ان بے چاروں کو شکست ہوئی۲ ۔ اس اثناء میں ایک اور مذھبی و معاشی تحریک جاری ہو گئی ، جس کا لیڈر

۱- Hesse -

۲- یہ کتنا عبرت ناک واقعہ ہے کہ جس شخص نے انسانی حقوق کے سلسلے میں پوپ کے اختیارات کی مخالفت کی تھی ، وہ غریب کسانوں کے جائز مطالبات کی حمایت میں جابر جاگیرداروں کے خلاف آواز نہ اٹھا سکا ۔ حق یہ ہے کہ جب تک مذہب کو زندگی کا دستورالعمل نہ بنایا جائے ، حق و باطل اور خیر و شر کے تصورات ھی درست نہیں ہو سکتے ۔

ٹامس میونزر[۱] تھا ۔ وہ کہتا تھا کہ بچپن میں بپتسمہ دے دینا بے سود ہے ۔ ساتھ ہی اس نے معاشی پروگرام ایسا پیش کیا ، جس میں کمیونزم کا رنگ موجود تھا ۔ چنانچہ وہ شخص گرفتار ہو کر مارا گیا ۔

پراٹسٹنٹزم

فرانس کے ساتھ لڑائی ختم ہو گئی تو ۱۵۲۹ء میں شہنشاہ نے پھر ایک مجلس شوریٰ منعقد کی ، جس میں فیصلہ ہوا کہ نئے مذہب کی ممانعت کے متعلق جو قواعد پہلے منظور ہوئے تھے ، وہ پوری سختی سے نافذ کیے جائیں ، یعنی کیتھولک پارٹی کی حمایت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے ۔ اس فیصلے کے خلاف احتجاج ہوا ، جسے انگریزی میں پروٹسٹ کہتے ہیں ۔ چنانچہ احتجاج کرنے والوں کا نام پراٹسٹنٹ مشہور ہوا ۔ آگے چل کر لوتھر کے تمام ہم خیال اسی نام سے یاد کیے جانے لگے ۔

۱۵۴۱ء میں جان کیلون[۲] نے تحریک اصلاح جنیوآ (سوئٹزرلینڈ) میں جاری کی ۔ یہ شخص تین سال کے سوا اپنی زندگی کے آخری لمحے تک جنیوا کی ریاست کا رئیس رہا ۔ لوتھر کی تحریک زیادہ تر جذباتی تھی ، کیلون نے اس تحریک کو باقاعدہ منظم کر دیا اور اپنے پیرووں کے لیے ایک اخلاقی ضابطہ تیار کر دیا ۔ لوتھر کلیسا کو دنیوی اقتدار سے الگ نہ رکھنا چاہتا تھا ۔ کیلون نے کلیسا کی خود مختاری کا اعلان کر دیا ۔ کیلون کی تعلیم جنیوآ سے سکاٹ لینڈ اور انگلستان پہنچی ۔ پھر یہ امریکہ میں بھی جاری ہو گئی ۔ فرانس اور ھنگری میں بھی لوگوں کی خاصی تعداد اس عقیدے کی حامی

۱- Thomas Munzer -

۱- John Calvin - (۱۵۰۹ء—۱۵۶۴ء) -

بن گئی ۔ جرمنی میں اسی کو فروغ حاصل ہوا ۔

ریاستوں کے خلاف جنگ ۱۵۴۶ء تا ۱۵۴۷ء

چارلس پنجم کو فرانس کے ساتھ لڑائیوں سے فراغت ملی تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ جو بہت سی ریاستیں سلطنت کے اندر موجود ہیں ۔ ان کی آزادی ختم کر دینی چاہیے اور تمام مقامات پر ایک کلیسائی نظام جاری کر دیا جائے ۔ پوپ بار بار اسی بات پر زور دیتا تھا اور چارلس وعدہ کر چکا تھا کہ اس مقصد کو پورا کرے گا ۔ چنانچہ مختلف ریاستوں سے کشمکش شروع ہو گئی ۔ کچھ مدت تک یہ کشمکش غیر فیصلہ کن حالت میں قائم رہی ۔ پہلے چارلس نے جنوبی جرمنی کی ریاستوں کا جتھا توڑا ، سیکسنی پہنچ کر وہاں کے حاکم کو شکست دی اور اسے گرفتار کر لیا ۔ ایک حد تک شہنشاہ کو کامیابی حاصل ہوئی ۔ پھر سیکسنی کے حاکم نے خفیہ خفیہ ہتھیار فراہم کر لیے اور اچانک شاہ فرانس کے ساتھ اتحاد کرکے شہنشاہ کے خلاف کھڑا ہو گیا ۔ آخر ۱۵۵۲ء میں پسا[۱] کے مقام پر ایک صلح نامہ ہوا جس میں نئی مجلس شوریٰ کے انعقاد تک سب کو اپنے اپنے عقیدے کے مطابق مذہبی مراسم بجا لانے کی اجازت دے دی گئی ۔

۱۵۵۵ء میں آگس برگ[۲] کے مقام پر آخری مذہبی صلح نامہ قرار پایا (۲۵ ستمبر) اس کے مطابق ہر ریاست کو اپنے دائرے میں تحریک اصلاح کی اشاعت کا حق دے دیا گیا اور قرار پایا کہ نئے مذہب کے حامیوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کیتھولک مذہب والوں کے ساتھ ہوگا ۔

۱- Pisa -

۲- Augsburg -

چارلس پنجم کے جانشین

چارلس پنجم کے بعد شہنشاہی کا منصب اس کے بھائی فرڈیننڈ کو ملا (۱۵۵۶—۱۵۶۴ء) - پھر اس کا بیٹا میکس ملین ثانی (۱۵۶۴-۱۵۷۶ء) شہنشاہ بنا - یہ نرم طبیعت کا آدمی تھا اور اس کا جھکاؤ پراٹسٹنٹوں کی طرف تھا - اس کے عہد میں ترکوں سے لڑائیاں جاری رہیں - میکس ملین کے بعد رڈولف ثانی تخت سلطنت پر بیٹھا - یہ بڑا عالم اور ہیئت دان تھا، لیکن فرمانروائی کا کوئی جوہر اس میں موجود نہ تھا - اس عہد میں پراٹسٹنٹوں کے خلاف رد عمل شروع ہوا - ۱۶۰۸ء میں پراٹسٹنٹوں نے ایک یونین بنا لی - ۱۶۰۹ء میں اس کے خلاف کیتھولکوں کی لیگ بن گئی - ۱۶۱۲ء میں رڈولف کا بھائی میتھیاس۲ سلطنت کا مالک بن گیا - اس نے ایک فرمان جاری کر دیا، جس کے مطابق امراء اور جنگی سرداروں کی جاگیروں اور شہروں کے لیے مذہبی آزادی کا اعلان ہو گیا -

سی سالہ جنگ

۱۶۱۸ء میں وہ خوفناک لڑائی شروع ہوئی جو یورپ کی تاریخ میں سی سالہ۳ جنگ کے نام سے مشہور ہے، اس لیے کہ یہ تیس سال بعد جا کر ۱۶۴۸ء میں ختم ہوئی - اسے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - پہلے دو دور مذہبی تھے اور یہ جنگ شروع ہی مذہب کی بنا پر ہوئی تھی، یعنی اس کا مقصد یہ تھا کہ پراٹسٹنٹوں کو یورپ سے محو کر دیا جائے - فرڈیننڈ ثانی شہنشاہ جرمنی اسے شروع کرنے کا ذمہ دار تھا، لیکن اس کے آخری دو دور بدیہی طور پر سیاسی تھے

۱- Rudolf -   ۲- Matthias -

۳- Thirty Years War - (۱۶۱۸—۱۶۴۸ء) -

اور مذھب سے انھیں چنداں تعلق نہ رہا تھا ۔

۱- پہلا دور ۱٦۱۸ء سے ۱٦۲۵ء تک سات سال قائم رہا ۔ اسے جنگ کا بوھیمی دور ۱ سمجھنا چاھیے۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی تھی کہ پراٹسٹنٹوں کو بعض شکایات تو پہلے سے موجود تھیں ، ان میں اضافہ اس لیے ھوا کہ بوھیمیا کے دس گورنروں میں سے شہنشاہ نے سات گورنر ایسے مقرر کر دیے ، جن کا مذھب کیتھولک تھا ۔ پراگ میں بغاوت ھوئی اور دو گورنروں کو باغیوں نے کھڑکیوں سے نیچے پھینک دیا ۔ اگرچہ وہ ستر فٹ نیچے خندق میں گرے ، لیکن ان کی جانیں بچ گئیں ۔ لڑائیاں شروع ھو گئیں۔ پراٹسٹنٹوں کی یونین نے ، جن کا رئیس پلیٹی نیٹ ۲ کا حاکم فریڈرک تھا ، پراٹسٹنٹوں کی مدد کی ۔ کچھ کامیابیاں بھی ھوئیں لیکن آخر انھوں نے شکست کھائی اور بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑیں ۔

۲- اس کے بعد ڈنمارک کے بادشاہ کرسچن چہارم نے جو پراٹسٹنٹوں کا ایک سردار تھا ، جنگ میں مداخلت کی ۔ یہاں سے سی سالہ جنگ کا دوسرا دور شروع ھوا ۳ ۔ اس میں بھی لڑائیاں جاری رھیں ۔ ۲۹ مارچ ۱٦۲۹ء کو شہنشاہ نے ایک فرمان جاری کیا ، جس کے مطابق وہ تمام کلیسائی جائدادیں جو پسا کی مجلس کے وقت سے ضبط

۱- Bohemian Period ۔ ۲- Palatinate ۔ رھائن لینڈ کا ایک حصہ جس کا مرکز کوبلنز ہے ۔

۳- یہ سی سالہ جنگ کا وہ دور کہلاتا ہے جس کا تعلق ڈنمارک سے ہے Danish Period ۱٦۲۵ء—۱٦۲۹ء ۔

ہو چکی تھیں ، بحال کر دی گئیں اور جو لوگ بڑے اہتمام سے پرانے مذہب کے پابند تھے ، ان کے سوا تمام دوسرے طبقوں کو مذہبی اعمال سے محروم کر دیا گیا ۔ ۲۲ مئی ۱۶۲۹ء کو لیوبک کے مقام پر شہنشاہ جرمنی اور کرسچن چہارم کے درمیان معاہدہ ہوا۔ اس کے مطابق کرسچن چہارم کے جتنے علاقے فتح ہو چکے تھے ، اسے واپس کر دیے گئے ۔ اس نے اپنے رفیقوں کو چھوڑ دیا اور جرمنی کے معاملات میں مداخلت سے الگ رہنے کا اقرار کر لیا ۔

۳۔ جولائی ۱۶۳۰ء میں گسٹاوس ثانی ایڈالفس شاہ سویڈن پراٹسٹنٹوں کے حامی و سرپرست کی حیثیت میں جد و جہد کے لیے تیار ہو گیا ۔ یہ سی سالہ جنگ کا تیسرا دور ہے ۔ شاہ سویڈن کی خواہش صرف یہ تھی کہ مظلوم پراٹسٹنٹوں کی حفاظت کرے ۔ میکلن برگ کے رئیسوں اور اپنے رشتے داروں کی ضبط شدہ جایدادیں بحال کرائے ۔ لڑائیاں ہوتی رہیں جن میں سب سے بڑی لڑائی ۱۷ ستمبر ۱۶۳۱ء کو لائپزگ میں ہوئی ۔ گسٹاوس نے شاندار کامیابی حاصل کی ۔ پھر وہ دریائے ڈینیوب کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ ۱۶ نومبر ۱۶۳۲ء کو لٹزن میں ایک اور لڑائی ہوئی ۔ گسٹاوس رسالے کی کمان کرتا ہوا گولی لگنے سے مارا گیا ۔ اس کے ساتھیوں نے کامیابی کو ہر اعتبار سے درجۂ تکمیل پر

۱۔ جنگ کے اس دور کو دور سویڈن کہتے ہیں (Swedish Period ۱۶۳۰ء—۱۶۳۵ء) ۔

پہنچا دیا۔ تاہم ۱۶۳۴ء میں سویڈن والوں نے نورڈ لنجن[1]
کے مقام پر شکست کھائی اور ۳۰ مئی ۱۶۳۵ء کو پراگ
کے مقام پر صلح ہو گئی۔

۴۔ چوتھا دور وہ ہے، جس میں سویڈن اور فرانس دونوں نے
مداخلت کی۔ یہ ۱۶۳۵ء سے شروع ہو کر ۱۶۴۸ء تک
قائم رہا[2]۔ ان کے سامنے کوئی خاص مذہبی مقصد نہ
تھا، بلکہ وہ جرمنی پر تسلط حاصل کرنے کے لیے
لڑ رہے تھے۔ تیرہ سال میں بڑی بربادیاں ہوئیں۔ جرمنی
کے حالات حد درجہ خطرناک ہو گئے۔ شہر اور قصبے
تباہ ہو گئے۔ تجارت کے سلسلے ٹوٹ گیے۔ جان و مال کا
نقصان نا قابل تلاف نظر آنے لگا۔ آبادی گھٹ گئی اور
افلاس بہت بڑھ گیا۔

عہدنامہ ویسٹ فیلیا
۲۴۔ اکتوبر ۱۶۴۸ء

یہ حالات دیکھ کر صلح کے لیے گفتگوئیں شروع ہو چکی تھیں جن میں جرمنی، فرانس اور سویڈن، تینوں کے سفیروں نے حصہ لیا۔ کئی سال کی کشمکش کے بعد آخر صلح ہوگئی، جسے یورپ کی تاریخ میں حد درجہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس کی بنا پر سی سالہ جنگ ختم ہوئی۔ اس کی شرطوں کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ سویڈن: پومیرینیا کا ایک حصہ پہلے سے سویڈن کے پاس
تھا۔ اس معاہدے کے مطابق پومیرینیا کا ایک اور

۱۔ Nordlingen.

۲۔ اس دور کو فرانس اور سویڈن کا دور کہا جاتا ہے
(French—Swedish Period).

حصۂ نیز روحن۱ ، وسمر۲ ، بریمن۳ (شہر کے سوا) اور وردن۴ اس کے حوالے کر دیے گئے ، نیز پچاس لاکھ رکس ڈالر۵ کا تاوان اس پر ڈالا گیا ۔

۲- فرانس : فرانس کو میٹز۶ ، طول۷ اور وردون۸ کے اسقفی علاقے ، السا‌س اور بعض دوسرے شہر دے دیے گئے ۔

۳- ھیس کیسل : شام برگ۹ کے حلقے کا ایک حصہ اور ہرس فلڈ۱۰ کا علاقہ ۔

۴- برینڈن برگ : اس سے پومیرینیا لیا گیا تھا اور اس کے عوض میں متعدد اسقفی علاقے دے دیے گئے ۔

۵- میکلن برگ : اسے شویرن۱۱ اور راٹز برگ۱۲ کے علاقے دئے گئے ۔

۶- برنزوک : اسے بھی کچھ علاقے مل گئے ۔

۷- نیدر لینڈ اور سوئٹزر لینڈ کی جمہوریتوں کو آزاد تسلیم کر لیا گیا ۔

۸- یہ فیصلہ ہو گیا کہ تمام لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی ۔ اس آزادی میں کیلون کے پیرو بھی شامل کر لیے گئے ۔ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ریاستوں کے ساتھ تمام معاملات میں یکساں سلوک کا اعلان بھی ہوگیا ۔

۱- Rugen ۔ ۲- Wismar ۔
۳- Bremen ۔ ۴- Verden ۔
۵- Rix Dollar ۔ یہ چاندی کا ایک سکہ تھا جو ۱۶۰۰ء سے ۱۸۵۰ء تک یورپ کے بعض حصوں میں رائج رہا ۔ اس کی قیمت چار شلنگ چھ پنس اور دو شلنگ تین پنس کے درمیان تھی ۔
۶- Metz ۔ ۷- Toul ۔
۸- Verdun ۔ ۹- Schaumburg ۔ ۱۰- Hersfeld ۔
۱۱- Schwerin ۔ ۱۲- Ratzeburg ۔

روس

۱۵۰۵ سے ۱۶۴۵ تک

عام کیفیت

یورپ کے دوسرے بہت سے ملکوں کی طرح روس میں بھی اس وقت بادشاہ اور بڑی بڑی جاگیروں والے امرا کے درمیان خاصی کشمکش بپا رہی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہری لوگوں کا اثر کم ہوگیا اور مزارعین آہستہ آہستہ غلام بنتے گئے۔ مزارعین کی حالت بگڑنے کا ایک سبب اور بھی ہے۔ روس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا۔ بادشاہ اور بڑے امیروں کو ان سے لڑنے اور مختلف علاقے آزاد کرانے کے لیے فوجیں رکھنی پڑتی تھیں۔ ان کا دستور یہ ہوگیا تھا کہ عارضی طور پر زمینیں لوگوں کو کاشت پر دے دیتے اور ان سے فوجی خدمت لیتے۔ اس طرح مزارعین کی حالت کمزور ہوتی گئی اور وہ زمینیں چھوڑ چھوڑ کر نئے مفتوحہ علاقوں کی طرف بھاگنے لگے۔ امیروں نے انھیں اپنی اپنی زمینوں پر جمائے رکھنے کے لیے سخت قوانین منظور کرانے شروع کیے۔ انھی قوانین نے انجام کار روس کی بہت بڑی آبادی کو حیوانوں کے درجے پر پہنچا دیا اور مزارعین کی غلامی کی یہ حالت بڑی دیر تک قائم رہی، بلکہ اس کا قطعی خاتمہ ۱۹۱۷ء کے انقلاب پر ہوا۔

پہلا زبردست بادشاہ

ہم پیچھے بتا چکے ھیں کہ روس میں قومی بادشاہی کا آغاز آئی ون سوم سے ہوا تھا، جسے آئی‌ون اعظم بھی کہتے ھیں۔ ۱۵۰۵ء میں اس کے انتقال پر باسل سوم بادشاہ بنا۔ اس کا عہد حکومت اٹھائیس سال پر پھیلا ہوا ہے، جو پر سکون طریقے پر گزر گیا۔ پھر آئی ون چہارم تخت پر بیٹھا۔ یہ اتنا خونریز اور ظالم آدمی تھا کہ اب تک "خوفناک" آئی ون کہلاتا ہے۔ تخت نشینی کے وقت تین سال کی عمر تھی۔ شروع میں تمام انتظامات اس کی ماں کے حوالے رہے۔ پھر امرأ کے بڑے بڑے خاندان مختار اسور بن بیٹھے۔ ۱۵۴۷ء میں آئی ون نے سارے اختیارات اپنے ھاتھ میں لے لیے۔ ساتھ ھی مشورے کے لیے امرأ کی ایک کونسل بنا دی۔ ۱۵۴۹ء میں ایک بڑی کونسل بلائی گئی تاکہ تمام طبقے بادشاہ کے حامی بن جائیں۔ اس نے گورنروں کا زور توڑ دیا۔ قازان[1] و استرا خان[2] تاتاریوں سے واپس لے لیے۔ روسی تاجر کوهستان یورال کے مشرق میں پہنچ گئے اور کاسکوں نے سائبیریا کی تسخیر شروع کر دی۔

آئی ون کو بیرونی حملوں سے بھی سابقہ پڑا۔ مثلاً کریمیا کے تاتاریوں نے ماسکو کو لوٹا۔ سویڈن کے مقابلے میں روسیوں کو شکست ہوئی۔ شاہ پولینڈ روسیوں کو دباتا ہوا، سکوو تک پہنچ گیا۔ جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آئی ون نے صلح کر لی، لیکن ملک کے اندر امرأ کا زور توڑ دیا اور جو امرأ سرکشی کی طرف مائل تھے، ان سے نہایت شدید انتقام لیا۔

متفرق واقعات

۱۵۸۴ء میں آئی‌ون چہارم فوت ہوا اور اس کا بیٹا زار بنا، لیکن اس کے عہد میں پھر بڑے امرأ مالک و مختار بن گئے۔ ان

---

[1] Kazan -
[2] Astrakhan -

میں سب سے بڑھ کر نامور نکیٹا رومانوف[1] ہے جو آئی ون کی پہلی بیوی کا بھائی تھا۔

۱۵۸۹ء میں روس نے اپنے مستقل کلیسائی نظام کی بنیاد رکھی، جسے قسطنطنیہ کے نظام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

آئی ون کا بیٹا تھیوڈور ۱۵۹۸ء میں فوت ہوا، تو اس کا جانشین کوئی نہ تھا، لہذا ملک میں افرا تفری پھیل گئی۔ کئی لوگوں نے جھوٹ موٹ تاج و تخت کا دعویٰ کر دیا۔ یہ حالت ۱۶۱۳ء تک قائم رہی۔ اس اثناء میں پولینڈ کا بادشاہ پیش قدمی کرتا ہوا ۱۶۰۹ء میں سمولنسک پہنچ گیا۔ اس نے بڑے بڑے امراء کو زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کا یقین دلایا، تاکہ وہ امداد کے لیے تیار ہو جائیں۔ روسیوں نے ۱۶۱۰ء میں ایک عجیب چال چلی، یعنی شاہ پولینڈ کے بیٹے کو بادشاہ بنا لینے کی پیش کش کر دی، لیکن بادشاہ خود روس کا تاجدار بننا چاہتا تھا، وہ بیٹے کی بادشاہی پر راضی نہ ہوا۔ اس اثنا میں پولستانیوں کے خلاف ایک زبردست جذبہ پیدا ہو گیا۔ ایک قومی فوج تیار ہوئی جس نے ۱۶۱۲ء میں ماسکو کو پولستانیوں کے تصرف سے آزاد کرا لیا۔ ۲۱ فروری ۱۶۲۳ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں نکیٹا رومانوف کے پوتے مائیکل رومانوف[2] کو بادشاہ منتخب کر لیا گیا۔ اس خاندان کی بادشاہی ۱۹۱۷ء تک بحال رہی۔ اگرچہ مائیکل رومانوف اپنے چند خاص رفیقوں کے زیر اثر آ گیا، لیکن آہستہ آہستہ ملک میں امن بحال ہو گیا۔ مزارعین کی غلامی زیادہ پختہ ہو گئی۔ قومی اسمبلی

۱- Nikita Romanov -

۲- Mickael - صحیح تلفظ میکائیل ہے لیکن یورپ میں عام تلفظ مائیکل رہا ہے۔

کے اجلاس وقتاً فوقتاً بلائے جاتے تھے ، وہ کوئی نمایندہ قوت حاصل نہ کر سکی اور اس کی حیثیت محض ایک مجلس مشورت کی رہ گئی - ۱۶۱۷ء میں سویڈن نے نووگوروڈ واپس کر دیا - ۱۶۳۴ء میں پولینڈ کے ساتھ بھی عارضی صلح ہو گئی - ۱۶۳۷ء میں کاسکوں نے کریمیا کے تاتاریوں سے ایزوو کا قلعہ لے لیا - پھر آنھوں نے یہ مائیکل کے حوالے کرنا چاھا ، لیکن اس نے پیش کش قبول کرنے سے انکار کردیا اس لیے کہ اندیشہ تھا کہیں ترکوں سے جنگ نہ ہو جائے ، لہٰذا کاسکوں نے اسے اصل مالکوں کو لوٹا دیا -

◎

ہنگری

۱۴۹۰ سے ۱۶۴۸

لاڈس لاس ثانی اور اس کا بیٹا

۱۴۹۰ سے ۱۵۲۶

ہنگری کے امراء نے بوھیمیا کے بادشاہ لاڈس لاس ثانی[۱] کو ہنگری کا بادشاہ منتخب کیا۔ یہ بڑا کمزور اور بے اثر سا آدمی تھا - اس کی کوشش یہی رہی کہ ھیپس برگ خاندان سے اپنی بادشاھی منوا لے ، لہٰذا اس نے شہنشاہ میتھیاس کی فتوحات سے دست برداری اختیار کر لی - ھیپس برگ خاندان ھی میں اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادیاں کیں - لاڈس لاس کی اس کمزور پالیسی نے ہنگری کے بعض امراء کو بر انگیختہ کر دیا اور انھوں نے سٹیفن[۲] زاپولیا امیر ٹرانسلوانیا کی سرکردگی میں ایک قومی پارٹی بنا لی - لاڈس لاس کو روپے کی ضرورت تھی ، جس کے بغیر وہ فوج نہ رکھ سکتا تھا - امراء نے روپیہ دینے سے انکار کر دیا ، لہٰذا بادشاہ امراء کے رحم پر رہ گیا -

---

۱- Ladislas -

۱- Stephen Zapolya -

۱۵۱۴ء میں کسانوں نے ایک زبردست بغاوت کی ، اس لیے کہ امرا انھیں بڑی بے دردی سے لوٹتے تھے - سٹیفن کے بیٹے جان زاپولیا نے شدید خونریزی کے ذریعے سے اس بغاوت کو فرو کیا - اسی سال ایک دستور بنا ، جسے مجلس شوریٰ نے منظور کر لیا۔ اس کے مطابق تمام امرا کی مساوات کا اعلان ہو گیا - کسانوں کے لیے غلامی کا ایک مستقل نظام تجویز کر دیا گیا - لاڈس لاس کا بیٹا لوئی ثانی۱ ایک اخلاق باختہ اور عشرت دوست جوان تھا - اس کے عہد میں سلطنت کا نظام درہم برہم ہو گیا - تحریک اصلاح مذہب نے بھی اس زمانے میں خوب فروغ پایا - تحریک نے پہلے ان علاقوں اور قصبوں میں جڑ پکڑی جہاں جرمن آباد تھے - امرا نے اس کی سخت مخالفت کی - ۱۵۲۳ء میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص نئے طریقے کو قبول کرے گا اسے موت کی سزا دی جائے گی اور جایداد ضبط کر لی جائے گی ، لیکن اس فرمان کے باوجود تحریک پھیلتی ہی گئی - ۱۵۲۱ء میں ترکوں نے بلغراد لے لیا اور ہنگری پر کامیاب حملے شروع کر دیے - ۲۹ اور ۳۰ اگست ۱۵۲۶ء کو جنگ موہاکس۲ میں ترکوں نے لوئی کی بیس ہزار فوج تباہ کر ڈالی - اسی میدان میں لوئی مارا گیا -

بعد کے حالات لوئی کی وفات پر جانشینی کے لیے سخت کشمکش شروع ہو گئی - امراء کے ایک طبقے کی خواہش تھی کہ ہیپس برگ خاندان کے شہنشاہ چارلس پنجم کے بھائی کو بادشاہ چن لیا جائے - وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح جرمنی سے ترکوں کے خلاف زبردست مدد حاصل کی جا سکے گی - قومی پارٹی کی خواہش تھی کہ جان زاپولیا کو بادشاہ بنایا جائے -

---

۱- Louis -

۲- Mohacs -

دو سالہ خانہ جنگی جاری رہی جس میں زاپولیا نے شکست کھائی ۔ یہ حالت دیکھ کر زاپولیا نے ترکوں سے مدد طلب کی ۔ ترک حمایت پر آمادہ ہو گئے ، لہٰذا ایک صلح نامے کے رو سے دونوں کو (جان زاپولیا اور چارلس پنجم کا بھائی فرڈیننڈ) بادشاہ تسلیم کر لیا گیا اور ملک کے دو ٹکڑے کر دیے گئے ۔

جان زاپولیا نے ۱۵۴۰ء میں وفات پائی ۔ ترکوں نے اس کے کم سن بیٹے سجس منڈ۱ کو اس کا جانشین تسلیم کر لیا ۔ اس پر فرڈیننڈ سے از سرنو کشمکش شروع ہو گئی ۔ چنانچہ ترکوں نے ہنگری کے دارالحکومت بوڈا کو مسخر کر لیا اور پورا وسطی ہنگری ان کے قبضے میں آ گیا ۔ اس علاقے کو انھوں نے چار انتظامی حلقوں میں تقسیم کیا اور چاروں حلقے فوجی جاگیرداروں کے حوالے کر دیے ۔ مذہبی اعتبار سے انھوں نے رواداری کا برتاؤ جاری رکھا ۔

ہیپس برگ خاندان کے پاس ہنگری کے مغرب اور شمال میں تھوڑا سا علاقہ تھا ۔ اس کے لیے بھی وہ ترکوں کو خراج کی خاصی بڑی رقم ادا کرتے تھے ۔ سرحد کے ساتھ ساتھ لڑائیاں جاری تھیں ۔ ہیپس برگ خاندان نے اطالوی اور ہسپانوی باشندوں کو اپنی فوجوں میں بھرتی کر رکھا تھا ، جنھیں پیسے کے سوا کسی چیز سے غرض نہ تھی ۔ انھوں نے بڑی بے دردی سے ملک کو لوٹا ۔ فرڈیننڈ اور اس کے جانشین ویانا یا پراگ میں بیٹھ کر حکومت کا کاروبار چلاتے تھے اور وہ امراء ہنگری کے روایتی حقوق کا چنداں خیال نہ رکھتے تھے ۔ ان حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہنگری والے ان سے بے حد ناراض ہو گئے ۔

۱- Sigismund -

ٹرانسلوینیا میں سرگرمیاں

ٹرانسلوینیا کو رسمی طور پر ترکوں کے ماتحت ایک ریاست کی حیثیت حاصل تھی ، لیکن عملاً اس کے معاملات میں دخل نہ دیا جاتا تھا ۔ سجس منڈ زاپولیا کی حکومت ۱۵۷۰ء تک قائم رہی ۔ پھر باتھوری۱ (۱۵۸۱ء—۱۶۰۲ء) نے ہیپس برگ خاندان کو ساتھ ملانے کے لیے کوششیں کیں ، تاکہ متحدہ قوت سے ترکوں پر ضرب لگائی جائے ، لیکن خود ٹرانسلوینیا کے امراء نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی ۔ ۱۶۰۴ء میں سٹیفن بوکسکے۲ ٹرانسلوینیا کا امیر بنا ، جس نے ہیپس برگوں کو شکست دی اور معاہدۂ ویانا کے ذریعے سے پراٹسٹنٹوں کے لیے وہی درجہ حاصل کر لیا جو کیتھولکوں کو حاصل تھا ۔ ۱۶۱۳ء میں بیتھلن گیبر۳ امیر بنا ۔ وہ ملک کے عظیم الشان حکمرانوں میں سے تھا۔ اس کے عہد میں اس کی ریاست ہنگری کی ثقافت اور قومی احساسات کا مرکز بنی رہی ۔ ۱۶۳۰ء میں جارج راکوزی۴ درجۂ امارت پر پہنچا ۔ اس نے نہایت نازک دور میں اپنے ملک کو خطرات سے بچائے رکھا اور ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ٹرانسلوینیا کو ایک آزاد ریاست بنا لیا ۔

۱- Bathory -　　۲- Bocskay -

۳- Bethlen Gabor -　　۴- George Rakoczi -

پولینڈ اور لتھوانیا

۱۴۹۲ سے ۱۶۴۸ء

عام کیفیت پولینڈ کے اندر اس دور میں چھوٹے چھوٹے امراء نے زیادہ قوت حاصل کر لی ، للهذا ملک کی حیثیت ایک مطلق العنان بادشاهی کی نہ رہی ، بلکہ ایک ایسی حکومت کی بن گئی جس کا بادشاہ امرأ کے ذریعے سے چنا جاتا تھا اور اسے محض ایک رسمی رئیس کی حیثیت حاصل تھی - پولینڈ کے بادشاہوں نے بڑی کوششیں کیں کہ اپنی قوت بڑھائیں ، نظام حکومت کی اصلاح کریں اور دور جدید کے تقاضوں کے مطابق ایک باقاعدہ فوج کی طرح ڈالیں ، لیکن ان میں سے کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی -

۱۵۰۵ء میں ایک دستور بنایا گیا جس نے قومی پارلیمنٹ کا خاکہ پیش کیا - اس کے لیے امراء اپنی صوبائی مجلسوں کے ذریعے سے ممبر منتخب کرتے تھے - وضع قوانین کے لیے یہ سب سے بڑی مجلس تھی اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی نیا قانون منظور نہ ہو سکتا تھا -

جس طرح روس یا بعض دوسرے ملکوں میں کسانوں کو غلام بنایا جا چکا تھا ، اسی طرح ۱۵۱۱ء میں پولینڈ کی پارلیمنٹ نے بھی ایسے قوانین منظور کیے ، جن کے مطابق پولستانی کسانوں

کے لیے غلامی کا نظام تیار کر دیا گیا ۔

۱۵۶۹ء میں لتھوانیا۱ کی مخالفت کے باوجود اس ملک کو ولستانی سلطنت میں شامل کر دیا گیا ۔ فیصلہ ہوا کہ دونوں قوموں کا بادشاہ ایک ہو اور ان کی پارلیمنٹ مشترک ہو ، اگرچہ لتھوانیا کا نظم و نسق بھی الگ رہا اور فوج بھی الگ رہی ۔

سجس منڈ ثانی (۱۵۴۸ء—۱۵۷۲ء) کی وفات پر اس کے خاندان کی حکومت ختم ہو گئی اور پولینڈ کی بادشاہی حقیقی معنی میں انتخابی بن گئی ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہی کی قوت حد درجہ کمزور ہو گئی ۔ دوسری قوموں کی رقابتوں میں بار بار اُلجھنا پڑا اور اصلاح کی کوئی اُمید نہ رہی ۔

۱۵۷۳ء میں فرانس کے شاہی خاندان سے ایک فرد کو بادشاہ منتخب کیا گیا ، لیکن ایک سال بعد اس کا بھائی چارلس نہم فوت ہو گیا تو وہ چپ چاپ پولینڈ سے کھسکا اور فرانس پہنچ گیا ۔ ۱۵۸۷ء میں سویڈن کے بادشاہ کا بیٹا تاج و تخت کے لیے منتخب ہوا ۔ اسی کا بیٹا ولاڈس لاو ۲ تھا جس نے روس پر حملہ کیا تھا ۔ ۱۶۳۴ء میں اس نے روسی تخت کا دعویٰ چھوڑ دیا ، مگر سمولنسک کا علاقہ پولینڈ کے لیے واپس لے لیا ۔

(۱۶۵۶ء—۱۴۸۱ء تک ترکوں کی تاریخ کے لیے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد) ۔

۱- Lithuania -　　۲- Wladyslaw -

درمیانی دَور

جزائر برطانیہ

جمہوریت ۱۶۴۹ء تا ۱۶۶۰ء

جارلس اول کو سزائے موت ملنے پر انگلستان میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی ، جس کا سلسلہ ایک حد تک اسی زمانے سے جاری تھا ، جب پارلیمنٹ نے بادشاہ سے کشمکش شروع کر دی تھی ۔ اس جمہوری حکومت میں تمام اختیارات فوج اور اس کے سالار کرامویل۱ کے قبضے میں تھے ۔ نظری لحاظ سے دیکھا جائے تو قانون سازی کا اختیار طویل پارلیمنٹ کے ان قریباً پچاس ممبروں کے قبضے میں تھا ، جو باقی رہ گئے تھے اور اسی وجہ سے رمپ۲ کہلاتے ہیں اور عملی اختیارات کونسل آف سٹیٹ کی تحویل میں تھے ، جو اکتالیس ممبروں پر مشتمل تھی

۱- Cromwell -

۲- Rump - اس کے معنی ہیں کسی چیز کا پچھلا یا بچا کھچا حصہ - طویل پارلیمنٹ کے کچھ ممبر باقی رہ گئے تھے ، جو آخر تک قائم رہے - انہیں عام طور پر رمپ کہا جاتا تھا -یعنی بچے کھچے ممبر -

(ان میں سے تین جج تھے ، تین فوجی افسر ، پانچ اسیر اور تیس نمایندگان دارالعوام) ۔ بادشاہ کا لقب اور عہدہ اڑا دیا گیا اور دارالامرأ بھی ختم کر دیا گیا ۔

سکاٹ لینڈ نے مقتول بادشاہ کے بیٹے کو چارلس دوم کے لقب سے بادشاہ بنانے کا اعلان کیا ۔ اہل آئرلینڈ بھی اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے ، لیکن کراموپل نے خود آئرلینڈ پہنچ کر بغاوت فرو کی ۔ دو جگہ مقابلہ ہوا ۔ آئرلینڈ کی فوجیں بے دردی سے قتل کر دی گئیں ۔ کیتھولکوں سے زمینیں چھین کر پراٹسٹنٹوں کو دے دی گئیں ۔ بہت سے کیتھولک مارے گئے ۔ اس وقت سے آئرلینڈ کے مسئلے میں نئی تلخیاں پیدا ہو گئیں ۔

چارلس دوم کی شکست

چارلس دوم خود سکاٹ لینڈ پہنچا ۔ اس نے حلف اٹھایا اور اس کی بادشاہی کا اعلان ہو گیا ، لیکن کراموپل نے اسے ڈمبر۱ اور ورسسٹر۲ کی لڑائیوں میں شکست فاش دی اور وہ (چارلس) بڑے خطرناک مرحلوں میں سے بھیس بدل کر گزرتا ہوا فرانس پہنچ گیا ۔ اس طرح اس کی ابتدائی کوشش ناکامی پر ختم ہوئی ۔

قانون جہاز رانی

۹ اکتوبر ۱۶۵۱ء کو پہلا قانون جہاز رانی منظور ہوا ، جس کے مطابق اعلان کر دیا گیا کہ انگلستان میں صرف وہی مال آ سکتا ہے ، جو یا تو انگریزی جہازوں میں آئے یا اس ملک کے جہازوں میں ، جہاں مال بنتا ہو ۔

اس زمانے میں ولندیزوں کو جہازرانی میں کمال حاصل

۱- Dunbar - ۲- Worcester

تھا اور ان کے تجارتی جہاز ہر جگہ پھرتے تھے ۔ مندرجہ بالا قانون نے ان کی جہاز رانی پر ضرب لگائی اور انگریزوں کے لیے تجارتی جہاز رانی میں برتری حاصل کرنے کا موقع پیدا کر دیا ۔ ولندیزوں نے اس قانون کو لڑائی کا وسیلہ بنا لیا ، لیکن انگریزی امیر البحروں نے زبردست کامیابیاں حاصل کیں ، یہاں تک کہ ۵ اپریل ۱۶۵۴ء کو ولندیزوں کے ساتھ صلح ہو گئی ۔

کرامویل کا نیا عہدہ

۲۰ اپریل ۱۶۵۳ء کو کرامویل نے پارلیمنٹ کے بچے کھچے ممبروں یعنی رمپ کو ختم کر دیا ۔ کونسل آف سٹیٹ توڑ ڈالی ۔ اس کی جگہ ایک نئی کونسل بنائی ، نیز ایک سو چالیس ممبروں کی نئی پارلیمنٹ قائم کی ۔ اس پارلیمنٹ میں جو لوگ کرامویل کے حامی تھے انھوں نے سارے اختیارات اس کے حوالے کر دیے اور کرامویل نے ۱۶ دسمبر ۱۶۵۳ء کو پروٹیکٹوریٹ۱ کا اعلان کر دیا ۔ ساتھ ہی خود اسے جمہوریہ انگلستان و سکاٹ لینڈ و آئر لینڈ کا لارڈ پروٹیکٹر۲ بنا دیا گیا ۔ اس کے ساتھ ایک دستور تیار کر دیا گیا جس کے رو سے لارڈ پروٹیکٹر کے لیے اکیس ممبروں کی کونسل بہ غرض امداد بنا دی گئی ۔ مستقل فوج تیس ہزار مقرر کر دی گئی۔ یہ بھی قرار پایا کہ تین سال کے لیے پارلیمنٹ منتخب ہوا کرے اور اس کے چار سو ساٹھ ممبر ہوا کریں ۔ جب اس کا اجلاس ایک مرتبہ بلا لیا جائے تو پھر پانچ ماہ سے پیشتر اسے ختم نہ کیا جائے ۔ لارڈ پروٹیکٹر

۱- Protectorate ۔ اس کے لفظی معنی نیابت یا ولایت و حفاظت کے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ عہدہ جمہوریت کی حفاظت کے لیے بطور نیابت تجویز کیا گیا ۔

۲- یعنی نائب و محافظ ۔

اور کونسل کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو حسب ضرورت ہنگامی قوانین جاری کر دیں ، لیکن ٹیکس لگانے اور روپے دینے کی منظوری صرف پارلیمنٹ کے لیے مخصوص رہی - نئی پارلیمنٹ اور لارڈ پروٹیکٹر کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی ، چنانچہ لارڈ پروٹیکٹر نے ۱۲ ستمبر ۱۶۵۴ء کو ممبر ایوان پارلیمنٹ سے نکال دیے - پھر پارلیمنٹ نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ لارڈ پروٹیکٹر کا عہدہ موروثی نہ ہو ، بلکہ حسب ضرورت اس کے لیے انتخاب عمل میں آئے - ۲۲ جنوری ۱۶۵۵ء کو پارلیمنٹ ختم کر دی گئی -

انگلستان کو بارہ فوجی حلقوں میں تقسیم کر لیا گیا - ہر حلقے کی فوج کے خرچ کے لیے شاہی جاگیرات پر دس فی صد ٹیکس وصول کیا جاتا تھا - جن پادریوں کا تعلق انگریزی کلیسا سے تھا ، انھیں تعلیم یا تبلیغ کی ممانعت کر دی گئی - کیتھولک پادریوں کو ملک سے نکال دیا گیا - اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا - اخلاق و فنون میں نہایت شدید احتیاط و نگرانی کے طریقے اختیار کیے گئے -

فرانس میں ڈیوک آف سیوائے نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پراٹسٹنٹوں پر سختیاں نہ کرے گا اور چارلس دوم کو فرانس سے نکال دے گا -

ہسپانیہ سے جنگ ۱۶۵۵ء میں انگریزی امیرالبحروں نے جمیکا پر قبضہ کر لیا ، اس لیے ہسپانیہ سے لڑائی شروع ہو گئی - ۹ ستمبر ۱۶۵۶ء کو ہسپانوی جہاز امریکہ سے مال و زر کے خزانے لے کر ہسپانیہ پہنچے تھے - من چلے انگریز ملاحوں نے ہسپانوی بندرگاہ قادس کے قریب ان پر حملہ کیا اور مال و زر لوٹ کر لے گئے - ۱۶۵۷ء میں انھوں نے سانٹا کروزا کے

۱- Santa Cruz -

قریب ھسپانیہ پر زبردست فتح حاصل کی ۔

متفرق واقعات ایک درخواست پیش ہوئی کہ دستور میں تبدیلیاں کر لی جائیں ۔ ایوان بالا از سرنو قائم کیا جائے ۔ کونسل آف سٹیٹ کے اختیارات گھٹا دیے جائیں ۔ پروٹیکٹر سے پارلیمنٹ کے ممبر کو خارج کر دینے کا اختیار واپس لے لیا جائے ۔ فوج اور بحریات کے لیے مقررہ رقم دی جائے ۔ جو عیسائی تثلیث کو مانتے ہوں ، ان کے ساتھ رواداری کا برتاؤ لازم ہے ، البتہ اسقفی نظام کے حامیوں اور کیتھولکوں کو مستثنیٰ رکھا جائے ۔ کرامویل کی خدمت میں بادشاہ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن اس نے اسے قبول نہ کیا ۔

ڈنکرک محاصرے کے بعد انگریزوں کے قبضے میں آ گیا ۔

۳ ستمبر ۱۶۵۸ء کو کرامویل نے وفات پائی ۔

رچرڈ کرامویل آلیور کرامویل کے بیٹے رچرڈ کرامویل نے باپ کا عہدہ سنبھالا ۔ نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا ۔ تھوڑی ہی دیر میں پروٹیکٹر اور پارلیمنٹ کے درمیان جھگڑے شروع ہو گئے ۔ فوج نے رچرڈ کو آمادہ کر لیا کہ پارلیمنٹ کو توڑ دے ۔ پارلیمنٹ کے بچے کھچے ممبر سپیکر کی سرکردگی میں اکٹھے ہوے اور انھوں نے رچرڈ سے کہا کہ لارڈ پروٹیکٹر کے عہدے سے استعفیٰ دے دے ۔ جنرل مانک۱ اپنی فوج سکاٹ لینڈ سے لے کر لندن پہنچا ۔ تمام معاملات پر قابو پا لیا اور پارلیمنٹ از سرنو قائم کر دی (۳ فروری ۱۶۶۰ء) ۔ یوں رچرڈ کرامویل کا دور ختم ہو گیا ۔ اب پھر لوگوں کی توجہ مقتول

۱- Monk -

بادشاہ کے بیٹے چارلس کی طرف پلٹی جو فرانس میں بیٹھا تھا ۔

۱۴ اپریل کو چارلس نے اعلان کیا کہ میں سب کے گناہ معاف کرتا ہوں ۔ ضمیر کی آزادی سب کو حاصل ہوگی ۔ جو جایدادیں ضبط ہو چکی ہیں ، وہ ان لوگوں کے قبضے میں رہیں گی جو فی الحال ان کے مالک ہیں ۔ اس پر پارلیمنٹ بلائی گئی ، جس کا مقصد چارلس کے بارے میں آخری فیصلہ صادر کرنا تھا ۔ اس کے پانچ سو چھپن ممبر تھے ۔ یکم مئی کو پارلیمنٹ نے چارلس کے حق میں فیصلہ کیا ۔ ۸ مئی کو اس کی بادشاہی کا اعلان ہوا ، ۲۹ مئی کو وہ انگلستان پہنچ گیا ۔

چارلس دوم
۱۶۶۰ سے ۱۶۸۵

چارلس دوم بادشاہ بن گیا ۔ اس نے ایڈورڈ ہائڈ۱ کو (آگے چل کر ارل آف کلارنڈن) وزیر مال اور وزیر اعظم بنا لیا ۔ اپنے لیے بارہ لاکھ پاؤنڈ سالانہ کی آمدنی کا انتظام کرایا اور اس سلسلے میں امرا کے بعض حقوق ان کے حوالے کر دیے ۔ جو اسقف اپنے حلقوں اور دارالامراء کی ممبری سے محروم ہو گئے تھے ، انھیں بحال کر دیا ۔ یکم جنوری ۱۶۳۷ء سے ۲۴ جون ۱۶۶۰ء تک جو سیاسی جرم ہو چکے تھے ان کے لیے برأت کا قانون بنا دیا ۔ طویل پارلیمنٹ۲ کے بنائے ہوئے جن قوانین کی چارلس اول تصدیق کر چکا تھا ، اعلان کر دیا گیا کہ وہ سب جاری رہیں گے ۔ پانچ ہزار آدمیوں کے سوا ساری فوج توڑ دی گئی ۔ کرامویل نے آئرلینڈ کا جو فیصلہ کر دیا تھا ، اس کی تصدیق کر دی ۔

ان کے علاوہ بھی بعض قوانین منظور کیے گئے ، مثلاً کیسانے

۱- Edward Hyde - Earl of Clarendon -

۲- Long Parliament -

انگلستان کی طرف سے جو حلف دیا جاتا تھا ، وہ تمام میجسٹریٹوں کے لیے ضروری قرار پایا - بادشاہ کے خلاف ھتھیار اٹھانے کو ناجائز بتایا گیا - تمام پادریوں اور ان کے ماتحتوں کے لیے ضروری ہو گیا کہ عام کتاب عبادات کی پیروی کریں - جو لوگ اس کتاب سے اتفاق نہ کریں وہ پرائیویٹ عمارتوں کے سوا کسی جگہ پانچ آدمیوں سے زیادہ تعداد میں جمع نہ ہو سکیں - ایک اور قانون بنایا گیا - اس کا منشا یہ تھا کہ جو لوگ مسلمہ کتاب عبادات سے اتفاق نہ کریں وہ حلف اٹھالیں کہ اس کی مخالفت نہ کریں گے ، نیز قسم کھائیں کہ کلیسا یا سلطنت کو بدلنے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھائیں گے - اس قانون کے رو سے ان تمام آدمیوں کو ایسے قصبوں سے پانچ میل کے اندر آنے کی ممانعت کر دی گئی جو اس قانون کو منظور کر چکے ہوں یا جہاں وہ لوگ پہلے مذھبی پیشوائی کے منصب پر فائز رہے ہوں -

بادشاہ اور پارلیمنٹ چارلس نے اپنے عہد حکومت میں کم و بیش پانچ مرتبہ پارلیمنٹ قائم کی اور وہ توڑی جاتی رھی ، لیکن عوامی نمایندوں کو جو اھمیت حاصل ہو گئی تھی اس میں کمی نہ آئی اور بادشاہ کو دب کر ھی گزارا کرنا پڑا - پارلیمنٹ کے ممبر عموماً دو حصوں میں بٹے رہے : ایک وہ حصہ جو بادشاہ کا طرفدار تھا ، دوسرا وہ حصہ جو بادشاہ کے مقابلے میں عوام کی حمایت پر زور دیتا تھا - یہی دو گروہ تھے جو آگے چل کر وھگ١ اور ٹوری٢ کے نام سے موسوم

١- Whig -

٢- Tory - جیسا کہ کتاب میں واضح کیا جا چکا ھے ابتدا میں ان جماعتوں سے آزاد خیال اور قدامت پسند مقصود نہ تھے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ٣١٧

ہوئے ۔ ٹوری اس درباری فریق کا نام تھا جو بادشاہ کے حقوق خاص کا حامی تھا ۔ وھگ پارلیمنٹ کے اختیارات کی حمایت میں سرگرمی دکھاتے تھے ۔ پہلا گروہ ان شمشیر زنوں کا جانشین تھا جو چارلس اول کے لیے لڑتے رہے تھے ، دوسرا گروہ طویل پارلیمنٹ کے کثیرالتعداد گروہ کا جانشین تھا لیکن اس وقت تک اس میں نہ خاص جمہوری روح پیدا ہوئی تھی اور نہ اسے آزاد خیال کہا جاتا تھا۔ یہ دونوں اصطلاحات ابتدا میں طعن کے طور پر اختیار کی گئیں۔ ایک کا تعلق سکاٹ لینڈ سے تھا اور دوسری کا آئرلینڈ۱ سے ۔

متفرق واقعات باقی واقعات کی سرسری کیفیت یہ ہے ۔

۱۔ چارلس ثانی نے ۲۰ مئی ۱۶۶۲ء کو جان چہارم شاہ پرتگال کی بیٹی سے شادی کی ۔

۲۔ ڈنکرک کو چار لاکھ پاؤنڈ کے عوض میں فرانس کے

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۳۱۶

اگرچہ آگے چل کر ان کے یہی معنی لیے جانے لگے ۔ یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ ٹوری سترھویں صدی میں ان لوگوں کو طعنے کے طور پر کہا جاتا تھا جو چارلس کی جانشینی سے اس کے بھائی جیمز ثانی کو خارج نہ کرتے تھے اور وھگ جیمز کو خارج کرنے پر زور دیتے تھے ۔

۱۔ ٹوری سترھویں صدی میں آئر لینڈ کے اس شخص کو کہا جاتا تھا جو املاک سے محروم ہو جاتا ، ڈاکو بن جاتا اور انگریز آباد کاروں یا سپاہیوں کو مارنے اور ان کا مال و متاع لوٹنے پر گزر اوقات کرتا ۔ وھگ سکاٹ لینڈ میں اس شخص کو کہا جاتا تھا جو پریسبیٹرین کلیسا سے وابستگی اختیار کر لیتا ۔

ہاتھ فروخت کر دیا -

۳- ۱۶۶۵ء میں ہالینڈ سے جنگ شروع ہو گئی انگریزی بیڑے نے ہالینڈ کے بیڑے کو شکست دی - ۲۱ جولائی ۱۶۶۷ء کو صلح ہو گئی - لڑائی کا اصل سبب جہاز رانی کا قانون تھا - اس میں ترمیم کر لی گئی اور کہہ دیا گیا کہ ولندیزی جہاز اور کشتیاں دریائے رھائن میں سے سال انگلستان پہنچا سکتی ھیں - ۱۶۷۲ء میں دوبارہ جنگ چھڑی - اس میں بھی ہالینڈ نے شکست کھائی -

۴- اپریل ۱۶۶۵ء میں لندن کے اندر نہایت خوفناک پلیگ پھوٹ پڑی ، جس میں بے شمار موتیں ہوئیں -

۵- ستمبر ۱۶۶۶ء میں آگ لگ گئی ، جس میں شہر کا ساڑھے چار سو ایکڑ رقبہ بالکل جل کر راکھ بن گیا - انہیں میں سینٹ پال کا گرجا بھی تھا جسے مشہور انگریز فن کار رین ۱ نے از سرنو تعمیر کیا -

۶- لوئی چہاردھم شاہ فرانس کی قوت بڑھ رہی تھی اس کے خلاف انگلستان ، ہالینڈ اور سویڈن نے ضرورت کے وقت متفقہ کاروائی کا معاہدہ کرلیا - (۱۳ جنوری ۱۶۶۸ء) لوئی نے کمال یہ کیا کہ ۱۶۷۰ء میں خفیہ خفیہ چارلس سے ایک اور معاہدہ کر لیا - چارلس کو روپے کی ضرورت ہر وقت رھتی تھی - لوئی نے کہہ دیا کہ ہر سال دو لاکھ پاؤنڈ کی رقم چارلس کو ملتی رہے گی اور اگر کوئی بغاوت ہوئی تو چھ ہزار فوج مدد کے

۱- Christopher Wren -

لیے بھیج دوں گا ۔ چارلس نے اقرار کر لیا کہ میں اور میرا بھائی جب مناسب موقع دیکھیں گے کلیسائے رومہ سے وابستگی کا اعلان کر دیں گے۔ نیز ھسپانیہ اور ھالینڈ کے خلاف جنگوں میں لوئی کو مدد دی جائے گی ۔

۷- ۴ نومبر ۱۶۷۷ء کو بادشاہ کے بھائی جیمز کی بڑی لڑکی میری کی شادی ولیم اورینج۱ سے ھوئی جو آگے چل کر انگلستان میں ولیم سوم کے لقب سے بادشاہ بنا ۔

بغاوتیں اور سازشیں چارلس کے عہد میں سازشیں بھی ہوئیں۔ ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر وہ سازش ھے جو پاپائی سازش۲ کے نام سے مشہور ھے ۔ ٹائٹس اوٹس۳ نام ایک شخص تھا ، جس نے یہ کہنا شروع کیا کہ کیتھولکوں نے چارلس کو قتل کر کے انگلستان میں رومن کیتھولک مذھب قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ھے ۔ اس پر عام سراسیمگی پیدا ھو گئی اور کیتھولکوں کے خلاف خفگی کا عام جذبہ پھیل گیا ۔ چنانچہ پانچ بڑے بڑے کیتھولک امیر گرفتار ھو گئے اور انھیں لندن کے قلعے میں پہنچا دیا گیا ۔ جیمز ڈیوک آف یارک کی بیوی کے خاص پادری پر مقدمہ چلا ۔ وہ مجرم قرار پایا اور اسے موت کی سزا دی گئی ۔ ایک قانون منظور ھوا ، جس کے مطابق رومن کیتھولکوں کو پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی ممانعت ھو گئی ۔ (یہ قانون ۱۸۲۹ء میں منسوخ ھوا) ۔

۱- William of Orange ۔

۲- Popish Plot ۔ مراد وہ سازش ھے جس کا مقصد پاپائی اقتدار کی بحالی تھا ۔

۳- Titus Oates ۔

۱۶۷۹ء میں سکاٹ لینڈ کے فرقے نے جو متعہدین۱ کے نام سے مشہور ہے ، بغاوت کر دی مگر شکست کھائی ۔

جون ۱۶۸۳ء میں ملک کے ممتاز لیڈروں نے ایک جمعیت کا انتظام کیا ، جو چارلس کی پالیسی کے خلاف تھی ۔ ان لوگوں کو اندیشہ تھا کہ سٹوارٹ خاندان کے ابتدائی بادشاھوں کی طرح چارلس بھی آھستہ آھستہ اپنا اقتدار بڑھانے کی کوششیں کر رھا ہے ۔ آٹھ بڑے بڑے امیر اس جمعیت میں شامل تھے ۔ عین اسی موقع پر بعض آدمیوں نے بادشاہ کو قتل کرنے کے لیے ایک سازش تیار کی ، جو رائی ھاؤس۲ کی سازش کہلاتی ہے ۔ دونوں سازشوں کا بہ یک وقت انکشاف ھوا ۔ امیروں میں سے ایک نے خود کشی کر لی ، دو کو موت کی سزا دی گئی ، بعض کو معاف کر دیا گیا ۔ اوٹس کو ، جس نے پاپائی سازش کا افسانہ تراشا تھا ، جھوٹا قرار دے کر جرمانہ کیا گیا ۔

جیمز ثانی

چارلس نے ٦ فروری ۱۶۸۵ء کو وفات پائی۔ چونکہ اس کے کوئی جائز نرینہ اولاد نہ تھی ، لہذا اس کا بھائی جیمز ثانی کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ وہ رومن کیتھولک مذھب کا پابند تھا اور اس نے تخت نشین ھوتے ھی یہ کوشش شروع کر دی کہ اپنے ھم مذھبوں کے لیے آزادئ عبادت کا بندوبست کرے ۔ اس کا نتیجہ یہ ھوا کہ وھگ اور ٹوری دونوں

۱- Covenanters ۔ یہ سکاٹ لینڈ کا ایک مذھبی فرقہ تھا جس کی بنیاد ۱۶۳۸ء میں رکھی گئی ۔ یہ لوگ ایک خاص عہد کرتے تھے جس کی وجہ سے متعہد مشہور ھوئے ۔

۲- Rye House Plot ۔ جس مکان میں بادشاہ کے قتل کی سازش ھوئی تھی یہ اس کا نام تھا ۔

انگریزی کلیسا کی حفاظت کے لیے متحد ہو گئے ، لیکن واضح رہے
کہ ٹوریوں کو صرف کلیسا کی حفاظت سے تعلق تھا ، پارلیمنٹ کی
برتری برقرار رکھنے سے کوئی سروکار نہ تھا ۔

جیسا کہ اندیشہ تھا جیمز نے اپنے مذھبی تعصب کا اظہار
شروع کر دیا ۔ ڈیوک آف مان متھ۱ ، جو چارلس کا بیٹا سمجھا جاتا
تھا، سکاٹ لینڈ پہنچا۔ ڈیوک آف آرگائل اس کے ساتھ تھا۔ انھوں نے
جیمز کے خلاف بغاوت بپا کرنے کی کوشش کی اور جنگ سیج مور۲
(٦ جولائی ١٦٨٥ء) میں شکست کھائی ۔ مان متھ گرفتار ھوا اور
اسے موت کی سزا دی گئی ۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمی جیفریز۳ کو
جج مقرر کر دیا تاکہ بغاوت میں حصہ لینے والوں کے مقدمات کا
فیصلہ کرے ۔ اس نے سیکڑوں کو موت کی سزا دے دی ۔ اس وجہ
سے اس کی عدالت خونی عدالت۴ کے نام سے مشہور ھوئی ۔

جیمز نے ایک قدم یہ اٹھایا کہ انگلستان و سکاٹ لینڈ میں
تمام باشندوں کے لیے عام مذھبی آزادی کا اعلان کر دیا ۔ پھر حکم
دیا کہ یہ اعلان تمام گرجاؤں میں باقاعدہ پڑھا جائے ۔ کینٹربری
کے اسقف اعظم۵ اور چھ دوسرے اسقفوں نے بادشاہ سے درخواست
کی کہ اس اعلان کے پڑھے جانے پر اصرار نہ کیا جائے ۔ ان کے
خلاف مقدمہ چلایا گیا ، لیکن وہ بری ھو گئے ۔ ان حالات کا نتیجہ
یہ نکلا کہ سات ممتاز آدمیوں نے جیمز کے داماد ولیم اورینج کے
پاس درخواست بھیج دی ، وہ انگلستان کو کیتھولکوں کے ظلم
سے نجات دلائے ۔ یہ درخواست جیمز کی بادشاھی کے خلاف ایک

۱- Monmouth -   ۲- Sedgemoor -
۳- Jeffreys -   ۴- The Bloody Assizes -
۵- Arch Bishop -

فیصلہ کن اقدام کا وسیلہ بن گئی ۔

۱۰ جون ۱٦٨٧ء کو جیمز کے بیٹا پیدا ہوا ۔ اس کی وجہ سے لوگوں کی تشویش بڑھ گئی کہ معاملہ صرف جیمز کا نہیں ، بلکہ جو پالیسی جیمز اب اختیار کر رہا ہے، اسے اس کا بیٹا بھی جاری رکھے گا۔ اس وجہ سے جو درباری لوگ جیمز کے وفادار تھے ، وہ بھی بڑی تعداد میں اس سے الگ ہو گئے ۔

ولیم کی پالیسی

ولیم نے ۳۰ ستمبر ۱٦٨٧ء کو اعلان کر دیا کہ میں اہل انگلستان کی دعوت قبول کرتا ہوں ۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ انگلستان کو اس کشمکش میں لوئی چہاردھم کے خلاف لے آئے جو آگسبرگ میں مذھبی آزادی کے فیصلے کے بعد شروع ہو چکی تھی ۔ چنانچہ اس کی کامیابی نے چارلس دوم اور جیمز دوم کی پالیسی منقلب کر دی ۔ ان دونوں کا جھکاؤ فرانس کی طرف تھا ۔ ولیم کی وجہ سے انگلستان اس مسلک پر قائم ہو گیا ، جسے بعد میں مسلمہ مسلک قرار دیا جاتا رہا ، یعنی براعظم کی ہر اس طاقت کی مخالفت جو غیر معمولی قوت کی مالک بن جاتی۔ خصوصاً اس طاقت کی مخالفت جس سے ھالینڈ، بلجیم وغیرہ کو خطرہ ہوتا ۔

ولیم کا اعلان دیکھتے ھی جیمز پر ھراس طاری ہو گیا ۔ اس نے اپنی غلطی کی تلافی کرنی چاھی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکل سکا ۔ ولیم چودہ ہزار فوج کے ساتھ نکلا اور ۵ نومبر کو انگلستان کے ساحل پر لنگر انداز ہوا ۔ ذی اثر امراء میں سے گریفٹن۱ اور چرچل۲ (جو آگے چل کر ڈیوک آف مارلبرو بنا) نے ولیم کا ساتھ

۱- Grafton -

۲- Churchill Duke of Marlborough -

دیا ۔ جگہ جگہ ھنگامے بپا ھوے جیمز نے ولیم سے معاملہ طے کر لینا چاھا ۔ ملکہ کو بیٹے کے ساتھ فرانس بھیج دیا ۔ آخرکار خود بھی شاھی مہر دریاے ٹیمز میں پھینک کر انگلستان سے بھاگ گیا (۱۱ دسمبر ۱۶۸۸ء) ۔ امراء نے لندن میں عارضی حکومت قائم کر دی ، یہاں تک کہ ولیم ۱۹ دسمبر کو لندن پہنچ گیا ۔

دستور ساز پارلیمنٹ

۲۲ جنوری ۱۶۸۹ء کو امراء کے مشورے سے دستور ساز پارلیمنٹ بلائی گئی ۔ ۲۸ جنوری کو دارالعوام نے اعلان کر دیا کہ جیمز دوم نے وہ ابتدائی معاھدہ توڑ دیا جو بادشاہ اور عوام کے درمیان تھا اور اس طرح دستور کی خلاف ورزی کی ۔ یہ سب کچھ کیتھولکوں اور دوسرے شریر آدمیوں کے مشورے کے مطابق کیا ۔ اس نے بنیادی قوانین کی بے حرمتی کی ۔ چونکہ وہ سلطنت سے نکل گیا ہے اس لیے سمجھنا چاھیے کہ وہ حکومت سے دست بردار ہو گیا ہے اور اب تخت خالی ہے ۔ تجربے سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اس پراٹسٹنٹ سلطنت کی بہبود اور حفاظت کو ایک کیتھولک بادشاہ کے حوالے کر دینا ھرگز مناسب نہیں ۔

اس کے ساتھ تاج و تخت میری کے حوالے کیا گیا اور ولیم کو اس کا نائب مانا گیا ۔ ولیم اور میری نے یہ پیش کش قبول نہ کی تو فیصلہ ھوا کہ وہ دونوں مشترکہ طور پر بادشاہ اور ملکہ ھوں گے ۔

بنیادی حقوق کا اعلان

۱۳ فروری کو عوام کے حقیقی ، قدیم اور غیر مشتبہ حقوق کا اعلان ھوا ، جن کی کیفیت ذیل میں درج ہے :

۱۔ پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر قانون بنانا یا معطل کرنا ناجائز ہے ۔

۲- جس اختیار کے بغیر کام چل سکتا ہو اس کا استعمال ناجائز ہے ۔

۳- کلیسائی کمیشن کی عدالت اور ایسی تمام دوسری عدالتیں ناجائز ہیں ۔

۴- پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر کوئی ٹیکس لگانا ناجائز ہے ۔

۵- جو شخص چاہے وہ بادشاہ کے پاس درخواست دے سکتا ہے ۔

۶- پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر مستقل فوج رکھنا ناجائز ہے۔

۷- ہر شخص ہتھیار رکھ سکتا ہے اور انہیں ناجائز نہ سمجھنا چاہیے ۔

۸- پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب بالکل آزادانہ ہونا چاہیے ۔

۹- پارلیمنٹ میں بحث کی آزادی ہونی چاہیے ۔

۱۰- ضمانت کی ایسی رقم تجویز نہ کی جائے جو ضمانت دینے والے کی حیثیت سے بہت زیادہ ہو ۔

۱۱- مقدموں کے لیے جو جو لوگ جیوریوں میں شامل کیے جاتے ہیں ، ان کے نام تجویز کر دیے جائیں ۔ ہر مقدمے کے لیے ان میں سے جن جن کو جج چاہے مقرر کرے ۔

۱۲- کوئی شخص جب تک ملزم ہو اور اس کے خلاف از روے عدالت جرم ثابت نہ ہو جائے ، اس کی جایداد کی ضبطی ناجائز ہوگی ۔

۱۳- پارلیمنٹ کے اجلاس عموماً ہوتے رہیں گے ۔

یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ ولیم اور میری کے بعد تاج و تخت کی مالک ان کی اولاد ہوگی ۔ اگر ان کے کوئی بچہ نہ ہو تو میری کی چھوٹی بہن شہزادی این ، نیز اس کی اولاد وارث سمجھی جائے گی ۔ این کی شادی ڈنمارک کے شہزادے سے ہوئی

تھی - اگر این کے بھی کوئی بچہ نہ ہو تو پھر تاج و تخت ولیم کے اس بچے کو ملے گا جو کسی دوسری بیوی کے بطن سے پیدا ہو - ساتھ ہی ولیم اور میری کو برطانیۂ کلاں ، آئر لینڈ اور فرانس کے بادشاہ اور ملکہ قرار دے دیا گیا -

یہاں اتنا اور بتا دینا چاہیے کہ جیمز نے ایک مرتبہ تاج و تخت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی ، چنانچہ وہ آئر لینڈ میں داخل ہو گیا اور مشہور پراٹسٹنٹ شہر لنڈنڈری کا محاصرہ بھی کر لیا ، لیکن ولیم نے اسے بائن ۱ کی جنگ میں شکست دی اور وہ فرانس بھاگ گیا -

متفرق واقعات ولیم اور میری کے عہد میں جو واقعات پیش آئے ان کی اجمالی کیفیت یہ ہے :

۱- فرانس کے خلاف جنگ چھڑ گئی جس کی تفصیلات فرانس کے حالات میں بیان ہوں گی - ۲۰ ستمبر ۱۶۹۷ء کو رزوک۲ کے معاہدے پر جنگ ختم ہوئی -

۲- سکاٹ لینڈ میں بھی اس جنگ کا شاخسانہ چلا -

۳- ۱۳ فروری ۱۶۹۲ء کو گلینکو۳ کے مقام پر ایک دردناک واقعہ پیش آیا - سکاٹ لینڈ کے جو لوگ سابقہ جنگ میں شریک ہوئے تھے ، انہیں اجازت دے دی گئی تھی کہ ۳۱ ستمبر ۱۶۹۱ء تک ولیم کی اطاعت کا حلف اٹھا لیں - دو قبیلوں کے سوا سب نے حلف اٹھا لیا - یہ دو قبیلے مقررہ وقت کے بعد ٦ جنوری ۱۶۹۲ء کو حلف اٹھا چکے ، لیکن ان کے دشمنوں نے یہ بات ولیم سے مخفی رکھی اور ایک فوج بھیج کر یکایک ان غریبوں

۱- Boyne - ۲- Riswick - ۳- Glencoe -

پر حملہ کر دیا جس میں وہ بہت بے دردی سے مارے گئے۔

۴- مارلبرو کے متعلق معلوم ہو گیا کہ اس نے خفیہ خفیہ جیمز سے خط و کتابت شروع کر رکھی ہے ، لہٰذا اس کا اعزاز چھن گیا ۔

۵- ولیم ھی کے زمانے سے قومی قرضے کا آغاز ھوا ۔ چنانچہ اس نے دس لاکھ پاؤنڈ کی رقم جنوری ۱۶۹۳ء میں دس فی صد سود پر لی ۔

۶- انگلستان کے بینک کو چارٹر ملا ۔ ابتدا میں یہ تاجروں کی ایک کمپنی تھی جس نے بعض حقوق کے عوض میں حکومت کو بارہ لاکھ پاؤنڈ قرض دیا تھا ۔

۷- ۲۸ دسمبر ۱۶۹۴ء کو ملکہ میری نے وفات پائی ۔

۸- ۱۶۹۵ء میں نئے سکے ڈھالنے کا قانون منظور ھوا اور آئزک نیوٹن[۱] کو ٹکسال کا ناظم اعلیٰ بنایا گیا ۔

۹- غداری کا قانون منظور ھوا، جس کے مطابق غداری ثابت کرنے کے لیے دو شہادتیں ضروری تھیں ۔

۱۰- ولیم کے خلاف قتل کی ایک سازش کا انکشاف ھوا اور سازشیوں کو موت کی سزا دی گئی ۔

۱۱- لندن میں پہلی مرتبہ مستقل سٹاک ایکسچینج (صرافہ) قائم ھوا (۱۶۹۸ء) ۔

۱۲- ۱۲ جون ۱۷۰۱ء کو پارلیمنٹ نے فیصلہ کر دیا کہ ولیم اور این کے بعد تاج و تخت کی وارث سوفیا ھوگی جو ھینوور کی شہزادی اور جیمز اول شاہ انگلستان کی بڑی نواسی تھی ۔ یہ بھی قرار پایا کہ برطانیہ کا

۱- Isaac Newton

بادشاہ ہمیشہ پراٹسٹنٹ ہوگا اور پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر وہ ملک سے باہر نہ جا سکے گا۔ بادشاہ کے بیرونی مقبوضات کی خاطر ملک کو جنگ میں الجھایا نہ جائے گا۔ کسی غیر ملکی کو وظیفہ لینے یا فوج اور دیوانی میں کوئی عہدہ حاصل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ وزیر بادشاہوں کے حکم پر جو کچھ کریں اس کے ذمے دار سمجھے جائیں گے۔

۱۶ ستمبر ۱۷۰۱ء کو جیمز دوم فوت ہوا اور اس کے بیٹے کی بادشاہی کا اعلان کر دیا گیا۔ ۸ مارچ ۱۷۰۲ء کو ولیم نے وفات پائی۔

ملکہ این ۱۷۰۲ء تا ۱۷۱۴ء

ولیم کے بعد جیمز دوم کی دوسری بیٹی این تخت نشین ہوئی، جو ڈنمارک کے شہزادے جارج کی بیوی تھی۔ اس کے سترہ بچے پیدا ہوئے لیکن کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ ملکہ بننے کے بعد پہلے دور میں یہ اپنی سہیلی سارہ[۱] ڈچز آف مارلبرو کے زیر اثر رہی۔

اس کے عہد کا ایک عظیم الشان واقعہ وہ جنگ ہے جو ہسپانوی تخت کے لیے فرانس، انگلستان اور بعض دوسرے ملکوں کے درمیان شروع ہو گئی تھی۔ اس کے حالات فرانس کے ذکر میں پیش کیے جائیں گے۔ باقی واقعات اختصاراً ذیل میں درج ہیں:

۱- یکم مئی ۱۷۰۷ء کو انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے اتحاد کا اعلان ہوا اور متحدہ ملک کا نام برطانیہ کلاں[۲] قرار پایا۔ دونوں ملکوں کے لیے یونین جیک جھنڈا تجویز

۱- Sarah -

۲- Great Britain -

هوا جس میں سینٹ جارج اور سینٹ اینڈریو کی صلیبیں شامل کی گئیں ۔

۲۔ جیمز دوم کا بیٹا سکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہوا اور تخت کا دعوے دار بن گیا ، لیکن شکست کھا کر واپس چلا گیا۔

۳۔ ۲۸ مئی ۱۷۱۴ء کو شہزادی سوفیا کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا جارج ملکہ این کے بعد تخت برطانیہ کا وارث قرار پایا ۔ ٹوریوں کو یقین تھا کہ جارج کی تخت نشینی پر وھگ پارٹی بر سر اقتدار آ جائے گی ، لہٰذا انھوں نے جیمز کے بیٹے کے ساتھ گفت و شنید کی۔ ابھی وہ کسی فیصلے پر نہ پہنچے تھے کہ یکم اگست کو ملکہ این فوت ہو گئی ۔

جارج اوّل ۱۷۱۴ء سے ۱۷۲۷ء

فیصلے کے مطابق شہزادی سوفیا کا بیٹا جارج اول برطانیہ کا بادشاہ بن گیا ۔ یہ خاندان عام طور پر خاندان ھینوور۱ یا خاندان برنزوک۲ کہلاتا ہے ۔ ۱۹۱۷ء میں اس کی جرمن اصلیت کو بدلنے کے لیے اس کا نام خاندان ونڈ سر رکھا گیا ۔ ۱۸ ستمبر ۱۷۱۴ء کو جارج برطانیہ پہنچا ۔ ملک میں

۱۔ Hanover ۔ جیمز اول شاہ انگلستان کی ایک بیٹی ایلزبتھ تھی جو پلیٹی نیٹ کے رئیس سے بیاھی گئی تھی ۔ اس کا نواسا جارج اول تھا ، جو اپنے باپ آرنسٹ آگسٹس کے وارث کی حیثیت میں ھینوور کا رئیس تھا ، لہٰذا خاندان اسی نام سے مشہور ہوا ۔

۲۔ Brunswick ۔ یہ خاندان ھینوور کا دوسرا نام تھا ۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ، ۱۹۱۷ء میں اس خاندان نے ونڈ سر کا نام اختیار کرلیا ۔

دو پارٹیاں بن چکی تھیں : ایک وھگ اور دوسرے ٹوری - جارج وھگ پارٹی کا حامی تھا اور اسی پارٹی نے وزارت بنائی -

۱۷۱۵ء میں سکاٹ لینڈ کے اندر شاہ جیمز کی اولاد کے حامیوں نے بغاوت کی اور اس کا بیٹا خود سکاٹ لینڈ پہنچ گیا ، لیکن دو لڑائیوں میں شکست کھائی اور بغاوت فرو ھو گئی - اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر پارلیمنٹ نے خود ایک قرارداد منظور کر کے اپنی میعاد سات سال کر لی اور یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ آیندہ ھر پارلیمنٹ کی پوری میعاد سات سال ھی ھوگی -

چونکہ مدعیان تخت کی سازشیں بار بار تشویش پیدا کرتی تھیں ، اس لیے ۴ جنوری ۱۷۱۷ء کو انگلستان ، فرانس اور ھالینڈ کے درمیان ایک معاھدہ ھو گیا ، جسے معاھدۂ سہ گانہ۱ کہا جاتا ھے - بعد ازاں سلطنت آسٹریا بھی اس معاھدے میں شریک ھو گئی - ۱۷۱۹ء میں ھسپانیہ نے مدعی سلطنت کی امداد میں سکاٹ لینڈ کے خلاف ایک مہم بھیجی ، جو بے نتیجہ رھی - ۲۰ نومبر ۱۷۱۹ء کو سٹاک ھالم کا معاھدہ ھوا ، جس کے مطابق سویڈن نے دو علاقے جارج (بحیثیت رئیس ھینوور) کو دس لاکھ رکس ڈالر کے معاوضے میں دے دیے - ۱۷۲۱ء میں سر رابرٹ وال پول وزیر اعظم بنا - وھی اصل میں انگلستان کا پہلا صحیح وزیر اعظم تھا - اس کے ماتحت نظام کابینہ اور نظام جماعات نے وہ شکل اختیار کی جو ۱۸۳۲ء تک جاری رھی - وال پول اکیس سال وزیر اعظم رھا - اس زمانے میں نظام حکومت مستحکم رھا - عام طور سے عقل سلیم کی بنا پر کاروبار حکومت چلتا تھا - تجارت اور صنعت و حرفت نے بڑی ترقی کی - علم و فن کے اعتبار سے بھی یورپ کا یہ بڑا ھی شاندار دور

۱- Triple Alliance - یعنی تین طاقتوں کا معاھدہ -

ہے ۔ ۳ ستمبر ۱۷۲۵ء کو انگلستان ، فرانس اور پروشیا کے درمیان معاہدہ ہوا جو معاہدۂ ہینوور کہلاتا ہے ۔

جارج دوم
۱۷۲۷ء سے ۱۷۶۰ء

جارج اول کی وفات پر اس کا بیٹا جارج دوم کے لقب سے بادشاہ بنا ۔ وہ خاصا کمزور آدمی تھا اور اپنی بیگم کے زیر اثر رہا ۔ بیگم کو وال پول پر بڑا بھروسا تھا اس لیے اس کی وزارت میں کوئی خلل پیدا نہ ہوا ۔

ہسپانیہ کے تاج و تخت کے لیے جنگ ملکہ این کے زمانے میں ہو چکی تھی، جس کے حالات فرانس کے سلسلے میں بیان ہوں گے۔ آسٹریا کے تاج و تخت کے لیے جنگ جارج دوم کے زمانے میں ہوئی ، جس میں انگلستان نے آسٹریا کا ساتھ دیا ۔ اس کے حالات ہیپس برگ خاندان کے سلسلے میں پیش کیے جائیں گے ۔

۱۷۴۵ء میں جیمز دوم کا پوتا چارلس ایڈورڈ تخت کے دعوے دار کی حیثیت میں سکاٹ لینڈ پہنچا اور اس نے اپنے باپ کو سکاٹ لینڈ اور انگلستان کا بادشاہ قرار دیا ۔ اس کے حامی ایڈنبرا میں جمع ہو گئے۔ پہلی لڑائی میں اس نے فتح پائی اور شہزادے نے انگلستان کا رخ کر لیا ۔ دو اور لڑائیوں میں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی لیکن سکاٹ لینڈ سے باہر نکلتے ہی کیولا ڈن۱ کے مقام پر شکست فاش کھائی (۱۶ اپریل ۱۷۴۶ء) چنانچہ چارلس ایڈورڈ میدان چھوڑ کر بھاگا اور فرانس پہنچ گیا۔ یہ سٹوارٹ خاندان کی آخری کوشش تھی ۔

۱۷۵۳ء میں برطانیہ کے مشہور کتب خانے برٹش میوزیم کی بنیاد پڑی ۔ اس کے لیے کتابوں کا ابتدائی ذخیرہ وہ خریدا گیا جو سر ہینس سلون۲ نے جمع کیا تھا ۔

۱- Culloden -   ۲- Hans Sloane -

ہفت سالہ جنگ

۱۷۵۵ء میں انگلستان اور فرانس کے درمیان بری اور بحری جنگ شروع ہوگئی، جو ۱۷۶۳ء تک جاری رہی۔ اس کا آغاز شمالی امریکہ میں سرحدی جھگڑوں سے ہوا تھا۔ یہ امریکہ میں بھی جاری رہی اور ہندوستان میں بھی۔ ۱۳ ستمبر ۱۷۵۹ء کو کوبیک کی لڑائی ہوئی جس میں انگریزوں نے فتح پائی، البتہ ان کا جرنیل مارا گیا۔ اسی سال ۲۰ نومبر کو فرانسیسیوں نے ایک بحری شکست کھائی۔ ہسپانیہ بھی فرانس کا حامی بن گیا تھا، اس وجہ سے ۱۷۶۲ء میں اس کے خلاف بھی اعلان جنگ کر دیا گیا۔ آخر ۱۰ فروری ۱۷۶۳ء کو معاہدۂ پیرس کے مطابق لڑائی ختم ہو گئی۔ اس معاہدہ کے مطابق فرانس نے شمالی امریکہ میں کینیڈا اور بعض دوسرے علاقے اور جزیرے برطانیہ کے حوالے کر دیے۔ افریقہ میں سینی گال انگریزوں کو دے دیا گیا اور اس کے معاوضے میں افریقہ کا ایک اور علاقہ فرانس نے لے لیا۔ ہندوستان میں پانڈی چری اور چندر نگر فرانس کو مل گئے۔ ہسپانیہ نے فلاریڈا برطانیہ کو دے دیا اور برطانیہ کیوبا میں اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو گیا۔ اس طرح برطانیہ کی قوت اور پھیلاؤ بہت اونچے درجہ پر پہنچ گئے۔ شمالی امریکہ میں جو نو آبادیاں قائم ہوئی تھیں انہوں نے آہستہ آہستہ خود مختار علاقوں کی حیثیت اختیار کر لی۔

جارج سوم
۱۷۶۰ سے ۱۸۲۰

جارج دوم ۱۷۶۰ء میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا فریڈرک لوئیس نو سال پہلے مر چکا تھا، لہذا اس کا پوتا جارج سوم کے لقب سے بادشاہ بنا۔

سر رابرٹ وال پول کے بعد مختلف لوگ وزیر اعظم بنے۔ بعض اوقات مختلف پارٹیاں مل کر وزارت بناتی رہیں۔ اس زمانے میں جس

انگریز مدبر نے شہرت عام حاصل کی وہ ولیم پٹ کلاں۱ تھا ، جسے ارل آف چیتھم۲ کا خطاب ملا - پھر جارج سوم ھی کے عہد میں چیتھم کے بیٹے ولیم پٹ ، ایڈمنڈ برک۳ ، جیمز فاکس۴ اور رچرڈ شیریڈن۵ نے اپنے تدبر ، خطبوں اور پر جوش تقریروں کے ذریعے سے بڑی شہرت حاصل کی -

مختلف لڑائیاں جارج سوم کے عہد میں انگلستان کو بڑی زبردست لڑائیاں لڑنی پڑیں - ان کی سرسری کیفیت یہ ھے :

۱- ریاست ھاے امریکہ کی جنگ آزادی (۱۷۷۵ء—۱۷۸۳ء)
اس جنگ کی تفصیلات امریکہ کے حالات میں بیان ہوں گی - یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ھے کہ انگلستان نے امریکی ریاستوں کی آزادی تسلیم کر لی - یہاں سے ریاست ھاے متحدہ امریکہ کی بنیاد پڑی جو آج دنیا

۱- William Pitt The Elder - یہ لفظ امتیاز کے لیے استعمال ہوتا ھے - چونکہ باپ بیٹے کا نام ایک تھا ، اس لیے ایک کو کلاں اور دوسرے کو خورد (Younger) کہتے ھیں -

۲- Earl of Chatham - یہ لقب باپ کا تھا نہ کہ بیٹے کا -

۳- Edmund Burke - (۱۷۲۹ء-۱۷۹۷ء) یہ انگلستان کا سب سے بڑا خطیب مانا جاتا ھے - وارن ھیسٹنگز کے خلاف اس نے جس شان کے ساتھ الزامات عائد کیے وہ انگلستان کی تاریخ آزادی کا ایک اہم باب ھے -

۴- James Fox (۱۷۴۸ء—۱۸۰۶ء) -

۵- Richard Sheridan (۱۷۵۱ء—۱۸۱۶ء) -

کی ایک بہت بڑی طاقت ہے ۔

۲- فرانس کے ساتھ لڑائیاں : انقلاب کے بعد فرانس میں جو جمہوری حکومت بن گئی تھی اس نے یکم فروری ۱۷۹۳ء کو برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ۔ اس وقت سے ۱۸۰۱ء تک رزم و پیکار کا سلسلہ جاری رہا ۔ دو سال صلح رہی ، پھر لڑائیاں شروع ہو گئیں جو مستقل طور پر واٹرلو کی لڑائی (۱۸۱۵ء) تک ختم نہ ہوئیں ۔ تفصیلات فرانس کے سلسلے میں بیان ہوں گی ۔

۳- آئر لینڈ میں ایک تحریک ۱۷۹۱ء میں جاری ہوئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ آئر لینڈ کو انگلستان سے قطعی طور پر الگ کر لیا جائے ۔ ۱۷۹۸ء میں آئر لینڈ کے اندر بغاوت پھوٹی ۔ فرانسیسیوں نے بھی باغیوں کو مدد دی ، جس طرح کہ وہ پہلے کئی مرتبہ مدد دے چکے تھے ، لیکن ۲۱ جون ۱۷۹۸ء کو باغی شکست کھا گئے اور بغاوت فرو ہو گئی ۔ یکم جنوری ۱۸۰۱ء کو آئر لینڈ اور برطانیہ کے اتحاد کا اعلان ہوا ۔ آئرلینڈ ، سکاٹ لینڈ اور انگلستان کا نام سلطنت متحدہ[1] قرار پایا ۔ یہ فیصلہ ہو گیا کہ تینوں ملکوں کی ایک پارلیمنٹ ہوگی جس میں آئرلینڈ کے نمایندے بھی شریک ہوا کریں گے ۔ ان میں سے اٹھائیس دارالامرا کے ممبر ہوں گے اور ایک سو دارالعوام کے ۔ دونوں ملکوں کے کلیساؤں کو بھی متحد کر دیا گیا ۔ ولیم پٹ کی رائے تھی کہ کیتھولکوں کو کچھ

۱- United Kingdom -

رعائتیں دے دی جائیں۔ یہ اس لیے ممکن نہ ہوئیں کہ بادشاہ نے تاج پوشی کے وقت جو حلف اٹھایا تھا ، اس میں ایسی رعایتوں کے لیے کوئی گنجایش نہ تھی۔

ولیم پٹ ۱۸۰۷ء میں غلامی تمام برطانوی علاقوں میں ختم کر دی گئی۔ چیتھم کا بیٹا ولیم پٹ پہلی مرتبہ ۱۷۸۳ء میں وزیر اعظم بنا تھا۔ حکومت ھند کی اصلاح کے لیے اس نے ایک قانون ۱۲ اگست ۱۷۸۴ء کو منظور کرایا ، جو پٹ کے انڈیا بل کے نام سے مشہور ہے۔ آئرلینڈ کے کیتھولکوں کو رعایتیں دلانے کے مسئلے پر پٹ نے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۸۰۴ء میں وہ پھر وزیر اعظم بنا ، لیکن آوسٹرلٹز۱ کی جنگ میں نپولین کی شاندار فتح کی خبر سن کر اسے ایسا صدمہ ہوا کہ سخت بیمار ہو گیا اور ۲۳ جنوری ۱۸۰۶ء کو وفات پائی۔

۱- Austerlitz -

فرانس

لوئی چہار دہم
سنہ ۱۶۴۳ – ۱۷۱۵

یہ فرانس کا نہایت مشہور بادشاہ ہے ۔ تخت نشینی کے وقت صرف پانچ سال کی عمر تھی۔ اس کی ماں نائب السلطنت بنی رہی اور حکومت کا کاروبار کارڈینل میزے رن۱ چلاتا رہا جو کارڈینل رشی لیو۲ کے بعد فرانس کا مشہور مدبر تھا ۔

سی سالہ جنگ کے سلسلے میں ہسپانیہ سے فرانس کی کشمکش شروع ہو گئی تھی ۔ اس وجہ سے انگلستان نے فرانس سے معاہدہ کر لیا تھا اور کراموبل نے فرانس کی امداد کے لیے آٹھ ہزار فوج بھی بھیج دی تھی ۔ ۱۶۵۹ء میں پرینیز کا معاہدہ ہوا ، جس کے مطابق فرانس کو کچھ علاقے اور قصبے مل گئے ۔ لوئی چہار دہم کی شادی ہسپانیہ کے بادشاہ فلپ چہارم کی بڑی بیٹی میریا تھیریسا۳ سے ہوئی ۔ میریا نے شادی کے وقت اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے ہسپانیہ کے تاج و تخت پر تمام حقوق چھوڑ دیے اور ان حقوق کے عوض میں پانچ لاکھ کراؤن کا جہیز لے لیا ۔

۱- Cardinal Mazarin - ۲- Richelieu -
۳- Maria Theresa -

لوئی کی پہلی جنگ

۱۶۶۱ء میں میزے رن کا انتقال ہوا ۔ اس وقت سے لوئی چہاردھم نے خود مختارانہ حیثیت اختیار کی ، لیکن عملی اعتبار سے اس کے اختیارات محدود تھے، اس لیے کہ فرانس میں جو دفتری نظام جاری تھا ، اس نے خاص حیثیت اختیار کر لی تھی اور لوگ اکثر ایک خاص ٹیکس دے کر عہدے لیتے تھے ۔ بادشاھی پر تین قانونی پابندیاں عائد تھیں : اول یہ کہ بادشاہ کیتھولک ھو ۔ دوم یہ کہ کوئی عورت تخت پر نہ بیٹھ سکے ۱۔ سوم یہ کہ بادشاہ اپنی جاگیرات میں سے کوئی حصہ چھوٹے بیٹوں یا کسی امیر کو مستقل طور پر نہ دے سکتا تھا ۔ کولبرٹ۲ کو مالیات کا ناظم بنا دیا گیا اور وہ ۱۶۶۲ء سے ۱۶۸۳ء تک اس عہدے پر مامور رھا ۔ اس نے کچھ مالی اصلاحات بھی کیں ، ایک جنگی بیڑا بھی بنایا گیا ۔

لوئی نے سب سے پہلے ۱۶۶۷ء میں ھسپانوی نیدرلینڈ کے خلاف جنگ کی ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب اس کے خسر فلپ چہارم کا انتقال ھوا ، تو اس نے (لوئی نے) دعویٰ کر دیا کہ متوفی کی جایداد کے مالک متوفی کی پہلی شادی کے بچے ھیں ، یعنی اس سلسلے میں پہلی شادی کی اولاد کا حق دوسری شادی کی اولاد پر فائق ھے ۔ پہلی شادی کی بیٹی خود لوئی کی بیوی تھی ، جس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ھے کہ وہ پانچ لاکھ کراؤن کا جہیز لے کر تاج و تخت کے دعوے سے دست بردار ھو گئی تھی ۔ لوئی کہتا تھ دست برداری اس وجہ سے کالعدم ھو گئی کہ پانچ لاکھ کراؤز

۱۔ یہ قاعدہ قانون سیلک (Salic Law) پر مبنی تھا ، یعنی سیلک قبیلے میں عورت کو حکمرانی کا اختیار حاصل نہ تھا ۔

۲۔ Colbert ۔

کا جہیز کبھی دیا ھی نہیں گیا ۔

به هر حال فرانس کے جرنیل نے کچھ علاقے فتح کر لیے ۔ اس اثناء میں انگلستان ، ھالینڈ اور سویڈن نے فرانس کے خلاف اتحاد کر لیا۔ ۲ مئی ۱۶۶۸ء کو معاهدۂ صلح هو گیا، جس کے مطابق لوئی نے ایک مشہور قلعه هسپانیه کے حوالے کر دیا اور اس کے بدلے میں باره مستحکم قصبے هسپانوی نیدر لینڈز میں لے لیے ۔ باقی رها وراثت کا مسئله تو اس کا کوئی فیصله نه هوا ، بلکه اسے ملتوی کر دیا گیا ۔

دوسری جنگ سنه ۱۶۷۲ سے ۱۶۷۸

لوئی کو ھالینڈ کے خلاف غصه تو تھا ھی ، اس میں اس وجه سے اضافه هو گیا که فرانس کے جو سیاسی مصنف اور محرر اپنے ملک میں ره کر آزادانه تحریریں نه چھاپ سکتے تھے ، وه ھالینڈ چلے جاتے اور وهاں کی حکومت کی پناه میں بیٹھ کر جو چاهتے لکھتے ۔ لوئی چاهتا تھا که کسی طرح ھالینڈ کو یا تو ختم کر دے یا ایسی سزا دے که پھر اس قسم کی حرکت اس سے سرزد نه هو ۔ چنانچه اس نے چارلس دوم شاه انگلستان سے خفیه معاهده کرکے (معاهده ڈوور) ، سویڈن ، ھالینڈ اور انگلستان کے معاهدے میں رخنه ڈال دیا تھا ۔ ۱۶۷۲ء میں سویڈن سے بھی الگ معاهده کر لیا اور جرمنوں کو بھی ساتھ ملا لیا ۔ چنانچه بیس هزار جرمن اس کے همراه هو کر لڑنے کے لیے تیار هو گئے ۔ ۱۶۷۲ء میں لوئی نے جنوبی ھالینڈ کو به آسانی فتح کر لیا ۔ ھالینڈ کی جمهوری پارٹی کے لیڈر مارے گئے اور ولیم اورینج کو سلطنت کا رئیس قرار دیا گیا ۔ نہروں کا پانی کھول کر ھالینڈ کو بچایا گیا ، نیز ولیم اورینج نے برینڈن برگ کے رئیس فریڈرک ولیم سے معاهده کر لیا ۔ هسپانیه بھی بعد ازاں اس اتحاد میں شامل هو گیا ۔

غرض لڑائی نشیب و فراز کے ساتھ جاری رهی - کبھی کسی فریق کا پانسا اونچا هو جاتا ، کبھی کسی کا - فرانس نے بحیرہ روم میں ولندیزی بیڑے کو بھی شکست دی - آخر ۱٦٧٨ء میں صلح کے لیے گفت و شنید شروع هو گئی - یہ صلح چونکہ متعدد ملکوں کے درمیان هوئی تھی اور معاهدے بھی متعدد تھے ، اس لیے تاریخ میں انھیں "معاهدات نم ویجن۱" کہتے هیں - ان کی کیفیت یہ ہے :

۱- فرانس اور هالینڈ کے درمیان ۱۰ اگست ۱٦٧٨ء کو معاهدہ هوا -

۲- هسپانیہ اور فرانس کے درمیان ۱٧ ستمبر ۱٦٧٨ء کو -

۳- آسٹریا، فرانس اور سویڈن کے درمیان ٦ فروری ۱٦٧۹ءکو-

۴- هالینڈ اور سویڈن کے درمیان ۱۲ اکتوبر ۱٦٧۹ء کو -

۵- فرانس اور ڈنمارک کے درمیان ۲ ستمبر ۱٦٧۹ء کو یہ معاهدہ فون تین بلو۲ میں هوا -

٦- ڈنمارک اور سویڈن کے درمیان ۲٦ ستمبر ۱٦٧۹ء کو یہ معاهدہ بہ مقام لنڈ۳ هوا -

هالینڈ کو ان معاهدات کے مطابق وہ تمام علاقے واپس مل گئے جو اس سے چھنے تھے ، لیکن یہ شرط قرار پائی کہ وہ کامل غیر جانبدار رہے - هسپانیہ اور آسٹریا نے مختلف علاقے فرانس کے حوالے کیے - لوئی نے برینڈن برگ کے رئیس کو بھی مجبور کرکے وہ تمام علاقے واپس دلا دیے جو سویڈن سے لیے گئے تھے - اس کے مقابلے میں مشرق فرانس لینڈم کا علاقہ دے دیا گیا - اس وقت لوئی کی

۱- Nim Wegen - ۲- Fontainebleau -

۳- Lund - ۴- Friesland -

عظمت نقطۂ کمال پر پہنچی ہوئی تھی ۔

۱۶۸۳ء میں پھر ہسپانوی نیدرلینڈز پر حملہ ہوا ۔ لکسمبرگ ، ٹرائر ۱ اور لورین فرانس نے سنبھال لیے۔ اس زمانے میں سلطنت ہیپس برگ بہت کمزور تھی ۔ ترکوں کے ساتھ لڑائیوں نے اس کی قوت سلب کر لی تھی ۔ ۱۶۸۴ء میں بیس سال کے لیے متارکہ ہو گیا ۔

فرمان نانٹز کی تنسیخ

۱۵۹۸ء میں هنری چہارم شاہ فرانس نے نانٹز سے ایک فرمان جاری کیا تھا۲ جس کے مطابق پراٹسٹنٹوں کو کیتھولکوں کے برابر حقوق دے دیے تھے ۔ لوئی چہاردھم نے ۱۸ اکتوبر ۱۶۸۵ء کو یہ فرمان منسوخ کر دیا اور حکم دے دیا کہ فرانس میں کوئی شخص نئے مذهب پر عمل نہ کر سکے گا ۔ تمام بچوں کو کیتھولک مذهب کے مطابق تعلیم دی جائے گی ۔ کسی شخص کو جو نئے مذهب کا حامی ہو ، ملک سے باهر نکلنے کی اجازت نہ ہوگی ۔ اس فرمان کے باوجود کم و بیش پچاس هزار خاندان فرانس چھوڑ کر بیرونی ملکوں میں جا بسے ۔ ان میں بڑے بڑے فوجی لیڈر بھی تھے ، اهل علم و فضل بھی اور مشہور صنعت کار بھی ۔ ان کے چلے جانے سے ملک کو سخت نقصان پہنچا اور انقلابی تحریک کی رفتار تیز ہو گئی ۔ جو لوگ باهر نکلے تھے ، هالینڈ ، انگلستان ، برینڈن برگ (پروشیا) شمالی امریکہ اور جنوبی افریقہ میں ان کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا ۔ السس کے پراٹسٹنٹوں کو پہلے سے

۲- Trier -

۳- Edict of Nantes - نانٹز فرانس کا ایک مقام ہے جو مغربی ساحل کے قریب واقع ہے ۔

مذہبی آزادی حاصل تھی ، انھوں نے اپنی مذہبی آزادی برقرار رکھی -

تیسری جنگ

۱۶۸۸ء میں لوئی نے تیسری جنگ شروع کی جو ۱۶۹۷ء تک قائم رہی- اسے آگس برگ کی جمعیت[1] کی جنگ بھی کہا جاتا ہے ، اس لیے کہ فرانس کے خلاف لڑنے والوں نے آگس برگ کے مقام پر آپس میں اتحاد کر لیا تھا اور اس میں شہنشاہ آسٹریا ، شاہ سویڈن ، شاہ ہسپانیہ نیز بویریا ، سیکسنی ، پلیٹی نیٹ کے رئیس اور ولیم اورینج بھی شامل تھے -

اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ پلیٹی نیٹ کے رئیس کی نرینہ اولاد باقی نہ رہی تھی - چارلس اس خاندان کا آخری فرد تھا ، جو ۱۶۸۵ء میں فوت ہوا - اس کی بہن کی شادی لوئی کے بھائی ڈیوک آف اورلیانز سے ہوئی تھی - لوئی نے اپنی بھاوجہ کی طرف سے پلیٹی نیٹ کی خاندانی جاگیرات کا دعویٰ کر دیا - اس کے علاوہ کولون کے آرچ بشپ کے متعلق بھی تنازعہ موجود تھا -

اس وقت تک فرمان نانٹز کی تنسیخ سے پراٹسٹنٹ یورپ مشتعل ہو چکا تھا ، اس لیے ان سب نے مل کر لوئی کے خلاف ایک جتھا بنا لیا - ولیم اورینج اس وقت تک انگلستان کا بادشاہ بن چکا تھا - اس کی مدد سے جتھے کی قوت بہت بڑھ گئی - جنگ چھڑی تو زیادہ تر لڑائیاں نیدرلینڈز میں ہوئیں -

فرانس نے آئرلینڈ کو بھی انگلستان کے خلاف اٹھانے کی کوشش کی - مئی ۱۶۹۲ء میں فرانسیسی بیڑے نے شکست کھائی اور بحری قوت میں فرانس کے بجائے برطانیہ نے برتری حاصل کر لی -

---

۱- The League of Augsburg -

لڑائیوں میں فتح و شکست کا سلسلہ جاری رہا - کبھی فرانس کامیاب ہوتا ، کبھی اتحادیوں کو فتح حاصل ہوتی - آخر ۳۰ دسمبر ۱۶۹۷ء کو فرانس ، انگلستان ، ہسپانیہ اور ہالینڈ کے درمیان معاهدہ ہوگیا جو معاهدہ رزوک، کہلاتا ہے - اس کے مطابق فرانس ، انگلستان اور ہالینڈ فتوحات سے دست بردار ہو گئے - ولیم ثالث کو انگلستان کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا اور شہزادی این اس کی جانشین قرار پائی۔ لوئی نے وعدہ کر لیا کہ وہ ولیم کے دشمنوں کو کوئی امداد نہ دے گا۔ یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ ہسپانوی نیدر لینڈز کے تمام بڑے بڑے قلعوں میں ولندیزی فوجیں رہیں گی - فرانس نے ہسپانیہ کے بھی وہ تمام مقامات چھوڑ دیے جو معاهدہ نم ویجن کے وقت سے سنبھال رکھے تھے - صرف بیاسی مقامات اس سے مستثنیٰ رہے - ہالینڈ نے هندوستان میں پانڈی چری کو فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا اور اس کے بدلے میں تجارتی حقوق لے لیے -

۳۰ اکتوبر کو شہنشاہ آسٹریا و جرمنی سے بھی صلح ہو گئی۔ فرانس نے السا‌س کے سوا تمام علاقے واپس کر دیے - سٹراس برگ اسے مل گیا - زوے بروکن۲ کی ریاست شاہ سویڈن کو دے دی گئی - لورین شاهنشاہ لیوپولڈ کے حوالے کر دیا گیا - دریاے رھائن میں تجارتی جہاز رانی کی عام اجازت دے دی گئی -

ہسپانیہ کے تاج و تخت کی جنگ
۱۷۰۱ء سے ۱۷۱۴ء

چارلس دوم شاہ ہسپانیہ فلپ چہارم کا بیٹا تھا - اس کے نرینہ اولاد کوئی نہ تھی ، لہذا یہ سوال پیدا ہو گیا کہ

۱- Ryswick -

۲- Duchy of Zweibrucken -

تاج و تخت ھسپانیہ کا وارث کون ھو ۔ وراثت کے دو پہلو تھے : ایک قانونی ، دوسرا سیاسی ۔ قانونی لحاظ سے وراثت کے حق دار یہ تھے : اول لوئی چہاردھم شاہ فرانس جو فلپ چہارم کی بڑی بہن کا بیٹا تھا اور اس کی شادی فلپ چہارم کی بڑی بیٹی یعنی چارلس دوم کی بڑی بہن سے ھوئی تھی ۔ دوسرا دعوے دار لیوپولڈ اول تھا ، جو ھیپس برگ خاندان کا شہنشاہ تھا ۔ وہ فلپ چہارم کی چھوٹی بہن کا بیٹا تھا اور اس کی شادی فلپ کی چھوٹی بیٹی سے ھوئی تھی۔ تیسرا دعوے دار وراثت لیوپولڈ کا نواسا جوزف فرڈیننڈ تھا ، جسے بویریا کی ریاست حاصل تھی ۔ وہ چوتھی پشت میں فلپ چہارم کا نواسہ تھا ۔ لوئی چہار دھم کی بیگم کے متعلق یہ لکھا جا چکا ھے کہ اس نے شادی کے وقت پانچ لاکھ کراؤن کے جہیز کے بدلے تخت کے دعوے سے دست برداری اختیار کر لی تھی ، لیکن لوئی نے کہہ دیا تھا کہ جہیز وصول ھی نہیں ھوا ، لہٰذا دست برداری بھی کالعدم ھو گئی ، نیز پیرس کی پارلیمنٹ نے اس دست برداری کو کالعدم قرار دے دیا تھا ۔ باقی رھا لیوپولڈ تو اس کی ماں یا اس کی بیوی نے دست برداری کا اقرار ھی نہ کیا تھا ، بلکہ اپنا حق دعویٰ بحال رکھا تھا ۔

اس معاملے کا سیاسی پہلو یہ تھا کہ یورپ میں قوتوں کا توازن بحال رھنا چاھیے اور کسی ایک ملک کو اتنی طاقت حاصل نہ ھونی چاھیے جو باقی ملکوں کے لیے مصیبت کا باعث بن جائے ۔ اس مصلحت کے پیش نظر انگلستان ، ھالینڈ یا اس قسم کے دوسرے ملک نہ اس امر پر راضی ھو سکتے تھے کہ ھسپانیہ کا تخت فرانس کو مل جائے ، نہ اس پر راضی ھو سکتے تھے کہ یہ تخت آسٹروی شہنشاھوں کے حوالے کر دیا جائے ۔ لوئی چہاردھم اور شہنشاہ لیوپولڈ بھی معاملے کے اس پہلو سے ناواقف نہ تھے ، لہٰذا

هسپانوی تخت کے دعویدار

فلپ سوم
شاہ ہسپانیہ

میریا اینا
زوجہ شہنشاہ فرڈیننڈ سوم

فلپ چہارم

اینا
جس کی شادی لوئی سیزدہم
شاہ فرانس سے ہوئی

دوسری بیوی — شہنشاہ — مارگریٹ تھیریسا
ایلی نورانیوبرگ لیوپولڈ اول

چارلس سوم

میریا تھریسا — لوئی چہاردہم

میریا انتائے نت
زوجہ عما نوئیل
رئیس بویریا

جوزف فرڈیننڈ
رئیس بویریا
وفات ۱۶۹۹ء

لوئی ولی عہد

فلپ شہزادہ آنجو
بعد ازاں فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ

شہنشاہ چارلس ششم
۱۷۱۱ء — ۱۷۴۰ء

شہنشاہ جوزف اول
۱۷۰۵ء–۱۷۱۱ء

لیوپولڈ نے اپنے لیے ھسپانیہ کے تخت کا مطالبہ نہ کیا ، بلکہ اپنے چھوٹے بیٹے چارلس کے لیے کیا ، جو ھسپانوی شہزادی کے بطن سے نہیں ، بلکہ ایک اور بیوی کے بطن سے تھا ۔ اسی طرح لوئی نے بھی اپنے لیے یا اپنے ولی عہد کے لیے نہیں ، بلکہ چھوٹے پوتے فلپ کے لیے کیا ۔

باہم سمجھوتا

۱۱ اکتوبر ۱۶۹۸ء کو دعوے داروں کے درمیان ایک سمجھوتا ہو گیا ، جس کے مطابق قرار پایا کہ چارلس دوم شاہ ھسپانیہ کی وفات پر ھسپانیہ ، انڈیز اور نیدر لینڈز شہزادہ بویریا کو ملیں ۔ نیپلز، سسلی ، ٹسکنی کی بندرگاھیں اور ایک اور صوبہ ولی عہد فرانس کے حوالے کیے جائیں ۔ میلان کی ریاست شہنشاہ لیوپولڈ کے بیٹے چارلس کو دے دی جائے ۔ اس سمجھوتے کے متعلق خود شاہ ھسپانیہ کو کوئی خبر نہ تھی ۔ اسے علم ہوا تو ظاہر ہے کہ غصہ آنا لازم تھا ، زیادہ تر اس لیے کہ سلطنت کا پارہ پارہ ہونا اسے ہرگز منظور نہ تھا ۔ لہٰذا اس نے شہزادۂ بویریا کو اپنی پوری سلطنت کا تنہا وارث بنا دیا ، جس کی عمر اس وقت سات سال کی تھی ۔ یہ فیصلہ چونکہ قوتوں کے توازن کے خلاف نہ تھا اس لیے انگلستان وغیرہ نے بھی اسے منظور کر لیا ۔

مگر سوء اتفاق سے پانچ مہینے بعد شہزادہ بویریا فوت ہو گیا ۔ اس پر پھر ساز باز اور جوڑ توڑ جاری ہو گئے ۔ ۱۳ مارچ ۱۷۰۰ء کو پھر ایک معاہدہ ہوا ۔ اس کے مطابق ھسپانیہ اور انڈیز چارلس ھیپس برگ کے حوالے کر دیے گئے ۔ نیپلز اور سسلی کے علاوہ لورین کا علاقہ ولی عہد فرانس کو دے دیا گیا ۔ لورین کے رئیس کو ریاست میلان کا ڈیوک بنا دیا گیا ۔

شاہ ھسپانیہ کا رجحان ابتداء میں آسٹریا کی طرف تھا ۔ پھر

یکایک اس نے ایک وصیت مرتب کی اور اس کے مطابق لوئی چہاردھم شاہ فرانس کے پوتے فلپ کو پوری سلطنت کا وارث بنا دیا ۔ کچھ دیر بعد شاہ ھسپانیہ کا انتقال ھو گیا ۔ اس پر لوئی چہاردھم نے اپنے معاھدے کا کوئی خیال نہ رکھا ، جس پر سارے ملکوں کو راضی کیا گیا تھا ۔ متوفی بادشاہ کی وصیت کے مطابق اپنے پوتے کی وراثت کا اعلان کر دیا اور اسے فلپ پنجم کا لقب دے کر ھسپانیہ روانہ کر دیا ۔

فرانس کے خلاف اتحاد

اس پر تمام ملکوں میں ایک سراسیمگی سی پھیل گئی ۔ انگلستان اور ھالینڈ نے شہنشاہ لیوپولڈ کا ساتھ دیا ۔ فیصلہ یہ ھوا کہ نیدر لینڈز اور اٹلی میں ھسپانیہ کے جو مقبوضات ھیں ، وہ جلد سے جلد آسٹروی شہنشاہ کے قبضے میں آ جائیں ۔ فرانس نے سیوائے اور مانچوآ کے رئیسوں ، نیز بویریا اور کولون کے شہزادوں سے اتحاد کر لیا ۔ باقی حکومتوں میں سے پروشیا نے بھی آسٹریا کا ساتھ دیا ۔ پرتگال بھی اسی جتھے میں شامل ھو گیا ۔ کچھ دیر بعد سیوائے بھی فرانس کا ساتھ چھوڑ کر مخالف جتھے کا رکن بن گیا ۔ لڑائیاں شروع ھوئیں تو دو شخصوں نے بڑی نمایاں حیثیت حاصل کی : ایک یوجین شہزادۂ سیوائے ، دوسرا جان چرچل جسے ڈیوک آف مارلبرو کا خطاب ملا ۔ اگرچہ یہ جنگ ھسپانیہ کے تاج و تخت کے لیے تھی ، لیکن میدان جنگ کی حیثیت میں ھسپانیہ قطعاً قابل توجہ نہیں ۔ زیادہ تر لڑائیاں اٹلی ، نیدر لینڈز اور جرمنی میں ھوئیں ۔

لڑائیاں

لڑائیوں کی مختصر سی کیفیت یہ ھے :

۱- ۱۷۰۱ء میں شہزادہ سیوائے نے اٹلی پر حملہ کیا اور

کامیابی حاصل کی ۔

۲- ۱۷۰۲ء میں ایک لڑائی ہوئی جو فیصلہ کن نہ تھی ۔ اس کے بعد فرانس کو چند سال تک اٹلی میں فوقیت حاصل رہی ۔

۳- بویریا کی فوج نے ٹائرول پر حملہ کیا ، مگر شکست کھائی ۔

۴- مارلبرو نے ہسپانوی نیدر لینڈز پر حملہ کیا ۔

۵- ہیپس برگ شہزادہ چارلس ہسپانیہ پہنچ گیا ۔ وہاں اس نے چارلس سوم کے لقب سے قدم جما لیے ۔

۶- ۱۷۰۴ء میں انگریزوں نے جبل طارق پر قبضہ کر لیا ۔

۷- ۱۳ اگست ۱۷۰۴ء کو یوجین اور مارلبرو نے بلینہائم۱ میں فرانسیسیوں کو فیصلہ کن شکست دی ۔

۸- ۱۷۰۶ء میں چارلس نے میڈرڈ لے لیا ، لیکن تھوڑی دیر بعد اسے چھوڑنا پڑا ۔

۹- مارلبرو نے ریمی لیز۲ میں فتح حاصل کی (۲۳ مئی ۱۷۰۶ء) اور یوجین نے تورین۳ میں فرانسیسیوں کو شکست دی (۷ ستمبر ۱۷۰۶ء) ۔

۱۰- ۱۱ جولائی ۱۷۰۸ء کو مارلبرو اور یوجین نے اودی ناردم۴ میں کامیابی حاصل کی ۔

صُلح کے لیے گفت و شنید اتحادیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ہسپانوی سلطنت ہیپس برگ شہزادے کو دے دی جائے ۔ نیدرلینڈز کی سرحد پر جو قلعے ہیں وہ ہالینڈ

۱- Blenheim ۔ ۲- Ramillies ۔

۳- Turin ۔ ۴- Oudenarde ۔

کے حوالے کر دیے جائیں ۔ انگلستان کی ملکہ این کو جائز وارث مان لیا جائے ۔ نیز تسلیم کر لیا جائے کہ انگلستان کا بادشاہ ہمیشہ پراٹسٹنٹ ہوگا ۔ خاندان سٹوارٹ کا جو دعوےدار فرانس میں بیٹھا ہے ، اسے نکال دیا جائے ۔ لوئی چہاردهم یہ شرطیں ماننے کے لیے تیار تھا ، لیکن جب اس سے مطالبہ کیا گیا کہ فرانسیسی فوج بھیج کر اپنے پوتے کو ہسپانیہ سے نکالے تو اس نے انکار کر دیا اور گفت و شنید ختم ہو گئی ۔ اس پر لڑائی از سرنو چھڑ گئی ۔ مارلبرو اور یوجین نے ۱۱ ستمبر ۱۷۰۹ء کو مال پلاکوے۱ کے مقام پر فرانسیسیوں کو شکست دی ، لیکن ان کی قوت پر کوئی کاری ضرب نہ لگی ۔ میدان جنگ میں بیس ہزار اتحادی مارے گئے اس پر انگلستان کے عوام وھگ پارٹی کے خلاف ہو گئے ۔ چنانچہ اگست ۱۷۱۰ء میں وھگ پارٹی کی وزارت ختم ہو گئی ۔ ادھر پھر صلح کے لیے بات چیت چھڑ گئی ۔ لوئی تیار تھا کہ جو فوج اس کے پوتے کے خلاف بھیجی جائے اس کا خرچ خود ادا کر دے ، لیکن اتحادی کہتے تھے کہ وہ اپنی فوج بھیج کر پوتے کو ہسپانیہ سے باہر نکالے ۔ اس اثناء میں چند واقعات ایسے پیش آئے جس سے صورت حال بالکل بدل گئی ۔ اول ۱۷۱۱ء میں ہیپس برگ شہنشاہ جوزف فوت ہو گیا اور چارلس اس کی جگہ شہنشاہ بن گیا ۔ اب کوئی بھی اسے ہسپانیہ کی سلطنت دینے کے لیے تیار نہ تھا ۔ دوسرے مالبرو کو کمان سے ہٹا دیا گیا اور فرانسیسیوں نے انگریزوں پر فتوحات بھی حاصل کیں ۔

معاہدۂ یوٹریکٹ چنانچہ ان حالات میں جو صلح ہوئی وہ فرانس کے لیے خاصی سازگار تھی ۔ یہ یوٹریکٹ۲ کے

۱- Malplaquet -

۲- Utrecht -

مقام پر ۱۱ اپریل ۱۷۱۳ء کو ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے :

۱- لوئی چہاردھم کے پوتے فلپ کو ہسپانیہ اور اس کی نوآبادیوں کا بادشاہ مان لیا گیا ، مگر یہ تسلیم کرایا گیا کہ فرانس اور ہسپانیہ کے علاقے کبھی یکجا نہ ہوں گے -

۲- فرانس نے نیو فاؤنڈلینڈ اور نواسکوشیا کے علاوہ ہڈسن ۱ بے کا علاقہ انگلستان کے حوالے کر دیا - ہسپانیہ نے جبل طارق اور جزیرۂ منورقہ انگلستان کو دے دیے ، نیز اسے ٹھیکہ دے دیا کہ افریقہ سے غلاموں کے گروہ ہسپانوی نو آبادیوں میں پہنچاتا رہے - فرانس نے انگلستان میں پراٹسٹنٹ بادشاہوں کی جانشینی بھی منظور کر لی -

۳- ہسپانوی نیدرلنڈز کا علاقہ ہالینڈ کے حوالے کر دیا گیا ، لیکن ساتھ ہی فیصلہ کر دیا کہ سرحد کے متعلق تصفیے کے بعد اسے آسٹریا کو دے دیا جائے - سرحدی قلعوں میں ولندیزی فوج رکھنے کا فیصلہ ہو گیا - لل۲ فرانس کو دے دیا گیا - ڈنکرک کی قلعہ بندیاں ڈھا دی گئیں -

۴- ڈیوک آف سیوائے کو سسلی کی بادشاہی دے دی گئی، لیکن ہسپانیہ سے اسے دست بردار ہونا پڑا -

۵- پروشیا کے شہزادے کے لیے شاہی خطاب کی تصدیق ہو گئی ، نیز اسے نیوشاتل۳ اور کچھ علاقے اور دے

۱- Hudson Bay -

۲- Lille -

۳- Neuchatel -

دئے گئے ۔

۶- جنوبی امریکہ میں پرتگالی مقبوضات کی حدوں کے متعلق جو جھگڑا تھا اس کا تصفیہ ہو گیا ۔

لوئی پانزدہم ۱۷۱۵ء سے ۱۷۷۴ء

لوئی چہاردہم ۱۷۱۵ء میں فوت ہوا ۔ اس کا بیٹا جو سلطنت کا ولی عہد تھا ، ۱۷۱۱ء میں مر چکا تھا اور جس پوتے کو بڑے بیٹے کی وفات پر ولی عہدی کا منصب ملا تھا ، وہ بھی ۱۷۱۲ء میں چل بسا ، لہٰذا اس پوتے کا بیٹا لوئی پانزدہم کے لقب سے بادشاہ بنا جو کم سن تھا ۔ لوئی کے بھتیجے ڈیوک آف اورلیانز کو نائب سلطنت بنایا گیا ۔ اس زمانے میں انتظام کارڈینل دوبوئے۱ کے حوالے تھا ۔ اس نے لوئی چہاردہم کی خارجہ پالیسی کے برعکس انگلستان اور ہالینڈ سے معاہدے کر لیے اور ہسپانیہ سے دو سال جنگ جاری رکھی ۔ ۱۷۲۰ء میں ہیگ کے مقام پر معاہدہ ہوا ، اس کے مطابق سسلی کو ہیپس برگ شہنشاہ کے حوالے کر دیا گیا ۔ اس کے بدلے میں سارڈینیا رئیس سیوائے کو دے دیا گیا ۔ پراٹسٹنٹوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ شروع ہوا ۔

بادشاہ کی شادی اور نظم و نسق

لوئی پانزدہم کی منگنی ہسپانیہ کی شہزادی سے ہوئی تھی اور شہزادی کو فرانس پہنچا دیا گیا تھا ، لیکن لوئی نے ۱۷۲۵ء میں منگنی توڑ دی ، شہزادی کو واپس بھیج دیا اور پولینڈ کے معزول شہنشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی ۔ اس پر ہسپانیہ کے بادشاہ کو سخت غصہ آیا ، لیکن اس زمانے میں لوئی اپنے اطالیق کارڈینل فلیوری۲ کے زیر اثر تھا جو چاہتا تھا

۱- Dubois -

۲- Fleury -

که بوربون خاندان کے تمام عناصر کو دربار سے نکال دے۔

ڈیوک آف اورلیانز کے بعد کچھ مدت تک ڈیوک آف بوربون نے انتظام سنبھالے رکھا - پھر ۱۷۲۶ء سے ۱۷۴۳ء تک فلیوری ہی نظم و نسق کا مختار رہا - اس کے عہد میں عموماً امن قائم رہا اور ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہو گئی -

۱۷۳۳ء سے ۱۷۳۸ء تک پولینڈ کے تخت کے لیے جنگ جاری رہی - فرانس، ہسپانیہ اور سارڈینیا نے اس جنگ میں حصہ لیا اور فرانس نے علاقہ لورین پر قبضہ کر لیا -

۱۷۴۰ء سے ۱۷۴۸ء تک آسٹروی تاج و تخت کے لیے جنگ جاری رہی - فرانس نے شہزادہ بویریا کے دعوے کی حمایت کی اور میریاتھریسا کے خلاف فریڈرک اعظم کا ساتھ دیا - اس وجہ سے انگلستان کے ساتھ بھی لڑائی چھڑ گئی، جس کے شاخسانے امریکہ اور ہندوستان میں بھی پھوٹے -

۱۷۵۶ء میں ہفت سالہ جنگ چھڑی، جو ۱۷۶۳ء تک جاری رہی - اس مرتبہ فرانس نے پروشیا کے خلاف آسٹریا کا ساتھ دیا - اس جنگ میں فرانس کی بہت سی نوآبادیاں چھن گئیں -

حالات کی خرابی

فلیوری کی وفات کے بعد لوئی پانزدہم کے دربار میں ان عورتوں کو خاص اقتدار حاصل ہو گیا، جن سے بادشاہ نے تعلقات پیدا کر رکھے تھے - ان میں سب سے بڑھ کر شہرت مدام پمپادور[1] کو حاصل ہوئی، جو ۱۷۴۵ء سے ۱۷۶۴ء تک بر سر اقتدار رہی - پھر مدام دو بیری[2] مختار کل بن گئی، جو لوئی کے آخری سانس تک سیاہ و سفید کی مالک رہی -

---

۱- Pompadour -
۲- du Barry -

لوئی کے عہد حکومت میں پارلیمنٹوں کے ساتھ جھگڑے جاری رہے - خصوصاً پیرس کی پارلیمنٹ یہ چاہتی تھی کہ بادشاہ کی طرف سے جو فرمان جاری ہوتے ہیں ، ان کا جائزہ قانونی حیثیت سے لینا چاہیے - ۱۷۷۱ء میں پارلیمنٹیں توڑ دی گئیں - غلے کی تجارت کے سلسلے میں اجارہ داری کا طریقہ اختیار کیا گیا ، جس سے غلہ ملنے میں دقت پیش آنے لگی - اس کاروبار میں خود بادشاہ بھی شریک تھا ، اس وجہ سے بادشاہی کے خلاف ناراضی کی لہریں تیز تر ہوتی رہیں اور پورے دور میں حکومت کے خلاف حملوں کا سلسلہ روز افزوں ہوتا گیا - ۱۷۷۴ء میں لوئی پانزدھم نے وفات پائی -

لوئی شانزدہم
۱۷۷۴ء سے ۱۷۹۲ء

متوفی بادشاہ کا ولی عہد ۱۷۶۵ء میں فوت ہو چکا تھا، لہذا اس کا بڑا پوتا لوئی شانزدہم کے لقب سے بادشاہ بنا - اس کی شادی آسٹریا کی شہزادی ماری انتائے نٹ سے ہوئی تھی - یہ ملکہ پہلے ہی ہر دل عزیز نہ تھی ، پھر اس کے متعلق بعض داستانیں عوام میں پھیل گئیں - ان کی وجہ سے اس کی مخالفت بڑھ گئی- پہلے ترگو۲ وزیر مالیات رہا اور اس نے اقتصادی اصلاح کی - دو سال بعد وہ بر طرف ہوا تو سوئٹزرلینڈ کا ایک ماہر مالیات نیکر۳ وزیر مالیات بن گیا - اس نے بھی ایک حد تک اصلاحات کیں - وزیر جنگ نے فوج کی حالت سدھاری - خصوصاً توپ خانے پر خاص توجہ کی- ۱۷۷۸ء میں فرانس ریاست ہائے امریکہ کی جنگ آزادی میں شریک ہوا - اس جنگ میں جو مصارف اسے برداشت کرنے پڑے ان کی وجہ سے مالی حالت بہت خراب ہو گئی - چنانچہ ۱۷۸۱ء میں

۱- Marie Antoinette -
۲- Turgot -
۳- Necker -

نیکر کو الگ کیا گیا ۔ اس کے بعد سات سال تک برابر یہ کوششیں جاری رہیں کہ مالی مسئلے کا کوئی ایسا حل نکل آئے ، جو ملکی مالیات کو اطمینان بخش شکل دے دے ، لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی ۔ اصل علاج یہ تھا کہ ان گروھوں پر بھاری ٹیکس لگائے جاتے ، جنھیں خاص حقوق حاصل تھے ، مثلاً امراء ، سرکاری افسر ، پادری یا عوام کے اونچے طبقے ۔ یہ لوگ ہر ایسے اقدام کی مخالفت کرتے تھے اور عوام کے لیے بوجھ ناقابل برداشت ہوچکا تھا۔ معاملے کے اس پہلو پر کسی نے توجہ نہ کی اور اصلاح نہ ہو سکی ۔

ممتاز اصحاب کی مجلس

۲۲ فروری ۱۷۸۷ء کو ممتاز اصحاب۱ کی مجلس ورسائی۲ میں بلائی گئی ۔ یہ محض مشورتی مجلس تھی اور اس کے لیے کوئی خاص دستوری نمونہ موجود نہ تھا ۔ ۲۵ مئی کو اسے توڑ دیا گیا ۔ اس اثناء میں یہ کوئی اصلاحی کام انجام نہ دے سکی ۔ حکومت کی روش یہ تھی کہ اپنا اقتدار بحال رکھے اور اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے کرے ۔ عوام حکومت کے خلاف تھے اور رائے عامہ کی مخالفت لحظہ بہ لحظہ تیز ہو رہی تھی ، یہاں تک کہ جو شخص حکومت کے خلاف کھڑا ہو جاتا تھا ، اسے عوام ہیرو بنا لیتے تھے ۔ جھگڑے بڑھتے گئے۔ کاروبار میں قدم قدم پر تعطل پیدا ہوتا گیا ۔ برین۳ کو وزیر مال بنایا گیا تو اس نے نئے قرضے تجویز کیے ۔ آخر بادشاہ اور اس کے مشیروں نے فیصلہ کیا کہ قرون وسطیٰ کی اس مجلس کو

۱- Assembly of Notables - ۲- Versailles -

۳- Brienne -

طلب کیا جائے ، جسے مجلس عمومی کبیر۱ کہا جاتا تھا - ۱۶۱۴ء کے بعد اس کا کوئی اجلاس نہ ہوا تھا - اگست ۱۷۸۸ء میں برین نے استعفیٰ دے دیا اور نیکر کو وزیر مال بنایا گیا تاکہ وہ مجلس عمومی کبیر کے انعقاد کا انتظام کرے -

---

۱- Estate—General - یہ ایک مشورتی مجلس تھی جس میں تین طبقوں کے نمایندے شامل ہوتے تھے : اول امراء ، دوم مذہبی پیشوا ، سوم عوام -

ہسپانیہ و پرتگال

ہسپانیہ ۱۶۵۹ء میں پیرنیز کا معاھدہ ھوا جس کا ذکر پہلے آ چکا ھے ۔ اس وقت سے یورپ میں ھسپانیہ کی ممتاز حیثیت ختم ھو گئی اور اس کی جگہ فرانس کو اقتدار کی پوزیشن مل گئی ۔

سترھویں صدی میں دو بڑی لڑائیاں پیش آئیں ۔ ان دونوں کے حالات فرانس کے سلسلے میں تفصیلاً پیش کیے جا چکے ھیں اور انھیں یہاں دوھرانے کی ضرورت نہیں ۔

۱۷۱۳ء میں یہ قانون جاری کر دیا گیا کہ ھسپانیہ کا تخت کسی عورت کے حوالے نہیں کیا جا سکتا ۔ ۱۷۱۴ء میں رسٹاٹ[۱] کا معاھدہ ھوا ، جس کے مطابق آسٹریا سے جنگ ختم ھوئی ۔ ھسپانیہ نے نیدرلینڈز ، لکسمبرگ اور اٹلی میں اپنے مقبوضات چھوڑ دیے ۔

بوربون بادشاہ معاھدۂ یوٹریکٹ کے بعد لوئی چھاردھم شاہ فرانس کا پوتا فلپ ھسپانیہ کا مستقل بادشاہ بن گیا تھا اور وھاں اس نے بوربون خاندان کی بنیاد رکھ دی تھی ۔ ۱۷۱۴ء میں فلپ نے پہلی بیوی کی وفات پر دوسری شادی ایلزبتھ سے کی ۔ یہ بڑی سرگرم اور حریص عورت تھی ۔ اس نے بادشاہ کو

۱- Rastatt -

اپنے زیر اثر کیا اور اٹلی میں آسٹریا کی قوت کے خلاف سازشیں شروع کر دیں ۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ اپنے بچوں کے لیے اٹلی میں تاج و تخت کا انتظام کرے ۔ اس کے برعکس فلپ کو امید تھی کہ کسی وقت اسے فرانس کا تخت مل جائے گا ۔ چنانچہ وہ فرانس کے نائب السلطنت ڈیوک آف اورلیانز کے خلاف سرگرم کار تھا ۔ اس طرح ھسپانیہ نے اپنی سرگرمیوں سے فرانس اور آسٹریا دونوں کو دشمن بنا لیا ۔ ۱۷۱۸ء میں انگلستان ، فرانس ، ھالینڈ اور آسٹریا نے باھم جمعیت کا بندوبست کر لیا ، تاکہ فلپ کو طے شدہ امور میں رد و بدل سے روکیں ۔ برطانوی بیڑے نے آسٹریا کی فوج سسلی میں اتار دی اور فرانس نے ھسپانیہ پر حملہ کر دیا ۔ آخر ھیگ کے معاھدے کے مطابق جنگ ختم ھوئی ۔ فلپ اٹلی پر تمام دعووں سے دست بردار ھو گیا ۔ آسٹریا نے وعدہ کر لیا کہ وہ ایلزبتھ کے بیٹے چارلس کو پارما ، پیاسینزا[1] اور ٹسکنی کے علاقے دلانے کی کوشش کرے گا ۔

۱۷۲۴ء میں فلپ نے تخت چھوڑ دیا اور اس کا بیٹا بادشاہ بنا ۔ وہ ایک ھی سال میں مر گیا ، لہٰذا پھر فلپ نے تمام انتظامات سنبھال لیے ۔

انگلستان اور فرانس سے جنگ (۱۷۲۷ء—۱۷۲۹ء) ۔

معاھدۂ اشبیلیہ کے مطابق فیصلہ ھوا اور شاہ فلپ کا بیٹا چارلس اطالوی ریاستوں کا مالک بنا (۱۷۳۱ء) ۔

پولینڈ کے تاج و تخت کے لیے جنگ (۱۷۳۳ء—۱۷۳۸ء) —ھسپانیہ نے آسٹریا کے خلاف اس جنگ میں حصہ لیا اور ایک فوج بھیج کر نیپلز اور سسلی پر قبضہ کر لیا ۔ معاھدۂ ویانا کے رو سے

۱- Piacenza -

اس جنگ کا فیصلہ ہوا ۔

فلپ کے جانشین فلپ کے بعد پہلے اس کا بیٹا فرڈیننڈ ششم ، پھر چارلس سوم جانشین ہوے ۔ چارلس سوم کے بعد اس کا بیٹا چارلس چہارم تخت پر بیٹھا ۔ اسی کے زمانے میں جھگڑے شروع ہو گئے اور نپولین نے چارلس اور اس کے بیٹے سے دست برداری لے کر ۶ جون ۱۸۰۷ء کو اپنے بھائی جوزف کے لیے ہسپانیہ کی بادشاہی خالی کرا لی ۔

۱۷۶۲ء میں ہسپانیہ نے انگلستان کے خلاف جنگ میں حصہ لیا ۔ انگریزوں نے کیوبا اور فلپینز پر قبضہ کر لیا ۔ معاہدہ پیرس (فروری ۱۷۶۳ء) کے مطابق تمام علاقے ہسپانیہ کو واپس مل گئے لیکن فلاریڈا اور منورقہ چھن گئے ۔

یکم مارچ ۱۷۶۷ء کو یسوعی فرقے کے تمام آدمی ہسپانیہ سے خارج کر دیے گئے ۔ ان میں سے دس ہزار کو پاپائی جاگیروں میں پہنچا دیا گیا ۔

جون ۱۷۷۹ء میں ہسپانیہ نے امریکہ کی جنگ آزادی میں انگلستان کے خلاف حصہ لیا ۔ ۱۷۸۳ء میں یہ جنگ ختم ہوئی تو انگلستان نے منورقہ اور فلاریڈا چھوڑ دیے ، البتہ جبل طارق پر قبضہ باقی رکھا ۔

چارلس چہارم نے ہسپانیہ کو انقلاب فرانس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی اور لوئی شانزدہم کو بچانے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا ۔ ۱۷۹۲ء میں فرانس نے ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ۔

۱۸۰۵ء میں ہسپانیہ فرانس کے خلاف شریک جنگ ہوا ۔

انگریزی بیڑے نے ٹریفالگر۱ میں متحدہ فرانسیسی اور ھسپانوی بیڑے کو شکست دی ۔

پرتگال پرتگال کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ۔ ۱۷۵۵ء میں ایک خوفناک زلزلہ آیا ، جس میں دارالحکومت لزبن۲ بری طرح تباہ ھوا ۔ زلزلے کے بعد شہر میں آگ لگ گئی ۔ پھر دریاے تاجوس۳ میں طغیانی آ گئی ۔ ۱۷۵۸ء میں بادشاہ ، خصوصاً وزراء کے خلاف ایک سازش ھوئی، لیکن سازش کے بانی پکڑے گئے اور انھیں موت کی سزا ملی ۔ ۱۷۵۹ء میں یسوعی فرقے کے تمام لوگوں کو نکال کر پاپائی جاگیروں میں پہنچا دیا گیا ۔

۱۷۷۳ء میں پرتگال کا بادشاہ جوزف اول پاگل ھو گیا ۔ تین سال اس کی بیوی حکومت کا کاروبار چلاتی رھی ، پھر اس کی بیٹی میریا ملکہ بنی ۔ کچھ دیر بعد وہ بھی پاگل ھو گئی اور اس کا بیٹا جان کاروبار حکومت کا مختار رھا ۔ اس نے پادریوں کی مدد سے انقلابی خیالات کو بڑی شدت کے ساتھ دبایا ۔

۱۸۰۷ء میں فرانس اور ھسپانیہ نے پرتگال کو تقسیم کر لینے کا فیصلہ کیا ۔ ۳۰ نومبر کو فرانس کے جرنیل مارشل جونو۴ نے لزبن پر قبضہ کر لیا اور پرتگال کا شاھی خاندان برازیل بھاگ گیا ۔

۱- Trafalgar ۔ یہ بحری جنگ جو ھسپانیہ کے ساحل کے قریب ھوئی ، بڑی مشہور ھے ۔ اس میں انگریزی بیڑے کا کمانڈر لارڈ نیلسن تھا ۔ جنگ میں اسے کامیابی حاصل ھوئی ، لیکن وہ خود مارا گیا ۔

۲- Lisbon ۔ ۳- Tagus ۔

۴- Junot ۔

اٹلی

پاپائیت

سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں جو لوگ پاپائی کی مسند پر پہنچے ، وہ ہر لحاظ سے قابل اور اہل تھے ، لیکن زمانے کے حالات بدل چکے تھے اور یورپ میں فکر و نظر کی جو لہریں دوڑ گئی تھیں ان میں پاپائیت کے احترام کے لیے بہت کم گنجایش تھی - پھر بڑے بڑے شاھی خاندانوں میں پے درپے جھگڑے پیدا ہو رہے تھے اور پاپاؤں کے لیے مناسب یہی تھا کہ ان جھگڑوں سے الگ تھلگ رہتے - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام شاھی خاندانوں کی امداد سے محروم ہو گئے - ایک مذھبی جھگڑا جینسن ازم[1] اور یسوعیت میں شروع ہو چکا تھا - پاپاؤں کو اس جھگڑے میں بھی ایک رائے دینی پڑی - اس سے بھی ان کے اقتدار پر سخت ضرب لگی - غرض انقلاب فرانس کے وقت تک پاپائیت کا ادارہ بالکل بے اثر اور مہمل بن چکا تھا اور عام خیال یہ

۱- Jansenism - اس فرقے کا بانی کارنیلیس جینسن تھا - یہ لوگ اپنے آپ کو رومن کیتھولک کہتے تھے ، لیکن یسوعیوں کے خلاف زیادہ زور داخلی اصلاح پر دیتے تھے ، نیز کنواری کے حاملہ ہونے اور پاپاؤں کے خطاؤں سے بالا ہونے کو تسلیم نہیں کرتے تھے -

ہوگیا تھا کہ اب اس کی کوئی خاص ضرورت باقی نہیں رہی ۔

قابل ذکر پاپا اس دور کے پاپاؤں میں سے صرف چند قابل ذکر ہیں ، مثلاً :

انوسنٹ یازدہم (۱۶۷۶ء—۱۶۸۹ء) اس نے پاپائی نظام کے مالی حالات درست کیے ۔ خویش پروری کو روکا ۔ پادریوں کی اخلاقی حالات کی اصلاح پر خاص زور دیا ۔ آسٹریا نے ترکوں کے خلاف جنگ شروع کی تو اسے مالی امداد بھی دی ، البتہ لوئی چہاردھم شاہ فرانس سے اس کے تعلقات اچھے نہ رہے ۔ لوئی نے فرانسیسی کلیساؤں کی ایک مجلس میں یہ فیصلہ کرا لیا تھا کہ پاپاؤں کو دنیوی معاملات کے سلسلے میں بادشاہوں پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ۔ مجلس عمومی جو فیصلہ کرے اسے پوپ کے فیصلے پر ترجیح ہوگی اور پوپ کو بہر حال مجلس کے کیے ہوئے فیصلوں کی پابندی کرنی چاہیے ، نیز وہ فرانسیسی کلیساؤں کے قواعد کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا اور اس کے فیصلے آخری و قطعی نہیں ۔

پوپ نے فرانس کے اسقفوں کی نامزدگی سے انکار کر دیا اور کم و بیش پینتیس اسقفی مسندیں خالی رہیں ۔ فرانسیسی پراٹسٹنٹوں پر جو سختیاں ہو رہی تھیں ، پوپ نے ان کی بھی مخالفت کی ۔ یہاں تک کہ شاہ فرانس کی مخالفت میں اس نے انگلستان کے بادشاہ ولیم سوم کی حمایت کی ۔

دوسرا قابل ذکر پوپ انوسنٹ دوازدہم (۱۶۹۱ء—۱۷۰۰ء) ہے ۔ مذہبی عہدے عام طور پر پیسے لے کر دیے جاتے تھے ۔ اس پوپ نے یہ عمل بالکل روک دیا ۔ شاہ فرانس نے ۱۶۸۲ء میں کلیسائی مجلس کا جو فیصلہ لازم قرار دیا تھا ، اسے منسوخ کر دیا تاکہ ہسپانوی تاج و تخت کی جنگ میں پوپ سے امداد

حاصل ھو - چنانچہ پوپ نے بھی شاہ فرانس سے صلح کر لی -

تیسرا قابل ذکر پوپ بینی ڈکٹ چھاردھم (۱۷۴۰ء—۱۷۵۸ء) ھے - یہ بڑا عالم اور خوش اخلاق آدمی تھا - والٹیر۱ اور مانتسک۲ جیسے اھل علم سے بھی اس کے دوستانہ تعلقات تھے - اُس نے زراعت و تجارت کو فروغ دینے کے لیے بڑی کوششیں کیں - اس کی پالیسی یہ تھی کہ مطلق العنان حکمرانوں سے تعلقات خوش گوار بنائے ، اس لیے کہ اُنھوں نے اپنے اپنے دائروں میں قومی کلیسا قائم کرکے پاپائیت کی بنیاد کمزور کر دی تھی -

آخری قابل ذکر پوپ پائیس ششم (۱۷۷۵ء—۱۷۹۹ء) ھے - اس نے شہنشاہ جوزف کو پادریوں کے خلاف پالیسی اختیار کرنے سے روکنے کی بڑی کوشش کی ، لیکن بہت جلد انقلاب فرانس سے سابقہ پڑا جس میں مذھب ھی کے لیے بہت کم گنجایش رہ گئی تھی - اسی کے زمانے میں نپولین نے اٹلی پر حملہ کیا اور ۱۷۹۸ء میں جمہوریت قائم کر دی - پوپ کو فرانس لے گئے - وھیں اس نے وفات پائی -

مختلف ریاستیں پہلے کی طرح اس زمانے میں بھی اٹلی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ھوا تھا ، جن میں سے بعض کی اجمالی کیفیت ذیل میں درج ھے :

۱- ریاست سیوائے : اس کا ذکر مختلف یورپی جنگوں کے

۱- Voltaire - (۱۶۹۴ء—۱۷۷۸ء) فرانس کا مشہور فلسفی صاحب قلم - وہ مذھبی تعصبات اور نا رواداری کا سخت دشمن تھا -

۲- Montesquieu - (۱۶۸۹ء—۱۷۵۵ء) فرانس کا مشہور سیاسی مورخ -

سلسلے میں پہلے آچکا ہے ۔ بعد ازاں سیوائے کے رئیس کو سارڈینیا کی بادشاہی مل گئی تھی ۔ فرانس میں انقلاب بپا ہوا تو اس بادشاہی پر بھی زد پڑی ۔ شاہ سارڈینیا نے فرانس کے خلاف آسٹریا کا ساتھ دیا ۔ ۱۷۹۶ء میں اس کی سلطنت فرانسیسی فوجوں نے پا مال کر ڈالی ۔ آخر بادشاہ کو آسٹریا کا ساتھ چھوڑ کر فرانس کا ساتھ دینا پڑا ۔

۲- نیپلز : اس کے متعلق آسٹریا اور ھسپانیہ کے درمیان بڑی دیر تک کشمکش جاری رھی ۔ ۱۷۳۵ء میں چارلس چہارم (ابن فلپ پنجم شاہ ھسپانیہ) کو نیپلز اور سسلی کا بادشاہ بنایا گیا ۔ پھر اس کا تیسرا بیٹا فرڈی ننڈ اول کے لقب سے ۱۷۵۹ء میں بادشاہ بنا ۔ اس کے زمانے میں میریا تھیریسا ملکۂ آسٹریا کی بیٹی میریا کرولینا نے تمام معاملات اپنے ھاتھ میں لے لیے اور ھسپانیہ کا اثر توڑ کر اس مملکت کو آسٹریا کا حامی بنا دیا ۔

۳- وینس : وینس پر تنزل کا جو دور آ چکا تھا وہ جاری رھا ، البتہ کبھی کبھی ترکوں سے لڑائیاں ھوتی رھیں ۔ پرانے زمانے سے امراء کا جو طبقہ وینس میں بر سر اقتدار آ گیا تھا ، اس کا انداز حکومت یورپ کے نئے سیاسی حالات کے مطابق نہ تھا ۔ اس وجہ سے وینس کا زوال نہ رک سکا ۔

۴- میلان : یہ پہلے ھسپانیہ کے ماتحت رھا ۔ ۱۷۱۳ء میں معاھدۂ یوٹریکٹ کے مطابق آسٹریا کے حوالے ھو گیا ۔ مانچوآ بھی اسی ریاست میں شامل تھا، لیکن ۱۷۰۱ء میں اسے شاہ فرانس کے ھاتھ فروخت کر دیا گیا تھا ۔

٥- جنوآ : جنوآ کی جمہوریت قائم رهی ، لیکن اس پر فرانس و آسٹریا اور سیوائے کی یورشیں جاری رهیں -

٦- کارسیکا : کارسیکا نے جنوآ کے خلاف ۱۷۳۰ء میں بغاوت کی - پھر ایک طالع آزما جرمن وهاں پہنچ کر بادشاہ بن گیا - آخر فرانس سے مدد طلب کی گئی - اس وقت پاؤلی[1] اهل کارسیکا کا لیڈر تھا - ۱۷٦۸ء میں فرانس نے اس جزیرے کو فتح کیا - (یہ واقعہ اس وجہ سے بطور خاص قابل ذکر ہے کہ ایک سال بعد یہاں نپولین پیدا هوا اور اسے پیدائش کے ساتھ هی فرانسیسی قومیت مل گئی) -

---

۱- Paoli - یہ شخص کارسیکا کی قومی تحریک کا لیڈر تھا اور اس کی آزادی کے لیے لڑتا رہا - آخر کار انگلستان چلا گیا -

جرمنی

لیوپولڈ اوّل
سنہ ۱۶۵۸ سنہ ۱۷۰۵

لیوپولڈ اول شہنشاہ فرڈی ننڈ سوم کا بیٹا تھا ۔ اس نے ایک مستقل پارلیمنٹ قائم کر دی ، جس میں آٹھ الیکٹر ۱ ، انہتر رؤساء اور شہزادے نیز بڑے بڑے شہروں کے افراد بہ طور نمایندہ شریک ہوتے تھے ۔

فرانس یا دوسرے ملکوں سے جو لڑائیاں ہوئیں، ان کی کیفیت پہلے پیش کی جا چکی ہے ۔

ترکوں سے برابر لڑائیاں جاری رہیں ، یہاں تک کہ ۱۶۹۹ء میں ہنگری کو ترکوں سے آزاد کرا لیا گیا ۔ صرف تھوڑا سا علاقہ باقی رہ گیا ، لیکن طویل رزم و پیکار میں ہنگری بڑی حد تک برباد ہو چکا تھا اور اس کی آبادی بہت گھٹ گئی تھی ۔ آہستہ آہستہ جرمن اور صرب اس میں آباد ہونے لگے ۔ بڑے بڑے علاقے جرمن جرنیلوں اور ساہیوں میں بانٹ دیے گئے ۔ مرکز حکومت ویانا تھا اور ہنگری کا پرانا دستور بالکل نظر انداز کر دیا گیا ۔

۱- Electors ۔ اس کے لفظی معنی ہیں انتخاب کرنے والا ۔ جرمنی میں یہ لقب ان شہزادوں کو دیا جاتا تھا ، جنھیں بادشاہ کے انتخاب میں رائے دینے کا حق حاصل ہوتا تھا ۔

۱۷۰۱ء میں بریڈن برگ کے الیکٹر فریڈرک سوم کو پروشیا کا بادشاہ بننے کی اجازت دے دی گئی ۔ تاریخ میں اسے پروشیا کا فریڈرک اول کہتے ہیں ۔ کانگز برگ میں اس کی تاج پوشی ہوئی ۔

۱۷۰۳ء میں اہل ہنگری نے رکوزکی کی سالاری میں آسٹریا کے خلاف بغاوت کر دی ۔ بغاوت نے اتنا زور پکڑا کہ خود ویانا خطرے میں پڑ گیا ۔ اس اثناء میں شہنشاہ لیوپولڈ کا انتقال ہو گیا ۔ ۱۷۱۱ء میں صلح ہو گئی ۔ ویانا نے مان لیا کہ ہنگری کے دستور کا احترام کیا جائے گا اور شکایات دور کر دی جائیں گی ۔ رکوزکی نے ترکی میں جا کر پناہ لی اور وہاں ۱۷۳۵ء میں وفات پائی ۔

چارلس ششم ۱۷۱۱ء سے ۱۷۴۰ء

لیوپولڈ کے بعد پہلے اس کا بڑا بیٹا جوزف اول، پھر چارلس ششم تخت نشین ہوا ۔ اس کے عہد میں فریڈرک اول شاہ پروشیا کے بیٹے فریڈرک ولیم اول نے جز رسی اور دانشمندی سے کام لے کر اعلیٰ درجے کی فوج تیار کر لی ، جو پروشیا کی آیندہ عظمت کا ذریعہ بن گئی ۔ اگرچہ اس کی مملکت کی آبادی کل پچیس لاکھ تھی ، لیکن تراسی ہزار باقاعدہ فوج اس کے پاس موجود تھی ۔

تاج وتخت کا فیصلہ

چارلس ششم کے بھی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی ۔ صرف ایک بیٹی تھی ، لہٰذا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ جو علاقے سلطنت میں شامل ہو چکے ہیں ، ان کے الگ ہونے اور بٹ جانے کی نوبت نہ آئے ۔ چنانچہ ایک فرمان خاص کے ذریعے طے کر دیا کہ :

۱۔ جو علاقے سلطنت آسٹریا سے متعلق ہیں ، وہ ہمیشہ کے لیے غیر منقسم رہیں گے ۔

۲۔ اگر نرینہ اولاد نہ ہو تو پوری سلطنت میری بیٹی

میریا تھریسیا اور اس کے وارثوں کو ملے ۔

۳۔ اگر اس کی نسل بھی ختم ہو جائے تو پھر میرے بھائی جوزف کی بیٹیاں اور ان کی اولاد پوری سلطنت کی وارث ہوں ۔

یہ فرمان خاص ۱۷۱۳ء میں شائع ہوا تھا ۔ پھر اسے مختلف یورپی حکومتوں سے منظور کرانے کے لیے سرگرمیاں شروع ہو گئیں ۔ ۱۷۲۳ء میں ہنگری کی پارلیمنٹ نے اسے منظور کر لیا ۔ بعد ازاں اکثر دوسری حکومتیں بھی اسے مان گئیں ۔ ۱۷۲۵ء میں ہسپانیہ نے اس کے ساتھ اتفاق کر لیا ۔ ساتھ ہی انگلستان فرانس اور پروشیا نے اس کے خلاف ایک جتھا بنا لیا ۔ اگرچہ کچھ دیر بعد پروشیا اس جتھے سے الگ ہو گیا اور اس نے آسٹریا سے معاہدہ کر لیا ۔ ہسپانیہ بھی آسٹریا کے ساتھ نہ رہا ۔

تخت پولینڈ کے لیے جنگ

پولینڈ کے بادشاہ آگسٹس دوم نے ۱۷۳۳ء میں وفات پائی تو اس تخت کا سوال سامنے آ گیا ۔ پولینڈ کے امراء کی اکثریت سٹانسلاس کے حق میں تھی ، جس کی بیٹی لوئی پانزدھم شاہ فرانس سے بیاہی ہوئی تھی۔ سٹانسلاس پہلے بھی ایک مرتبہ بادشاہ رہ چکا تھا ، فرانس کے زیر اثر پھر اسی کا انتخاب عمل میں آیا ۔ روس اور آسٹریا نے یہ کوشش شروع کر دی کہ آگسٹس دوم کے بیٹے کو بادشاہ بنایا جائے ۔ فرانس ، ہسپانیہ اور سارڈینیا نے سٹانسلاس کی حمایت میں فوجی قوت سے کام لیا ۔ ابتداء میں اٹلی میدان جنگ بنا ۔ اس جنگ میں لورین کے ڈیوک فرانسس سٹیفن نے بڑی سرگرمی سے آسٹریا کا ساتھ دیا ۔ ۱۷۳۵ء میں صلح کی ابتدائی گفتگو شروع ہو گئی ۔ ۱۸ نومبر ۱۷۳۸ء کو معاہدۂ صلح ہو گیا ، جس

کی شرط یہ تھیں ۔

۱۔ سٹانسلاس نے تخت کا دعویٰ چھوڑ دیا اور اسے لورین کی ریاست دے دی گئی جو اس کی وفات پر فرانس کے حوالے ہوئی ۔ وہ ۱۷٦٦ء میں فوت ہوا ۔

۲۔ لورین کے ڈیوک کو ٹسکنی کی ریاست دے دی گئی ۔

۳۔ آسٹریا نے نیپلز سسلی اور جزیرۂ ایلبا ، نیز بعض دوسرے علاقے ھسپانیہ کے بادشاہ چارلس چہارم کے چھوٹے بیٹے ڈان کارلس کے حوالے کر دیے ۔

۴۔ فرانس نے شہنشاہ کا فیصلۂ وراثت قبول کر لیا ۔

آسٹروی تاج و تخت کی جنگ

۱۷۴۰ء میں پروشیا کا بادشاہ فریڈرک ولیم فوت ھوا تو اس کی جگہ فریڈرک دوم نے لی ، جو فریڈرک اعظم کے نام سے مشہور ھے ۔ اسی سال شہنشاہ چارلس ششم نے وفات پائی اور اس کی بیٹی میریاتھیریسا نے فرانسس سٹیفن سے شادی کی ، جو ٹسکنی کا گرانڈ ڈیوک تھا ۔ اس نے فرانسس اول کا لقب اختیار کیا ۔ ساتھ ھی آسٹروی تاج و تخت کے لیے جنگ شروع ھو گئی ۔ میریاتھیریسا کے علاوہ تخت کے دعوے دار تین تھے :

۱۔ چارلس البرٹ، جو بویریا کا الیکٹر تھا ۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میں شہنشاہ فرڈیننڈ اول کی بڑی بیٹی اینا کی اولاد میں سے ھوں ۔

۲۔ فلپ پنجم شاہ ھسپانیہ ۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ چارلس پنجم اور اس کے بھائی فرڈی ننڈ کے درمیان جو معاھدہ ھوا تھا ، اس میں سلطنت کے جرمن علاقوں کا حق بازگشت محفوظ رکھا گیا تھا ۔

۳۔ آگسٹس سوم والئی سیکسنی ، جو چارلس کے بڑے بھائی جوزف اول کی بڑی بیٹی کا شوہر تھا ۔

ان کے علاوہ فریڈرک دوم کا یہ دعویٰ تھا کہ سلیشیا کا بالائی علاقہ اسے مل جانا چاہیے اور جنگ میں وہ آسٹریا کا ساتھ دے گا ۔

چنانچہ فریڈرک نے سلیشیا پر قبضہ کر لیا ۔ ایک لڑائی میں اسے کامیابی حاصل ہوئی۔ مئی ۱۷۴۱ء میں فرانس، بویریا اور ہسپانیہ نے آسٹریا کے خلاف خفیہ معاہدہ کر لیا ۔ سیکسنی اور پروشیا بھی بعد ازاں اس میں شامل ہو گئے ۔ چنانچہ بویریا اور فرانس کی متحدہ فوجیں آسٹریا اور بوھیمیا پر حملہ آور ہوئیں اور چارلس ایلبرٹ نے فرینکفرٹ پہنچ کر اپنی شہنشاھی کا اعلان کر دیا ۔

میریا تھیریسا نے ہنگری کے امرأ سے اپنی فرماں روائی کی تصدیق کرائی ۔ اہل ہنگری کے لیے ٹیکسوں سے معافی کا اعلان کر دیا ۔ پھر اس نے دو بڑی فوجیں تیار کیں اور انگلستان کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ ایک آسٹروی فوج نے بویریا کو فتح کر لیا ، دوسری نے پراگ پہنچ کر فرانسیسی فوج کو نرغے میں لے لیا ۔

پروشیا سے فیصلہ

میریا تھیریسا چاہتی تھی کہ فریڈرک سے فراغت پاکر باقی قوموں سے پنجہ آزمائی کرے ۔ چنانچہ اس نے فریڈک کے ساتھ معاہدہ کر لیا جس کے مطابق اس نے جتھے سے علیحدگی اختیار کر لی ۔ سلیشیا کے علاوہ کچھ اور علاقہ بھی اسے دے دیا گیا اور پروشیا نے سترہ لاکھ رکس ڈالر کا قرضہ اپنے ذمے لے لیا ۔

اس کے بعد بوھیمیا اور بویریا میں بڑی لڑائیاں ہوئیں ، جن میں آسٹروی فوجوں نے کامیابی حاصل کی ۔ یہ حالت دیکھ کر فریڈرک کو سراسیمگی پیدا ہوئی کہ کہیں سلیشیا دوبارہ

اس سے چھین نہ لیا جائے ۔ چنانچہ اس نے فرانس سے از سرنو معاہدہ کرکے ۱۷۴۴ء میں دوبارہ جنگ شروع کر دی ۔ وہ اسی ہزار فوج کے ساتھ بوھیمیا پہنچ گیا اور پراگ پر قابض ہو گیا ، لیکن فرانسیسیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تو اسے بھی پیچھے ہٹنا پڑا ۔ اس اثناء میں مشرقی فریس لینڈ کا علاقہ پروشیا کو مل گیا ۔ اب آسٹریا ، سیکسنی ، انگلستان اور ھالینڈ نے پروشیا کے خلاف جتھا قائم کر لیا ۔ عین اس موقع پر چارلس ایلبرٹ فوت ھو گیا اور اس کے بیٹے میکس ملین جوزف نے آسٹریا کے ساتھ الگ صلح کر لی ، جس کے مطابق بویریا کا مفتوحہ علاقہ چھوڑ دیا گیا ۔ شہزادے نے آسٹریا کے تخت کا دعویٰ ترک کر دیا اور وعدہ کیا کہ جب شہنشاہ کا انتخاب ھوگا تو وہ میریاتھیریسا کے شوھر کی حمایت کرے گا ۔

آخری فیصلہ لڑائیاں جاری رھیں ۔ کبھی ایک فریق کامیاب ھوتا کبھی دوسرا ۔ ۱۷۴۵ء میں میریاتھیریسا کا شوھر شہنشاہ منتخب ھوا ۔ اسی سال پروشیا کے ساتھ آسٹریا کا معاہدہ ھوگیا جس کے مطابق سلیشیا کے متعلق ابتدائی معاھدے کی تصدیق کر دی گئی ۔ فریڈرک نے فرانسس اول کو شہنشاہ تسلیم کر لیا ۔ سیکسنی نے دس لاکھ رکس ڈالر پروشیا کو ادا کیے ۔

باقی محارب لڑائیوں میں لگے رھے ۔ پھر روس کی ملکہ ایلزبتھ نے بھی میریاتھیریسا کی حمایت میں فوج بھیج دی ۔ اکتوبر ۱۷۴۸ء میں ایکس لا شیپل کے مقام پر آخری صلح ھوئی ، جس کے مطابق تمام فریق فتوحات سے دست بردار ھوگئے ۔ پارما اور پیاسنزا کے علاقے ھسپانوی شہزادے کو دے دیے گئے ۔ یہ فیصلہ بھی ھو گیا کہ سلیشیا پروشیا کے پاس رھے گا ۔ آسٹریا کے تاج و تخت کے لیے جو فرمان میریاتھیریسا کے باپ نے جاری کیا تھا ، اس کا احترام کیا

جائے گا ۔ خاندان ھینوور کو جرمنی کے علاقے بھی حاصل رہے اور برطانیہ کلاں کی بادشاھی بھی ۔

ہفت سالہ جنگ
١٧٥٦ - ١٧٦٣

اس کا سبب یہ ہوا کہ ایکس لا شیپل کے معاھدے سے پیشتر ملکہ میریاتھیریسا نے مئی ١٧٤٦ء میں روس کی ملکہ ایلزبتھ سے معاھدہ کر لیا تھا ، جو فریڈرک اعظم کی سخت دشمن تھی۔ اس معاھدے میں بعض خفیہ دفعات بھی تھیں، مثلاً یہ کہ سائیشیا کے علاقے کو خاص حالات کے ماتحت دوبارہ آسٹریا سے ملا دیا جائے گا ۔ ستمبر ١٧٥٠ء میں انگلستان کے بادشاہ جارج دوم کو ھینوور میں اپنی جاگیرات کے متعلق تشویش پیدا ہوئی اور وہ بھی اس معاھدے میں شامل ہو گیا ، لیکن خفیہ دفعات اس کے سامنے نہ آئیں ۔ سیکسنی نے بھی اس پر دستخط کر دیے ۔ پھر سلطنت آسٹریا کے چانسلر نے لوئی پانزدھم کی محبوبہ مدام پمپادور کے ذریعے سے فرانس اور آسٹریا میں صلح کرا دی اور فرانس کو آسٹریا کی حمایت پر آمادہ کر لیا ۔ اس طرح فرانس کے دربار میں ایک جماعت فریڈرک کے مخالفوں کی بن گئی ۔

١٧٥٥ء میں میریا تھیریسا نے انگلستان کو روس کے ساتھ نئے معاھدے پر آمادہ کر لیا، لیکن اسی سال فرانس اور انگلستان کے درمیان شمالی امریکہ کے متعلق جنگ چھڑ گئی۔ اس پر جارج دوم کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں فرانس ھینوور پر حملہ آور نہ ہو جائے ۔ چنانچہ اس نے جنوری ١٧٥٦ء میں فریڈرک سے غیر جانبداری کا معاھدہ کر لیا ۔ مقصد یہ تھا کہ اگر فرانس حملہ کرے تو فریڈرک کی طرف سے ھینوور کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے ۔ اس معاھدے نے انگلستان اور روس کے درمیان پھوٹ ڈال دی ۔ آسٹریا نے فریڈرک اور جارج کے معاعدے سے فائدہ اٹھا کر فرانس

کے ساتھ دفاعی عہد نامہ کر لیا ۔ جون ۱۷۵۶ء میں انگلستان و فرانس کے درمیان یورپ کے اندر بھی جنگ شروع ہو گئی ۔ فریڈرک کو مختلف طاقتوں کے جوڑ توڑ کا پورا علم تھا ۔ یہ بھی جانتا تھا کہ روس اور فرانس چاہیں بھی تو فوراً اس کے خلاف اقدام نہ کر سکیں گے ، لہٰذا اس نے اچانک کار برآری کا فیصلہ کر لیا ۔ سڑسٹھ ہزار فوج کے ساتھ سیوائے پر حملہ آور ہوا اور ڈریسڈن لے لیا ۔ کچھ دیر بعد آسٹریا کو شکست دی ۔ چند ھی روز میں سیکسنی کی اٹھارہ ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیے ۔ اس پر آسٹریا کی طرف سے فریڈرک کے خلاف اعلان جنگ ہو گیا ۔ ہینوور ، ہیس ، برنزوک اور گوتھا ، پروشیا کے ساتھ رہے ، روس و آسٹریا نے پروشیا کو باہم بانٹ لینے کا معاهده کر لیا ۔ آسٹریا اور فرانس کے درمیان جارحانہ اقدام کا سمجھوتا ہو گیا ۔

مختلف لڑائیاں

یہ جنگ سات سال جاری رہی ۔ اس میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں ، جن کی مختصر کیفیت یہ ہے ۔

۱- فریڈرک نے بوھیمیا پر حملہ کیا ، آسٹریا پر فتح حاصل کی ، پراگ کا محاصرہ کر لیا ، لیکن کولن[1] کی جنگ میں شکست کھائی اور بوھیمیا خالی کر دیا ۔

۲- فرانسیسیوں نے انگریزوں پر فتح حاصل کی اور ہینوور پر قبضہ کر لیا ۔

۳- ۳۰ ستمبر ۱۷۵۷ء کو روسیوں نے مشرق پروشیا پر حملہ کیا اور فریڈرک کی فوج کو شکست دی ، تاهم انہوں نے اس کامیابی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور

۱- Kolin -

پیچھے ہٹ گئے ۔ البتہ اہل سویڈن نے پومیرینیا پر قبضہ کر لیا اور جنگ میں روسیوں کی اعانت کا وعدہ کیا ۔

۴- ۵ نومبر ۱۷۵۷ء کو فریڈرک نے راس باخ۱ کی جنگ میں شاندار کامیابی حاصل کی ۔

۵- اس کے بعد لیودن۲ اور کریفلڈ۳ میں فریڈرک نے کامیابیاں حاصل کیں ، لیکن ہاچ کرچ۴ میں شکست کھائی (۱۴ اکتوبر ۱۷۵۸ء) ۔

۶- روسی پھر ایک مرتبہ جرمنی میں بڑھے اور فریڈرک کو منڈن۵ میں شکست دی ۔ روسیوں اور آسٹریوں نے مل کر کنرس ڈارف۶ کی جنگ میں ایک اور فتح پائی ، جس میں تیرہ ہزار اہل پروشیا گرفتار ہوئے ۔

۷- غرض اسی طرح فریقین کے درمیان نشیب و فراز کا سلسلہ جاری رہا ۔ ۱۷۶۱ء میں فریڈرک نے آسٹریا اور روس کی متحدہ فوج کے خلاف دفاعی جنگ کا طریقہ اختیار کر لیا ۔ روسیوں اور آسٹرویوں کی کامیابیاں جاری رہیں ۔ جارج دوم شاہ انگلستان کی وفات پر فریڈرک انگریزی امداد سے بھی محروم ہو گیا اور اس کی حالت خاصی نازک ہو گئی ۔

۸- عین اس حالت میں روس کی ملکہ الزبتھ فوت ہوئی اور اس کے جانشین پیٹر نے فریڈرک کے ساتھ صلح کر لی ،

۱- Rossbach -
۲- Leuthen -
۳- Crefeld -
۴- Hochkirch -
۵- Minden -
۶- Kunersdorf -

جس میں تمام فتوحات چھوڑ دیں ۔ ساتھ ھی سویڈن اور
پروشیا میں بھی صلح ہو گئی ۔

۹۔ آخر آسٹریا ، پروشیا اور سیکسنی میدان میں رہ گئے ، اس لیے کہ فرانسیسی بھی اپنی فوجیں جرمنی سے واپس لے گئے تھے ۔ ۱۵ فروری ۱۷۶۳ء کو ھیوبرٹس برگ میں معاھدہ صلح ھوا ۔ سلیشیا پروشیا کو مل گیا ۔ پروشیا نے وعدہ کیا کہ شاہ روم کے انتخاب کے وقت وہ اپنا ووٹ آرچ ڈیوک جوزف کو دے گا ۔ سیکسنی کا علاقہ بحال ہو گیا ۔

فریڈرک کی تعمیری کوششیں

ھفت سالہ جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ پروشیا بھی یورپ کی ایک بہت بڑی طاقت بن گیا ، لیکن لڑائیوں میں نقصان بہت ھو چکا تھا ۔ فریڈرک نے نقصان کی تلافی کے لیے سرگرمی سے کوششیں شروع کر دیں ۔ اس نے مختلف علاقوں کے ٹیکس معاف کر دیے ۔ جگہ جگہ اضلاعی بنک بنا دیے ۔ برلن میں بحری تجارت کے لیے ایک کمپنی بنائی ۔ تمباکو اور قہوے کی تجارت حکومت کے قبضے میں لے لی گئی ۔ دریاؤں کے ساتھ ساتھ جو دلدلی زمینیں تھیں انھیں خشک کرکے کھیتی باڑی کے قابل بنایا گیا ۔ نہروں کا انتظام ھوا ۔ ملکی قانون ایک مجموعے کی شکل میں مرتب کر دیا گیا ۔

بویریا کے متعلق جھگڑا

۱۷۷۷ء میں بویریا کے الیکٹر میکس ملئین جوزف کی وفات پر اس کے کوئی اولاد نہ تھی ۔ اس کے مستقبل کے بارے میں جھگڑا شروع ھو گیا ۔ قانونی لحاظ سے وراثت کا حق دار چارلس تھیوڈور تھا ۔ آسٹریا نے اسے راضی کرکے زیریں

بویریا کے متعلق کچھ حقوق منوا لیے، لیکن خود چارلس تھیوڈور کے بھی کوئی اولاد نہ تھی اور اس کی وراثت چارلس اگسٹس کرسچین کو پہنچتی تھی - فریڈرک نے خفیہ خفیہ اسے شہ دے کر آمادہ کر لیا کہ آسٹریا کے خلاف اپنا دعویٰ صاف صاف پیش کر دے - اس جھگڑے میں دونوں ملکوں کے تعلقات بہت خراب ہو گئے - آسٹریا اور پروشیا کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں برے جما کر بیٹھ گئیں، لیکن میریا تھیریسا نے فریڈرک سے گفت و شنید شروع کر دی - روس اور فرانس کی امداد سے ۱۷۷۹ء میں صلح ہو گئی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بویریا کا کچھ علاقہ آسٹریا کو مل گیا، کچھ پروشیا کی سلطنت میں شامل ہو گیا - سیکسنی کے مطالبے بھی پورے کر دیے گئے اور اسے نوے لاکھ ڈالر ملے -

جوزف دوم شہنشاہ آسٹریا

جوزف دوم، میریا تھیریسا اور فرانسس اول کا بڑا بیٹا تھا - فرانسس ۱۷۶۵ء میں فوت ہوا تو جوزف اپنی ماں کے ساتھ کار و بار سلطنت میں شریک ہو گیا تھا - ۱۷۸۰ء میں میریا تھیریسا بھی فوت ہوئی تو جوزف ۱۷۸۰ء سے ۱۷۹۰ء تک تنہا بادشاہ رہا - اسے اصلاحات کا بڑا شوق تھا - اٹھارھویں صدی کے بہترین بادشاہوں میں سے وہ بھی ایک تھا - اس نے خاص حقوق والے طبقوں کی قوت توڑ دی - صوبوں میں خود مختاری کا جو جذبہ پیدا ہو گیا تھا، اسے ختم کیا اور پوری سلطنت میں نظم و نسق کو یکساں شکل دے دی -

۱۷۸۱ء میں اس نے روا داری کا فرمان جاری کیا - سلطنت میں بے شمار خانقاہیں تھیں، جن میں سے سات سو بند کر دی گئیں - ان میں کوئی چھتیس ہزار راہب رہتے تھے - ایک ہزار تین سو

چوبیس خانقاہیں باقی رہ گئیں ۔ ان کے راہبوں اور راہباؤں کی تعداد ستائیس ہزار سے کم نہ تھی ۔ شہنشاہ نے ان کے لیے ایک نیا نظام بنایا ۔ گرجاؤں کی جائدادوں سے جگہ جگہ سکول قائم کیے ۔ پوپ خود ویانا پہنچا ، تاکہ شہنشاہ کو اصلاحات سے روکے ، لیکن بادشاہ نے اپنا کار و بار جاری رکھا ۔ جاگیردار نوابوں نے کسانوں پر جو مالی بوجھ ڈال رکھے تھے، ان میں بھی کمی کی ، نیز کسانوں کی شخصی غلامی کو بھی ختم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔

جوزف چاہتا تھا کہ آسٹریا کی کچھ زمینیں دے کر ان کے بدلے میں دوسری زمینیں لے لے، لیکن جرمنی کے شہزادوں نے شہنشاہ کی اس سکیم کے خلاف ۱۷۸۵ء میں جتھا بنا لیا ۔

لیوپولڈ ثانی ۱۷۹۰ء میں جوزف فوت ہوا تو اس کا بھائی لیوپولڈ دوم شہنشاہ بنا ۔ بلجیم میں بغاوت ہوئی ، جسے دبا دیا گیا ۔ پرانا دستور اور پرانے حقوق بحال کر دیے گئے ۔ پروشیا کے ساتھ لڑائی کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا ، اس لیے کہ شاہ پروشیا نے سلطنت ترکی سے معاہدہ کر لیا تھا ، جس کا مدعا یہ تھا کہ ترکوں کے لیے آسٹریا اور روس سے بہتر شرائط منظور کرائی جائیں ۔ اس خطرے کی روک تھام کے لیے کانفرنس ہوئی جس میں حالات درست کر دیے گئے ۔

رُوس

پیٹر کے پیشرو پہلے بتایا جا چکا ہے کہ رومانوف خاندان میں سے مائیکل روس کا تاج دار بن گیا تھا۔ اس کی وفات پر اس کا بیٹا الیکسس بادشاہ بنا۔ اس کے عہد میں بدامنی جاری رہی۔ ماسکو میں خوفناک بغاوت ہوئی۔ ۱۶۴۹ء میں قومی اسمبلی بلائی گئی، جس نے نیا قانون منظور کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نظم و نسق کو بہتر بنایا جائے اور مختلف خرابیاں حذف ہو جائیں۔ ۱۶۵۴ء میں پولینڈ سے جنگ ہوئی جو ۱۶۶۷ء تک جاری رہی۔ یہ جنگ یوکرین کے لیے شروع ہوئی تھی۔ آخر صلح ہو گئی۔ روس نے سمولنسک کا علاقہ نیز مشرقی یوکرین لے لیے، جن میں شہر کیف بھی شامل تھا۔

۱۶۷۰ء میں جنوبی و مشرقی روس کے دھقانوں نے بغاوت کی۔ کاسک سردار سٹیفن رزین۱ اس بغاوت کا سالار تھا، لیکن اسے دبا دیا گیا۔ بعد ازاں زار نے قومی اسمبلی سے مشورہ لینا چھوڑ دیا۔ اس اثناء میں مغربی تہذیب و تمدن کے اثرات بڑی تیزی سے روس پہنچنے لگے۔

۱۶۷۶ء میں الیکسس کی وفات پر اس کا بیٹا تھیوڈور سوم

۱- Stephen Razin -

تخت نشین ہوا ۔ اس کے عہد میں ترکوں سے پہلی مرتبہ لڑائی شروع ہوئی ۔ ۱۶۸۲ء میں آئی‌ون پنجم کو زار بنایا گیا ۔ یہ الیکسس کی پہلی بیوی کا لڑکا تھا ، لیکن الیکسس کی دوسری بیوی کے لڑکے پیٹر اول کو بھی حکومت کے کارو بار میں شریک کر دیا گیا ۔

پیٹر اعظم ۱۶۸۹ سے ۱۷۲۵

پیٹر نے بہت جلد پورا نظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیا اور وہ مختار کل بن گیا ، اگرچہ آئی ون اس مختاری کے بعد بھی سات سال زندہ رہا ۔ پیٹر کا عہد روس کی تاریخ میں بے حد اہم ہے ۔ اس نے سب سے پہلے چین کے ساتھ معاہدہ کیا ۔ واقعہ یہ ہے کہ روسی دریائے امور(۱) کے علاقے میں گھس گئے تھے ، جو سلطنت چین کا حصہ تھا ۔ معاہدے کے بعد وہ اس علاقے سے نکل گئے ۔ ۱۶۹۶ء میں پیٹر نے اس قلعے کے لیے جنگ کی جو بحیرہ کریمیا کے تعلق میں خاص اہمیت کا مالک تھا ۔

۱۶۹۷ء میں پیٹر نے بھیس بدل کر فرانس ، انگلستان وغیرہ کا سفر کیا ۔ اس کی ایک غرض یہ تھی کہ یورپی طاقتوں کو متحد کرکے ترکوں کے خلاف مذہبی جنگ کا بندوبست کرے ، لیکن ساتھ ساتھ وہ دیکھتا رہا کہ مغرب کی کون کون سی چیزیں جلد سے جلد روس میں جاری کی جا سکتی ہیں ۔ ۱۶۹۸ء میں ماسکو کی فوج نے بغاوت کر دی تھی ۔ اسے دبانے کے لیے پیٹر لوٹا ۔ پھر اس نے ایک طرف اصلاحات جاری کر دیں ۔ دوسری طرف سویڈن کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہونے لگا ، اس لیے کہ بحیرہ بالٹک کے ساحل کے متعلق سویڈن سے کشمکش چلی آتی تھی ۔

۱۔ Amur ۔ یہ ایک دریا ہے جو منگولیا سے نکل کر منچوریا کی سرحد کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا بحیرہ آکوٹسک میں گرتا ہے ۔

یورپی طاقتیں ترکوں کے خلاف لڑائی کے لیے تیار نہ ہوئیں اور پیٹر نے ۱۷۰۰ء میں ترکوں سے صلح کر لی۔

سویڈن سے جنگ ہوئی، جس کے حالات سویڈن کے ضمن میں بیان کیے جائیں گے۔

۱۷۱۰ء میں ترکی سے جنگ ہوئی، لیکن ۱۷۱۱ء میں صلح ہو گئی اور پیٹر نے کریمیا کا علاقہ ترکوں کو دے دیا۔

۱۷۲۱ء میں روس اور سویڈن کے درمیان معاہدہ ہوا، جس کے مطابق روس کو لوونیا۱، آسٹونیا۲، انگرمین لینڈ۳، کریلیا۴ کا ایک حصہ اور عیرہ بالٹک کے بہت سے جزیرے مل گئے۔ اس طرح پیٹر کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی، یعنی یہ کہ بحیرۂ بالٹک کے ذریعے سے وہ مغرب سے گہرے تعلقات پیدا کر سکے اور یورپ کی بڑی طاقتوں میں شامل ہو جائے۔

داخلی اصلاحات پیٹر نے نظام حکومت کو مرکزی حیثیت دے دی۔ پورے اختیارات اپنے قبضے میں لے لیے۔ پرانی نمائندہ کونسل ختم کر دی گئی اور اس کی جگہ ۱۷۱۱ء میں ایک سینٹ بنا دیا، جس کے نو ممبر ہوتے تھے۔ سینٹ کے ممبروں کو زار خود نامزد کرتا تھا۔ ۱۷۱۸ء میں حکومت کے نئے محکمے قائم ہوئے۔ امراء پہلے اپنے آپ کو حکومت کے حصہ دار سمجھتے تھے، پیٹر نے انہیں سلطنت کے خدمت گاروں کی حیثیت میں کار و بار پر لگایا۔ تجارت کی حوصلہ افزائی کی۔ صنعت و حرفت اور تعلیم پر خاص زور دیا۔ اس وقت تک کلیسا

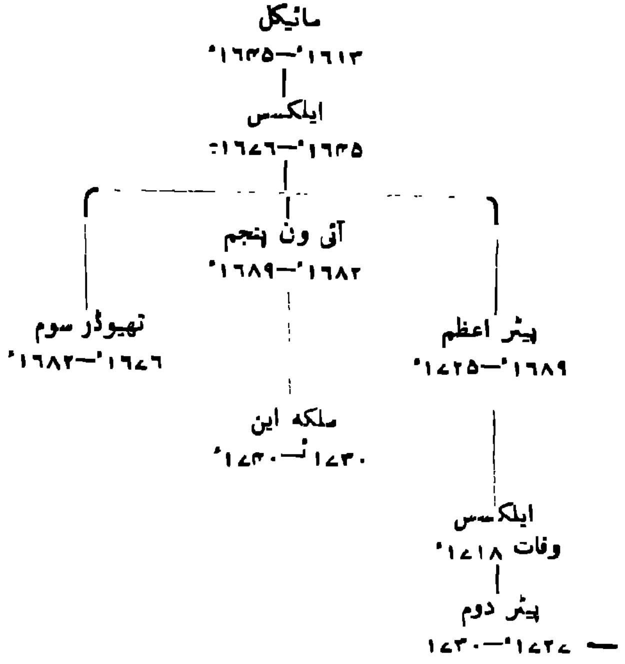
۱- Livonia -

۲- Estonia -

۳- Ingermanland -

۴- Carelia -

شاہان روس
(رومانوف خاندان)



نوٹ : پیٹر اعظم کے بعد دو سال اس کی بیوی حکمران رہی (کیتھرائن اول ۱۷۲۵ء—۱۷۲۷ء) - پیٹر دوم کے بعد آئی ون پنجم کی بیٹی ملکہ بنی ، پھر پیٹر کی لڑکی ایلزبتھ نے (۱۷۴۱ء—۱۷۶۲ء) حکومت کی - اس نے اپنی بہن (پیٹر کی دوسری بیٹی) کے بیٹے کو ولی عہد بنایا - وہ پیٹر سوم کے لقب سے بادشاہ بنا ، لیکن اس کی بیوی کیتھرائن نے اسے نظربند کر دیا اور خود کیتھرائن دوم کے لقب سے حکمران رہی (۱۷۶۲ء—۱۷۹۶ء) - پیٹر کے بعد وہ روس کی دوسری عظیم الشان حکمران تھی -

بطریق اعظم[۱] کے ماتحت تھا ۔ پیٹر نے بطریق اعظم کا عہدہ اڑا دیا اور اس کی جگہ ایک مجلس مقرر کی جس میں اسقف شریک ہوتے تھے لیکن اس کی صدارت غیر مذہبی آدمی کرتا تھا ۔ اس طرح کلیسا حکومت کے زیر اثر آگیا ۔ ۱۷۲۵ء میں پیٹر فوت ہوا ۔ اگرچہ اس کی اصلاحات بعض صورتوں میں نا مکمل رہیں تا ہم ان سے روس میں قومی زندگی کا عام جذبہ پیدا ہو گیا ۔

پیٹر کے جانشین

پیٹر کا بیٹا اس کی پالیسی کا سخت مخالف تھا، اس لیے اسے قید کر دیا گیا ۔ وہ ۱۷۱۸ء میں بحالت قید ہی مر گیا ، چونکہ اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لیے پیٹر نے فیصلہ کر دیا کہ ہر تاجدار جسے چاہے اپنا جانشین بنا سکتا ہے ۔ وہ ابھی کسی کو نامزد نہ کر سکا تھا کہ وفات پا گیا اور شاہی محل کے افسروں نے اس کی دوسری بیوی کیتھرائن کو ملکہ بنا دیا ۔ کیتھرائن نے پیٹر کے پوتے یعنی الیکسس کے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا جو ملکہ کی وفات کے وقت صرف بارہ سال کا تھا ۔ وہ بھی بہت جلد فوت ہو گیا ۔ ۱۷۳۰ء میں آئی ون پنجم کی بیٹی این ملکہ بنی ۔ اس کے عہد میں ترکوں سے جنگ ہوئی جو تین سال جاری رہی ۔ فرانس کی مداخلت سے صلح ہوئی اور روس ایزوو کے سوا تمام فتوحات سے دست بردار ہو گیا ۔

این کے بھی کوئی اولاد نہ تھی ، للھذا اس نے اپنی بہن کیتھرائن کے نواسے کو آئی ون ششم کے لقب سے بادشاہ بنا دیا ۔ وہ ایک سال میں فوت ہو گیا تو پیٹر کی لڑکی ایلزبتھ ملکہ بن گئی۔ اس نے کوئی بارہ سال حکومت کی ۔ سویڈن سے جنگ ہوئی اور فن لینڈ میں روس نے کچھ اور علاقہ لے لیا ۔ ھفت سالہ جنگ کے

۱- Patriarch ۔ اس سے مقصود ہے آرتھوڈکس مسیحیوں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا ۔

حالات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

کیتھرائن دوم

ایلزبتھ نے اپنی بہن کے بیٹے کو جانشین نامزد کیا تھا اور اس کی شادی جرمنی کی شہزادی سوفیا سے ہوئی تھی، جس کو شادی کے بعد کیتھرائن کا نام دیا گیا تھا۔ ۱۷۶۲ء میں ایلزبتھ فوت ہوئی تو اس کا بھانجا پیٹر سوم کے لقب سے زار بنا، لیکن چھ مہینے میں ایک فوجی بغاوت ہوئی۔ پیٹر معزول ہو گیا اور اس کی بیوی کیتھرائن ملکہ بنی، جسے عظمیٰ کا لقب حاصل ہے۔ پیٹر اعظم کے بعد روس کی یہ دوسری بڑی فرماں روا تھی، جس نے ملک کی عظمت کو چار چاند لگا دیے اور پیٹر کا شروع کیا ہوا کام تکمیل پر پہنچا دیا۔ اس کے عہد میں ترکوں سے بار بار لڑائیاں ہوئیں۔ کریمیا کو ۱۷۸۳ء میں سلطنت روس کے اندر شامل کر لیا گیا۔ ۱۷۸۵ء میں ایک فرمان جاری کیا جس کے مطابق امراء کے تمام حقوق تسلیم کر لیے گئے، لیکن کسانوں کے لیے کچھ نہ کیا۔ کیتھرائن ہی کے عہد میں پولینڈ تقسیم ہوا، جس کا بڑا حصہ روس کو مل گیا۔ تفصیل پولینڈ کے حالات میں بیان کی جائے گی۔ کیتھرائن ہی کے عہد میں روس کے اندر سب سے پہلی انقلابی کتاب شائع ہوئی جس کا مصنف الیگزانڈر رادس چیف[1] تھا۔ کتاب کا نام تھا "پیٹرز برگ سے ماسکو تک سفر" لیکن اس میں نظام حکومت کی تمام نمایاں خرابیاں کھول کر بیان کر دی گئی تھیں، چنانچہ غریب مصنف کو ۱۷۹۰ء میں گرفتار کر کے سائبیریا جلا وطن کر دیا گیا۔

۱۔ Alexander Radishchev -

پال اوّل
۱۷۹۶ سے ۱۸۰۱

۱۷۹۶ء میں کیتھرائن کی وفات پر اس کا بیٹا پال مسندنشین ہوا ۔ یہ بڑا ظالم شخص تھا اور اس کا دماغ بھی غیر متوازن تھا ۔ اس نے ایک بڑا اچھا کام کیا ، یعنی کسانوں کی غلامی کی مصیبتیں کم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ ایک فرمان جاری کیا جس کے رو سے ہدایت جاری کر دی کہ امیر اپنے کسانوں سے ہفتے میں تین دن کام لے سکتا ہے ۔ اس نے پیٹر اعظم کا قانون جانشینی بھی توڑ دیا اور حکم دے دیا کہ کسی بادشاہ کو سلسلۂ نسب کے خلاف اپنی مرضی سے جانشین نامزد کرنے کا اختیار نہ ہوگا ۔ ۱۷۹۹ء میں روس نے فرانس کے خلاف یورپی طاقتوں کے اتحاد کا ساتھ دیا ۔ ۱۸۰۱ء میں محل کے اندر انقلاب ہوا جس میں پال مارا گیا اور اس کا بیٹا ایلگزانڈر زار بنا ۔

ہالینڈ

تجارت کا عہدزریں

سترھویں صدی کے نصف اول میں ھالینڈ ھسپانیہ کے قبضے سے آزادی حاصل کرنے میں لگا رھا ۔ یہی زمانہ ہے جسے اس کی تجارت اور علوم و فنون کا سنہری زمانہ سمجھنا چاھیے ۔ ھسپانیہ نے پرتگال پر قبضہ جما لیا تو لزبن سے تجارت کا دروازہ بند ھوگیا ۔ ولندیزوں نے ۱۶۰۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی اور مشرق کے ساتھ اپنے تجارتی تعلقات پیدا کر لیے۔ ۱۶۱۹ء میں انھوں نے جاوا میں بٹاویا کے اندر اپنا مرکز بنایا ، جسے آجکل جکارتا کہتے ھیں۔ ۱۶۳۸ء سے ۱۶۵۸ء تک پرتگیز سیلون سے نکالے گئے - ۱۶۴۱ء میں ولندیزوں نے ملاکا ان سے لے لیا اسی طرح ولندیز راس امید اور سماٹرا پر قابض ھو گئے ۔

۱۶۲۱ء میں ویسٹ انڈیا کمپنی بنی اور اسے بھی امریکہ اور افریقہ میں وسیع تجارتی تعلقات پیدا کرنے کا موقع مل گیا ۔ اگرچہ خاندان اورینج کو رسمی حیثیت میں عام فرماں روائی کا منصب حاصل تھا ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولندیز ھر اقتدار کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے اور مختلف علاقوں کی خود مختاری بحال تھی۔

خاندان اورینج ۱۶۴۷ء میں خاندان اورینج کا ولیم ثانی فرمانروا بنا ۔ وہ چاہتا تھا کہ تمام اختیارات اپنے قبضے میں لے لے اور مجلس شوریٰ سے اس کے جھگڑے شروع ہو گئے۔ اس نے بعض لیڈروں کو گرفتار کر لیا ۔ ایمسٹرڈم پر حملہ کر دیا اور اپنے حقوق منوا لیے ، لیکن وہ جلد وفات پا گیا ۔ اس کا بیٹا اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا ۔ کوئی اس کی جگہ لینے والا نہ تھا اور حالات پہلے کی طرح رہے ۔

اسی اثناء میں انگریزوں اور ولندیزوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ پھر پرتگال سے کشمکش شروع ہو گئی ۔ فرانس و انگلستان کے درمیان بھی کشمکش ہوتی رہی ۔ ۱۶۷۲ء میں ولیم دوم کے بیٹے ولیم سوم نے شہنشاہ آسٹریا کی مدد سے فرانسیسیوں کے خلاف استقلال سے لڑائی جاری رکھی ۔ ولیم خود چارلس اول شاہ انگلستان کی بیٹی کے بطن سے تھا اور اس نے جیمز دوم شاہ انگلستان کی بیٹی میری سے شادی کر لی تھی ۔ اس طرح ۱۶۸۸ء میں اسے انگلستان کا تخت مل گیا ۔ ۱۷۰۲ء میں وہ فوت ہوا تو اس کے کوئی اولاد نہ تھی اور نساؤ[۱] کا خاندان ، خاندان اورینج کے حقوق کا وارث بنا رہا ۔ چنانچہ اس خاندان میں سے ولیم چہارم اور ولیم پنجم یکے بعد دیگرے فرماں روا بنے ۔

۱۷۹۳ء میں فرانس نے جمہوریہ ہالینڈ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور فرانسیسی فوجیں سارے ملک میں پھر نکلیں ۔ ولیم پنجم انگلستان بھاگ گیا ۔ جاوا میں فرانس کے نمونے کی ایک جمہوریت قائم ہو گئی ۔ ۱۸۰۶ء میں نپولین نے اپنے بھائی لوئی کو ہالینڈ کا بادشاہ بنا دیا ۔ لوئی کو نپولین کی پالیسی سے اختلاف تھا ، اس لیے اس نے بادشاہی چھوڑ دی اور ۱۸۱۰ء میں ہالینڈ سلطنت فرانس کا جزو بن گیا۔

۱- Nassau -

سکنڈے نیویا

سویڈن

سویڈن کا بادشاہ گسٹاوس ایڈالفس بڑا جوان مرد تھا۔ اس نے سی سالہ جنگ سے فائدہ اٹھا کر سویڈن کو اول درجے کی قوت بنا دیا اور بحیرہ بالٹک کے پورے حلقے کو اپنے اقتدار میں لے لیا ۔ اس عہد میں سویڈن کے بادشاہوں کی کوشش یہ رہی کہ پولینڈ پر اپنا اقتدار قائم کر لیں ۔ اس کے بعد چارلس دھم اور چارلس یازدھم یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے ۔ پولینڈ اور ڈنمارک سے ان کی لڑائیاں جاری رہیں ۔

چارلس دوازدہم

۱۶۹۷ء میں چارلس دوازدھم تخت نشین ہوا ۔ یہ اپنے زمانے کا بہت مشہور جرنیل تھا ۔ اگرچہ تخت نشینی کے وقت صرف پندرہ سال کی عمر تھی ، لیکن اس نے اپنی قابلیت سے بڑی ناموری حاصل کی ۔ ۱۷۰۰ء میں روس کے خلاف لڑائی شروع کر دی ۔ ڈنمارک کو بھی ہراساں کر کے کچھ علاقے لے لیے اور روسیوں کو ناروا کے مقام پر شکست فاش دی ۔ پھر وہ ریگا کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ آئندہ چھ سال اس نے پولینڈ کو شکست دینے میں صرف کر دیے ۔ اس سلسلے میں سیکسنی پر بھی حملہ کیا ۔

۱۷۰۹ء میں پول ٹاوا۱ کے مقام پر روس کے ساتھ ایک اور لڑائی ہوئی ، جس میں چارلس نے شکست کھائی اور اس کی فوج کا بڑا حصہ یا تو مارا گیا یا اسیر ہو گیا ۔ چارلس نے ترکی میں پناہ لی اور ترکوں کو روس کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا ۔ ۱۷۱۱ء میں ترکی اور روس کے درمیان صلح ہو گئی ، جس میں ایزوو کا علاقہ ترکوں کو واپس مل گیا اور چارلس کو سویڈن واپس جانے کی اجازت دے دی گئی ۔ چارلس نے یہ صلح منظور نہ کی اور مزید تین سال ترکی ہی میں بیٹھا رہا ۔ اس اثناء میں پیٹر بحیرہ بالٹک کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو گیا ۔ آخر ۱۷۱۳ء میں چارلس ہنگری اور جرمنی کے راستے سویڈن پہنچا ۔ لڑائی جاری رہی ۔ ۱۷۱۸ء میں ناروے کے خلاف چارلس نے ایک مہم بھیجی ، اسی میں وہ مارا گیا اور اس کی بہن مسند نشین ہوئی ۔ ۱۷۲۱ء میں جنگ ختم ہو گئی ۔ سویڈن ، سیکسنی اور پولینڈ کی پہلی حدیں بحال کر دی گئیں ۔ ہینوور کو وردن کا علاقہ دے دیا گیا ، البتہ اس پر دس لاکھ تھیلر (ایک سکہ) کا تاوان ڈال دیا گیا ۔ پروشیا کو سٹیٹن اور مغربی پومیریتیا نیز بعض جزیرے دیے گئے اور اس نے سویڈن کو بیس لاکھ تھیلر دینے کا اقرار کیا ۔ ڈنمارک کے تمام علاقے اسے مل گئے ۔

اس کے بعد سویڈن پھر معمولی حیثیت اختیار کر گیا ۔ ۱۷۹۲ء میں اس کا بادشاہ گستاوس سوم اپنے ہاں کے ایک امیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ڈنمارک اور ناروے کے حالات میں کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ۔

۱- Poltava -

پولینڈ

تقسیم در تقسیم

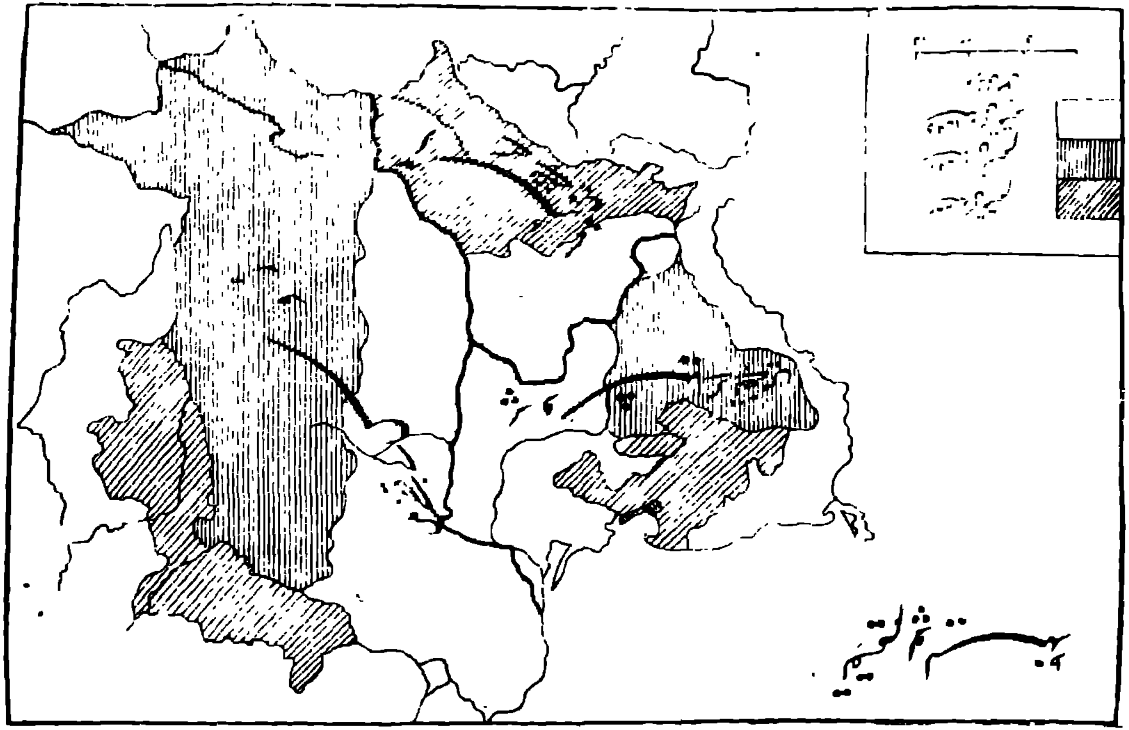
پولینڈ کو مسلسل آس پاس کی حکومتوں سے لڑائیاں پیش آتی رہیں، جن کا ذکر آسٹریا، جرمنی روس اور سویڈن کے سلسلے میں آ چکا ہے۔ یہاں صرف اتنا بتانا باقی ہے کہ روس، پروشیا اور آسٹریا نے ۱۷۷۲ء سے ۱۷۹۵ء تک اس ملک پر تین مرتبہ تقسیم کا عمل جاری کیا۔ یہاں تک کہ اس کا وجود ختم ہو گیا۔ تقسیم کی سرسری کیفیت یہ ہے:

پہلی تقسیم

۵ اگست ۱۷۷۲ء کو ہوئی۔ اس میں روس کو جو علاقہ ملا، وہ اٹھارہ لاکھ باشندوں پر مشتمل تھا۔ آسٹریا کو ستائیس لاکھ اور پروشیا کو چار لاکھ سولہ ہزار۔ بہ حیثیت مجموعی پولینڈ کا ایک تہائی علاقہ اور تقریباً نصف باشندے الگ ہو گئے۔

دوسری تقسیم

۲۳ جنوری ۱۷۹۳ء کو ہوئی جس میں روس نے لتھوانیا اور بہت سا مغربی یوکرین لے لیا۔ ان علاقوں کے باشندوں کی تعداد تیس لاکھ تھی۔ پروشیا نے ڈانزگ، تھارن اور پولینڈ کے مزید حصے لے لیے۔ ان علاقوں کے باشندوں کی تعداد گیارہ لاکھ تھی۔ روس نے یہ بھی منوا لیا کہ جب وہ چاہے گا اپنی فوجیں پولینڈ میں بھیج دے گا اور دوسری



طاقتوں کے ساتھ پولینڈ کے تعلقات اسی کے زیر ہدایت قائم ہوں گے ۔

تیسری اور آخری تقسیم

تیسری اور آخری تقسیم ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو عمل میں آئی ۔ روس نے لتھوانیا اور یوکرین کے بقیہ علاقے لے لیے ۔ ان کے باشندوں کی تعداد بارہ لاکھ تھی ۔ پروشیا نے میزوویا[۱] اور وارسا لے لیے ۔ ان علاقوں کے باشندے دس لاکھ تھے ۔ آسٹریا کو باقی پولینڈ مل گیا ، جسے عام طور پر کراکو کا علاقہ کہا جاتا ہے ۔ اس کے باشندے بھی دس لاکھ تھے ۔

اس طرح پولینڈ کا وجود ختم ہو گیا ۔ پہلی جنگ یورپ کے بعد اسے پھر زندہ کیا گیا مگر دوسری جنگ یورپ میں اس پر نہایت خوفناک آفتیں آئیں ، جن کی تفصیل موقعے پر پیش ہوگی ۔

۱- Mazovia -

جنوبی امریکہ

تسخیر اور آبادکاری کی کیفیت

امریکہ کے جس حصے کو بعد میں لاطینی۱ یا ہسپانوی و پرتگیزی امریکہ کہنے لگے، اس کی تسخیر اور آبادکاری کا سلسلہ ابتداء سے سولھویں صدی تک بڑی ترتیب کے ساتھ جاری رہا اور اس میں وہ تمام علاقے شامل تھے جو شمال میں نیو میکسیکو۲ اور فلاریڈا۳ سے شروع ہو کر

۱- Latin America - یہ اصطلاح امریکہ کے ان حصوں کے لیے استعمال ہوتی ہے، جہاں ہسپانیہ اور پرتگال کی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ دونوں زبانیں لاطینی الاصل ہیں۔ عمومی حیثیت میں اس سے مراد جنوبی امریکہ، وسطی امریکہ اور میکسیکو ہیں۔

۲- New Mexico - جمہوریۂ امریکہ کی ایک ریاست جو میکسیکو اور کولوریڈو کے درمیان ہے۔

۳- Florida - جمہوریۂ امریکہ کی ایک ریاست جو جنوب مشرق میں واقع ہے۔

جنوب میں چلی ۱ اور یوروگوے ۲ تک آتے ھیں ۔ یہ تمام علاقے حکومت ھسپانیہ کے ماتحت تھے ۔ برازیل کو اس لیے الگ رکھا گیا کہ اس پر پرتگیز قابض ھو گئے تھے ۔ تمام فاتحین کی طرح ھسپانیہ کی غرض بھی یہ تھی کہ سلطنت زیادہ سے زیادہ وسیع ھو جائے ، آمدنی بہت بڑھ جائے اور مسیحیت کی اشاعت کی جائے ۔ جن لوگوں نے موقعے پر فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو زیادہ دولت اور عزت حاصل کرنا چاھتے تھے ۔ ایسے من چلے بھی تھے جو بڑے کارناموں کے شوق میں ھر قسم کے خطرے مول لینے کے لیے تیار تھے اور ایسے بھی تھے جو چاھتے تھے کہ مسیحیت کی اشاعت سے ھسپانیہ کے تاج کو عزت کے چاند لگائیں ۔ ان انفرادی فتوحات کے سلسلے میں حکومت کو زیادہ رقمیں نہ خرچ کرنی پڑیں ، اس لیے کہ مختلف من چلے لوگ خود ھی مہموں کا انتظام کرکے نئے علاقوں پر قابض ھو جاتے تھے ۔ اس طرح انھیں دولت بھی مل جاتی تھی اور یہ اُمید بھی ھوتی تھی کہ جو علاقے وہ فتح کریں گے ، حکومت کی طرف سے ان میں حکمرانی کا پروانہ مل جائے گا ۔

جیسے جیسے علاقے فتح ھوتے گئے حکومت ان کا کنٹرول اپنے قبضے میں لیتی رھی ۔ مذھبی پیشواؤں نے وھاں پہنچ کر حکومت کی سر پرستی میں اپنا مستقل نظام قائم کر لیا ۔

اس میں بھی شبہ نہیں کہ فتوحات کے سلسلے میں ھسپانویوں

۱۔ Chile ۔ جنوبی امریکہ کی ریاست جو مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ انتہائے جنوب تک جاتی ھے ۔

۲۔ Uruguay ۔ جنوبی امریکہ کی ریاست ، جو برازیل کے جنوب اور ارجنٹینا کے مشرق میں واقع ھے ۔

نے بڑی بے دردی اور سنگدلی سے کام لیا ۔ مرکزی حکومت کی روش مقامی آبادیوں کے متعلق اچھی تھی یا بری، لیکن جو آدمی موقع پر موجود تھے ان کی غرض ہر حال یہی تھی کہ خود بھی دولت سمیٹیں اور حکومت کو بھی زیادہ سے زیادہ مال غنیمت دیں ۔ سونا اور چاندی سرکاری آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تھے ۔ کھیتی باڑی اور مویشی کی پرورش کے لیے بھی خاص انتظامات ہوئے ۔ تجارت نے بھی بڑی ترقی کی اور ایک حد تک مقامی صنعتیں بھی فروغ پا گئیں ۔ بعض نو آبادیاں صرف کھیتی باڑی اور مویشی کی پرورش کے لیے موزوں تھیں ، مثلاً چلی ، یوروگوے اور یوکاٹان۱ ۔ آبادی کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے شہر بھی جا بجا بنتے گئے ۔ مقامی آبادی کے بعض گروہ پہلے ہی تہذیب و تمدن میں خاصا اونچا درجہ حاصل کر چکے تھے ، ان پر مسیحیت کا اثر پڑا ، نیز یورپی ثقافت وہاں پہنچی تو آبادی میں نہایت اہم مجلسی اور ثقافتی سرگرمیاں شروع ہوئیں ۔

آبادکاری کا آغاز

آبادکاری کا آغاز ان جزائر سے ہوا ، جنھیں ویسٹ انڈیز کہتے ہیں ۔ سب سے پہلے اس جزیرے میں آبادی شروع ہوئی جس کا نام ہسپانیولا۲ رکھا گیا ۔ اور سانٹوڈومنگو۳ وہاں کی حکومت کا مرکز تھا ۔ ۱۵۰۱ء سے حبشی غلام وہاں پہنچنے لگے ۔ وہاں کی مقامی آبادی جنگ و جدال ، غلامی اور بیماریوں کے باعث جلد سے جلد ناپید ہو گئی ۔ ۱۵۰۸ء سے ۱۵۱۵ء تک آس پاس کے جزیرے مسخر کر لیے گئے ۔ آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھتا گیا ، یہاں تک کہ آبادکار وسطی امریکہ میں پہنچ گئے ۔ پاناما۴ کی بنیاد رکھ دی گئی اور

۱- Yucatan - ۲- Hispaniola -
۳- Santo Domingo - ۴- Panama -

اس خاکنائے کے دونوں طرف بحری راستے قائم کر لیے گئے ۔ درجہ بہ درجہ پورا وسطی امریکہ ۱۵۳۱ء تک ھسپانیہ کے قبضے میں آ گیا ۔

جنوبی امریکہ کی تسخیر

جنوبی امریکہ کی آبادکاری کا سلسلہ اس کے شمالی ساحل سے شروع ھوا اور سب سے پہلے وینزولا۱ میں قدم جمائے گئے پھر مغربی ساحل پر پیرو۲ کی طرف توجہ ھوئی ۔ اس لیے کہ معلوم ھو چکا تھا وھاں انکاؤں نے ایک سلطنت قائم کر رکھی ھے ، جس میں دولت کی ریل پیل ھے ۔ آھستہ آھستہ پیرو بھی مسخر ھو گیا ۔ فرانسسکو ایلواریز۳ نے اپنی حکومت کے زمانے میں اس ملک کا نظم و نسق درست کیا ، قانون بنائے ، کان کنی کو ترقی دی ۔ اسی کی حکومت کے زمانے میں انگلستان کے امیرالبحر فرانسس ڈریک نے پیرو کے ساحل پر چھاپا مارا تھا ۔

اب کیفیت یہ تھی کہ بعض لوگ سرکاری حیثیت میں مختلف علاقوں پر حملے کرتے تھے اور بعض کو مختلف تاجر تجارتی مقاصد کے لیے نئے نئے مقامات پر آبادیاں قائم کرنے کے لیے بھیج دیتے تھے ۔ چنانچہ اسی طرح ایک منچلے آدمی نے ارجنٹینا کے دارالحکومت بیونس آئرس۴ کی بنیاد ڈالی ۔ ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ وھاں سے خشکی کے راستے پیرو پہنچیں ۔

میکسیکو کی تسخیر

میکسیکو کی تسخیر کے لیے ابتدائی کوشش ۱۵۱۸ء میں ھوئی ۔ کارٹیزہ۵ پہلی مہم کا سالار مقرر

۱- Venezuela - ۲- Peru -
۳- Francisco Alvarez - ۴- Buenos Aires -
۵- Cortes -

ھوا، اس کے ساتھ چھ سو فوجی ، سترہ گھوڑے اور دس توپیں تھیں۔ وہ کیوبا سے روانہ ھوا اور یوکا ٹان کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے اس نے پہلے ٹیبےکوا کو مسخر کیا ، پھر وہ اس مقام پر پہنچ گیا جہاں اس نے ویرا کروز ۲ کی بنیاد رکھی ۔ وھاں پہنچتے ھی اس نے اپنے آپ کو براہ راست تاج کا نمائندہ قرار دیا ۔ سپاھیوں نے اسی کو حاکم اعلیٰ چن لیا اور وھاں سے نمایندے ھسپانیہ بھیج دیے ، تاکہ بادشاہ سے نمایندگی کا پروانہ لے آئیں ۔

اس مقام پر ازٹکوں کی سلطنت تھی ، جن کا ذکر پہلے آ چکا ھے ۔ کارٹیز نے ازٹکوں کے حاکم مانٹ زوماس سے گفت و شنید شروع کر دی ۔ اس اثناء میں اس نے ٹوٹو نیک۴ قبیلے کو اپنے ساتھ ملا لیا ، جسے ازٹکوں نے اپنا باج گذار بنا رکھا تھا اور ازٹکوں کے مرکز کی طرف روانہ ھو گیا ۔ وہ مرکز میں پہنچا تو بڑی آؤ بھگت ھوئی ۔ کارٹیز نے دیسی حاکم کو قید کر لیا اور تمام بڑے بڑے سرداروں سے تاج ھسپانیہ کی اطاعت کا حلف اٹھوا لیا ۔ اس کے بعد بھی لڑائیاں ھوئیں ، لیکن انجام کار ھسپانوی کامیاب ھوئے ۔ انھوں نے ازٹکوں کا دارالحکومت برباد کر دیا اور اس کی جگہ میکسیکو کی بنیاد رکھی ۔ اس علاقے کا نام نیا ھسپانیہ رکھا گیا اور میکسیکو اس کا دارالحکومت قرار پایا ۔ شاہ ھسپانیہ نے کارٹیز ھی کو اس کا گورنر اور سالار اعظم بنا دیا ۔

جنوبی اور شمالی سمتوں میں توسیع

اس کے بعد وسطی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے باقی

۱- Tabasco ۔ جنوبی میکسیکو کا مشرقی ساحلی علاقہ ۔
۲- Vera Cruz ۔ ۳- Montezuma ۔
۴- Totonac ۔

حصوں کی تسخیر اور آباد کاری شروع ہو گئی - ۱۵۴۶ء میں مایاؤں نے شدید بغاوت کی ، جو بڑی سختی سے دبا دی گئی - غرض سولھویں صدی کے آخر تک ہسپانویوں کی سلطنت پورے وسطی اور جنوبی امریکہ میں پھیل گئی - باقی حصے پرتگیزوں نے سنبھال لیے-

ہسپانیہ کا استعماری نظام

امریکی مقبوضات میں آبادکاری کی نگرانی بڑی سختی سے کی گئی- یہودیوں مسلمانوں اور لا مذہبوں یا اُن کے اخلاف کو کہیں بسنے کی اجازت نہ تھی - سولھویں صدی کے آغاز میں حکومت نے آباد کاری کو ہر دلعزیز بنانے کے لیے سرگرم کوششیں شروع کیں- حبشی غلاموں کی آبادی زیادہ تر جزائر غرب الہند اور جنوبی امریکہ کے شمالی حصوں تک محدود تھی - ہسپانویوں نے امریکہ پہنچ کر مقامی عورتوں سے بھی شادیاں کر لی تھیں - اس طرح ایک نئی مخلوط نسل وجود میں آ گئی - ۱۵۷۴ء میں تمام نو آبادیوں کے ہسپانوی باشندے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ نہ تھے، لیکن سولھویں صدی کے اختتام پر آبادی کی یہ کیفیت تھی :

سفید فام	بتیس لاکھ چھہتر ہزار
مخلوط نسل	ترپن لاکھ اٹھائیس ہزار
مقامی باشندے	چھہتر لاکھ تیس ہزار
حبشی غلام	سات لاکھ چھہتر ہزار

آبادی کے مختلف گروہ تھے، جن میں امتیاز قائم تھا ، یعنی :

۱- ہسپانوی افسر -

۲- وہ ہسپانوی شرفاء، جو امریکہ میں پیدا ہوے، نیز اونچے درجے کے ہسپانوی آبادکار -

۳- چھوٹے درجے کی مخلوط نسل ، عام ہسپانوی آبادکار اور مقامی رئیس -

۴۔ مخلوط نسل کے لوگ جو سفید فام باشندوں کی اولاد نہ تھے یا حبشیوں اور مقامی باشندوں کی مخلوط نسل ۔

۵۔ عام مقامی باشندے ۔

۶۔ حبشی غلام ۔

دولت اور اختیار صرف ابتدائی طبقوں کے ہاتھ میں تھا ۔

نظم و نسق حکومت کا انتظام براہ راست مرکز کے ہاتھ میں تھا ۔ ہسپانوی بادشاہ مطلق العنان تھے اور جن لوگوں نے مختلف علاقے فتح کیے وہ براہ راست ہر جگہ شاہی حکومت قائم کر دیتے تھے۔ بادشاہ ہی جج اور گورنر مقرر کرتے تھے ۔ گورنر ہی کو سپہ سالار اعظم کا عہدہ حاصل ہوتا تھا ۔ ابتداء میں اس کے سوا چارہ نہ تھا ، اس لیے کہ نئے علاقے قبضے میں لانے کی اور کوئی صورت نہ تھی ۔ چونکہ اس طرح خطرہ تھا کہ شاہی اقتدار کو گزند نہ پہنچے، لہذا جب کوئی علاقہ مسخر ہو جاتا تھا تو مسخر کرنے والے کو ابتداء میں جو اختیارات دیے جاتے تھے، وہ تکمیل تسخیر پر واپس لے لیے جاتے تھے ۔

بڑے بڑے علاقوں کے لیے حکومت کی طرف سے نائب السلطنت مقرر کیے جاتے تھے، مثلاً پیرو کا نائب السلطنت ، نئے ہسپانیہ کا نائب السلطنت ، جس کے ماتحت پاناما تک کا علاقہ تھا ۔ اسی طرح مختلف علاقوں کی الگ الگ حکومتیں بنتی گئیں ۔

حکومت کی آمدنی کا بڑا ذریعہ یہ تھا کہ زمین کے اندر سے نکلنے والی قیمتی جنسوں مثلاً سونا ، چاندی ، جواہرات وغیرہ کا پانچواں حصہ لے لیا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ چنگی اور بکری کے ٹیکس تھے ۔ اگرچہ آمدنی بہت تھی ، لیکن بہ حیثیت مجموعی یہ ہسپانیہ کی پوری آمدنی کے ایک چوتھائی حصے سے کبھی نہ بڑھی۔

کلیسائی نظام پادریوں نے وہاں پہنچتے ہی ایک مستقل کلیسائی نظام قائم کر لیا تھا ۔ کلیسا کی اپنی عدالتیں تھیں جن میں پادریوں کے مقدمات پیش ہوتے تھے۔ ۱۵۶۹ء میں ہسپانیہ کے مذھبی تعزیرات والے محکمے کی شاخیں بھی میکسیکو اور پیرو میں قائم کر دی گئی تھیں۔ مسیحیت میں بہت سے مذھبی نظام پیدا ہو گئے تھے۔ ان کے نمائندے بھی ان نوآبادیوں میں پہنچ گئے تھے۔ پادری مذھبی تبلیغ کے لیے نکلتے تو سپاھیوں کو ساتھ لے لیتے۔ جگہ جگہ مشن قائم کرتے جاتے۔ ان کے ذریعے سے کھیتی باڑی اور عام صنعت و حرفت کو بھی خاصا فائدہ پہنچا۔

اقتصادی کیفیت حکومت کے زیر سرپرستی سونے اور چاندی کی کانوں میں بڑی سرگرمی سے کام شروع ہو گیا ۔ وسطی میکسیکو اور شمالی پیرو میں چاندی کے بڑے ذخیرے ملے۔ سونا قریباً ھر حصے میں موجود تھا ۔ سولھویں صدی کے ربع ثالث میں پیرو سے جو چاندی آتی تھی وہ قیمتی دھاتوں کے پورے مجموعے کا دو تہائی ہوتی تھی ۔ زراعت نے خوب ترقی کی ۔ ھسپانیہ سے ھر قسم کے پودے ، درخت اور جانور امریکہ پہنچا دیے گئے۔ مقامی جنسوں سے مکئی ، آلو ، کپاس ، تمباکو وغیرہ کی کاشت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ۔ امریکی علاقوں میں پہلے سے کپڑے کے علاوہ لوھے کی چیزیں بنتی تھیں ۔ مٹی کے برتن بڑے اعلیٰ درجے کے بنائے جاتے تھے۔ جہاز سازی اور شکر سازی کے مشغلے بھی جاری تھے۔ ھسپانیویوں کے ماتحت یہ صنعتیں بہت ترقی کر گئیں۔

باھر سے صرف مصنوعات امریکہ جاتی تھیں اور امریکہ سے قیمتی دھاتوں یا اجناس کی برآمد ہوتی تھی ۔

علم و فن ہسپانوی امریکہ میں تعلیم بڑی حد تک اعلیٰ طبقوں کے لیے مخصوص تھی ، البتہ پادری مقامی باشندوں کو معمولی حرف شناس بنا دیتے تھے - ۱۵۵۱ء میں میکسیکو اور پیرو میں یونیورسٹیاں بنیں ، پھر ان کا سلسلہ آہستہ آہستہ پھیلتا گیا -

خاص طور پر قابل ذکر امر یہ ہے کہ امریکہ کی سابقہ تاریخ کے لیے جو مسالہ موجود تھا ، اس سے کام لینے کے لیے لوگوں نے مختلف زبانیں سیکھیں اور سارا مسالہ مرتب کر دیا - ڈرامے اور شعر کے سلسلے میں بھی خاصا کام ہوا - پہلا چھاپہ خانہ ۱۵۳۵ء میں میکسیکو کے اندر قائم ہوا تھا - فن تعمیر میں ہسپانیہ کے نمونے پیش نظر رکھے گئے -

پرتگیزی امریکہ پرتگیزوں کی توجہ مشرق مقبوضات کی طرف بہت زیادہ تھی ، اس لیے جنوبی امریکہ میں جو علاقے انھیں ملے تھے ، ان کی آبادکاری کے لیے فوری طور پر کوئی سرگرمی اختیار نہ کی گئی - جب فرانسیسیوں کی وجہ سے پرتگیزی مقبوضات کے لیے خطرہ پیدا ہوا تو ۱۵۲۱ء کے قریب تیزی سے ان مقبوضات کو آباد کرنے کا کام شروع کر دیا گیا - چنانچہ افانسو ڈی سوزا۱ کو ایک آبادکار جماعت کا لیڈر بنا کر بھیج دیا گیا اور اس نے یورپ سے گائیں ، بیل ، مختلف زراعتی جنسیں اور پھلوں کے درخت امریکہ پہنچائے - ساتھ ہی شکرسازی کی بنیاد رکھ دی - ۱۵۴۵ء میں ٹومے ڈی سوزا۲ کو سالواڈور۳ کا گورنر جنرل بنا کر بھیجا گیا - اس نے بھی آبادکاری کو بہت ترقی دی - برازیل پرتگال ہی کا

۱- Affonso de Souza -

۲- Thome de Souza -

۳- Salvador -

مقبوضہ سمجھا جاتا تھا ، لیکن فرانس ، ھالینڈ اور انگلستان مقابلے میں آ چکے تھے اور پرتگیزوں کو کشمکش کے بغیر سب کچھ سنبھال لینے کا موقع نہ مل سکا۔

جب یورپ میں لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں تو ان کا اثر محارب فریقوں کے امریکی مقبوضات پر بھی پڑتا تھا ، مثلاً ھسپانوی تاج و تخت کے لیے جنگ چھڑی تو پرتگال ، انگلستان کا رفیق تھا ، اس لیے فرانسیسیوں نے برازیل کی مختلف بندرگاھوں پر چھاپے مارے اور رایو ڈی جنیرو[۳] کو بڑی بری طرح لوٹا۔

پرتگیزوں کا استعماری نظام

پرتگیزی نو آبادیوں میں بھی نسلیں ایک دوسرے سے مل گئیں ، مثلاً پرتگیزوں نے مقامی عورتوں سے شادیاں کر لیں یا حبشیوں اور مقامی باشندوں کے درمیان شادیاں ہو گئیں۔ ۱۵۸۳ء میں آبادی کا سرسری اندازہ یہ تھا :

سفید فام باشندے	پچیس ہزار
تہذیب یافتہ مقامی باشندے	اٹھارہ ہزار
حبشی غلام	چودہ ہزار

اٹھارھویں صدی کے اختتام پر آبادی تیس لاکھ ھوگئی تھی۔ ۱۸۱۸ء میں مردم شماری کی گئی تو مندرجہ ذیل اعداد فراھم ھوئے:

سفید فام	آٹھ لاکھ پنتالیس ہزار
حبشی	اٹھارہ لاکھ ساڑھے ستاسی ہزار
مخلوط	چھ لاکھ اٹھائیس ہزار
تہذیب یافتہ مقامی	دو لاکھ انسٹھ ہزار چار سو

۳- Rio de Janeiro

نظم و نسق اور اقتصادیات پرتگیزوں کا نظم و نسق ہسپانیہ سے چنداں مختلف نہ تھا بلکہ ہسپانیہ اور پرتگال ایک تاج کے ماتحت آ گئے تو ہسپانوی انتظامات ہی عام طور پر جاری ہو گئے -

پرتگیزوں کی اقتصادی پالیسی تجارتی نظریے پر مبنی تھی اور تجارت ۱۸۰۸ء تک کاملاً پرتگیزوں کے قبضے میں تھی - ۱٦۴۹ء میں ایک کمپنی بنائی گئی تھی، جس کا نام برازیلی کمپنی تھا - اس کا مقصد یہ تھا کہ تجارت کو فروغ دے، لیکن پرتگیزوں کا اجارہ قائم رہے - اس کے بعد اور کمپنیاں بھی بنیں -

صنعت و حرفت اور زراعت پر پابندیاں عاید کر دی گئی تھیں، تاکہ پرتگال کا مقابلہ نہ ہو سکے - برازیل کی لکڑی، جواہرات کی کانوں وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا ، وہ تاج پرتگال کی ملکیت سمجھا جاتا تھا - ہسپانیہ کی طرح تمام کانوں کی پیداوار میں سے پانچواں حصہ حکومت لیتی تھی -

حریف یورپی طاقتیں بے شک ہسپانیہ اور پرتگال سب سے پہلے امریکہ کے بڑے حصوں پر قابض ہو گئے تھے، لیکن بہت جلد انھیں حریف یورپی طاقتوں کے من چلے آدمیوں سے سابقہ پڑا، جنھوں نے ہسپانوی نوآبادیوں کو لوٹنا شروع کر دیا - مثلاً فرانسس ڈریک نے بحرالکاہل کے ساحل پر چھاپے مارے - بحری قزاقوں کا ایک بڑا گروہ پیدا ہوگیا جو کسی حکومت کے ماتحت نہ تھے اور جہاں موقع پاتے تھے ہسپانوی اور پرتگیزی جہازوں کو لوٹ لیتے تھے - انگریز بحری قزاقوں میں سے هنری مارگن خاص طور پر قابل ذکر ہے ، جس نے بہت سے شہروں اور قصبوں کو لوٹا -

پھر یورپ کی جنگوں میں بھی ہسپانوی اور پرتگیزی جہازوں پر چھاپوں کا سلسلہ جاری رہا ۔ اس کشمکش میں ہالینڈ ، فرانس اور انگلستان کے جہاز رانوں نے بڑا حصہ لیا ۔

شمالی امریکہ

فرانس شمالی امریکہ کے بعض حصوں میں ہسپانوی اور پرتگیز پہنچ چکے تھے، لیکن جن شمالی حصوں کو آج کل کینیڈا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کہا جاتا ہے، ان کے مشرق حصوں میں آبادکاری کا آغاز فرانسیسیوں سے ہوا۔ سمجھا جاتا ہے کہ نارمنڈی اور برٹنی (شمالی و مغربی فرانس کے دو صوبے) کے ماہی گیر ۱۵۰۰ء کے آس پاس نیو فاؤنڈ لینڈ پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے اس خلیج کے چکر بھی لگائے جو بعد میں سینٹ لارنس کے نام سے مشہور ہوئی اور ایک جزیرے میں آباد ہونے کی بھی ناکام کوشش کی۔ ۱۵۲۴ء میں شاہ فرانس نے ایک شخص کو بھیجا، جس نے راس فیر۱ سے نیو فاؤنڈ لینڈ تک پورے ساحلی علاقے کی چھان بین کی۔ پھر شمالی امریکہ تک بحری سفروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۵۲۶ء میں دریائے سینٹ لارنس کے اندر سفر کیا گیا، جس میں کیوبک۲ اور مانٹ ریل۳ تک کا علاقہ دیکھ لیا گیا۔ ۱۵۴۱ء

۱- Cape Fear۔ یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست شمالی کیرولینا کی ایک راس ہے۔

۲- Quebec۔ ۳- Montreal۔

میں ایک امیر کو کینیڈا ، نیو فاؤنڈ لینڈ اور لیبراڈور کا نائب السلطنت بنا دیا گیا ۔ اور بعض مقامات پر نو آبادیاں قائم ہوئیں ۔

ان حالات میں یہ امر تعجب کا باعث نہ ہونا چاہیے کہ ہسپانیہ سے کشمکش کے اسباب پیدا ہو گئے ۔ ساتھ ساتھ کینیڈا کے وسطی اور مغربی حصوں میں بھی آمد و رفت کے سلسلے جاری رہے ۔ غرب الہند میں سب سے پہلی فرانسیسی آبادی ۱۶۲۵ء میں سان کرسٹوفر۱ کے نام سے قائم ہوئی ۔ ۱۶۲۶ء میں ایک کمپنی بن گئی تاکہ آبادی کو وسعت دی جائے ۔ ۱۶۳۵ء میں اس کمپنی کو توڑ کر جزائر امریکہ کی کمپنی کے نام سے ایک نئی جمعیت قائم ہو گئی ۔ اس نے بعض مقامات اپنے قبضے میں لے لیے اور جگہ جگہ نئی آبادیاں قائم کیں ۔

اس نئی سرزمین کا نام نیا فرانس رکھا گیا اور ایک نئی کمپنی وجود میں آ گئی جسے کاڈ اور وھیل مچھلی کے سوا ہر قسم کی تجارت کا اجارہ مل گیا ۔ پادری وھاں پہنچے تو انھوں نے بھی نئی زمینوں کے اکتشاف میں قابل قدر کام انجام دیا ۔ ۱۶۸۳ء میں چار سو آدمیوں کی ایک مہم اس غرض سے بھیجی گئی کہ دریائے مسس سپی۲ کے دھانے پر ایک فرانسیسی نو آبادی قائم کر دی جائے جو اول تجارتی حفاظت کا مرکز بن سکے ، دوم وھاں سے ھسپانوی مقبوضات پر حملہ ہو سکے ۔ اس مہم نے شمالی و مشرقی سمت میں چار چکر لگائے ۔ ۱۶۸۷ء میں اس مہم کا سردار اپنے ھمراھیوں کے ھاتھ سے مارا گیا اور جو نو آبادی قائم کی تھی ، اسے ۱۶۸۹ء میں مقامی

۱۔ St. Christopher ۔

۲۔ Mississippi ۔ شمالی امریکہ کا مشہور دریا جسے لمبائی کے اعتبار سے دنیا بھر میں پہلا درجہ حاصل ہے ۔

باشندوں نے تباہ کر ڈالا ۔

اب ایک طرف سے ہسپانوی پیش قدمی کر رہے تھے ، دوسری طرف سے انگریز مقابلے کے لیے میدان میں آ گئے تھے ، لہٰذا فرانسیسیوں نے ۱۶۹۹ء میں لوئیسیانا[1] کے نام سے ایک نو آبادی قائم کی ۔ بعد ازاں چند اور نو آبادیاں قائم ہو گئیں ۔

انگلستان انگریزوں نے سولھویں صدی کے نصف آخر تک امریکہ سے کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہ کی۔ ۱۵۶۲ء میں ھاکنز افریقہ سے حبشی غلاموں کا ایک جہاز بھر کر امریکہ لایا اور ہسپانویوں میں انھیں فروخت کر دیا ۔ ہسپانویوں نے اب یہ کوشش شروع کر دی کہ کسی دوسرے ملک کے جہاز غلام نہ لا سکیں اور یہ کام خود ہسپانوی جہاز انجام دیں - ۱۵۶۸ء میں ایک طوفان نے ھاکنز کے جہاز ویرا کروز کی بندرگاہ پر پہنچا دیے ، جہاں اس کے بہت سے جہاز تباہ کر دیےگئے۔ فرانسس ڈریک ھاکنز کا عزیز تھا ۔ اس نے ہسپانیہ کے تجارتی جہازوں کے خلاف جوابی کاروائیاں شروع کر دیں ۔ چنانچہ وہ ۱۵۷۷ء میں امریکہ کے انتہائی جنوبی گوشے کا چکر کاٹتا ہوا مغربی سمت میں پہنچ گیا اور کیلے فورنیا پر انگلستان کی طرف سے قبضہ کرکے اس کا نام نیو ایلبیئن[2] رکھ دیا ۔ پھر اس نے راس امید کا چکر لگایا اور بحر ھند کو عبور کرتا ہوا شرق الہند پہنچ گیا ۔ وھاں سے انگلستان گیا ۔ اس طرح وہ پہلا انگریز تھا ، جس نے پوری دنیا کا چکر لگایا ۔

۱۵۷۶ء میں ایک انگریز نے لیبراڈور کے ساحل کی دیکھ بھال کی - ۱۵۸۳ء میں ھمفرے گلبرٹ نے نیو فاؤنڈ لینڈ پر قبضہ

۱- Louisiana ۔

۲- New Albion ۔ ایلبیئن برطانیہ کا پرانا نام تھا ۔

جاپایا - ۱۵۸۶ء میں ٹامس کیوینڈش¹ نے ڈریک کے نقش قدم پر چلتے ہوے ہسپانیہ کے تجارتی جہازوں کو لوٹا اور دنیا کا چکر لگایا ۔

۱۵۸۳ء میں ورجینیا کے اندر آبادکاری شروع ہوئی - ۱۶۰۷ء میں دریاے جیمز کے دہانے پر جیمز ٹاؤن کی بنیاد رکھی گئی - اس سے پہلے ایک کمپنی بن چکی تھی ، جس کے لیے ۱۶۰۹ء میں حکومت نے نیا منشور عطا کیا - اسی طرح مختلف حصوں میں آبادیاں شروع ہو گئیں : مثلاً مساچو سیٹس۲ ، کنیکٹی کٹ۳ ، جزیرہ روڈز۴ ، میری لینڈ۵ ، ورجینیا۶ ، نیو یارک۷ ، نیو جرسی۸ ، پنسلوینیا۹ ، ڈیلا وئیر۱۰ ، جارجیا ۱۱ ، کیرولینا۱۲ - اس دوران میں ولندیزوں نے بھی آبادیاں قائم کرنے کی کوشش کی - جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے یورپ میں جو لڑائیاں ہوئیں ان کی وجہ سے نئی دنیا کی نو آبادیوں کے حالات میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہیں ، یہاں تک کہ کینیڈا اور ریاست ہاے متحدہ امریکہ کے اکثر مشرقی حصے برطانیہ کے قبضے میں آ گئے اور فرانس کی حیثیت بہت معمولی رہ گئی - عام طریقہ یہ تھا کہ نئی زمینوں کے لیے نئی کمپنیاں بن جاتیں اور

۱- Thomas Cavendish - ۲- Massachusetts -

۳- Connecticut - ۴- Rhode Island -

۵- Maryland - ۶- Virginia -

۷- New York - اس مقام کا پہلا نام نیو ایمسٹرڈم تھا - ۲۷ اگست ۱۶۶۴ء کو یہ انگریزوں کے قبضے میں آیا اور نیو یارک نام رکھا گیا -

۸- New Jersey - ۹- Pennsylvania -

۱۰- Delaware - ۱۱- Georgia -

۱۲- Carolina -

وہ مختلف لوگوں کو اپنے اپنے حلقوں میں آباد کرتی جاتیں۔ ۱۷۶۸ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ آئندہ کے لیے آبادکاری اس کی سکیموں کے مطابق خاص نگرانی میں کی جائے۔ اس زمانے میں دوسرے ملکوں کے لوگ بھی آ کر آباد ہوتے رہے۔ آبادکاروں کو مقامی باشندوں کے ساتھ بار بار لڑائیاں پیش آئیں۔ بعض اوقات آبادکاروں کا سخت نقصان ہوا، لیکن ان کا قدم آگے بڑھتا گیا اور مقامی باشندے جنھیں ''ریڈ انڈین'' کہا جاتا تھا، آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔

امریکہ کی جنگِ آزادی

آبادکاری کو فروغ حاصل ہوا تو مختلف ریاستیں وجود میں آگئیں۔ ان لوگوں نے تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت میں خاصی ترقی کر لی۔ بڑے اطمینان سے کاروبار جاری تھا۔ یہاں تک کہ برطانیہ کو اپنے مصارف کے لیے مزید روپے کی ضرورت پیش آئی اور ایسے قوانین تیار کیے گئے جن کی بناء پر اُن ریاستوں سے نئے ٹیکس وصول کرنے کا انتظام ہوا۔ ۱۷۶۳ء میں چینی کا قانون بنا۔ ۱۷۶۵ء میں اسٹام کا قانون جاری کیا گیا، جس کے مطابق تجارتی اور قانونی دستاویزوں کے علاوہ پمفلٹوں، اخباروں، جنتریوں، تاش وغیرہ پر بھی اسٹام وصول کیا جانے لگا۔ پھر ایک قانون منظور ہوا کہ اگر برطانوی فوجیوں کے لیے بارکیں کافی نہ ہوں تو انھیں سراؤں میں رہنے کا حق حاصل ہوگا۔

ان قوانین کے خلاف بعض لوگوں نے عدالتوں کے ذریعے سے چارہ جوئی شروع کر دی۔ ۷ اکتوبر ۱۷۶۵ء کو نیو یارک میں مختلف ریاستوں کے نمائندے جمع ہوئے تاکہ اسٹام کے قانون کے خلاف بادشاہ اور پارلیمنٹ کے پاس عرضداشتیں بھیجیں۔ اس اجتماع میں نو ریاستوں کی طرف سے اٹھائیس نمائندے شریک تھے اور

انھوں نے اپنے حقوق کے متعلق بھی ایک اعلان منظور کیا ۔ مارچ ۱۷۶۶ء میں یہ قانون منسوخ ہو گیا ، لیکن ساتھ ھی اعلان کر دیا گیا کہ بادشاہ پارلیمنٹ کی منظوری کے مطابق نو آبادیوں کے تعلق میں ہر قسم کے قوانین بنانے کا مجاز ہے ۔

کش مکش تیز ہو گئی

مختلف ریاستوں کی اپنی اپنی اسمبلیاں تھیں ۔ نیو یارک کی اسمبلی نے فوجیوں کے قیام کا قانون تسلیم نہ کیا ، اس وجہ سے اس اسمبلی کو معطل کر دیا گیا ۔ اس کے بعد شیشے ، سیسے ، رنگ روغن ، چائے اور کاغذ پر محصول عائد کر دیا گیا ، یعنی یہ سامان باہر سے ریاستوں میں درآمد کیا جاتا تو محصول دیا جاتا ، جس سے سرکاری افسروں کی تنخواھیں ادا کی جاتیں ۔ بوسٹن میں تاجروں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ باھر سے ایسی کوئی چیز نہ منگائیں گے جس پر محصول دینا پڑے ۔ پھر ایک درخواست بادشاہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور وزارت کو خط لکھے گئے کہ یہ محصول ھٹا دیے جائیں اور مختلف ریاستوں کے پاس اس بارے میں گشتی چٹھیاں بھی بھیج دی گئیں ۔ اتفاق سے جون ۱۷۶۸ء میں ایک ھنگامہ ھو گیا جس کی وجہ سے بوسٹن میں انگریزی فوج پہنچ گئی ۔ اھل شہر نے اس فوج کے قیام کے لیے جگہ دینے سے انکار کر دیا ۔ ۱۷۶۹ء میں پارلیمنٹ نے یہ طے کیا کہ ھنری ھشتم کا ایک پرانا قانون ازسرنو جاری کر دیا جائے ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی شخص سلطنت سے باھر غداری کا مرتکب ھو تو مقدمہ چلانے کے لیے اسے انگلستان میں لایا جائے ۔

لوگ ان واقعات کی وجہ سے بہت ناراض ھو گئے تھے اور انگریزی فوجوں کے خلاف ان میں نفرت پھیل گئی تھی ۔ چنانچہ بوسٹن میں فوجیوں سے جا بجا جھگڑے ھو گئے ، جن میں بہت سے شہری مقتول و مجروح ہوئے ۔

حکومت نے کاغذ ، شیشے اور رنگ روغن پر محصول منسوخ کر دیا ، لیکن چائے پر یہ محصول بہ دستور باقی رہا ۔ جون ۱۷۷۲ء میں جزیرہ روڈ کے اندر عوام نے ایک کشتی نذر آتش کر دی ۔ اس طرح حالات بگڑتے گئے ، یہاں تک کہ ۱۶ دسمبر کو بوسٹن میں چائے کا ایک جہاز پہنچا تو مقامی باشندے ''ریڈ انڈین'' لوگوں کے بھیس میں جہاز پر حملے گئے اور چائے کا پورا ذخیرہ اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا ۔ حکومت نے اس پر تادیبی قانون منظور کیے ۔ ۵ ستمبر ۱۷۷۴ء کو فلاڈلفیا میں تمام ریاستوں کے نمائندوں کی ایک کانگرس منعقد ہوئی جس میں جارجیا کے سوا ہر ریاست نے حصہ لیا ۔ نمایندے دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ۔ انتہا پسند چاہتے تھے کہ مخالفت جاری رکھیں ۔ اعتدال پسند مصالحت کی تدبیروں پر آمادہ تھے ۔ آخر انتہا پسندوں کی اکثریت کامیاب ہوئی ۔ فیصلہ ہو گیا کہ سب مل کر تادیبی کاروائیوں کی مخالفت کریں ۔ حقوق کا اعلان کر دیا گیا اور شکایتوں کی فہرست بھی مرتب کر لی گئی ۔ ساتھ ہی اعلان ہو گیا کہ یکم دسمبر کے بعد انگلستان سے کوئی سامان نہ منگوایا جائے اور اگر ۱۱ ستمبر ۱۷۷۵ء تک شکایات کی تلافی نہ ہو تو ریاستوں سے کوئی سامان انگلستان کے لیے برآمد بھی نہ کیا جائے ۔

جنگ کا آغاز

ارل چیتھم نے پارلیمنٹ کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ سمجھوتے سے یہ جھگڑا ختم کر دیا جائے ۔ یہ تجویز رد کر دی گئی ۔ لارڈ نارتھ وزیر اعظم نے صلح کی جو کوشش کی وہ ناکام ہو گئی ۔ ۱۹ اپریل ۱۷۷۵ء کو ریاستوں اور برطانیہ کے درمیان جنگ کا آغاز ہو گیا ۔

۱۰ مئی ۱۷۷۵ء کو ریاستوں کی کانگرس کا دوسرا اجلاس فلاڈلفیا میں ہوا ۔ ۳۱ مئی کو یہ فیصلہ ہو گیا کہ بوسٹن میں

جو قومی فوج موجود ہے اسی کو ریاستوں کی فوج قرار دے لیا جائے ۔ جارج واشنگٹن کو ریاستی افواج کا سپہ سالار بنا دیا گیا ۔ (۱۵ جون) ۔

یہ جنگ ۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۳ء تک جاری رہی اور اس میں بعض کامیابیوں کے باوجود نوآبادیوں کو مدت تک خاصی تشویش سے سابقہ پڑا رہا ، اس لیے کہ ان کے پاس باقاعدہ منظم فوج نہ تھی ۔ تجارت ، زراعت اور صنعت و حرفت پر مدار تھا ۔ جنگ چھڑتے ہی مختلف افراد فوجی اور سیاسی مشاغل میں مصروف ہو گئے ۔ تجارت بھی بڑی حد تک رک گئی ۔ باہر کی کوئی حکومت فوری امداد کے لیے تیار نہ تھی ، بلکہ ان نوآبادیوں کے استقلال کو بھی قبول کرنے میں سب کو تامل تھا ۔ جارج واشنگٹن کے لیے اس مدت میں پریشانی کے کئی دور آئے ، لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس نے ہر پریشانی کا مقابلہ صبر و ہمت سے کیا اور نوآبادیوں کے لیے آزادی حاصل کیے بغیر جنگ ختم نہ کی ۔ اس وجہ سے وہ دنیا کے عظیم الشان لیڈروں میں شمار ہوتا ہے ۔

مختلف لڑائیاں مختلف لڑائیوں کی سرسری کیفیت یہ ہے :۔

۱۔ بوسٹن کے سامنے بنکرھل[۱] کی لڑائی : اس میں امریکیوں کو اپنے مورچے چھوڑنے پڑے ، لیکن انگریزوں کو انھوں نے سخت نقصان پہنچایا (۱۷ جون) ۔

۲۔ انگریزی فوج نے جولائی ۱۷۷۵ء سے مارچ ۱۷۷۶ء تک بوسٹن کا محاصرہ جاری رکھا ، پھر فوج پیچھے ھٹا لی ۔

۳۔ نوآبادیوں کی کانگرس نے کینیڈا کے آبادکاروں کو بھی

۱- Bunker Hill ۔

اپنے ساتھ ملانا چاہا ۔ انھوں نے انکار کیا تو نوآبادیوں نے دو فوجیں کینیڈا بھیج دیں ، جن میں سے ایک کا سپہ سالار ۲۱ دسمبر ۱۷۷۵ء کو لڑائی میں مارا گیا ۔ دوسری فوج نے موسم سرما میں کوبیک کا محاصرہ جاری رکھا ، اگرچہ نتیجہ کچھ نہ نکلا ۔

۴۔ واشنگٹن نے ڈارچیسٹر۱ کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا (۴ مارچ ۱۷۷۶ء) ۔

۵۔ نوآبادیوں کی کانگرس نے اعلان کردیا کہ برطانوی حکومت ختم ہو گئی اور تمام اختیارات نوآبادیوں کے باشندوں نے اپنے قبضے میں لے لیے (۱۵ مارچ ۱۷۷۶ء)

۶۔ ورجینیا میں ایک نمایندہ مجلس نئی حکومت قائم کرنے کے لیے منعقد ہوئی اور اس میں ورجینیا کے نمایندوں کو ہدایت کی گئی کہ کانگرس کے اجلاس میں آزادی کی قرارداد پیش کریں (۱۵ مئی ۱۷۷۶ء) ۔

۷۔ ۷ جون کو یہ قرارداد منظور ہوئی کہ تمام نوآبادیاں آزاد ہیں اور انھیں آزاد و خودمختار ریاستوں کا حق حاصل ہونا چاہیے ۔ ٹامس جیفرسن۲ کو اس سلسلے میں دستاویز تیار کرنے کے لیے کہا گیا ۔

۸۔ ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو ریاستوں کی کانگرس نے آزادی کے اعلان کی تصدیق کر دی ۔

جنگ کا دوسرا دور

اوپر کے واقعات سے ظاہر ہے کہ جنگ کے پہلے دور میں ریاستیں ایک طرف انگریزی فوجوں کا مقابلہ کر رہی تھیں اور دوسری طرف درجہ به درجہ

۱۔ Dorchester - ۲۔ Thomas Jafferson -

اپنی آزادی کو مستحکم کرتی جا رہی تھیں ۔ اعلان آزادی کے بعد جنگ میں دو مستقل فریق بن گئے ایک طرف انگریزی حکومت تھی اور دوسری طرف متحدہ ریاستوں کی آزاد حکومت ۔ اس دور کی لڑائیوں کا سرسری حال ذیل میں درج ہے :

۱۔ انگریزی فوجوں نے بوسٹن کا محاصرہ چھوڑ دیا تو واشنگٹن نے نیویارک کی طرف پیش قدمی کی ۔انگریزوں کی طرف سے ایک جرنیل اور ایک امیرالبحر نے حملے کی تیاری کی ، لیکن جرنیل نے حملے سے پہلے صلح کی شرطیں پیش کر دیں ، جنھیں ریاستوں کی حکومت نے ٹھکرا دیا ۔

۲۔ لانگ آئی لینڈ۱ میں جنگ ہوئی ، جس میں امریکی فوجیں شکست کھا کر نیویارک کی طرف پسپا ہوئیں (۲۷ اگست ۱۷۷۶ء) ۔

۳۔ انگریزوں نے نیویارک پر قبضہ کر لیا اور واشنگٹن کو ھارلم۲ کی طرف ھٹنا پڑا (۵ ستمبر)

۴۔ واشنگٹن اور انگریزی جرنیل کے درمیان وھائٹ پلینز۳ میں جھڑپیں ہوئیں اور واشنگٹن پیچھے ھٹ گیا (۲۸ اکتوبر)

۵۔ فورٹ واشنگٹن اور فورٹ لی پر انگریز قابض ھو گئے اور واشنگٹن نیوجرسی سے ھوتا ھوا پنسلوینیا چلا گیا ۔ (نومبر ۱۷۷۶ء) ۔

۶۔ واشنگٹن نے رات کے وقت دریائے ڈیلاویئر کو عبور کرکے ٹرینٹن۴ میں جنگ شروع کی اور ایک ہزار

۱۔ Long Island - ۲۔ Harlam -

۳۔ White Plains - ۴۔ Trenton -

انگریز فوجی گرفتار کر لیے (۲۶ دسمبر) ۔

۷۔ برطانوی فوجوں کو پرنسٹن۱ کی جنگ میں شکست ہوئی (۳ جنوری ۱۷۷۷ء) ۔

۸۔ انگریزی فوجوں نے مختلف جرنیلوں کے ماتحت پیش قدمی کی ۔ ۱۶ اگست کو بیننگٹن۲ میں لڑائی ہوئی ۔ ۱۹ ستمبر کو انگریزی جرنیل برگائن۳ نے سخت نقصان اٹھایا ۔ ۷ اکتوبر کو سراٹوگا۴ کی لڑائی میں برگائن نے شکست کھائی ۔ امریکی فوجوں نے اسے نرغے میں لے لیا ۔ ۱۷ اکتوبر کو برگائن کی فوج نے ہتھیار ڈال دیے ۔ اس کے بعد بھی لڑائیاں جاری رہیں اور ۱۷۷۷ء–۱۷۷۸ء کے موسم سرما میں واشنگٹن کو بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں ۔ اس دور میں بعض لوگوں نے اسے سپہ سالاری سے ہٹانے کی بھی ناکام کوشش کی ۔ ۱۵ نومبر ۱۷۷۷ء کو وفاق۵ کا قانون منظور ہوا اور اعلان کر دیا گیا کہ آیندہ کے لیے ان ریاستوں کو امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ۶ کہا جائے گا ۔

جنگ کا تیسرا دور

انگریزی جرنیل برگائن کی حوالگی کے بعد فرانس میں امریکی ریاستوں کے لیے حمایت کا خاص جذبہ پیدا ہو گیا ۔ چنانچہ فرانس

۱- Princeton ۔ یہ مقام میساچوسٹس میں ہے ۔

۲- Bennington ۔ ۳- Burgoyne ۔

۴- Saratoga ۔

۵- Confederation ۔ یعنی آزاد ریاستوں کا رضامندانہ اتحاد ۔

۶- The United States of America ۔

کی طرف سے دو سال کے لیے ریاستوں کو روپے اور ساز و سامان کی امداد دے دی گئی - ۶ فروری ۱۷۷۸ء کو ان ریاستوں کے ساتھ دوستی اور تجارت کے معاهدوں پر دستخط هو گئے - مشہور فرانسیسی سالار لافایے[۱] اور دا کاب[۲] نے اپنی خدمات اس سے پیشتر ریاستوں کے حوالے کر دی تھیں اور فرانس کے ایک ڈراما نگار نے اپنے ذاتی مال سے امریکیوں کے لیے بیش بہا امداد کا بندوبست کر دیا تھا -

برطانیہ کے وزیر اعظم لارڈ نارتھ نے ۱۷ فروری ۱۷۷۸ء کو امریکی نوآبادیوں کے ساتھ صلح کی ایک سکیم پارلیمنٹ میں پیش کی، جس میں محصول عائد کرنے کا حق بھی چھوڑ دیا گیا تھا - چنانچہ چند نمایندے یہ شرطیں لے کر امریکہ پہنچے اور ۱۷ جون کو کانگرس نے یہ شرطیں ٹھکرا دیں - فرانس پوری امداد کے لیے تیار هو چکا تھا اور اب ریاستیں آزادی کامل سے کم کسی چیز پر راضی هونے کے لیے تیار نہ تھیں -

لڑائیوں کی کیفیت ذیل میں درج ھے :

۱- انگریزی فوج نے فلاڈلفیا کو خالی کر دیا اور نیوجرسی میں سے پیش قدمی شروع کی - واشنگٹن نے ۲۸ جون کو مان‌متھ[۳] کی جنگ میں اسے شکست دی -
۲- فرانسیسی بیڑا امریکہ پہنچ گیا (۸ جولائی ۱۷۷۸ء) -
۳- وادی شیری[۴] میں قتل کے واقعات - دو انگریزوں نے آٹھ سو انڈینوں کے ساتھ وادی پر حملہ کیا تھا - پچاس آدمی مارے گئے، ستر قید هوئے اور آبادی کو بری طرح

۱- Lafayette - ۲- De Kalb -
۳- Monmouth -
۴- Cherry Valley - یہ نیویارک میں ھے -

ٹوٹ گیا ۔ اس سے امریکیوں میں بے حد اشتعال
پیدا ہوا ۔

۴۔ فروری ۱۷۷۹ء میں راجرس کلارک۱ نے ورجینیا کی فوج کے ساتھ انگریزی سالار کو گرفتار کرلیا اور اولڈ نارتھ ویسٹ۲ کی تسخیر مکمل ہو گئی ۔

۵۔ جون میں ہسپانیہ بھی انگریزوں کے خلاف شریک جنگ ہو گیا ۔ فرانس نے اس کے ساتھ وعدہ کر لیا تھا کہ جبل طارق اور فلاریڈا اسے واپس دلائے جائیں گے ۔

۶۔ جولائی ۱۷۸۰ء میں چھ ہزار فرانسیسی فوج امریکہ پہنچ گئی ۔ اگرچہ امریکی جرنیلوں نے بڑی مردانگی سے جنگ کی ، لیکن انگریزی فوج نے جنوبی کیرولینا کو پامال کر ڈالا اور ۱۶ اگست کو کیمڈن۳ میں انگریزی جرنیل کارنوالس نے فتح پائی ۔ دو روز بعد امریکیوں کو ایک اور شکست ہوئی اور وہ شمالی کیرولینا کی طرف پیچھے ہٹ گئے ۔

۷۔ ۷ اکتوبر کو شمالی کیرولینا میں ایک لڑائی ہوئی ، جس میں انگریزوں نے شکست کھائی ۔

۸۔ ۱۷ جنوری ۱۷۸۱ء کوکاؤپنزم کی جنگ میں انگریزی رسالے نے شکست کھائی ۔

آخری لڑائی انگریزی جرنیل کارنوالس ورجینیا میں اپنی قوت جمع کر رہا تھا اور اس نے یارک ٹاؤن۵ کو

۱- Rogers Clark -
۲- Old Northwest -
۳- Camden -
۴- Cowpens -
۵- Yorktown -

اپنا مرکز بنا کر دفاعی استحکامات تیار کر لیے تھے ۔ کارنوالس حفاظت کی طرف سے مطمئن ہو کر یارک ٹاؤن میں بیٹھا رہا ۔ اس اثنا میں واشنگٹن اور اس کے فرانسیسی ساتھیوں نے ارد گرد سے بچ نکلنے کے دروازے اس پر بند کر دیے ۔ فرانسیسی بیڑا بھی امداد کے لیے پہنچ گیا ۔ ۳۰ ستمبر سے ۱۹ اکتوبر تک یارک ٹاؤن کا محاصرہ جاری رہا ۔ آخر کارنوالس کو سات ہزار فوجیوں کے ساتھ ہتیار ڈال دینے کے سوا کوئی راستہ نظر نہ آیا ۔ اس کے ساتھ ہی صلح کے لیے بات چیت شروع ہو گئی ۔

صلح صلح کی گفتگو میں امریکہ کے نمایندے شریک تھے ، لیکن فرانسیسی نمایندہ بھی اس میں سر گرم حصہ لے رہا تھا ۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ ہسپانیہ اور ریاست ہائے متحدہ دونوں کو مطمئن اور خوش رکھے ۔ اس لیے صلح کی آخری شرطیں طے ہونے میں بہت دیر لگ گئی ۔ امریکی نمایندوں کے لیے یہ دیر ناقابل برداشت تھی ۔ چنانچہ انھوں نے انگریزوں سے بہ طور خود شرطوں کے لیے بات چیت شروع کر دی ۔ انگریزوں کی پوزیشن خاصی نازک تھی ۔ اگر وہ دیر کرتے تو اندیشہ تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ متحدہ ریاستوں کے ساتھ زیادہ تعلقات پیدا کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ چنانچہ انھوں نے فوراً امریکی ریاستوں کا یہ مطالبہ مان لیا کہ دریاے مسسی سپی کو ریاستوں کی مغربی حد تسلیم کر لیا جائے اور کینیڈا کے ساحل پر ماہی گیری کے پورے حقوق انھیں دے دیے جائیں ۔

۳ ستمبر ۱۷۸۳ء کو پیرس میں صلح نامے پر دستخط ہو گئے اس میں ریاست ہائے متحدہ کی آزادی تسلیم کر لی گئی ، نیز انھیں نیو فاؤنڈ لینڈ میں ماہی گیری کے حقوق دے دیے گئے ۔ یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ دونوں ملکوں کے قرض خواہوں کو اپنی رقمیں

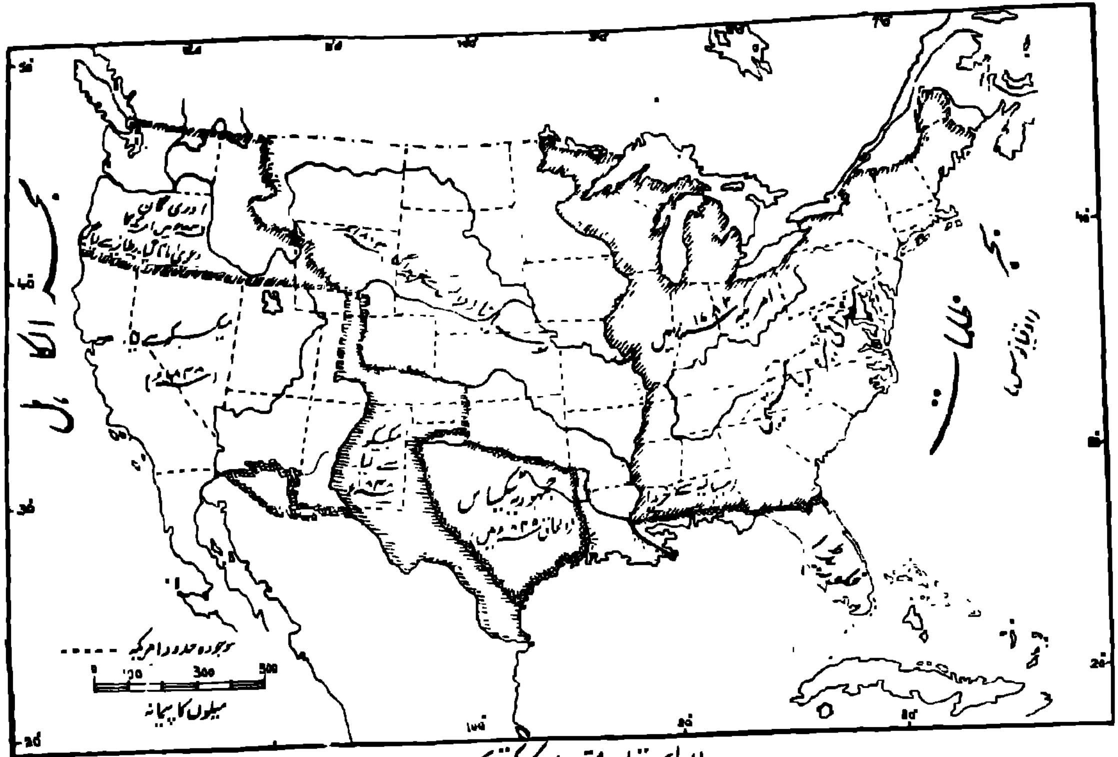
وصول کرنے میں کوئی قانونی مشکل پیش نہ آئے گی ۔ کانگرس نے ریاستوں کو تاکید کر دی کہ جن لوگوں کی جائدادیں تاج کے حامی ہونے کی وجہ سے ضبط کر لی گئی تھیں وہ انھیں واپس کر دی جائیں ۔ دریائے مسس سی پی میں برطانیہ اور ریاست ہائے متحدہ کے لیے جہاز رانی کے حقوق تسلیم کر لیے گئے ۔

اس سلسلے میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ اس معاہدے کے مطابق شمالی و مغربی اور شمالی و مشرق سرحدوں کے سلسلے میں بعد ازاں مشکلات پیش آئیں اور جنوبی سرحد کے تعلق میں ہسپانیہ سے جھگڑا پیدا ہوا ۔

ریاستوں کے لیے نازک دور

وفاق کی دفعات ۱۷۸۱ء میں جاری ہوئی تھیں ۔ ۱۷۸۳ء میں آزادی مسلم ہو گئی تو امریکیوں کو حد درجہ نازک اقتصادی صورت حال سے سابقہ پڑا ۔ انگلستان اور تمام دوسرے یورپی ممالک ان لوگوں کو اجنبی سمجھتے تھے اور وہ اپنے جہاز ان علاقوں کی تجارت کے لیے استعمال کرنے پر راضی نہ تھے ۔ آزادی سے بیشتر انھی جہازوں کے ذریعے سے جو تجارت ہوتی تھی اسی پر اہل امریکہ کی اقتصادیات کا انحصار تھا ۔ جب تجارت رکی تو اقتصادیات کا ڈھانچا خاصا بگڑ گیا ۔ چنانچہ ۱۷۸۳ء اور ۱۷۸۵ء میں ملک کے اندر شدید کساد بازاری کا دور شروع ہو گیا ۔ ۱۷۸۷ء کے آغاز میں حالت کسی قدر بہتر ہوئی ۔ ۱۷۸۶ء میں مساچوسیٹس کے اندر بغاوت ہوئی ، جس کا لیڈر ڈینئل شے[۱] تھا ۔ مرکزی حکومت

۱- Daniel Shay ۔ یہ شخص جنگ آزادی میں شریک تھا ۔ کساد بازاری کے دور میں ان لوگوں کو سخت مصیبتوں سے سابقہ



(ریاستہائے متحدہ ا۔ کی توسیع)

کو سپرنگ فیلڈ کے اسلحہ خانے کی حفاظت کے لیے فوج استعمال کرنی پڑی -

۱۷۸۷ء کے ضابطے

اب ضروری یہ تھا کہ شمال مغرب میں جو زمینیں پڑی ہوئی تھیں ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے - چنانچہ ۱۷۸۷ء میں طے ہوا کہ ان زمینوں کو کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ضلعوں میں بانٹ دیا جائے اور یہ ضلعے آبادکاری کے درجے سے گزرتے ہوئے ریاست کے درجے پر پہنچ جائیں - یہی پالیسی انیسویں صدی میں امریکہ کے استعماری نظام کا ایک بنیادی عنصر بنی رہی - یہ بھی طے کر دیا گیا کہ ان علاقوں میں غلامی ممنوع ہوگی اور کسی سے جبری کام نہ لیا جائے گا -

ایک اہم امر یہ تھا کہ یکساں تجارتی ضابطے بنائے جاتے - اس سلسلے میں نمایندوں کی ایک کانفرنس طلب کی گئی ، جس نے فیصلہ کیا کہ مئی ۱۷۸۷ء میں بمقام فلاڈیلفیا تمام ریاستوں کے نمایندے جمع ہوں - جزیرہ روڈ کے سوا سب ریاستوں کے نمایندے آئے اور چار مہینوں کی محنت کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۷۸۷ء کو اصل دستور پر سب کے دستخط ہو گئے -

(افریقہ ، ایران ، افغانستان اور ہندوستان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو انسائکلوپیڈیا کی پہلی جلد ، یعنی تاریخ اسلام) -

---

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۳۱۲

پڑا تھا ، جو غریب تھے یا جن پر محصولوں کا بوجھ بہت زیادہ تھا - ہنگاموں کے شعلے کئی جگہ تھے - شے نے مساچوسیٹس کے باغیوں کی سرداری قبول کر لی - شکست کے بعد وہ بھاگ کر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا - ۱۷۸۸ء میں اسے معافی دے دی گئی -

چین

منگ اور مانچو کی کشمکش

یہ زمانہ ہے جس میں مانچو خاندان نے قدم جما لیے تھے اور منگ خاندان آہستہ آہستہ زوال پذیر ہو رہا تھا - ۱۶۴۴ء میں ایک قزاق پیکن پہنچ گیا تو منگ خاندان کے آخری شہنشاہ نے خودکشی کر لی - یوں اس خاندان کا خاتمہ ہوا -

اس دوران کے متفرق واقعات یہ ہیں :

۱- پرتگیزوں نے ۱۵۱۱ء میں ملاکا پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنا ایک آدمی پیکن بھیج دیا تھا - اس اثنا میں ایک پرتگیز نے بحری قزاقی شروع کر دی - بعض اور لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی - نتیجہ یہ نکلا کہ پرتگیز ۱۵۲۲ء میں چین سے نکالے گئے -

۲- ۱۵۷۷ء میں تبتی بدھ مت میں اصلاح کی تحریک جاری ہوئی -

۳- ۱۵۹۲ء سے ۱۵۹۸ء تک جاپانیوں کے حملے کوریا پر ہوتے رہے اور انہیں ناکام بنایا گیا -

منگ بادشاہوں کے عہد کا علم و فن

اس عہد میں چوھی۱ اور اس کے هم خیالوں کو ابتداء میں بڑا اقتدار حاصل رها۔ ایک سو بیس علماء کی تصانیف سے اخلاقیات کا ایک خلاصه تیار کیا گیا ، جو بادشاہ کی هدایت کے مطابق ۱۴۱۶ء میں چھاپا گیا۔ ونگ ینگ منگ۲ نے اس کی سخت مخالفت کی ۔ وہ کہتا تھا که اخلاق اعمال انسانوں کے اندر وجدانی ملکه سے پیدا هوتے هیں۔ بے شک داناؤں اور عام لوگوں میں حقیقت بینی کا اختلاف پایا جاتا ہے ، لیکن یه اختلاف کیفیت نہیں ، بلکه صرف کمیت تک محدود هوتا ہے ، یعنی یه نہیں که حقیقت کو دانا اور عوام یکساں طور پر حقیقت نه سمجھیں ، بلکه داناؤں کو عوام کے مقابلے میں حقیقتوں کا زیادہ علم هوتا ہے ۔

اس خاندان کے ابتدائی عہد حکومت میں زبردست قومی رد عمل شروع هو گیا تھا ، جس میں ادبی اکیڈمی نے زبر دست حصه لیا اور تمام اجنبی چیزوں کی مخالفت شروع هو گئی ، لیکن اس وقت تک بدھ مت کو مستقل حیثیت حاصل هو چکی تھی اور اسلام شمال اور جنوب مغرب میں جڑ پکڑ چکا تھا اور اس کے خلاف کوئی قدم اٹھایا نه جا سکتا تھا ، البته نسطوری اور رومی مسیحیت کے خلاف سرگرم کوششیں شروع هو گئیں اور انھیں دبا دیا گیا۔ سولھویں صدی میں بعض مسیحی پادریوں کی کوشش سے مسیحیوں کے لیے رواداری کا برتاؤ شروع هوا ۔ یه لوگ بادشاہ کے پاس اعلیٰ

۱- Chu Hsi -

۲- Wang Yang-ming - اس کا اصل نام ونگ شوجین (Shou-Jen) تھا ۔

درمے کی گھڑیاں بطور تحفہ لاتے رہے اور انہوں نے دنیا کا ایک نقشہ بھی تیار کرکے پیش کر دیا۔

ادبی اکیڈمی نے بعض کتابیں سرکاری نگرانی میں مرتب کیں۔ ان میں ایک انسائیکلوپیڈیا بھی تھا، جس میں بہت سی تصانیف شامل کر لی گئیں۔ یہ دس ہزار جلدوں پر مشتمل تھا اور ۱۳۰۳ء سے ۱۳۰۹ء تک مکمل ہوا۔ تاریخ، قانون اور سلطنت کے مختلف حصوں کی پیمائش کے متعلق بھی کئی کتابیں مرتب ہوئیں۔ مختلف مصنفوں کی بہترین تصانیف کے ہم رنگ و ہم انداز مجموعے شائع کیے گیے۔ ماؤ چن نے اپنے ذاتی کتب خانے سے تیرہ کلاسیکی کتابوں پر تنقیدی شرحیں شائع کیں، نیز تاریخ کی سترہ کتابیں چھاپیں۔

اس عہد میں نقاشی، مصوری اور مٹی کے برتنوں پر گل کاری کے فن نے بھی کافی ترقی کی۔

کینگھی

۱۶۶۲ سے ۱۷۲۲

مانچو خاندان کے بادشاہوں میں کینگھی[1] کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس دور میں جو ثقافتی ترقیاں ہوئیں وہ تمام پہلے دوروں پر فوقیت لے گئیں۔ منگ خاندان کے عہد میں سلطنت کے پندرہ صوبے تھے۔ کینگھی نے اٹھارہ صوبے بنا دیے۔ ۱۶۷۳ء میں تین صوبوں کے حاکموں نے بغاوت کی اور انہیں معزول کر دیا گیا۔

روسیوں نے دریائے امور کے تمام حصوں کی چھان بین کی اور ۱۶۵۱ء میں وہاں ایک قلعہ تعمیر کر لیا تاکہ چینیوں پر دباؤ قائم رہے۔ پھر ایک سفارت بھیجی جو ناکام ثابت ہوئی۔ تاہم جس

۱- Kang Hsi -

روسی ماہر جغرافیہ کو سائبیریا کا نقشہ تیار کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا ۔ اس نے ایسا بندوبست کر لیا کہ وہ چینیوں کو عزت سے سلام کرے اور چینی اسے عزت سے جواب دیں ۔ اس طرح نقشہ مکمل کر لیا ۔ بعد ازاں ایک پادری نے روسیوں کو مشورہ دیا کہ قلعہ بنا کر فوجی دباؤ ڈالنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ، مناسب یہ ہے کہ قلعہ چھوڑ کر اور فوجی دباؤ سے دست بردار ہو کر تجارتی مداخلت کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ ۱۶۸۹ء میں چین کے ساتھ ایک معاہدہ ہو گیا ۔ اسماعیلوف نام ایک روسی نے ۱۷۲۰ء میں پیکن کے اندر ایک تجارتی مرکز بھی بنا لیا اور آرتھوڈکس مسیحیت کی بھی بنیاد رکھ دی ۔

بیرونی جنگوں میں بہت روپیہ خرچ ہو چکا تھا ۔ ۱۶۸۱ء میں امن قائم ہو گیا تو بادشاہ نے نظم و نسق کے خرچ کی خوب دیکھ بھال شروع کر دی ، نیز ۱۷۱۱ء کے محاصل کی بنا پر زمین کے لگان اور عام محصول کا مستقل فیصلہ کر دیا ۔

اس بادشاہ کے زمانے میں مسیحیوں کے لیے خاصی رواداری کا بندوبست ہو گیا ۔ ایک مسیحی کو ۱۶۶۹ء میں جنتری کی ترتیب کا نگران بنا دیا گیا ۔ ۱۶۷۳ء میں رصد گاہ کے اندر نئے آلات لگائے گئے ۔ ایک مسیحی نے ۱۶۹۳ء میں کونین کے ذریعے سے بادشاہ کے بخار کا علاج کیا ۔ چند مسیحیوں نے مل کر ۱۷۰۸ء سے ۱۷۱۸ء تک چین کا پہلا نقشہ بنایا ۔ بعد ازاں خود مسیحیوں کے اندر جھگڑے پیدا ہو گئے اور اس رواداری کے تمام فوائد انھوں نے اپنے ہاتھوں برباد کر دیے ۔

چئین لنگ
۱۷۳۶ تا ۱۷۹۵

اس خاندان کا دوسرا بڑا بادشاہ چین لنگ[۱] ہے ۔ اس کے عہد میں ملک کی آبادی اور دولت میں بہت اضافہ ہو گیا اور چین نے پورے وسطی ایشیا کو اپنی نگرانی میں لے لیا ۔ ثقافتی سرگرمیوں کی سرپرستی بھی بہ دستور جاری رہی ۔ اس بادشاہ کے آخری دور میں تقلم و نسق کی خرابیوں نے جا بجا بغاوتیں پیدا کر دیں ، جن کا سلسلہ خاندان کے خاتمے تک جاری رہا ۔ باقی واقعات اختصاراً ذیل میں درج ہیں ۔

۱- ۱۷۵۱ء میں تبت پر حملہ ، جس میں دلائی لاما کی جانشینی اور تمام دنیوی اعمال کی نگرانی حکومت چین نے سنبھال لی ۔

۲- ۱۷۵۷ء میں کنٹین کے ساتھ غیر ملکی بحری تجارت پر پابندی عائد کر دی گئی جو ۱۸۴۲ء تک جاری رہی ۔

۳- ۱۷۵۸ء میں کاشغر کو فتح کر لیا گیا ۔

۴- ۱۷۶۵ء میں برما پر حملہ کیا گیا، جو چار سال جاری رہا ۔ چینی فوجیں برما کے دارالحکومت تک نہ پہنچ سکیں ، تاہم چین کی سیادت حکومت برما نے تسلیم کر لی ۔

۵- ۱۷۷۴ء میں صوبۂ شان ٹنگ[۲] میں ایک سو سال کے بعد پہلی بغاوت پھوٹی ۔

۶- ۱۷۸۱ء اور ۱۷۸۴ء میں صوبہ کانسو کے مسلمانوں نے بغاوت کی ۔

۷- ۱۷۸۴ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے کنٹین کے ساتھ بحری تجارت شروع کر دی ۔

۱- Chien Lung ۔   ۲- Shantung ۔

۸- ۱۶۸۶ء میں فاموسا کی بغاوت فرو کی گئی -

۹- ۱۶۹۲ء میں نیپال پر حملہ ہوا -

۱۰- ۱۶۹۵ء میں بادشاہ تاج و تخت سے دست بردار ہو گیا تاہم وہ امور سلطنت کی نگرانی کرتا رہا ، یہاں تک کہ ۱۶۹۸ء میں وفات پائی -

علم و ثقافت

کینگھی کا اصل نام شنگ سو ۱ تھا اور چین لنگ کا کاؤ سنگ۲ - ان دونوں بادشاہوں کے عہد میں علم و ثقافت کو بڑا فروغ حاصل ہوا - کینگھی شروع ہی سے علم و فضل کا مربی تھا - اس کے عہد میں انتظامی اور آئینی کتابوں کے علاوہ منگ خاندان کی ایک معیاری تاریخ مرتب ہوئی ، جس کی ترتیب پر ترپن علماء مقرر کیے گئے تھے ، نیز دوسری علمی و ادبی کتابیں شائع ہوئیں - ایک ڈکشنری ترتیب دی گئی - ایک انسائیکلوپیڈیا پانچ ہزار بیس جلدوں میں مرتب ہوا - یہ تو سرکاری کام تھا - متفرق علماء نے بھی فلسفے ، جغرافیے ، تاریخ ، وغیرہ پر کتابیں لکھیں - اسی طرح چین لنگ کے عہد میں بہت سی کتابیں مرتب ہوئیں - مثلاً تمام تصانیف سے منتخب حصے لے کر چھتیس ہزار تین سو جلدیں تیار کی گئیں - پھر ایک مفصل فہرست کتب بانوے جلدوں میں شائع ہوئی - چینی زبان کی جن کتابوں میں مانچو خاندان یا ان کے پیش رؤوں کے متعلق ہتک آمیز الفاظ میں ذکر تھا ، ان سب کو ممنوع قرار دیا گیا - اس طرح کم و بیش دو ہزار کتابیں برباد ہو گئیں -

---

۱- Shang Tsu -

۲- Kao Tsung -

جاپان

پرتگیز پرتگیز پہلے پہل ۱۵۴۲ء یا ۱۵۴۳ء میں ایک چینی جہاز پر بیٹھ کر جاپان پہنچے تھے اور اس جزیرے میں اترے تھے جو کیوشو کے جنوبی ساحل کے پاس ہے - یہ پہلے یورپی تھے - انھوں نے پہلے پہل بندوق جاپان پہنچائی اور اس سے جاپان کا طریق جنگ بہت بدل گیا - پھر مزید پرتگیزی جہاز جاپان گئے اور انھوں نے مغربی جاپان کے حاکموں کے ساتھ تجارتی تعلقات پیدا کر لیے - ۱۵۴۹ء میں فرانسس زیویر [1] جاپان گیا اور دو سال وہاں رہا - یہ مشہور یسوعی مشنری تھا - اس نے مسیحیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا ، اگرچہ اسے زیادہ کامیابی نہ ہوئی - مسیحی پادری چھوٹے چھوٹے اعتقادی معاملات میں بھی اختلاف کو گوارا نہ کرتے تھے - ان کے برعکس بدھ مت کے مذہبی پیشوا بڑی رواداری کا برتاؤ کرتے تھے - غرض مسیحیوں کی ناروا داری کے باعث ان کے خلاف دشمنی پیدا ہو گئی - مسیحیت کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی اور زیویر جاپان کو چھوڑنے پر مجبور ہو گیا -

---

۱- Francis Xavier -

قومی اتحاد کا دَور سنہ ۱۵۶۸ سنہ ۱۶۰۰

جاپان کا سیاسی انتشار اپنی آخری منزل پر پہنچ چکا تھا ۔ تین بڑے لیڈروں نے تیس بتیس سال کی مدت میں پھر پوری قوم کو متحد کر دیا ، لہٰذا اسے جاپانی تاریخ کا بڑا ہی قابل قدر دور سمجھا جاتا ہے ۔

اس زمانے میں جاپان کے بحری قزاقوں کو ، جو تجارت بھی کرتے تھے، بڑا فروغ حاصل ہوا ۔ ان کی سرگرمیاں سیام اور فلپنیز کے سمندروں میں جاری تھیں ۔ یہی زمانہ ہے جس میں جاپان نے کوریا پر حملے کیے ۔ براعظم ایشیا کے ساتھ قریبی تعلقات پیدا ہوئے ۔ اہل فرنگ کی آمد سے علم و فن میں نئی تحریکات شروع ہوئیں ۔

۱۵۷۰ء میں ناگا ساکی کی بندرگاہ غیر ملکی تجارت کے لیے کھول دی گئی۔ ۱۵۷۷ء سے ۱۵۸۲ء تک ھدی اوشی۱ نام جرنیل نے مغربی جاپان کا بڑا حصہ مسخر کر لیا ۔

نوبوناگا سنہ ۱۵۶۸ سنہ ۱۵۸۲

نوبو ناگا۲ نے سب سے پہلے اپنی مستقل ریاست قائم کی تھی اور اتحاد کے لیے اسی نے کوششیں شروع کی تھیں ۔ ھدی اوشی اسی کا جرنیل تھا ۔ ۱۵۸۲ء میں نوبو ناگا کو ایک اور جرنیل نے قتل کر دیا ۔ ھدی اوشی اس وقت مغربی جاپان کی لڑائیوں میں لگا ہوا تھا ، وہ واپس آیا اور قاتل جرنیل کو اس نے ختم کر دیا ۔ پھر دوسرے جرنیلوں اور نوبو ناگا کے خاندان والوں کے ساتھ کشمکش شروع ہو گئی ۔ بہر حال ۱۵۸۳ء میں مرکزی جاپان نے ھدی اوشی کی فرمانروائی تسلیم کر لی ۔ ۱۵۸۵ء میں اسے انتظامی

۱- Hideyoshi

۲- Nobunaga

معاملات کا مختار کل بنا دیا گیا ۔ دو سال بعد وہ پورے جاپان کا وزیراعظم بن گیا۔ کسانوں سے ھتھیار لے لیے گئے، نیز قانون کے ذریعے سے مختلف جماعتوں کی درجہ بندی کر دی گئی ۔ ایک جماعت ان سپہ گروں کی تھی جن کا تعلق اونچے خاندانوں سے تھا ، دوسری جماعت کسانوں کی ، تیسری اھل حرفہ کی اور چوتھی تاجروں کی ۔ ۱۵۸۷ء میں ھدی اوشی نے ایک فرمان کے ذریعے سے پرتگیزوں کو جاپان چھوڑ دینے کی ھدایت کر دی ۔

کوریا پر حملہ غالباً اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ جاپان میں تجربے کار جنگی آدمیوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی تھی اور اندیشہ تھا کہ اگر انھیں باھر کسی کام پر نہ لگا دیا گیا تو ملک کے اندر فتنہ و فساد پیدا کر دیں گے ۔ پہلی فوج دو لاکھ افراد پر مشتمل تھی ، اس نے پورے کوریا کو پامال کر ڈالا۔ جب چین نے مقابلے کے لیے زیادہ بڑی فوج بھیج دی تو جاپانی جنوبی ساحل کی طرف ھٹنے پر مجبور ھو گئے۔ ۱۵۹۷ء میں پھر حملہ کیا گیا ، لیکن ھدی اوشی کی وفات کے باعث انھیں واپس آنا پڑا ۔ ان کے ساتھ مٹی کے برتن بنانے کے ماھرین کی ایک تعداد بھی جاپان آ گئی ۔

ٹوکوگاوا کا دور سنہ ۱۶۰۰ سنہ ۱۸۶۸

۱۵۹۸ء میں ھدی اوشی کے مرتے ھی پھر اقتدار کے لیے جنگ شروع ھو گئی ۔ ٹوکوگاوا آئی یاسو[1] نے ۱۶۰۰ء میں اپنے تمام حریفوں کو شکست دے دی، اور اختیارات کا مالک بن گیا ۔

۱- Tokugawa Ieyasu -

۱۶۰۳ء میں اسے شوگن۱ کا عہدہ ملا ۔ اس نے ایڈو کو اپنا فوجی مرکز بنایا ۔ یہی مقام بعد ازاں ٹوکیو کے نام سے مشہور ہوا اور اسی کو قوم کے سیاسی ، ثقافتی اور اقتصادی مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی ۔

آئی یاسو ، نوبو ناگا اور ہدی اوشی کے انجام سے آگاہ تھا ، لہٰذا اس کی کوشش شروع ہی سے یہ رہی کہ اپنے خاندان کے لیے مستقل حکمرانی کا پختہ بندوبست کر دے ۔ بڑے بڑے جاگیردار دو حصوں میں تقسیم تھے: ایک وہ جو پہلے سے آئی یاسو کے ساتھ تھے، انھیں مرکزی علاقوں میں بٹھا دیا گیا ۔ جو لوگ آئی یاسو کے کامیاب ہونے کے بعد ساتھ ملے ، انھیں دور افتادہ علاقوں میں بھیج دیا گیا ، لیکن دونوں گروہوں کا فرض قرار دے دیا کہ اپنی طرف سے یرغمال مرکز میں چھوڑیں اور وقتاً فوقتاً خود بھی حکومتوں سے واپس آ کر مرکز میں رہیں ۔

نظم و نسق کی سرسری کیفیت یہ تھی کہ سب سے اونچا درجہ شوگن کا تھا ۔ کبھی کبھی کسی کو وزیراعظم مقرر کر لیا جاتا اور چار پانچ دانشمندوں کی ایک مجلس بنا لی تھی، جسے مجلس سلطنت قرار دینا چاہیے ۔ ان سے چھوٹے درجے کے دانشمندوں کی مجلس عام انتظامات کی ذمہ دار تھی ۔ سرکاری افسروں کی ایک جماعت کا کام یہ تھا کہ معاملات کی دیکھ بھال کرے اور خبریں بہم پہنچائے ۔ باقی لوگ عام انتظامی کار و بار سنبھالے بیٹھے تھے ۔ ٹوکو گاوا کے عہد اقتدار کے ابتدائی زمانے میں امن قائم رہا ۔ اس سے درجہ معیشت کسی قدر بلند ہو گیا ۔ آبادی بڑھ گئی ۔ قومی

۱- Shogun ۔ یہ جاپان میں مختاری کا بڑا اونچا عہدہ تھا ۔ اسے موروثی سپہ سالار کا عہدہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔

دولت میں اضافہ ہوا ۔ صنعت و حرفت اور تجارت نے ترقی کی ۔ بڑے بڑے شہروں میں تاجروں کی جماعتیں پیدا ہو گئیں ۔ شروع میں چاول اقتصادیات کی بنیاد تھے، اب روپیہ بنیاد بن گیا ۔

بعد کے واقعات

آئی یاسو کے بعد اس خاندان کے متعدد افراد اختیار و اقتدار کے مالک بنے رہے ۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ۱۸۶۸ء میں ختم ہوا ۔ اٹھارھویں صدی کے آخر تک مندرجہ ذیل واقعات قابل ذکر ہیں :

۱- ۱۶۰۲ء میں ھسپانوی تاجر جاپان پہنچے۔ ان کے ساتھ معاھدہ کر لیا گیا، تاکہ تجارت کو فروغ حاصل ہو، لیکن یہ سلسلہ زیادہ نہ پھیلا ۔

۲- ۱۶۰۹ء میں ولندیزوں نے ایک تجارتی مرکز مغربی جاپان میں قائم کیا ۔

۳- ۱۶۱۲ء میں مسیحیوں پر سختیاں شروع ہو گئیں ۔

۴- ۱۶۱۴ء میں ھدی اوشی کے بیٹے کا مرکز تمام غیرمطمئن عناصر کا مجمع بن گیا، اسے تباہ کر دیا گیا ۔

۵- انگریز بھی جاپان پہنچے، لیکن تجارت مفید نظر نہ آئی تو ۱۶۲۳ء میں خود بخود چلے گئے ۔

۶- ۱۶۲۴ء کو ھسپانویوں کو جاپان سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا اور فلپنیز سے تمام رشتے توڑ لیے گئے، جہاں ھسپانوی حکمران تھے ۔

۷- ۱۷۳۶ء میں جاپانیوں کے لیے ملک سے باھر جانا ممنوع قرار دیا گیا ۔ جو باھر تھے ان کو واپس آنے کی ممانعت کر دی گئی ۔

۸- ۱۶۳۷ء میں کسانوں کی بغاوت ہوئی ۔ یہ کسان زیادہ تر مسیحی تھے اور بغاوت کی وجہ مذھبی اور اقتصادی

سختیاں تھیں ۔ وہ سینتیس ہزار تھے اور تین مہینے مقابلہ کرتے رہے ، بالآخر سب مارے گئے ۔

۹- ۱۶۳۸ء میں پرتگیزوں کو بھی جاپان سے نکال دیا گیا ، اس لیے کہ ان پر باغی کسانوں کی حمایت کا شبہ تھا ۔

۱۰- ۱۶۵۷ء میں ٹوکو گاوا متسو کونی[۱] (۱۶۲۸ء—۱۷۰۱ء) نے چینی تاریخ کا نمونہ سامنے رکھ کر تاریخ جاپان کی ترتیب شروع کی ۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۷۲۰ء تک مکمل کی گئی ، پھر ۱۹۰۶ء تک کے حالات مرتب ہو گئے ۔

۱۱- ۱۶۸۸ء سے ۱۷۰۳ء تک کا دور علم و ثقافت کا بہترین دور مانا جاتا ہے ۔

۱۲- یوشی میون[۲] کے عہد میں نہایت اہم اصلاحی قوانین بنے۔ کسانوں کے ہاتھ سے زمین کی ملکیتیں نکل رہی تھیں ۔ کھیتی باڑی کرنے والے لوگوں کی آبادی گھٹ گئی تھی ۔ زیادہ تر لوگ شہروں میں آ گئے تھے ۔ فوجیوں پر قرضے کا بوجھ بہت بڑھ گیا تھا ۔ ان سب کو بربادی سے بچانے کے لیے ایسے قوانین منظور کیے گئے جن سے قرضداروں کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا ۔ یوشی میون ھی نے یورپ سے کتابیں منگوانے کی ممانعت ختم کی، البتہ مذھبی کتابیں منگوانے کی کسی کو اجازت نہ تھی ۔

۱- Mitsukuni -

۲- Yoshimune -

انقلابِ فرانس اَور عہدِ نپولین

انقلاب اور جمہوریت

انقلاب فرانس کے مختلف دَور

انقلاب فرانس اور عہد نپولین کم و بیش چھ مختلف چھوٹے دوروں میں بٹا ہوا ہے ، جن کی کیفیت یہ ہے :

۱- مجلس عمومی کبیر۱ اور دستور ساز اسمبلی۲ کا دور ، جو ۱۷ جون ۱۷۸۹ء سے ۳۰ ستمبر ۱۷۹۱ء تک رہا - اس زمانے میں حکومت کا انداز دستوری بادشاہی کا تھا اور درمیانے طبقے کے بالائی حصے کو اقتدار حاصل تھا -

۲- قانون ساز مجلس۳ کا دور ، جو یکم اکتوبر ۱۷۹۱ء سے ۲۱ ستمبر ۱۷۹۲ء تک رہا - حکومت کا انداز بادشاہی کے خاتمے تک یہ دستور باقی رہا - البتہ نچلے طبقات کا اقتدار شروع ہو گیا -

۳- قومی کنونشن۴ کا دور ، یہ ۲۱ ستمبر ۱۷۹۲ء سے

۱- Estates - General -

۲- Constituent Assembly -

۳- Legislative Assembly -

۴- National Convention -

۲۵ اکتوبر ۱۷۹۵ء تک رہا۔ انقلاب اس دور میں
کمال پر پہنچا۔ کنونشن نیا دستور بنانے کے لیے
وجود میں آئی تھی۔ اس نے بادشاہی ختم کی۔ بادشاہ
کو موت کی سزا دی۔ دہشت و خونریزی کے دور
کی حمایت کی۔ پھر اس کا تختہ اُلٹا اور بیرونی دشمنوں
کے خلاف مزاحمت کا جوش پیدا کیا۔

۴۔ ڈائریکٹری[1] کا دور۔ ۲۶ اکتوبر ۱۷۹۵ء — ۹ نومبر
۱۷۹۹ء۔ درمیانی طبقے کا اثر بحال ہوا۔ جنرل بونا پارٹ
کے اقدام سے حکومت میں فوری تغیر، جس کی
وضع و ہئیت جمہوری تھی۔

۵۔ تین حاکموں کا دور[2]۔ ۲۵ دسمبر ۱۷۹۹ء — ۲۰ مئی
۱۸۰۴ء۔ اس میں تمام فوجی اور انتظامی اختیارات عملاً
ایک شخص کے ہاتھ میں تھے۔ فرانسیسیوں کی عظیم الشان
فتوحات۔ حکومت کی وضع و ہئیت اب بھی جمہوری تھی۔

۶۔ شہنشاہی کا دور۔ ۲۰ مئی ۱۸۰۴ء سے اپریل ۱۸۱۴ء۔
(نپولین کی دست برداری) چونکہ نپولین ۱۸۱۵ء میں
ایلبا سے واپس آ کر دوبارہ شہنشاہ بن گیا تھا، لہٰذا
یہ دور حقیقتاً ۲۲ جون ۱۸۱۵ء کو ختم ہوا۔

انقلاب کا پس منظر

اٹھارھویں صدی عیسوی کے یورپ کی
فطرت و طبیعت ہی یہ بن گئی تھی کہ جو
ادارے مدت سے چلے آ رہے تھے یا تو
انہیں تباہ کر دیا جائے یا ان میں زیاد سے زیادہ اصلاحی عمل

۱۔ Directory -
۲۔ Consulate۔ یعنی تین قنصلوں کی حکومت کا زمانہ۔

جاری کیا جائے ۔ فرانسیسی اہل قلم ، کلیسا اور نظام حکومت پر برابر چوٹیں کرتے رہتے تھے ۔ ان تحریرات کا اثر آہستہ آہستہ لوگوں کے دل و دماغ پر پڑتا رہا ۔

فرانسیسی کسانوں کی عام حالت اکثر یورپی ملکوں کے مقابلے میں بدرجہا بہتر تھی ۔ ان کی تعداد کم و بیش دو کروڑ ہوگی ۔ ان میں سے صرف تین لاکھ کسان ایسے تھے ، جن پر بعض غلامانہ پابندیاں عائد تھیں ۔ تاہم ان میں سے اکثر کے پاس زمینیں تھیں ، اگرچہ ان کی مقدار کافی نہ تھی ۔ اصل مصیبت یہ تھی کہ ان پر جاگیرداروں کی طرف سے بہت سے واجبات لگے ہوئے تھے ۔ اس امر کی شہادتیں موجود ہیں کہ اٹھارھویں صدی کے نصف آخر میں بہت سے جاگیرداروں نے یہ واجبات سختی سے وصول کرنے کی کوشش کی ۔ کسانوں پر محصولوں کا بوجھ بہت بڑھا ہوا تھا ۔ ان کی زمینوں پر ایسے ٹیکس بھی لگے ہوئے تھے جن سے امرأ اور پادری بالکل بری تھے ۔

درمیانے طبقے کے لوگ عموماً سیاسیات سے الگ تھلگ رکھے جاتے تھے ۔ فرانسیسی تجارت کے فروغ کے ساتھ اس طبقے کے پاس دولت خوب جمع ہو گئی اور بعض اقتدار دوست لوگوں نے پیسے دے کر عہدے حاصل کر لیے ۔ یہ طبقہ فرانسیسی فلسفیوں کی تحریرات مزے لے لے کر پڑھتا تھا ۔

نظام حکومت بڑا بے ڈھب اور نا اہل تھا ۔ اس میں استبداد سے کہیں بڑھ کر غیر ذمہ داری اور خود رائی تکلیف دہ تھی اور اس قسم کا نظام حکومت ایک اعلیٰ درجے کی تجارتی اور صنعتی سلطنت کے لیے ہرگز موزوں نہ تھا ۔ محاصل غیر منصفانہ تھے ۔ پادری اور امرأ پورے محاصل ادا نہ کرتے تھے ۔ کوئی صحیح نمایندہ مجلس موجود نہ تھی ، جس کے ذریعے سے عوام کی شکایات کی تلافی

کرائی جا سکتی -

بجٹ میں ہر سال خسارہ بڑھ رہا تھا اور اس میں کمی کی کوئی صورت نہ نکالی جا سکی - مالی نقطۂ نگاہ سے حکومت کی حالت دیوالیہ پن کے قریب پہنچ چکی تھی اور مجلس عمومی کبیر کے بلانے کی غرض یہ تھی کہ اس نازک صورت حال کا کوئی مداوا تجویز کرایا جا سکے - اس مجلس کا اجلاس ہوا تو اس نے صرف مالی ضرورت کو پورا کرنے کے بجائے پورے نظام حکومت کی اصلاح اپنے ذمے لے لی -

دستور ساز اسمبلی مجلس عمومی کبیر کا اجلاس ۵ مئی ۱۷۸۹ء کو ورسائی۱ میں ہوا - اس میں تین سو نمایندے امرأ کے تھے ، تین سو مذہبی طبقے کے ، ان کے مقابلے میں چھ سو نمایندے عوام کے تھے - شروع ھی میں معاملات پر بحث کرنے اور رائے دینے کے متعلق اختلاف پیدا ھو گیا - امرأ اور پادری کہتے تھے کہ تمام طبقوں کے ووٹ الگ الگ لیے جائیں - عوامی نمایندوں کی خواہش تھی کہ پورے ایوان کے ووٹ مشترک ہونے چاھئیں - گویا اصل سوال یہ تھا کہ آیا حکومت کے ایوان دو ھوں: ایک ایوان بالا اور دوسرا ایوان زیریں یا صرف ایک ایوان ھو -

۱۷ جون کو عوام کے نمایندوں نے فیصلہ کیا کہ ھم دستور ساز یا قومی اسمبلی کی حیثیت رکھتے ھیں اور اسی حیثیت میں کام کریں گے - امرأ اور پادری ھمارے ساتھ شامل ھو جائیں - تین روز تک اسمبلی کا اجلاس ملتوی رہا - جس ایوان میں اجلاس ھوتا تھا اس کے دروازے بند کر دیے گئے - عوامی نمایندے

۱- Versailles -

ٹینس کھیلنے کے میدان میں جمع ہوے اور حلف اٹھا لیا کہ جب تک نیا دستور نہ بنا لیں گے وہ اپنے گھروں میں واپس نہ جائیں گے ۔ یہ حالت دیکھ کر امرأ اور پادریوں میں سے بھی خاصی بڑی تعداد ان میں شامل ہو گئی ۔

انھیں راضی کرنے کی مختلف کوششیں کی گئیں ۔ جب کار برآری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو بادشاہ کی خواھش کے مطابق پادریوں اور امرأ کے باقی نمایندے بھی عوامی نمایندوں میں شامل ہو گئے ۔ گویا عوامی نمایندوں کی ھمت نے کامیابی کی منزل پر پہنچا دیا ۔

انقلاب کا پہلا شرارہ

پیرس میں فوج جمع ہو گئی تھی ، بدیں وجہ افواہ پھیل گئی کہ بادشاہ دستور ساز یا قومی اسمبلی کو ختم کر دینا چاھتا ھے ۔ اس سے عوام میں اضطراب پیدا ھوا ۔ ۱۱ جولائی کو نیکر بر طرف ھوا ، جو وزیر مال تھا ۔ عوام کو اس سے بہت امیدیں تھیں ۔ اس کی برطرفی سے سمجھ لیا گیا کہ اب کوئی امید پوری نہ ہوگی ۔ چنانچہ وہ اچانک اٹھے اور ۱۴ جولائی کو بیستی[۱] کے قید خانے پر حملہ بول دیا ، جو اگرچہ قلعہ تھا مگر وھاں سیاسی قیدی رکھے جاتے تھے ۔ حملہ آوروں کا ایک مقصد یہ تھا کہ وھاں سے ہتھیار مل جائیں گے ۔ قید خانے کا گورنر مارا گیا ۔ یہ انقلاب کا پہلا شرارہ تھا ، جس نے تھوڑی ھی دیر میں ایک خوفناک آگ کی صورت اختیار کر لی ۔

اب پیرس کے معاملات کی باگ ڈور عوام کے ھاتھ میں تھی ۔

---

۱ - Bastille - جس کا تلفظ انگریزی قاعدے کے مطابق بیسٹیل ھے، لیکن فرانسیسی قاعدے کے مطابق وھی تلفظ ٹھیک ھے، جو متن میں اختیار کیا گیا ۔

عوامی نمایندوں نے ایک عارضی حکومت بنائی اور نیکر کو مالی وزارت پر بحال کر دیا ۔ ایک قومی فوج بن گئی ۔ لافیئے۱ کو اس کا کپان دار بنا دیا گیا ۔ وہ جھنڈا اختیار کر لیا گیا جس میں تین رنگ تھے : یعنی نیلا ، سرخ اور سفید ۔ یہی ترنگا جھنڈا انقلاب کا نشان بن گیا ۔

عوام کے اس جوش نے امیروں کے طبقے میں هراس پیدا کر دیا اور وہ ملک چھوڑ کر باهر بھاگنے لگے ۔ مختلف صوبوں میں کسانوں نے جاگیرداروں کے خلاف هنگامے بپا کر دیے ۔ ۴ اگست کو امرا کے نمایندوں نے اپنے تمام جاگیردارانہ حقوق چھوڑ دینے کی پیش کش کی ، لیکن کہا کہ حقوق تدریجاً چھوڑے جائیں گے اور مالک ان کے لیے معاوضے کے حقدار هوں گے ۔ تمام خطابات منسوخ کر دیے گئے ۔

پیرس میں ہنگامہ

۲۷ اگست کو بنیادی انسانی حقوق کا اعلان کر دیا گیا ۔ اس کے بعد پھر طرح طرح کی افواهیں پھیلنے لگیں ۔ آخر ایک زبردست جلوس تیار هوا جس میں بہت بڑی اکثریت عورتوں کی تھی اور اس نے پیرس سے ورسائی کی طرف کوچ شروع کر دیا ، جہاں شاهی خاندان رهتا تھا ۔ لافیئے نے بڑی مشکل سے شاهی خاندان کو بچایا اور وہ تمام افراد کو پیرس لے آیا ۔ دستور ساز یا قومی اسمبلی کے ممبر بھی پیرس پہنچ گئے ان میں سے دو سو ممبروں نے استعفا دے دیا ۔

اس اثناء میں فیصلہ هو گیا کہ نمایندوں کا ایک ایوان هوگا جسے قانون بنانے کا پورا اختیار حاصل رهے گا ۔ بادشاہ کی حیثیت دستوری حکمران کی هوگی ۔ اسے ویٹو کا اختیار دے دیا گیا ، لیکن

۱- Lafayette -

ساتھ ھی کہہ دیا گیا کہ وہ کسی قانون کو وضع قوانین کی میعاد سے زیادہ دیر تک روک نہ سکے گا ، نیز اسے ایوان کی مرضی کے خلاف جنگ یا صلح کا اختیار نہ ھوگا ۔

دستور کی منظوری

۱۴ جولائی ۱۷۹۰ء کو بادشاہ نے یہ دستور منظور کر لیا ۔ پرانے صوبے اور ان کی حکومتیں ختم کر دی گئیں ۔ فرانس کو ازسرنو تراسی حلقوں میں تقسیم کیا گیا ۔ حلقوں کے نام دریاؤں یا پہاڑوں کی بنا پر رکھے گئے ۔ ان حلقوں کو ضلعوں میں بانٹا گیا جن کی تعداد تین سو چوھتر تھی ۔ پہلے ابتدائی مجلسوں کے لیے نمایندے چنے جاتے ، یہ مجلسیں انتخاب کنندوں کو چنتیں ۔ پھر مرکزی قانون ساز مجلس کے نمایندوں کا چناؤ عمل میں آتا ۔ ان کی تعداد سات سو پینتالیس تھی ۔ مجلس کی میعاد دو سال رکھی گئی ۔ عوام دو حصوں میں بٹ گئے ۔ ایک وہ جو ووٹ دیتے تھے ، ان پر خاص ٹیکس لگایا گیا ۔ دوسرے وہ جو ووٹ نہیں دیتے تھے ۔

یہی زمانہ ہے جس میں مختلف نمایندوں نے مل کر مجلسیں یا سبھائیں بنا لیں اور وہ اپنی اپنی مجلسوں میں مختلف معاملات پر گفتگوئیں اور مشورے کرتے رھتے تھے ۔ اس زمانے میں جن مختلف لیڈروں کو خاص شہرت حاصل ھوئی ، ان میں سے دانتن۱ اور رابس پیئر۲ خاص طور پر قابل ذکر ھیں ۔ دیمولین۳ ، ھیبرٹ۴ ، مرات۵ ، لافیئے اور بیلی بھی لیڈروں میں شامل تھے ۔ میرابو۶ سب پر فائق تھا ۔ اس نے انقلاب کو آخری حد پر پہنچنے سے روکنے

۱- Danton -
۲- Robespierre -
۳- Desmoulins -
۴- Hebert -
۵- Marat -
۶- Mirabeau -

اور شاهی تخت کو بچانے کی انتہائی کوشش کی ، لیکن ۲ اپریل ۱۷۹۱ء کو وہ فوت هوگیا، ساتھ هی شاهی خاندان کی اُمیدیں بھی مرگئیں ۔

بادشاہ کا فرار بادشاہ نے هر طرف سے مایوس هو کر یہ فیصلہ کیا کہ اپنے خاندان کو لے کر چپ چاپ نکل جائے اور فرانس کی سرحد سے باهر کہیں پناہ لے۔ چنانچہ ۲۰ جون ۱۷۹۱ء کو وہ بھیس بدل کر اپنے خاندان کے ساتھ روانہ هوا ۔ اُمید تھی کہ سرحد پر پہنچ جانے کے بعد وفادار فوجی اس کی حفاظت کا ذمہ اُٹھا لیں گے۔ چنانچہ اس نے شمالی و مشرق سرحد کی طرف سفر شروع کیا ۔ قریباً تین چوتھائی راستہ طے هو چکا تھا ، صرف ایک چوتھائی باقی تھا ۔ ویرےنیز۱ پہنچے هی بعض لوگوں نے اسے پہچان لیا اور گرفتار کرکے اهل و عیال کے ساتھ پیرس پہنچا دیا ۔ پرانی اسمبلی توڑ دی گئی اور نئی اسمبلی کے انتخابات شروع هو گئے ۔

دستور ساز اسمبلی اکتوبر ۱۷۹۱ء میں پہلی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس هوا ۔ اس میں کئی فریق تھے ۔ وہ لوگ بھی تھے جنھیں اعتدال پسند جمہوری کہنا چاہیے اور وہ بادشاهی کے حامی تھے ، اگرچہ کھل کر کچھ کہنے کے لیے تیار نہ تھے ۔ دوسرا فریق وہ تھا جس میں اعلیٰ درجے کے خطیب شامل تھے، مثلاً گوادے۲ ، ورینیاؤ۳ ، برسو۴ ۔ یہ وفاقِ جمہوریت قائم کرنا چاہتے تھے ۔ تیسرا فریق انتہا پسندوں کا تھا ۔ یہ ایسی جمہوریت کے قائل تھے جو ایک مرکز پر مبنی هو اور جس کی حکومت وحدانی طرز کی هو ۔

۱- Varennes -　　۲- Guadet -

۳- Vergniaud -　　۴- Brissot -

جنگ کا آغاز ۲۷ اگست ۱۷۹۱ء کو شاہ پروشیا اور شہنشاہ آسٹریا نے غور و فکر کے بعد ایک اعلان شائع کیا کہ مختلف طاقتوں کے اتفاق رائے سے فرانس کے معاملات میں دخل دیا جائے گا۔ فرانسیسیوں نے سمجھا کہ یہ دھمکی ہے ۔ اس سے کشیدگی بڑھی ۔ ۷ فروری ۱۷۹۲ء کو پروشیا اور آسٹریا نے فرانس کے خلاف اتحاد کر لیا ۔ فرانس کے خلاف بیرونی طاقتوں کا یہ پہلا اتحاد تھا ۔ جو فرانسیسی امرا ملک سے باہر نکل گئے تھے ان سب کی خواہش یہی تھی کہ لڑائی چھڑے ۔ عجیب امر یہ ہے کہ اپریل میں خود فرانس نے آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کردیا اور تین فوجوں کو میدان جنگ میں بھیج دیا جن میں سے ایک اڑتالیس ہزار ، دوسری باون ہزار اور تیسری بیالیس ہزار تھی ۔

اعلان جنگ نے عوام میں اشتعال پیدا کر دیا۔ سمجھا یہ گیا کہ آسٹریا نے بادشاہ اور ملکہ کے ایماء پر لڑائی شروع کی ہے ۔ چنانچہ شاہی محل پرھلا بول دیا گیا (۲۰ جون ۱۷۹۲ء) ۔ بادشاہ کے تحمل اور بردباری کے باعث نازک صورت پیدا نہ ہوئی۔ ۱۰ اگست کو عوام کا حملہ دوبارہ ہوا ۔ جو گارد شاہی محل کی حفاظت کے لیے موجود تھی بادشاہ نے اسے جوابی آتش باری سے روک دیا ۔ عوام نے آگے بڑھ کر پوری گارد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔

قتل وفساد بادشاہ اور اس کے خاندان کو بڑی مشکل سے بچا کر اسمبلی کے ایوان میں پہنچایا گیا ۔ وھاں سے خاندان کو اس پرانے مکان میں منتقل کر دیا جو ایک زمانے میں ھیکل یروشلم کے لیے لڑنے والے جنگجوؤں کا مرکز تھا - نئی عارضی حکومت بن گئی ۔ مشتبہ آدمی پکڑے گئے ۔ لافیئے بھاگ کر آسٹریا پہنچ گیا جہاں اسے ۱۷۹۶ء تک قید رکھا گیا ۔ پروشیا کی

فوج نے پیش قدمی کرتے ہوئے وردون ۱ پر قبضہ کر لیا ۔

یہ حالات تھے جب ستمبر کے مہینے میں پیرس کے اندر ایک نہایت افسوسناک واقعہ پیش آیا ۔ یعنی عوام نے اشتعال کی حالت میں مختلف قید خانوں پر ہلا بول دیا اور برائے نام مقدمات چلا کر قیدیوں کو موت کی سزا دے دی ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس ہنگامے میں کم و بیش دس ہزار آدمی مارے گئے ۔ یہ تمام لوگ اس شبہ میں گرفتار ہوئے تھے کہ سب بادشاھی کے حامی ہیں ۔ اسی قسم کی خونریزی کے واقعات ورسائی، ریمز ۲ ،اورلیانز ۳، لیانز ۴ اور بعض دوسرے شہروں میں پیش آئے ۔ اس اثناء میں فرانسیسی فوج کو پروشیا کی فوج کے مقابلے میں ایک جگہ کامیابی بھی حاصل ہوئی ۔

قومی کن ونشن پہلی مجلس ختم ہو چکی تھی اور اس کی جگہ قومی کن و نشن نے لے لی ۔ اس کے سات سو انچاس ممبر تھے جن میں سے چار سو چھیاسی نئے اور باقی پرانے تھے ۔ یہ لوگ بالغوں کے حق رائے سے منتخب ہوئے تھے ۔

۲۱ ستمبر ۱۷۹۲ء کو قومی کن و نشن نے بادشاھی ختم کر دی اور فرانس میں جمہوریت کے قیام کا اعلان کر دیا ۔ ہر مرد ، عورت کو شہری کے نام سے پکارا جانے لگا ۔ بعض مقامات پر فرانسیسیوں کو جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی ۔ ۱۹ نومبر کو کن و نشن نے عام اعلان کر دیا کہ جس ملک کے عوام اپنی حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہیں فرانس اُنہیں ہر ممکن امداد دے گا ۔

۱- Verdun -

۲- Rheims -

۳- Orleans -

۴- Lyons -

بادشاہ کو سزائے موت

بادشاہ کا مقدمہ کن و نشن کے سامنے پیش ہوا ۔ ۱۵ جنوری ۱۷۹۳ء کو کن ونشن کے اجلاس میں سات سو اکیس ممبر موجود تھے ان میں سے چھ سو تراسی نے بادشاہ کو مجرم قرار دیا ۔ ۱۶ جنوری کو سزا کا معاملہ پیش ہوا ، تو تین سو اکسٹھ ممبروں نے موت کی سزا تجویز کی اور تین سو ساٹھ نے قید یا جلاوطنی کے حق میں رائے دی ۔ محض ایک رائے کی اکثریت کی بنا پر غریب بادشاہ کو موت کی سزا دے دی گئی ۔

جمہوریہ فرانس کی لڑائیاں

برطانیہ اور ہسپانیہ کے خلاف جنگ

اب تک صرف پروشیا اور آسٹریا فرانس کے خلاف لڑ رہے تھے ، پھر برطانیہ ، ہسپانیہ اور ہالینڈ بھی اس اتحاد میں شامل ہو گئے ۔ چنانچہ یکم فروری ۱۷۹۳ء کو فرانس نے ان کے خلاف بھی اعلان جنگ کر دیا ۔ ۱۸ مارچ کو فرانسیسی سپہ سالار نے آسٹریا سے لڑتے ہوئے شکست کھائی اور وہ آسٹرویوں کے پاس پہنچ گیا ۔ اس سے بڑی سراسیمگی پیدا ہوئی ۔ کن و نشن نے حفاظت عامہ کے لیے ایک خاص کمیٹی بنا دی ، جس کے ممبر ابتداء میں نو تھے ، بعد میں بارہ ہو گئے ۔ اس زمانے میں دانتن اور رابس پیئر کا طوطی خوب بول رہا تھا ۔

دہشت و خونریزی کا دَور

۱۷۹۳ء میں دہشت و خونریزی کا نہایت خوفناک دور شروع ہو گیا ، جو در اصل ہر طرف سے بیرونی حملوں کا ایک طبعی نتیجہ تھا ۔ ۱۶ اکتوبر کو ملکہ کے لیے موت کی سزا تجویز ہوئی ۔ پھر جگہ جگہ لوگ موت کے گھاٹ اتارے جانے لگے ۔ انقلابی عدالتیں بنا دی گئی تھیں ۔ جو شخص ان کے سامنے آتا ، اسے آخری سزا دی دے جاتی ۔

صرف ایک نانٹز[1] کی انقلابی عدالت نے تین مہینے میں پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا ۔

یہی زمانہ ہے جس میں خود بڑے لیڈروں کے درمیان بھی کشمکش شروع ہوئی ، چنانچہ اس میں وہ لوگ بھی مارے گئے ، جنھوں نے انقلاب کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا تھا ۔ ۶ اپریل ۱۷۹۴ء کو دانتن اور اس کے ساتھی موت کی سزا پا گئے ۔ ۲۷ جولائی کو خود رابس پیئر اور اس کے ساتھیوں کی باری آ گئی ۔ پہلے دن ان کے اٹھارہ آدمی قتل ہوے ۔ دوسرے دن اسی آدمیوں کے سر کٹ گئے ۔

جنگ کی کیفیت انگریزی فوجوں نے فرانس کی جنوبی بندرگاہ طولون[2] پر قبضہ کر لیا تھا ، انھیں لڑ کر طولون سے نکالا گیا ۔ یہ پہلی جنگ ہے جس میں نپولین بونا پارٹ نے نمایاں حصہ لیا ۔ بعض اور مقامات پر بھی فرانسیسیوں کو کامیابیاں حاصل ہوئیں اور بلجیم کو انھوں نے خالی کرا لیا ۔ مارچ ۱۷۹۵ء میں فرانس اور پروشیا کے درمیان صلح ہوئی ۔ پھر جرمنی کی دوسری ریاستیں بھی لڑائی سے الگ ہو گئیں ۔ ۲۲ جون کو ہسپانیہ نے بھی صلح کر لی ۔ انگریزوں نے برٹنی میں فوج آتارنے کی کوشش کی ۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل تھے ، جو فرانس سے باہر نکل گئے تھے ۔ حملہ آوروں نے شکست کھائی ۔ جلاوطن فرانسیسیوں میں سے سات سو مارے گئے۔ اس کے بعد قیدیوں میں سے ایک ہزار کو موت کی سزا دے دی گئی ۔ لوئی شانزدھم کی موت پر اس کے کم سن بیٹے کو بیرونی طاقتوں نے لوئی ھفتدھم کے لقب سے بادشاہ تسلیم کر لیا تھا ، اگرچہ وہ قید تھا ۔ ۸ جون

۱- Nantes -   ۲- Toulon -

۱۷۹۵ء کو قید ھی میں وہ فوت ھو گیا ۔ صرف دس سال کی عمر تھی ۔

نیا دستور

۲۲ اگست ۱۷۹۵ء کو نیا دستور منظور ھوا ۔ اس کے مطابق انتظامات پانچ ڈائریکٹروں کے حوالے کیے گئے ۔ ان کی امداد کے لیے نمایندوں کے دو ایوان تجویز ھوے : ایک مجلس اکابر۱ جس کے ارکان اڑھائی سو تھے ، دوسرا ایوان جس کا نام "مجلس پانصد۲" رکھا گیا ۔ پہلے دور کے لیے یہ طے کر دیا گیا تھا کہ دونوں ایوانوں کے دو تہائی ممبر کن ونشن کے ممبروں میں سے لے لیے جائیں ۔ اس تجویز کی مخالفت ھوئی اور حالات خاصے نازک ھو گئے ۔ اندیشہ تھا کہ مخالفین غلبہ پا کر ڈائریکٹروں کو قتل کر دیں گے ۔ ڈائریکٹروں میں سے ایک کا نام بیرس۳ تھا ۔ وہ نپولین بونا پارٹ کو جانتا تھا ۔ اس کی تجویز پر نپولین کو کن ونشن کی حفاظت کا کام سونپ دیا گیا ۔ نپولین نے حفاظت کے تمام انتظامات مکمل کر لیے ۔ مخالفوں کی طرف سے حملہ ھوا تو نپولین کی توپوں نے تھوڑی ھی دیر میں اُن کا خاتمہ کر دیا ۔ کن ونشن ختم ھو گئی ۔ نئے دستور کے مطابق ڈائریکٹروں نے حکومت کا کارو بار سنبھال لیا ۔

ڈائریکٹری

ڈائریکٹری ۱۷۹۵ء سے ۱۷۹۹ء تک قائم رھی ۔ یہ زمانہ انقلاب فرانس کی شان و شوکت کا بہت ھی اچھا زمانہ ھے ، اس لیے کہ اس کے جرنیلوں خصوصاً نپولین نے ایسی شاندار کامیابیاں حاصل کیں ، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی ۔

۱- Council of Elders -

۲- Council of Five Hundred -

۳- Barras -

ڈائریکٹری میں کارنو[1] وزیر جنگ تھا ۔ اس نے دشمنوں کے خلاف تین الگ الگ فوجیں بھیجنے کی تجویز پیش کی ، جو منظور ہو گئی :

۱- پہلی فوج کا کماں دار جوردان[2] تھا ۔ اسے حکم ملا تھا کہ دریائے رھائن کے زیریں حصے کو عبور کرکے فرینکونیا میں پیش قدمی کرے ۔

۲- دوسری فوج کا کماں دار موریو[3] تھا ۔ یہ بالائی رھائن کو عبور کرکے سوابیا اور بویریا میں پیش قدمی کرنے والی تھی ۔

۳- تیسری فوج کا کماں دار نپولین بونا پارٹ تھا ۔ اس کا فرض یہ تھا کہ پہلے اٹلی کو آسٹرویوں سے پاک کرے، پھر ٹائرول میں سے ہو کر باقی دو فوجوں کے لیے تقویت کا باعث ہو ۔

جرمنی میں پیش قدمی اور انجام جوردان اور موریو جرمنی میں بڑھے اور مختلف علاقوں کو ترک جنگ پر مجبور کر دیا ، لیکن اچانک شہنشاھی افواج کے کماں دار آرچ ڈیوک چارلس نے جوابی کاروائی شروع کر دی اور جوردان کو دو لڑائیوں میں شکست فاش دی ، جس کے بعد جوردان نے سپہ سالاری کا عہدہ چھوڑ دیا ۔ پھر آرچ ڈیوک نے موریو کی طرف توجہ کی ۔ وہ تیزی سے پسپا ہو کر دریائے رھائن پر پہنچ گیا ۔ گویا ان دو فوجوں نے جتنے قدم آگے بڑھائے تھے، اتنے ھی پیچھے ھٹائے اور وہ دشمنوں پر کوئی قابل توجہ اور قابل ذکر اثر نہ ڈال سکیں ۔

۱- Carnot - ۲- Jourdan - ۳- Moreau -

نپولین بوناپارٹ تیسری فوج نپولین بونا پارٹ کی سر کردگی میں اٹلی کے اندر بڑھی اور پے در پے اطالوی فوج کو شکستیں دے کر علاقے فتح کرتی گئی ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال کے اندر کم و بیش چوھتر چھوٹی بڑی لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ہر ایک میں فرانسیسی فوج نے کامیابی حاصل کی۔ ان لڑائیوں میں سے کیسٹیلیان۱ ، آرکولا[redacted] ، ریوولی۳ اور لودی۴ کی لڑائیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان شاندار کامیابیوں نے جمہوریہ فرانس کی عزت کو چار چاند لگا دیے ۔ فرانسیسیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جس علاقے کو فتح کرتے ، وہاں جمہوری حکومت قائم کر دیتے ۔ ۱۸ اپریل ۱۷۹۷ء کو صلح کی ابتدائی گفت و شنید آسٹریا نے شروع کر دی ۔ اس کے مطابق آسٹریا نے اٹلی اور بلجیم کے خاصے علاقے فرانس کے حوالے کر دیے یا مختلف جمہوریتوں کو تسلیم کر لیا ۔ اس کے بعد فرانسیسی فوج نے وینس پر حملہ بول دیا اور محض وینس شہر ھی پر نہیں ، بلکہ ان یونانی جزیروں پر بھی قبضہ کر لیا جن پر وینس قابض چلا آتا تھا ۔ ۹ جولائی ۱۷۹۷ء کو میلان ، موڈینا ، فیرارا ، بولون اور روماناہ کو ملا کر ایک جمہوری حکومت قائم کر دی گئی ، جس کا نام کوھستان ایلپس کے جنوبی حصے کی جمہوریت۶ رکھا گیا ۔ جنوآ

۱- Castiglione -

۲- Arcola -

۳- Rivoli -

۴- Lodi -

۵- Romagna -

۶- Cisalpine Republic ۔ اس کے معنی ہیں ایلپس کے اس پار کا علاقہ ۔ میں نے مزید وضاحت کے لیے کوھستان ایلپس کے جنوبی حصے کی جمہوریت لکھا ، اس لیے کہ اس پار کے معنی جنوب ھی ہیں ۔

کی جمہوریت کی شکل بھی بدل دی گئی اور اس کا نام علاقۂ لیگوریا[1] کی جمہوریت رکھا گیا۔ یہ دونوں بہر حال فرانس ہی کے زیر اثر تھیں۔

حکومت میں تبدیلی اس وقت تک مجلس اکابر، مجلس پانصد اور ڈائریکٹری میں دو فریق تھے۔ ایک خالص جمہوری فریق اور دوسرا وہ فریق جسے رجعت پسند کہنا چاہیے، یعنی وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح پرانا طرز حکومت بحال ہو جائے یا اس کے طور طریقے بدلنے نہ پائیں۔ ۴ ستمبر ۱۷۹۷ء کو جمہوری فریق نے ڈائریکٹری اور دونوں مجلسوں پر پورا اقتدار حاصل کر لیا۔ جو تین آدمی ڈائریکٹر چنے گئے، وہ پکے جمہوری تھے اور انھی میں بیرس بھی شامل تھا، جو نپولین کا سرگرم حامی اور رفیق تھا۔

آسٹریا کے ساتھ صلح ۱۷ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو آسٹریا کے ساتھ معاہدہ صلح پر دستخط ہو گئے۔ یہ کیمپوفورمیو[2] کا معاہدہ کہلاتا ہے۔ اس کی شرطیں یہ تھیں:

۱۔ آسٹریا نے نیدرلینڈز کے علاقے فرانس کو دے دیے۔
۲۔ ایلپس کے جنوبی حصے کی جمہوریت کو تسلیم کر لیا۔
۳۔ دریاے رھائن کا مغربی کنارا فرانس کو دے دیا۔ البتہ دریا میں سے کشتی رانی کا حق فرانس اور جرمنی دونوں کو حاصل رہا۔ جن رئیسوں کے علاقے چھنے، فیصلہ کر دیا گیا کہ انھیں جرمنی کے اندر ان علاقوں

۱۔ Ligurian Republic - لیگوریا، اٹلی کے اس حصے کو کہتے ہیں، جس میں جنوآ اور آس پاس کے علاقے شامل ہیں۔

۲۔ Campo Formio -

کا معاوضہ دے دیا جائے گا۔

۴- جن یونانی جزیروں پر فرانس قابض ہوا تھا وہ اسی کے پاس رہے ۔

۵- آسٹریا کو وینس کا علاقہ دریاے ایڈج ۱ تک دے دیا گیا۔ اس میں شہر وینس، استریا ۲ اور ڈلمیشیا بھی شامل تھے۔

فرانسیسی فوجوں نے آگے بڑھ کر رومہ پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں ایک جمہوری حکومت بنا دی ۔ پوپ پائس ششم کو قید کر لیا گیا ۔ اپریل ۱۷۹۸ء میں سوئٹزر لینڈ پر بھی حملہ کیا گیا اور وہاں جو جمہوریت قائم کی اس کا نام ہلویٹی جمہوریت ۳ رکھا گیا ۔ جنوآ فرانس کے حوالے ہو گیا ۔

مصر پر حملہ

نپولین نے بولون (فرانس کی بندرگاہ) میں فوج جمع کی تھی ۔ بہ ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ یہ انگلستان پر حملے کی تیاری ہے ۔ دراصل یہ ایک پردہ تھا ، جس میں رہ کر مصر پر حملے کی تیاری کی گئی ۔ ۱۹ مئی ۱۷۹۸ء کو نپولین پینتیس ہزار فوجیوں کے ساتھ طولون سے مصر کی طرف روانہ ہوگیا ۔ اس کے ہمراہ سائنس دانوں اور سیاسی محرروں کی بھی ایک جماعت تھی ۔ ۱۲ جون کو اس نے اچانک مالٹا پہنچ کر جزیرے پر قبضہ کر لیا اور یکم جولائی کو وہ مصر کے ساحل پر لنگر انداز ہوا ۔ جاتے ہی اسکندریہ کو اپنے قبضے میں لے لیا ۔ اس حملے کے اہم واقعات کی تفصیل یہ ہے ۔

۱- جنگ اہرام : مملوکوں کے رسالے اور فرانسیسی فوج کے

۱- Adige - ۲- Istria -

۳- Helvetian Republic - اسے ہلویٹی جمہوریت اس لیے کہا جاتا ہے کہ ٹیوٹانیوں کا قبیلہ ، جس کا نام ہلویٹی تھا ، سوئٹزرلینڈ میں آباد تھا ۔

درمیان قاھرہ سے باھر اھرام کے پاس لڑائی ھوئی (۲ جولائی ۱۷۹۸ء) ۔ مملوکوں نے شکست کھائی اور نپولین قاھرہ پر قابض ھو گیا ۔

۲- برطانوی امیرالبحرنیلسن فرانسیسی بیڑے کی تلاش میں پھر رھا تھا ۔ یکم اگست ۱۷۹۸ء کو اچانک فرانسیسی جہاز دریاے نیل کے دھانے پر مل گئے۔ نیلسن نے ان پر کاری ضرب لگائی ۔

۳- چونکہ سلطنت عثمانیہ نے فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا، لہذا نپولین نے شام پر حملہ کرکے یافا لے لیا (فروری ۱۷۹۹ء) لیکن وہ عکہ پر قبضہ نہ کر سکا ۔ فرانسیسی فوج میں طاعون پھوٹ پڑا اور نپولین مصر واپس آ گیا ۔

۴- جنگ ابوقیر : ترکوں اور انگریزوں نے مل کر ابوقیر[۱] میں فوج اتاری ۔ نپولین نے اس فوج کو شکست دے دی (۲۵ جولائی ۱۷۹۹ء) ۔

۵- نپولین ۲۴ اگست ۱۷۹۹ء کو فرانس واپس چلا گیا اور اس کی جگہ کلیبر[۲] سپہ سالار بنا ۔ اس نے ترکوں کے ساتھ گفت و شنید کے بعد فرانسیسی فوج کے تخلیے کا انتظام کر لیا ۔ جو معاھدہ ھوا ، اس کا نام العریش کا میثاق ھے (۲۴ جنوری ۱۸۰۰ء) ۔

۶- خود کلیبر اسی سال جون میں مارا گیا اور فرانسیسی فوج

۱- Abukir ۔ یہ مقام اسکندریہ کے مشرق میں تھوڑے فاصلے پر واقع ھے ۔

۲- Kleber ۔

بعد میں ایک معاہدے کے ذریعے سے فرانس واپس ہوئی۔

فرانس کے خلاف دُوسرا اتحاد

فرانس کے خلاف پہلا اتحاد ختم ہو چکا تھا۔ ۲۴ دسمبر ۱۷۹۸ء کو روس اور برطانیہ نے نئے اتحاد کی بنیاد رکھی، جس میں آسٹریا، نیپلز پرتگال اور سلطنت عثمانیہ بھی شامل ہو گئے۔ نپولین کی غیر حاضری میں لڑائیاں شروع ہوئیں، جن میں سے بعض میں فرانسیسی جرنیل کامیاب ہوئے، لیکن پھر اتحادیوں نے انہیں یکے بعد دیگرے شکستوں پر شکستیں دیں۔ حتیٰ کہ روسی اور آسٹروی جرنیلوں نے میلان فتح کر لیا اور کوہستان ایلپس کی جنوبی جمہوریت کا چراغ گل کر دیا۔ ساتھ ہی روسی جرنیل آگے بڑھ کر تورین پر قابض ہو گیا اور اس نے فرانسیسی جرنیل موریو کی فوج کے بچے کھچے حصوں کو جنوآ میں بند کر دیا۔ فرانسیسی جرنیل جوبرٹ[۱] نے جنوآ سے پیش قدمی شروع کی۔ روسی اور آسٹروی جرنیلوں نے اسے شکست فاش دی اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا۔

صرف ہالینڈ میں روسی اور برطانوی مہم بری طرح ناکام رہی۔ آخر برطانیہ نے فرانسیسیوں کے ساتھ الگ صلح کر کے ہالینڈ سے نکل جانے کا بندوبست کر لیا اور تمام فرانسیسی قیدی چھوڑ دیے۔ یہ دیکھ کر روس اتحاد سے الگ ہو گیا۔

اس اثناء میں نپولین مصر سے واپس پہنچا (۸ اکتوبر ۱۷۹۹ء) اس نے ڈائریکٹروں سے بات چیت کر کے نئی حکومت کے قیام کا بندوبست کر لیا۔ چنانچہ ڈائریکٹری ختم ہو گئی اور اس کی جگہ قونصلوں کی حکومت قائم کر دی گئی۔ یہ تعداد میں تین تھے: ان میں سے ایک نپولین تھا، جسے اعلیٰ قونصل قرار دیا گیا۔

۱- Joubert -

گویا اصل حکمران وهی تھا اور باقی دو آدمی اس کے معاون تھے۔

نپولین قونصل کی حیثیت میں نپولین ۱۷۹۹ء میں قونصل بنا تھا اور ۱۸۰۴ء تک اس عہدے پر فائز رہا۔

اس کی ابتدائی مدت دس سال مقرر ہوئی تھی ۔ ایک نیا دستور بنایا گیا ، جسے جمہوریت کے آٹھویں سال کا دستور کہا جاتا تھا ۔ اس کے متعلق رائے عامہ معلوم کی گئی تو تیس لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے اس کے حق میں رائے دی ۔ صرف ایک ہزار پانچ سو سڑسٹھ اس کے خلاف تھے ۔ اس دستور میں نپولین کو عملاً مختار کل بنا دیا گیا ۔ اس کے ساتھ چار جماعتیں تھیں :

۱۔ سینٹ ، جس کے اسی ممبر تھے۔ مختلف حلقوں یا قانون ساز مجلسوں یا بڑے بڑے افسروں نے جو نام بھیجے تھے ، ان میں سے سینٹ کے ممبر چن لیے گئے اور انہیں تا حیات الگ نہ کیا جا سکتا تھا ۔

۲۔ ٹریبونیٹ ، یعنی مجلس وکلاے جمہور ۔ اس کے ایک سو ممبر تھے۔ حکومت کے پاس جو تجاویز پیش ہوتیں اس مجلس میں ان پر بحث کی جاتی ، لیکن کسی تجویز پر ووٹ نہ دیے جاتے تھے۔

۳۔ قانون ساز ایوان[۱] ۔ اس کے تین سو ممبر تھے۔ یہ ہر تجویز کو منظور یا نا منظور کرتے تھے ، لیکن کسی پر بحث نہ کر سکتے تھے۔

۴۔ کونسل آف سٹیٹ ، یہ نپولین نے خود مقرر کی تھی اور وضع قوانین کے کام میں اس کی سب سے بڑی معاون یہی جماعت تھی ۔

۱- Legislative Chamber -

انتخابات یوں ہوے کہ سب سے پہلے مختلف حلقوں نے اپنے ہاں کے ممتاز آدمی چنے، پھر ہر حلقے کے ممتاز آدمیوں کو یہ موقع دیا گیا کہ اپنے میں سے دس فی صد منتخب کر لیں - آخر میں تمام حلقوں کے منتخب شدہ افراد میں سے دس فی صد چنے گئے اور انہیں فرانس کے ممتاز وکلاء قرار دیا گیا - اس آخری گروہ میں سے سینٹ قانون ساز ایوانوں کے لیے ممبر چنتا تھا -

نپولین نے مختلف انتظامی حلقوں کے لیے الگ الگ ناظم مقرر کر دیے - سارے انتظامی ڈھانچے کی حیثیت مرکزی تھی - محاصل کے لیے نیا نظام تجویز ہوا - تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ نظام بہت ہی اچھا تھا اور خفیف سی ترمیمات کے ساتھ یہ اب تک قائم ہے - سول سروس کے لیے زیادہ تر افراد انقلابیوں میں سے چنے گئے-

لڑائیاں نپولین نے صلح کے لیے تحریک کی ، لیکن یہ تحریک ٹھکرا دی گئی - اس کا مطلب یہ تھا کہ لڑائیاں جاری ہیں - چنانچہ نپولین نے مختلف فوجوں کو پیش قدمی کا حکم دے دیا - خود چالیس ہزار فوج کے ساتھ مئی ۱۸۰۰ء میں سان برنارڈ۱ کے درے سے گزر کر اٹلی میں ایسی جگہ پہنچ گیا ، جہاں سے آسٹروی فوج کے بازو پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا تھا - چنانچہ آگے بڑھتے ہی اس نے میلان پر قبضہ کر لیا اور ایلپس کی جنوبی جمہوریت بحال کر دی - ۱۴ جون کو میرنگو۲ کے مقام پر آسٹرویوں سے

۱- St. Bernard - کوہستان ایلپس میں اس نام کے دو درے ہیں - ایک کو سان برنارڈ کلاں اور دوسرے کو سان برنارڈ خورد کہتے ہیں - نپولین نے سان برنارڈ کلاں کو عبور کیا تھا -

۲- Marengo -

فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ جس میں نپولین نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ اسی کامیابی نے صلح کا راستہ ھموار کر دیا ۔

سوریو نے جرمنی میں پیش قدمی کی ۔ میونخ پر قبضہ کر لیا اور ھوھن‌لنڈن۱ کی لڑائی میں آسٹرویوں کو شکست دی ۔ آخر فروری ۱۸۰۱ء میں صلح ھوگئی، جس کے مطابق قدیم " مقدس رومی سلطنت " بالکل ختم ھو گئی ۔ اسے معاھدۂ لونےول۲ کہا جاتا ھے ۔ اس کی شرطیں یہ تھیں ۔

۱۔ کیمپوفورمیو کے معاھدے کے مطابق آسٹریا نے جن علاقوں سے دست برداری اختیار کی تھی ، ان سے دست برداری کی تصدیق کر دی ۔
۲۔ دریائے رھائن کا مغربی کنارا فرانس کے حوالے کر دیا گیا اور دریا کا درمیانی حصہ سرحد قرار پایا ۔
۳۔ جن رئیسوں کے علاقے رھائن کے مغربی کنارے پر تھے انھیں معاوضے میں جرمنی کے اندر زمینیں دے دی گئیں۔
۴۔ فرانس نے جتنی جمہوریتیں بنائی تھیں ، آسٹریا نے ان سب کو تسلیم کر لیا ۔

غرض اس معاھدے کے مطابق آسٹروی شہنشاھی نے پچیس ھزار ایک سو اسی میل رقبہ چھوڑا جس میں پینتیس لاکھ باشندے آباد تھے ۔ ھسپانیہ نے لوئی‌سی‌آنا۳ کا علاقہ فرانس کے حوالے کر دیا ۔

۱۸ مارچ ۱۸۰۱ء کو نیپلز کے ساتھ ایک معاھدہ فلارنس کے مقام پر ھوا ۔ اس کے مطابق نیپلز نے وسط اٹلی کے تمام مقبوضات

۱- Hohenlinden -
۲- Luneville -
۳- Louisiana -

فرانس کے حوالے کر دیے - جزیرہ ایلبا بھی فرانس کو مل گیا۔ حکومت نیپلز نے اقرار کر لیا کہ اپنی کسی بندرگاہ میں برطانیہ اور ترکی کے جہازوں کو آنے نہ دے گا اور مختلف اطالوی شہروں میں فرانسیسی فوجیں متعین کر دی گئیں -

برطانیہ کے خلاف جمعیت

فرانس کی ان کامیابیوں کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ کے خلاف ایک جمعیت بن گئی جس میں روس اور شمالی سمت کے بعض دوسرے ملک شامل تھے - پروشیا بھی اس جمعیت میں شامل ہو گیا اور اس نے ہینوور پر قبضہ کر لیا جو برطانوی بادشاہوں کا جدی علاقہ تھا - برطانیہ نے ڈنمارک پر اس لیے حملہ کیا کہ ڈنمارک روس کا حلیف تھا اور روس برطانیہ کے خلاف جمعیت میں شامل تھا - زار روس نے یہ حالت دیکھی تو جمعیت سے علیحدگی اختیار کر لی - ساتھ ہی جمعیت ختم ہو گئی -

پوپ سے میثاق

۱۸۰۱ء میں نپولین پوپ کے ساتھ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا - میثاق کے مطابق قرار پایا کہ فرانس کے بڑے بڑے مذہبی عہدوں پر آدمی حکومت فرانس مقرر کرے گی، البتہ اس تقرر کی تصدیق پوپ سے حاصل کی جائے گی- پادریوں کو تنخواہیں حکومت فرانس دے گی - جن لوگوں نے گرجاؤں کے اوقاف خرید لیے تھے، پوپ نے انھیں درست تسلیم کر لیا - چنانچہ پائس ہفتم کو فیرارا ، بولون اور رومانا کے سوا تمام علاقے واپس دے دیے گئے -

معاہدۂ صلح

صلح کے لیے گفت و شنید جاری تھی - ۲۷ مارچ ۱۸۰۲ء کو امیانز[1] کے مقام پر معاہدہ ہو گیا - اس طرح

1- Amiens -

یورپ بھر میں امن کی صورت پیدا ہو گئی ۔ اس معاهدے کی شرطیں یہ تھیں کہ برطانیہ نے فرانس یا اس کے حلیفوں کے جو علاقے فتح کیے تھے ، واپس کر دیے ۔ ان میں سے ٹرنیڈاڈ[1] ہسپانیہ کے حوالے ہو گیا اور سیلون کو بٹیویائی جمہوریت کی تحویل میں دے دیا گیا۔ فرانس نے سات یونانی جزیروں کی جمہوریت تسلیم کر لی اور مالٹا ان جنگجوؤں کے سپرد کر دیا جو صلیبی جنگوں کے زمانے سے وہاں بیٹھے تھے ۔ ساتھ ہی ترکی اور فرانس کے درمیان صلح ہو گئی ۔

متفرق واقعات بعد کے واقعات اختصاراً ذیل میں درج ہیں :

۱- نپولین کو تاحیات قونصل بنا دیا گیا اور یہ حق بھی دے دیا گیا کہ اپنا جانشین مقرر کر دے (۲ اگست ۱۸۰۲ء) ۔

۲- سینٹ کے اختیارات بڑھا دیے گئے اور قانون ساز مجلسوں کی اہمیت کم ہو گئی ۔

۳- نپولین کو اطالوی جمہوریت کا صدر بنا دیا گیا ۔ یہ وہی جمہوریت تھی جو ابتدا میں کوہستان ایلپس کے جنوب کی جمہوریت کہلاتی تھی ۔ ایلبا اور پیدماں[2] فرانس میں شامل ہو گئے ۔

۴- فروری ۱۸۰۴ء میں نپولین کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ہوا جس میں مختلف آدمی شریک تھے ۔ ان میں فرانس کا جرنیل موریو بھی تھا ۔ وہ بھاگ کر امریکہ جا پہنچا ۔ دو امیر اور ایک جرنیل مارے گئے ۔

نپولین کی شہنشاہی ۱۸ مئی ۱۸۰۴ء کو سینٹ اور مجلس وکلاء نے نپولین کو فرانس کا شہنشاہ بنا دیا ۔ ۲ دسمبر

۱- Trinidad ۔   ۲- Piedmont ۔

کو پوپ پائس ہفتم نے پیرس میں تاج پوشی کی رسم ادا کی ۔ پینتیس لاکھ بہتر ہزار آدمیوں نے استصواب میں اس کی تصدیق کے لیے رائے دی ۔ صرف دو ہزار پانچ سو انہتر ووٹ خلاف تھے ۔ یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ شہنشاہی موروثی ہوگی ۔ شہنشاہ کے بیٹے جانشین بنیں گے ۔ نیز وہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں کو اپنا متبنیٰ بنا سکے گا ۔ نپولین کے بعد اس کے بھائیوں میں سے پہلے جوزف پھر لوئی جانشینی کے حقدار ہوں گے ۔

ساتھ ہی پرانے شہنشاہی طریقے اور قاعدے ازسرنو زندہ ہو گئے ۔ فرانس کی شہنشاہی کے علاوہ نپولین کو اٹلی کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ۔ اس نے اپنے سوتیلے بیٹے یوجین کو اٹلی میں اپنا نائب السلطنت مقرر کر دیا ۔ جمہوریہ لیگوریا بھی فرانس میں شامل ہو گئی ۔

فرانس میں انقلابیوں نے جمہوریت قائم کی تھی تو تقویم بھی بدل ڈالی تھی ۔ مہینوں کے نام نئے رکھے تھے ۔ ہر مہینہ تیس دن کا تھا ۔ لوند کے پانچ دن تعطیلات کے رکھ دیے گئے اور ان کا کوئی حساب نہ ہوتا تھا ۔ ہر دسویں دن چھٹی منائی جاتی تھی ۔ شہنشاہی کی بحالی کے ساتھ یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا ۔

نپولین کا عہدِ شہنشاہی

فرانس کے خلاف تیسرا اتحاد اب یورپی طاقتوں نے فرانس کے خلاف تیسری مرتبہ اتحاد قائم کر لیا ۔ برطانیہ ۱۶ مئی ۱۸۰۳ء سے اعلان جنگ کیے بیٹھا تھا، اب آسٹریا، روس اور سویڈن بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے ۔ ھسپانیہ نے فرانس کا ساتھ دیا ۔ فرانسیسی فوجیں مشہور سپہ سالاروں کے ماتحت تیزی سے دریائے رھائن کی طرف روانہ ھوگئیں تاکہ آسٹروی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ اٹلی میں بھی ایک فوج آسٹرویوں کے مقابلے کے لیے موجود تھی ۔ نپولین نے معمول کے مطابق خود آگے بڑھ کر تمام فوجوں کی کمان سنبھال لی اور بویریا کی طرف بڑھا جس پر آسٹرویوں نے حملہ کر دیا تھا ۔ ۱۷ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو بمقام اُلم ۱ آسٹرویوں نے شکست کھائی اور ان کی تیس ھزار فوج کو ھتھیار ڈالنے پڑے ۔

اُلم کے بعد فرانسیسی فوج دریائے ڈینیوب کے ساتھ ساتھ ویانا کی طرف بڑھی ۔ اس اثناء میں روس کی فوجیں آسٹریا کی مدد کے لیے موریویا میں داخل ھو گئیں ۔ ان میں سے ایک فوج کی کمان خود روس کا زار الگزانڈر کر رھا تھا ۔ آسٹرلٹز۲ کے مقام پر ۲ دسمبر کو جنگ ھوئی ۔ آسٹروی اور روسی فوجوں نے شکست فاش

۱- Ulm -   ۲- Austerlitz -

کھائی - آسٹریا نے جلدی سے متارکہ پر رضامندی ظاہر کی اور روسی پیچھے ہٹ گئے - آسٹرلٹز نپولین کی نہایت عظیم الشان کامیابیوں میں سے ایک ہے -

۲۶ دسمبر کو فرانس اور آسٹریا کے درمیان صلح ہو گئی - اس کے مطابق آسٹریا نے وینس کا وہ پورا علاقہ چھوڑ دیا جو کیمپوفورمیو کے معاہدے میں اسے ملا تھا - آسٹریا اور ڈلمیشیا بھی چھوڑ دیے اور نپولین کو اٹلی کا بادشاہ تسلیم کر لیا - اس کے علاوہ آسٹریا نے کچھ علاقے بویریا ، ورٹمبرگ اور بیڈن کو بھی دے دیے -

نیپلز کے بوربون شاہی خاندان کو معزول کر کے نپولین نے اپنے بڑے بھائی جوزف کو نیپلز کا بادشاہ بنا دیا - نپولین کا تیسرا بھائی لوئی ہالینڈ کا بادشاہ بن گیا - نپولین نے اپنے سپہ سالاروں کو بھی اونچے درجے کے خطابات دیے - جرمنی کے مختلف رؤساء کو ملا کر ایک وفاق کی شکل دیدی گئی جس کا نام وفاق رہائن[۱] رکھا گیا - یوں وہ شہنشاہی ختم ہو گئی جس کا سلسلہ تیرھویں صدی سے ہیپس برگ خاندان میں چلا آ رہا تھا اور جسے مقدس رومی سلطنت کہتے تھے -

رُوس اور پروشیا کے خلاف جنگ

۱۸۰۶ء میں نپولین کو پروشیا کے خلاف میدان جنگ میں آترنا پڑا - اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ فرانس نے کچھ علاقے ہتھیا لیے تھے اور قریباً نصف جرمنی میں فرانسیسی فوجیں موجود تھیں - پروشیا کی فوج کا سپہ سالار ڈیوک آف برنزوک[۲] تھا - پروشیا نے ۱۰ اکتوبر کو پہلی شکست کھائی -

---

۱- Confederation of Rhine -

۲- Brunswick -

۱۴ اکتوبر کو جینا۱ اور آرسٹاٹ۲ کی لڑائیوں میں پروشیا کی فوج بری طرح هاری ۔ جینا بھی نپولین کی بہت بڑی لڑائیوں میں سے ایک ھے ۔ ۲۷ اکتوبر کو نپولین برلن پر قابض ھو گیا ۔ وھیں سے ۲۱ نومبر کو اس نے برطانیہ کی ناکہ بندی کا فرمان جاری کیا اور اعلان کر دیا کہ براعظم یورپ کی تمام بندرگاھیں برطانیہ کی تجارت کے لیے بند ھیں ۔

ٹرے فالگر، آئی لا، فریڈلینڈ نپولین کے پاس بحری قوت زیادہ اچھی نہ تھی۔ ھسپانیہ اور فرانس کے متحدہ بیڑے کو ایک لڑائی بمقام ٹرے فالگر۳ انگریزی بیڑے سے پیش آئی (۲۱ اکتوبر ۱۸۰۵ء) ۔ انگریزی بیڑے کی کمان مشہور امیر البحر نیلسن کے ھاتھ میں تھی ۔ فرانسیسی اور ھسپانوی بیڑے نے شکست کھائی ۔ اسی لڑائی میں امیر البحر نیلسن مارا گیا ۔

پروشیا کی شکست کے بعد روس آگے بڑھا کہ پروشیا کو ہر ممکن امداد دے ۔ فروری ۱۸۰۷ء میں آئی لا۴ کے مقام پر ایک خونریز جنگ ھوئی ۔ فرانسیسیوں نے ترکوں کو اتحادیوں سے الگ کر لیا تھا ، اس وجہ سے انگریزی بیڑا در دانیال سے گزر کر قسطنطنیہ کے سامنے پہنچ گیا ، نیز انگریزوں نے سکندریہ پر قبضہ کر لیا ۔

۱۴ جون کو فریڈ لینڈ۵ میں روسیوں سے جنگ ھوئی ، جس میں روسی بری طرح شکست کھا گئے ۔ نپولین نے دریائے نیمن تک پورا علاقہ لے لیا ھے ۔

۱- Jena - ۲- Auerstadt -
۳- Trafalgar - ۴- Eylau -
۵- Friedland

معاہدۂ ٹلسٹ آخر جولائی ۱۸۰۷ء میں بمقام ٹلسٹ[۱] فرانس اور روس، نیز فرانس اور پروشیا کے درمیان معاہدۂ صلح ہو گیا۔ اس کے مطابق:

۱- روس نے وارسا کی ریاست کو تسلیم کر لیا۔ یہ ریاست پروشیا کے ان علاقوں کو الگ کرکے بنائی گئی تھی جو پولینڈ کی تقسیم میں پروشیا کو ملے تھے۔

۲- ڈانزگ آزاد شہر قرار پایا۔

۳- مشرقی پروشیا کا تھوڑا سا علاقہ روس کو دے دیا گیا۔

۴- روس نے جوزف بونا پارٹ کو نیپلز اور لوئی بونا پارٹ کو ہالینڈ کا بادشاہ تسلیم کر لیا، بلکہ جیروم بونا پارٹ کے لیے ویسٹ فیلیا کی بادشاہی تجویز کی گئی تھی، روس نے اسے بھی تسلیم کر لیا۔ وفاق رھائن کی بھی تصدیق کر دی اور ترکوں کے ساتھ فیصلے کرانے میں نپولین کو حکم مان لیا۔ اسی طرح نپولین نے برطانیہ کے ساتھ فیصلے میں الگزانڈر کو مجاز تسلیم کر لیا۔

اس معاھدے کی ایک خفیہ دفعہ بھی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر برطانیہ اس صلح کو تسلیم نہ کرے تو روس برطانیہ کے خلاف فرانس سے اتحاد کر لے گا۔

پروشیا کے ساتھ جو معاھدہ ھوا، اس کے مطابق دریاے رھائن اور دریاے ایلب کے درمیان تمام زمینوں کی تقسیم کا اختیار نپولین کو مل گیا۔ پولینڈ کے جو علاقے پروشیا نے لے لیے تھے، وہ الگ کرا لیے گئے۔ پروشیا کی تمام بندرگاھیں برطانوی جھازوں اور برطانوی تجارت کے لیے اس وقت تک بند کر دی گئیں، جب تک برطانیا

۱- Tilsit.

صلح پر آمادہ نہ ہو جائے اور پروشیا کو صرف بیالیس ہزار فوج رکھنے کی اجازت دی گئی۔ نیز اس پر بھاری تاوان عائد کیا گیا۔

نئی بادشاہیاں ویسٹ فیلیا میں نئی بادشاہی قائم کر دی گئی اور نپولین نے اپنے چھوٹے بھائی جیروم کو اس کا بادشاہ بنا دیا۔ پرتگال نے برطانوی تجارت کی بندش کے متعلق نپولین کا حکم قبول نہ کیا۔ اس پر فرانسیسی فوجوں نے پرتگال کو قبضے میں لے لیا۔ شاہی خاندان برازیل بھاگ گیا۔ ایک لاکھ فرانسیسی فوج یہ کہتی ہوئی مارچ ۱۸۰۸ء میں ہسپانیہ پہنچ گئی کہ ہسپانوی ساحل کو انگریزوں کی دست برد سے بچانا مقصود ہے۔ چارلس چہارم شاہ ہسپانیہ نے اپنے بیٹے فرڈیننڈ کے حق میں تاج و تخت سے دست برداری اختیار کر لی۔ نپولین نے باپ بیٹے دونوں کو فرانس بلوایا اور دونوں سے دست برداری حاصل کر کے اپنے بھائی جوزف کو ہسپانیہ کا بادشاہ بنا دیا اور نیپلز کی بادشاہی میورا[۱] کو دے دی، جو نپولین کا مشہور جرنیل نیز اس کا بہنوئی تھا۔ اس پر ہسپانیہ میں ہنگامۂ عام بپا ہو گیا۔

پرتگال و ہسپانیہ میں جنگ پرتگال اور ہسپانیہ میں بھی فرانسیسیوں کے خلاف جنگ شروع ہو گئی، جو ۱۸۰۸ء سے ۱۸۱۳ء تک رہی۔ برطانیہ نے ایک فوج سر آرتھر ولیزلی (بعد ازاں ڈیوک آف ولنگٹن) کی سرکردگی میں پرتگال بھیج دی۔ ہسپانیہ میں جو بغاوت ہوئی تھی اس پر قابو پا لیا گیا۔ ارفرٹ[۲] کے مقام پر ستمبر ۱۸۰۸ء میں نپولین اور زار روس کے درمیان مشورت کے لیے ایک کانفرنس ہوئی جس میں چار بادشاہ اور چونتیس رئیس شامل تھے۔ بہ ظاہر مقصد یہ تھا کہ فرانس اور

۱- Murat -

۲- Erfurt -

روس کے درمیان اتحاد پختہ ہو جائے ، لیکن فرانس کا ایک مدبر عین اس زمانے میں زار روس کو اس امر پر آمادہ کر رہا تھا کہ آسٹریا کے خلاف زیادہ سختی نہ کرنی چاہیے -

کانفرنس کے بعد نپولین خود ہسپانیہ پہنچا - میڈرڈ از سر نو فرانسیسیوں کے قبضے میں آ گیا - برطانوی جرنیل سرجان مور نے شمالی و مغربی سمت سے حملہ کیا تھا - نپولین نے اس طرف توجہ کی تو مور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا - جنگ کارونا[1] میں اسے شکست ہوئی اور وہ مارا گیا - نپولین ہسپانیہ سے واپس ہوا تو غیر فیصلہ کن لڑائیاں وہاں ہوتی رہیں -

آسٹریا سے جنگ

اپریل ۱۸۰۹ء میں آرچ ڈیوک چارلس نے جرمن قوم سے اپیل کی کہ آزادی کے لیے جنگ شروع کرو اور ایک لاکھ ستر ہزار فوج کے ساتھ بویریا پر حملہ بول دیا - نپولین نے چار لڑائیوں میں آسٹرویوں کو شکست دے کر بوہیمیا پہنچا دیا اور ویانا پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مزید لڑائیاں ہوئیں ، جن میں سے ایسپرن۲ ، ایسلنگ۳ اور واگرام۴ کی لڑائیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں آسٹروی بری طرح تباہ ہوئے - ۱۴ اکتوبر ۱۸۰۹ء کو وہ صلح پر آمادہ ہو گئے اور تیس ہزار مربع میل کا مزید رقبہ چھوڑ کر صلح کی -

یورپ کی عام کیفیت

اپریل ۱۸۱۰ء میں نپولین نے اپنی پہلی بیوی جوزی‌فین کو طلاق دی ، اس لیے کہ اس سے اولاد نہ ہوئی تھی اور نہ ہونے کی امید تھی - ساتھ ہی فرانسس اول شہنشاہ آسٹریا کی بیٹی ماری لوئیس

۱- Corunna -   ۲- Aspern -
۳- Essling -   ۴- Wagram -

سے شادی کر لی - مارچ ۱۸۱۱ء میں وارث تاج و تخت پیدا ہوا ، جسے پیدائش کے ساتھ ہی شاہ روم کا خطاب دے دیا گیا -

یکم جولائی ۱۸۱۰ء کو نپولین کے بھائی لوئی شاہ ہالینڈ نے تاج و تخت چھوڑ دیا - نپولین نے ہالینڈ کی تمام بندرگاہیں برطانوی تجارت کے لیے بند کر دی تھیں - لوئی کے نزدیک یہ بندش ہالینڈ کے لیے نقصان رساں تھی ، لہٰذا اس کے قبول سے انکار کر دیا - نپولین نے ہالینڈ کو فرانس کی سلطنت میں شامل کر لیا -

سویڈن کا بادشاہ گسٹاوس چہارم تخت چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اس کا چچا چارلس سیزدہم بادشاہ بنا - اس نے روس سے صلح کرلی - فرانس کے ساتھ بھی ایک معاہدہ ہوگیا جس کے مطابق سویڈن نے بھی برطانیہ کے ساتھ تجارت بند کر دی - ۱۸۱۰ء میں سویڈن کے لیے ایک ولی عہد چنا گیا - وہ اچانک فوت ہو گیا تو فرانس کے ایک سپہ سالار برنادوت[۱] کو ولی عہد بنا دیا گیا -

پوپ کے ساتھ جو سمجھوتا ہوا تھا ، اس پر عمل میں بڑی مشکلات پیش آئیں - کشمکش اس وقت شروع ہوئی ، جب پوپ نے بندش تجارت کے فرمان کی تصدیق سے انکار کر دیا - نپولین نے پوپ کی تمام جاگیریں ضبط کرکے سلطنت میں شامل کر لیں - پوپ نے نپولین کو مذہب سے خارج قرار دے دیا - یہ اس کے پاس آخری حربہ تھا ، مگر اسے گرفتار کرکے جنوآ کے قریب قید کر دیا گیا - ۱۸۱۲ء میں اسے پیرس لے گئے -

روس پر حملہ اس اثنا میں روس سے کشمکش پیدا ہو گئی ، جس کے کئی اسباب تھے ، مثلاً :

۱- زار اور نپولین دونوں کی خواہش تھی کہ یورپ کے لیڈر

۱- Bernadotte -

مانے جائیں۔

۲۔ زار کے دل میں یہ بے اطمینانی پیدا ہو چکی تھی کہ آسٹریا کی شہزادی سے شادی کے باعث نپولین آسٹریا کا زیادہ حامی بن گیا ہے۔

۳۔ روس برطانیہ کے ساتھ بندش تجارت پر پوری طرح عمل پیرا نہ تھا۔

۴۔ زار چاہتا تھا کہ قسطنطنیہ میں جو چاہے کرے، نپولین اس پر راضی نہ ہوا۔

۵۔ زار کے دل میں شبہ پیدا ہو چکا تھا کہ نپولین پولینڈ کی سابقہ حکومت بحال کرنا چاہتا ہے۔

غرض ان اسباب کی بنا پر لڑائی کی نوبت آ گئی۔ نپولین نے جنگ کی تیاری کر لی۔ آسٹریا نے اس غرض کے لیے تیس ہزار اور پروشیا نے بیس ہزار فوج دی۔ سویڈن نے روس کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ ڈنمارک غیر جانبدار رہا۔ روس نے ترکوں سے صلح کر لی۔ برطانیہ نے بھی روس اور سویڈن سے صلح کا اعلان کر دیا۔

نپولین چار لاکھ بیس ہزار فوج لے کر روانہ ہوا۔ کمکی دستے ملا کر یہ فوج چھ لاکھ کے قریب ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے یورپ میں اتنی بڑی فوج کبھی جمع نہ ہوئی تھی۔ جون ۱۸۱۲ء میں نپولین نے دریائے نیمن کو عبور کرکے ولنا پر قبضہ کر لیا۔ اگست میں سمولنسک تباہ کر دیا گیا۔ بورد ڈینو کی لڑائی میں روسیوں نے شکست کھائی اور فرانسیسی ماسکو پر قابض ہو گئے۔ قبضے کے ساتھ ہی کسی نے شہر کو آگ لگا دی۔ اس سے بڑی تباہی ہوئی۔ نپولین نے صلح کی پیشکش کی، زار نے وہ پیشکش ٹھکرا دی۔ آخر ۱۹ اکتوبر کو نپولین کے لیے واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ واپسی میں برف باری کے باعث فوج بری

طرح تباہ ہوئی ۔ نپولین فوج کو سپہ سالاروں کے حوالے کر کے ۱۸ دسمبر ۱۸۱۲ء کو پیرس پہنچ گیا ۔ چھ لاکھ آدمیوں میں سے صرف ایک لاکھ بچ کر واپس پہنچے ۔

اس اثناء میں برطانوی فوج نے حالات سے فائدہ اُٹھا کر ہسپانیہ میں پیش قدمی جاری رکھی اور مختلف لڑائیوں میں فرانسیسیوں کو شکست دی ۔

نپولین کی عام مخالفت

ظاہر ہے کہ فوج کی تباہی کے بعد عام ہنگامہ بپا ہونا خلاف اُمید نہ تھا ۔ پروشیا اور روس نے آپس میں اتحاد کر لیا ۔ آسٹریا اور برطانیہ کو بھی اس اتحاد میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ۔ سویڈن اور برطانیہ کے درمیان بھی معاہدہ ہوگیا ۔ ۱۲ اگست ۱۸۱۳ء کو آسٹریا نے بھی فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور برنا دوت جو سویڈن کی ولی عہدی کے لیے نپولین کا ممنون تھا ، خود تیس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں اتر آیا ۔ ۱۸۱۳ء اور ۱۸۱۴ء میں نپولین نے یورپ کی متحدہ قوت کے خلاف متعدد لڑائیاں کیں ، لیکن ان سے صورت حال پر کوئی خوشگوار اثر نہ پڑا ۔ ایک طرف روس ، آسٹریا ، پروشیا اور سویڈن کی متحدہ قوت تھی ۔ دوسری طرف برطانیہ ، ہسپانیہ اور پرتگال برسر پیکار تھے ۔ نومبر ۱۸۱۳ء میں اتحادیوں نے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ فرانس ، ایلپس اور رھائن کو مشرق سرحد تسلیم کر لے ۔ نپولین نے یہ پیشکش قبول نہ کی تو اتحادیوں نے فرانس پر حملے کا فیصلہ کر لیا ۔

بادشاہی سے دست برداری

۱۸۱۴ء میں نپولین نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ اتحادیوں کو پے در پے شکستیں دیں ۔ فروری میں پھر اتحادی تیار ہو گئے تھے کہ فرانس ۱۷۹۲ء کی سرحدیں قبول کر لے تو صلح کر لی جائے ۔

یہ پیشکش بھی بے نتیجہ رہی ۔ آخر ۳۱ مارچ ۱۸۱۴ء کو اتحادی فوجیں پیرس میں داخل ہو گئیں ۔ سینٹ نے مشہور فرانسیسی مدبر ٹیلیراں[1] کے زیر اثر اعلان کر دیا کہ نپولین اور اس کے اعل خاندان تاج و تخت فرانس کے لیے ہر حق زائل کر چکے ہیں ۔ نپولین نے فیصلہ کر لیا کہ پیرس کو اتحادیوں کے قبضے سے آزاد کرائے ، لیکن اس کے سپہ سالار ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہوے ۔ ناچار ۶ اپریل ۱۸۱۴ء کو نپولین اپنے بیٹے کے حق میں دست بردار ہو گیا ۔ اتحادیوں نے یہ دست برداری قبول نہ کی تو اس نے غیر مشروط دست برداری دے دی ۔ اتحادیوں نے اسے ایلبا کا جزیرہ رہنے کے لیے دے دیا اور فرانس کی طرف سے بیس لاکھ فرینک سالانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا ۔ اس کی بیوی ماری لوئیس کو تین ریاستیں دے دی گئیں ۔ یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ نپولین اور اس کی بیوی کے لیے شہنشاہی کے القاب باقی رہیں گے ۔ ۴ مئی ۱۸۱۴ء کو نپولین فرانس چھوڑ کر ایلبا پہنچ گیا ۔

اتحادیوں کے فیصلے

نپولین کے جاتے ہی لوئی شانزدہم مقتول شاہ فرانس کے بھائی کو لوئی ہیژدہم کے لقب سے فرانس کا بادشاہ بنا دیا گیا ۔ صلح میں فرانس کے لیے ۱۷۹۲ء کی حدیں قائم رکھی گئیں اور اسے وہ علاقے بھی مل گئے جو ۱۷۸۹ء میں اس کے پاس نہ تھے ۔ فرانس نے نیدر لینڈز ، سوزرڈ لینڈ ، جرمن ریاستوں اور اطالوی ریاستوں کی آزادی تسلیم کر لی ۔ برطانیہ نے فرانس کی تمام نو آبادیاں واپس کر دیں ، صرف تھوڑے سے علاقے باقی رکھے ۔ مالٹا بھی برطانیہ ہی کے پاس رہا ۔ اتحادیوں نے تاوان چھوڑ دیا ۔ فرانس نے غلاموں

۱- Talleyrand -



نپولین کی سلطنت

شاهان هسپانیه

(بوربون خاندان)

لوئی چهاردهم ، شاه فرانس

لوئی
وفات ۱۷۱۱ء

- فلپ پنجم
  شاه هسپانیه
  ۱۷۰۰ء—۱۷۴۶ء
  - چارلس سوم
    ۱۷۵۹ء—۱۷۸۸ء
    - اِرڈیننڈ اول
      شاه سسلی
    - چارلس چهارم
      ۱۷۸۸ء—۱۸۰۸ء
      - فرڈیننڈ هفتم
        ۱۸۱۴ء—۱۸۳۳ء
        - ازابلا دوم
          ۱۸۳۳ء—۱۸۶۸ء
  - فرڈیننڈ ششم
    ۱۷۴۶ء—۱۷۵۹ء
  - لوئی اول
    وفات ۱۷۲۴ء
- لوئی
  وفات ۱۷۱۲ء
  - لوئی پانزدهم

کی تجارت موقوف کر دی ۔

اس کے بعد ویانا میں ایک بین الاقوامی کانگرس منعقد ہوئی ، جس میں یورپ کے باقی مسئلوں کو طے کرنا منظور تھا ۔ اس کانگرس میں آسٹریا اور پروشیا کی بادشاہیاں بحال کر دی گئیں ۔ نیدر لینڈز کی الگ بادشاهی بنا دی گئی ۔ برطانیہ نے تمام ولندیزی نو آبادیاں واپس کر دیں ۔ سیلون اور راس امید اپنے پاس رکھے ۔ جرمن ریاستوں کا وفاق بن گیا ، جس نے " مقدس رومی سلطنت " کی جگہ لے لی ۔ پولینڈ کی ریاست زار روس کے حوالے کر دی گئی اور زار کو وهاں کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ۔ ناروے سویڈن کے پاس رہا ۔ سوئزرلینڈ کو بائیس حلقوں کا ایک آزاد وفاق تسلیم کیا گیا ۔ ہسپانیہ اور سارڈینیا کی سابقہ حکومتیں بحال ہو گئیں ۔

ایک سو دن

ویانا کی کانگرس ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ اطلاع ملی ، نپولین ایلبا سے واپس آ گیا ہے ۔ سر زمین فرانس پر قدم رکھتے ہی قوم اس کے استقبال کے لیے تیار ہو گئی ۔ وہ صرف پندرہ سو آدمی ساتھ لایا تھا اور کان[۱] پر اترتے ہی پیرس کی طرف روانہ ہو گیا ۔ جو فوجیں اس کے مقابلے کے لیے بھجی گئی تھیں ، وہ اس کے ساتھ ہو گئیں ۔ لوئی ہیژدہم کو پیرس چھوڑ کر بھاگنا پڑا ۔ ۲۰ مارچ ۱۸۱۵ء کو نپولین پیرس پہنچ گیا ۔ اس کا یہ اقتدار بہت تھوڑی مدت کے لیے تھا اور عام طور پر اسے ایک سو دن کے اقتدار سے تعبیر کیا جاتا ہے (۲۰ مارچ—۲۹ جون) ۔

یہ خبر سنتے ہی آسٹریا، برطانیہ، پروشیا اور روس نے نئے سرے سے اتحاد کر لیا ۔ چاروں نے اقرار کیا کہ ہر ایک ، ایک لاکھ اسی ہزار فوج مہیا کرے گا ۔ تمام یورپی طاقتوں کو اس اتحاد میں

۱- Cannes -

شامل ہونے کی دعوت دے دی گئی ۔ نپولین کو فوراً جنگ کے لیے تیاری کرنی پڑی ۔ وہ ۱۴ جون کو بلجیم پہنچا اور چارلی رائے۱ کے مقام پر دشمن کو پہلی شکست دی ۔ اسی دن پروشیا کے جرنیل بلوخر۲ نے لگنی۳ کے مقام پر شکست کھائی ۔ نپولین کا مشہور جرنیل مارشل نے۴ کواترے براس۵ پر قبضہ نہ کر سکا ۔ ۱۸ جون کو واٹرلو کے میدان میں آخری مقابلہ پیش آ گیا ۔ برطانوی فوج کا کمان دار ولنگٹن تھا ، نپولین نے اس پر حملہ کیا ۔ اپنے ایک سالار کو پروشوی فوج کے روکنے کے لیے متعین کر رکھا تھا ۔ پروشوی فوج اس سے بچتی ہوئی ولنگٹن کی مدد کے لیے واٹرلو کے میدان میں پہنچ گئی ۔ ساتھ ہی جنگ کا نقشہ بدل گیا اور نپولین کی نمایاں کامیابی شکست میں تبدیل ہو گئی ۔

نپولین واٹرلو سے واپس ہوا اور وہ پیرس کے پاس سے ہوتا ہوا فرانس کے مغربی ساحل پر چلا گیا ۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح بچ کر امریکہ پہنچ جائے ۔ برطانوی بیڑے نے ساحل فرانس کی سخت ناکہ بندی کر رکھی تھی ۔ جب کوئی تدبیر نظر نہ آئی تو اس نے اپنے آپ کو انگریزی امیرالبحر کے حوالے کر دیا جو اسے بیلرافن۶ جہاز میں بٹھا کر برطانیہ لے گیا ۔ اتحادیوں نے اسے جزیرہ سینٹ ہلینا بھیج دیا ، جہاں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو اس نے وفات پائی ۔ ۱۸۴۰ء میں اس کا تابوت سینٹ ہلینا سے پیرس لایا گیا اور وہاں ایسا عالی شان مقبرہ بنا جیسا یورپ کے کسی دوسرے بادشاہ کو نصیب نہ ہوا ۔

۱- Charleroi - ۲- Blucher - ۳- Ligny -
۴- Ney - ۵- Quatre Bras -
۶- Bellerophon -

نئی مصالحت اور نئے اتحاد ۷ جولائی کو لوئی ہیژدہم واپس آیا اور ۲۰ نومبر کو دوسرا معاہدۂ صلح پایۂ تکمیل کو پہنچا ۔ اس کے مطابق فرانس سے کچھ علاقے لے لیے گئے اور اس کے لیے ۱۷۹۰ء کی سرحدیں مقرر ہوئیں ۔ مشرق اور شمالی سرحد پر سترہ قلعوں میں پانچ سال کے لیے اتحادی فوجیں رکھنے کا فیصلہ ہوا ۔ ان کا خرچ فرانس کے ذمے ڈالا گیا ۔ ستر کروڑ فرینک بطور تاوان فرانس کے ذمے لگائے گئے اور جو بیش بہا چیزیں نپولین دور فتوحات میں باہر کے ملکوں سے پیرس لے آیا تھا وہ سب واپس لے لی گئیں ۔

جنرل میورا نے ابتدا میں اپنی سلطنت کی خاطر نپولین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا ۔ نپولین کی دوبارہ آمد پر اس کی حمایت کا اعلان کر دیا تو آسٹروی فوجوں نے اسے شکست دی اور نیپلز پر قبضہ کر لیا ۔ میورا بھاگ کر فرانس چلا گیا ۔ اس اثناء میں نپولین شکست کھا چکا تھا ۔ میورا نے آگا دیکھا نہ پیچھا نیپلز پر حملہ کر دیا ، لیکن وہ پکڑا گیا اور اسے گولی سے اڑا دیا گیا ۔

ستمبر ۱۸۱۵ء میں زار نے ایک خاص دستاویز تیار کی تھی جس کا مفاد یہ تھا کہ تمام حکمران اپنی رعایا کے تعلق میں مسیحی اصول پر کاربند رہیں ۔ اسے "مقدس اتحاد" کا نام دیا گیا ۔ آخر میں برطانیہ ، آسٹریا ، پروشیا اور روس کے درمیان ایک اتحاد ہو گیا ، جسے "اتحاد چہارگانہ" کہا جاتا ہے ۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ اگر پیرس کے معاہدے کی خلاف ورزی کی جائے تو چاروں میں سے ہر ایک طاقت ساٹھ ہزار فوج فراہم کرے اور متحدہ افواج

ہر خلاف ورزی کی تلافی کرائیں -

اس سلسلے میں بار بار کانگرسوں کے اجلاس ہوئے جو ۱۸۲۲ء تک جاری رہے ، لیکن کوئی ایسا مستقل نظام نہ بن سکا جو بین‌الاقوامی حیثیت سے صلح و امن کی ذمہ‌داری اٹھا لیتا -

ختم شد

اشاریہ

اشخاص

(ب)

(خ)

(د)

(ڈ)

(ر)

(ز)

(س)

(ش)

(ص)

(ط)

(ع)

(ف)

(ق)

(ن)

(و)

(ہ)

(ی)

اشاریہ

مقامات

(ش)

(ق)

(گ)

(ل)

(ی)